DELHI
UNIVERSITY
LIBRARY.

U
616.

Book I1KK
H.1

DELHI UNIVERSITY LIBRARY

Cl. No. LC 168N30

Ac. No. 26035

Date of release for loan

This book should be returned on or before the date last stamped below. An overdue charge of one anna will be charged for each day the book is kept overtime

1 APR 1981

جملہ حقوق محفوظ ہیں

هُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ

شیخ بوعلی ابن سینا کی عظیم الشان مستند کتاب،
قانون کے پہلے حصہ (کلیات) کا سلیس ترجمہ اور شرح

ترجمہ و شرح

کلیاتِ قانون

حصۂ اوّل

از

حکیم محمد کبیر الدین
مؤلف و پروفیسر طبیہ کالج دہلی و مدیر رسالہ المسیح

سنہ ۱۹۳۰ عیسوی
۱۳۴۹ ھ

ملنے کا پتہ:- دفتر المسیح۔ قرول باغ۔ دہلی

(مطبوعہ محبوب المطابع برقی پریس دہلی)

طبع اول تعداد دو ہزار

قیمت چار روپے

دیباچہ

فن طب کی سب سے بڑی کتاب، شیخ بوعلی سینا کی عظیم الشان تالیف قانون طبی دنیا میں جو کچھ قدر و منزلت رکھتی ہے، اس سے نہ صرف ہمارے اطباء واقف ہیں، بلکہ یہ بے نظیر علمی ذخیرہ یورپ میں کافی شہرت حاصل کر چکا ہے اور مدت ہائے دراز تک یورپ کی درسگاہوں میں مختلف زبانوں میں ترجمہ ہونے کے بعد سرمایۂ نصاب تعلیم رہا ہے +

اس سے قبل قانون کے سب سے زیادہ ضروری اور اہم حصے **حمیات قانون** کا ترجمہ دفتر المسیح شائع کر چکا ہے، جو ملک میں خاص قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے، اور طبیہ کالج دہلی نیز دیگر سرکاری اور غیر سرکاری طبی مدارس کے نصاب تعلیم میں داخل ہے +

ملک کی بہت بڑی خواہش تھی کہ تمام قانون کا اردو ترجمہ اگر اسی مخصوص طرز بیان سے شائع کیا جائے، تو فن طب کی بہت بڑی خدمت حاصل ہو گی چنانچہ اسی خواہش کی تکمیل کے لئے میں نے غایت شوق و محنت اور انتہائی کاوش کے ساتھ اس طرف خاص توجہ کی، اور سب سے پہلے **کلیات قانون** کا ترجمہ مع ضروری شرح کے خاص اہتمام کے ساتھ شائع کیا، جس کی ایک اہم اور زبردست خوبی یہ بھی ہے کہ صفحہ کے دائیں عمود میں اصل عربی عبارت ہے، اور اس کے مقابل بائیں عمود میں فقرہ بہ فقرہ اس کا ترجمہ + یہ ظاہر ہے کہ یہ صورت جس طرح عربی دان طلباء و اطباء کے لئے مفید ہے، اسی طرح اردو جاننے والوں کے لئے بھی +

شیخ کے شہرۂ آفاق، مخصوص اور مغلق طرز بیان نے ہمیشہ شارحین و مفسرین کو سرگرداں اور پریشان رکھا ہے۔ ایسے مقامات میں تمام اقوال پر بہت زیادہ غور کرنے کے بعد جس محقق کی بات مجھے پسند آئی ہے، میں نے اسے اختیار کیا ہے، اور اسکے ساتھ ہی اسکا نام بھی لکھ دیا ہے، تاکہ میری ذمہ داری کسی حد تک کم ہو جائے +
علامہ علی حسین گیلانی، جو قانون کے سب سے مستند شارح ہیں، اور جنکا نام اختصار کیساتھ اکثر مقامات پر محض گیلانی لکھا گیا ہے، میں نے زیادہ تر انہی بزرگ کی رائے پر اعتماد کیا ہے، اور ایسے مقامات بہت کم آئے ہیں، جہاں میں نے انسے اختلاف کیا ہے +
علامہ محمد بن محمود آملی، جنکو میں نے اکثر مقامات پر لفظ آملی کے ساتھ یاد کیا ہے، بہت مشہور شارح ہیں، اور اکثر شارحین کے مختلف اقوال پر بہت شرح و بسط کے ساتھ بحث کیا کرتے ہیں۔ لیکن علامہ علی حسین گیلانی زیادہ تر وہیں اپنے قلم کو حرکت دیتے ہیں، جہاں آملی کی رائے سے اختلاف کرنا مقصود ہوتا ہے +

محمد کبیر الدین ۲۶ - جولائی سنہ ۱۹۳۰ء

بسم الله الرحمن الرحيم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا يَسْتَحِقُّهٗ بِعُلُوِّ شَانِهٖ وَسُبُوْغِ اِحْسَانِهٖ وَصَلَوَاتُهٗ عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

وبعد — اسکے بعد:-

فقد التمس منّي بعض خُلّص اخواني ومن يلزمني اسعافه فيما يسمح به وسعي أنْ اصنفَ في الطب كتابا مشتملاً على قوانينه الكلية والجزئية اشتمالاً يجمع الى الشرح الاختصار والى ايفاء الاكثر حُقّه من البيان الايجاز فاسعفتُه بذلك +

واضح ہو کہ مجھ سے میرے بعض مخلص بھائیوں، اور ایسے دوستوں نے التماس کیا، جنکی حاجت روائی اپنے مقدور اور طاقت کے موافق مجھ پر لازم ہے کہ ایک کتاب علم طب میں ایسی لکھوں جو قوانین کلیہ وجزئیہ پر اس طرح مشتمل ہو کہ اس میں باوجود شرح وبسط کے اختصار مدنظر رہے، اور بیان کا بیشتر حق ادا ہونے کے باوجود ہاتھ سے ایجاز نہ جائے۔ چنانچہ میں نے یہ کتاب لکھ کر اُن کی حاجت پوری کردی +

ورأيتُ ان اتكلم اوّلاً في الامور العامّة الكلية في كلا قسمي الطب اعني القسم النظري والقسم العملي ثم بعد ذلك اتكلم اوّلاً في كليات احكام قوى الادوية المفردة ثم في جزئياتها ثم بعد ذلك في الامراض الواقعة بعضو عضو فابتدأ اوّلاً بتشريح ذلك العضو ومنفعته وآما تشريح الاعضاء المفردة البسيطة فيكون قد سبق منّي ذكره في الكتاب الاول الكلي وكذلك منافعها ثم اذا فرغت من تشريح

میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے علم کی دونوں قسموں نظری اور علمی، کے امور عامہ کلیہ بیان کروں، اس کے بعد ادویہ مفردہ کی قوتوں (اثروں) کے احکام کلیہ میں کلام کروں، اسکے بعد انکے احکام جزئیہ میں۔ اس کے بعد اُن امراض کا ذکر کروں جو ایک ایک عضو میں پیدا ہوتے ہیں، (جنکو **امراض خاصہ** کہتے ہیں، مثلاً امراض مخصوصہ سر، چشم، اذن وغیرہ) چنانچہ جب میں ان امراض خاصہ کا ذکر کرونگا، تو پہلے میں ان اعضاء کی تشریح اور منفعت (منافع الاعضاء) لکھونگا۔ رہے اعضاء مفردہ (بسیطہ)، ان کی تشریح اور منافع اس سے پہلے ہی کتاب اول (کلیات) میں گزر چکی ہوگی؛ اور ہم اس سے فارغ ہو چکے ہونگے۔ پھر میں جب اس عضو کی تشریح سے فارغ ہو چکونگا، تو اکثر مقامات پر

ذلك العضو ابتدأت فی اکثر المواضع بالدلالة علی کیفیة حفظ صحته ثم دللتُ بالقول المطلق علی کلیات امراضه واسبابها وطرق الاستدلالات علیها وطرق معالجاتها بالقول الکلی ایضا فاذا فرغت من هذه الامور الکلیة اقبلتُ علی الامراض الجزئیة ودللتُ اولاً فی اکثرها ایضاً علی الحکم الکلی فی حده واسبابه ودلائله ثم تخلصتُ الی الاحکام الجزئیة ثم اعطیت القانون الکلی للمعالجة ثم نزلت الی المعالجات الجزئیة بدواء دواء بسیط او مرکب وما کان قد سلف ذکره من الادویة المفردة ومنفعتها للامراض فی کتاب الادویة المفردة فی الجداول والاصباغ التی اری استعمالها فیه کما تقف ایها المتعلم علیه اذا وصلت الیه لم اکرره الا قلیلاً منه وما کان من الادویة المرکبة انما الاحری بها ان یکون فی القراباذین الذی اری ان

اس عضو کی کیفیتِ حفظ صحت لکھونگا (مثلاً تشریح دماغ لکھنے کے بعد یہ لکھونگا کہ دماغ کی صحت کی حفاظت کیونکر کی جاسکتی ہے وعلیٰ ہٰذا)۔ اس کے بعد اس عضو کے کلیاتِ امراض، اس کے اسباب، طرق تشخیص (علامات)، اور طرق معالجات کُلّی طور پر (عام بیان کے ساتھ) بیان کرونگا۔ پھر جب اس کلی بیان (امور کلیہ) سے فارغ ہونگا، تو ان کے امراض جزئیہ کی طرف توجہ کرونگا، چنانچہ اس وقت بھی اکثر اوقات حدِ مرض (تعریفِ مرض)، اسباب، اور دلائل (علامات) کے بارہ میں کلی احکام پہلے بتاؤنگا، بعد ازاں ان امراض کے احکام جزئیہ کا ذکر کرونگا، اس کے بعد ان امراض کے علاج بطور قواعد کُلّی بیان کرونگا، پھر معالجات جزئیہ بتاؤنگا، جن میں ادویۂ مفردہ ومرکبہ درج ہونگی۔ ادویۂ مفردہ میں سے جن ادویہ اور جن کے منافع کا ذکر ادویہ مفردہ کی کتاب کے جَداوِل اور اصباغ[51] (رنگین خانوں) میں ہوچکا ہے، اور جن کے استعمال کو میں اس میں مناسب خیال کرتا ہوں، جیسا کہ متعلم کو اس وقت پتہ چل جائیگا، جبکہ وہ یہاں تک پہونچیگا، ان (ادویہ) کو میں معالجات میں مکرر نہ لکھونگا، سوائے اسکے کہ بقدر ضرورت کچھ مکرر آجائیں۔ اور ادویۂ مرکبہ میں سے جنکا ذکر اقراباذین[52] (قرابادین) میں ہونا چاہیئے، اور جنکو میں بتانا مناسب خیال کرتا ہوں، ان کے منافع اور مضار کا ذکر، اور بنانے کی ترکیب آخری کتاب

[51] جداول اَصباغ (صِبْغ = رنگ) سے مراد وہ سولہ رنگین خانے ہیں، جنکا ذکر شیخ نے کتاب ثانی (کتاب الادویہ) کے شروع میں کیا ہے۔ ان سولہ خانوں میں سولہ مخصوص رنگ تھے، اور ہر ایک رنگ میں مخصوص ادویہ کا ذکر تھا، علامہ علی حسین گیلانی کہتے ہیں کہ میں نے اس قسم کا ایک نسخہ دیکھا تھا۔ مگر متأخرین کی پست ہمتی سے یہ چیز ناپید ہوگئی +

[52] اقراباذین، یا، اقراباذین، یونانی لفظ اگرابادین کا معرب ہے، جس کے معنے ہیں: ادویہ مرکبہ کا دفتر (گیلانی) +

أعلمه اخرت ذكرمنافعه ومضاره وكيفية خلطها اليه

(پانچویں کتاب۔ قرابادین) میں لکھونگا +

ورأيت ان افرغ من هذا الكتاب الى كتاب هو ايضًا فى الامور الجزئية مختص بذكر الامراض التى لا تختص بعضو بعينه وهنالك نورد ايضًا الكلام فى الزينة وان اسلك فى هذا الكتاب ايضًا مسلكى فى الكتاب الجزئى الذى قبله

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ امراض خاصہ کی اس کتاب (تیسری کتاب) سے فارغ ہونے کے بعد ایسی کتاب لکھوں، جس میں اگرچہ امور جزئیہ ہی کا ذکر ہوگا، مگر اس میں ایسے امراض کا ذکر ہوگا، جو کسی خاص عضو کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتے (یعنی اس میں امراض عامہ کا ذکر ہوگا)، اور اسی جگہ زینت (اور امراض زینت) میں بھی گفتگو کروں۔ اس کتاب (چہارم) میں بھی میرا مسلک (رویہ) وہی ہوگا جو اس سے قبل کی کتاب جزئی (کتاب سوم) میں رہا ہے +

فاذا تهيأ بتوفيق الله تعالى الفراغ من هذا الكتاب جمعت بعده كتاب الاقراباذين

اور جب خدائے تعالیٰ کی توفیق سے یہ کتاب تیار ہوجائے تو آخر میں ادویہ مرکبہ کی ایک **اقرابادین** (کتاب پنجم) لکھوں +

وهذا الكتاب لا يسع من يدعى هذه الصناعة ويكتسب بها ان لا يكون جله معلومًا محفوظًا عنده فانه يشتمل على اقل مالا بد للطبيب منه واما الزيادة عليه فامر غير مضبوط

جو شخص اس صناعت (طب) کا دعویٰ کرے، اور لوگوں کا علاج کرنا شروع کرے، اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کتاب (قانون) کے بیشتر معلومات اس کے ذہن میں محفوظ ہوں۔ کیونکہ یہ کتاب قلیل ترین ضروریات طبیب پر مشتمل ہے۔ رہا اس سے زیادہ (دوسری چیزوں کا) بیان کرنا، تو یہ ایک دشوار امر ہے (کیونکہ طبیب کی جزوی ضروریات کا شمار کرنا محال ہے، اور ایک طبیب کے لئے اسکا یاد رکھنا دشوار) +

وان اخر الله تعالى فى الاجل وساعد القدر انتصبت انتصابًا ثانيًا واما الآن فانى اجمع هذا الكتاب واقسمه الى كتب خمسة على هذا المثال والله سبحانه وتعالى الموفق للصواب والسداد

اگر خدا تعالیٰ نے موت سے کچھ عرصہ تک بچایا، اور قسمت نے مدد کی تو میں اس کے لئے دوسری مرتبہ کھڑا ہونگا، (یعنی ایک مفصل کتاب لکھونگا)۔ اسوقت تو میں اس کتاب (قانون) کو جمع کرتا ہوں (قانون کی تالیف کرتا ہوں) اور حسب تفصیل ذیل اسکو پانچ کتابوں پر تقسیم کرتا ہوں:-

الكتاب الاول فى الامور الكلية من علم الطب

پہلی کتاب علم طب کے امور کلیہ میں (کلیات میں)۔

الكتاب الثانى فى الادوية المفردة -

دوسری کتاب ادویہ مفردہ میں۔

الكتاب الثالث فى الامراض الجزئية الواقعة

تیسری کتاب اُن امراض جزئیہ میں جو کہ اندر اور باہر سر کے

باعضاء الانسان عضو عضو من الرأس الی القدم ظاهرها و باطنها | پاؤں تک ایک ایک عضو میں واقع ہوتے ہیں +

الکتاب الرابع فی الامراض الجزئیة التی اذا وقعت لم تختص بعضو و فی الزینة | چوتھی کتاب اُن امراض جزئیہ میں جو کہ کسی خاص عضو کے ساتھ وابستہ نہیں ہوتے (امراض عامہ)، نیز اس میں زینت اور (امراض زینت) کا بھی ذکر ہے +

الکتاب الخامس فی ترکیب الادویة وهو القراباذین + | پانچویں کتاب میں ادویہ کی ترکیب کا ذکر ہے یہی کتاب قرابادین ہے +

الکتاب الاول | کتاب اوّل

فهو اربعة فنون | کتاب اول میں چار فنون ہیں :-

الفن الاول فی حد الطب و موضوعاته من الامور الطبیعیة | فن اول میں تعریف طب اور موضوعات طب یعنے امور طبیعیہ کا ذکر ہے +

الفن الثانی فی تصنیف الامراض والاسباب والاعراض الکلیة | فن دویم میں امراض، اسباب، اور اعراض کلیہ کی قسمیں بیان کی گئی ہیں +

الفن الثالث فی حفظ الصحة | فن سویم میں حفظ صحت کا ذکر ہے +

الفن الرابع فی تصنیف وجوه المعالجات بحسب الامراض الکلیة | فن چہارم میں امراض کے اصول علاج کے طریقے بیان کئے گئے ہیں +

الفن الاول | فن اوّل

وهو ستة تعالیم | فن اول چھ تعلیموں پر مشتمل ہے +

التعلیم الاول فی موضوعات الطب حده | تعلیم اول موضوعات اور تعریف طب میں +

التعلیم الثانی فی الارکان + | تعلیم دویم ارکان میں +

التعلیم الثالث فی المزاجات + | تعلیم سویم مزاجات میں +

التعلیم الرابع فی الاخلاط + | تعلیم چہارم اخلاط میں +

التعلیم الخامس فی الاعضاء + | تعلیم پنجم اعضاء میں +

التعلیم السادس فی الارواح والقوی والافعال | تعلیم ششم ارواح، قویٰ اور افعال میں +

التعلیم الاوّل

وھو فصلان

الفصل الاول فی تحدید الطب

الفصل الثانی فی موضوعات الطب

تعلیم اوّل

میں دو فصلیں ہیں:-

فصل اول تعریف طب (حد طب) میں +

فصل دویم موضوعات میں +

التعلیم الثانی

فصل واحد وھو فی الارکان

تعلیم دویم

اس میں فقط ایک ہی فصل ہے: جس میں ارکان کا بیان ہے +

التعلیم الثالث

وفیہ ثلاث فصول

الفصل الاول فی تعلیم المزاج

الفصل الثانی فی امزجۃ الاعضاء

الفصل الثالث فی امزجۃ الاسنان

تعلیم سویم

اس میں تین فصلیں ہیں:-

فصل اول میں مزاج کا ذکر کیا گیا ہے +

فصل دویم میں اعضاء کے مزاجوں کا بیان ہے +

فصل سویم میں اسنان (عمروں) کے مزاجوں کا ذکر ہے +

التعلیم الرابع

فصلان

الفصل الاول فی ماھیۃ الخلط واقسامہ

الفصل الثانی فی کیفیۃ تولد الخلط

تعلیم چہارم

اس میں دو فصلیں ہیں:-

فصل اوّل میں ماہیت خلط اور اقسام کا ذکر ہے +

فصل دویم میں خلط کے پیدا ہونے کی کیفیت درج ہے +

التعلیم الخامس

فصل وخمس جمل

الفصل فی ماھیۃ العضو واقسامہ

تعلیم پنجم

اس میں ایک فصل اور پانچ جملے ہیں:-

فصل میں عضو کی ماہیت اور اس کے اقسام کا ذکر ہے +

الجملۃ الاولی فی العظام وھی ثلثون فصلاً

پہلا جملہ ہڈیوں (کی تشریح) میں۔ اس جملہ میں تیس فصلیں ہیں +

الفصل الاول فی قول کلی فی العظام والمفاصل	پہلی فصل میں ہڈیوں اور جوڑوں کا کلی (عمومی) بیان ہے
الثانی فی تشریح القحف	دوسری فصل۔ تشریح قحف
الثالث فی تشریح مادون القحف	تیسری فصل۔ تشریح مادون القحف (قحف کے سوا دوسری ہڈیوں کی تشریح)
الرابع فی تشریح عظام الفکین والانف	چوتھی فصل۔ دونوں جبڑوں (فک) اور ناک کی ہڈیوں کی تشریح
الخامس فی تشریح الاسنان	پانچویں فصل۔ دانتوں کی تشریح
السادس فی منفعة الصُلب	چھٹی فصل۔ صُلب (ریڑھ) کی منفعت
السابع فی الفقرات	ساتویں فصل۔ مہروں کا بیان
الثامن فی منفعة العنق وتشریح عظامه	آٹھویں فصل۔ گردن کی منفعت اور اسکی ہڈیوں کی تشریح
التاسع فی تشریح فقار الصدر ومنافعها	نویں فصل۔ سینے کے مہروں کی تشریح اور اسکے منافع
العاشر فی تشریح فقرات القطن	دسویں فصل۔ کمر کے مہروں کی تشریح
الحادی عشر فی تشریح العجز	گیارہویں فصل۔ عجز کی تشریح
الثانی عشر فی تشریح العصعص	بارہویں فصل۔ عُصعص کی تشریح
الثالث عشر فی کلام کالخاتمة فی منفعة الصلب	تیرہویں فصل۔ منفعت صُلب کا تذکرہ بطور خاتمہ کے
الرابع عشر فی تشریح الاضلاع	چودہویں فصل۔ پسلیوں کی تشریح
الخامس عشر فی تشریح القص	پندرہویں فصل۔ قص کی تشریح
السادس عشر فی تشریح الترقوة	سولہویں فصل۔ ترقوہ (ہنسلی) کی تشریح
السابع عشر فی تشریح الکتف	سترہویں فصل۔ کتف (شانہ) کی تشریح
الثامن عشر فی تشریح العضد	اٹھارہویں فصل۔ عضد (بازو) کی تشریح
التاسع عشر فی تشریح الساعد	انیسویں فصل۔ ساعد (کلائی) کی تشریح
العشرون فی تشریح المرفق	بیسویں فصل۔ مرفق (کہنی) کی تشریح
الحادی والعشرون فی تشریح الرسغ	اکیسویں فصل۔ رُسغ (پہونچہ) کی تشریح
الثانی والعشرون فی تشریح مشط الکف	بائیسویں فصل۔ مشط کف کی تشریح
الثالث والعشرون فی تشریح الاصابع	تئیسویں فصل۔ انگلیوں کی تشریح

الرابع والعشرون فی منفعة الظفر	چوبیسویں فصل۔ ناخون کی تشریح
الخامس والعشرون فی تشریح عظام العانة	پچیسوین فصل۔ عانہ (پیڑو) کی ہڈیوں کی تشریح
السادس العشرون فی کلام مجمل فی منفعة الرِجل	چھبیسویں فصل۔ ٹانگ کی منفعت کا مجمل تذکرہ
السابع والعشرون فی تشریح عظم الفخذ	ستائیسویں فصل۔ فخذ (ران) کی تشریح
الثامن والعشرون فی تشریح عظم الساق	اٹھائیسویں فصل۔ ساق (پنڈلی) کی ہڈی کی تشریح +
التاسع والعشرون فی تشریح الرکبة	انتیسویں فصل۔ رُکبہ (گھٹنہ) کی تشریح +
الثلثون فی تشریح القدام	تیسویں فصل۔ قدم کی تشریح +
الجملة الثانیة فی العضل وهی تسعة وعشرون فصلاً	دوسرا جملہ عضلات کے بیان میں۔ اس جملہ میں انتیس [29] فصلیں ہیں۔
الفصل الاول کلام کلی فی العصب والعضل والوتر والرباط	پہلی فصل۔ اعصاب، عضلات، وتر، اور رباط کا عمومی تذکرہ
الثانی فی تشریح عضلة الجبهة	دوسری فصل۔ جبہہ (پیشانی) کے عضلہ کی تشریح
الثالث فی تشریح عضلة المُقلة	تیسری فصل۔ مقلہ (کرۂ چشم) کے عضلہ کی تشریح
الرابع فی تشریح عضل الجفن	چوتھی فصل۔ جفن (پپوٹے) کے عضلات کی تشریح
الخامس فی تشریح عضل الخدّ	پانچویں فصل رخسارہ کے عضلات کی تشریح
السادس فی تشریح عضلة الشفة	چھٹی فصل۔ ہونٹھ کے عضلات کی تشریح
السابع فی تشریح عضل المِنخر	ساتویں فصل۔ منخر (نتھنے) کے عضلہ کی تشریح
الثامن فی تشریح الفك الاعلےٰ	آٹھویں فصل۔ بالائی جبڑہ (فک اعلیٰ کے عضلہ) کی تشریح
التاسع فی تشریح عضل الراس	نویں فصل۔ سر کے عضلات کی تشریح
العاشر فی تشریح عضل الحنجرہ	دسویں فصل۔ عضلاتِ حنجرہ کی تشریح
الحادی عشر فی تشریح عضل الحلقوم والصدر	گیارہویں فصل حلقوم اور سینے کے عضلات کی تشریح
الثانی عشر فی تشریح عضل عظم اللامی	بارہویں فصل۔ عظم لامی کے عضلات کی تشریح
الثالث عشر فی تشریح عضل اللسان	تیرہویں فصل۔ عضلاتِ زبان کی تشریح
الرابع عشر فی تشریح عضل العنق	چودہویں فصل۔ عضلاتِ گردن کی تشریح
الخامس عشر فی تشریح عضل الصدر	پندرہویں فصل۔ عضلاتِ سینہ کی تشریح

السادس عشر في تشريح عضل حركة العضد	سولہویں فصل۔ بازو کی حرکت کے عضلات کی تشریح
السابع عشر في تشريح عضل حركة الساعد	سترہویں فصل۔ کلائی کی حرکت کے عضلات کی تشریح
الثامن عشر في تشريح عضل حركة الرُسغ	اٹھارہویں فصل۔ پہونچے کی حرکت کے عضلات کی تشریح
التاسع عشر في تشريح عضل حركة الاصابع	انیسویں فصل۔ انگلیوں کی حرکت کے عضلات کی تشریح
العشرون في تشريح عضل حركة الصلب	بیسویں فصل۔ ریڑھ کی حرکت کے عضلات کی تشریح
الحادي والعشرون في تشريح عضل البطن	اکیسویں فصل۔ عضلاتِ شکم کی تشریح
الثاني والعشرون في تشريح عضل الانثيين	بائیسویں فصل۔ عضلاتِ اُنثیین کی تشریح
الثالث والعشرون في تشريح عضل المثانة	تئیسویں فصل۔ عضلاتِ مثانہ کی تشریح
الرابع والعشرون في تشريح عضل القضيب	چوبیسویں فصل۔ عضلاتِ قضیب کی تشریح
الخامس والعشرون في تشريح عضل المقعد	پچیسویں فصل۔ عضلاتِ مقعد کی تشریح
السادس والعشرون في تشريح عضل حركة الفخذ	چھبیسویں فصل۔ ران کی حرکت کے عضلات کی تشریح
السابع والعشرون في تشريح عضل حركة الساق	ستائیسویں فصل۔ پنڈلی کی حرکت کے عضلات کی تشریح
الثامن والعشرون في تشريح عضل مفصل القدم	اٹھائیسویں فصل۔ مفصل قدم کے عضلات کی تشریح
التاسع والعشرون في تشريح عضل اصابع الرِجل	انتیسویں فصل۔ پاؤں کی انگلیوں کے عضلات کی تشریح
الجملة الثالثة في العصب وهي ستة فصول	**تیسرا جملہ** اعصاب کے بیان میں۔ اس جملہ میں چھ فصلیں ہیں:
الفصل الاول كلام كلي في العصب خاص	پہلی فصل اعصاب کے متعلق عمومی تذکرہ
الثاني في تشريح العصب الدماغي ومسالكه	دوسری فصل۔ اعصاب دماغی کی تشریح اور ان کے مسالک (رفتار۔ راہ)
الثالث في تشريح العصب النخاعي الذي بين الرقبة ومسالكه	تیسری فصل۔ گردن کے اعصاب نخاعی (حرام مغز کے اعصاب) کی تشریح اور ان کے مسالک.
الرابع في تشريح عصب فقار الصلب النخاعي الذي من الصدر	چوتھی فصل سینے کے مہروں کے اعصاب نخاعی کی تشریح
الخامس في تشريح عصب القطن	پانچویں فصل۔ کمر کے اعصاب کی تشریح
السادس في تشريح عصب العجز والعُصعُص	چھٹی فصل۔ عجز اور عصعص کے اعصاب کی تشریح
الجملة الرابعة في الشرائين وهي خمسة فصول	**چوتھا جملہ** شرائین کے بیان میں۔ اس جملہ میں پانچ فصلیں ہیں
الاول في صفة الشريان	فصل (۱) شریان کی صفت

الثانی فی تشریح الشریان الوریدی	فصل (۲) شریان وریدی کی تشریح
الثالث فی تشریح الشریان الصاعد	فصل (۳) شریان صاعد کی تشریح
الرابع فی تشریح الشریانین السباتیین	فصل (۴) شریان سباتی کی تشریح
الخامس فی تشریح الشریان النازل	فصل (۵) شریان نازل کی تشریح
الجملة الخامسة فی الاوردة وھی خمسة فصول	**پانچواں جملہ** وریدوں کے بیان میں۔ اس جملہ میں پانچ فصلیں ہیں۔
الاول فی صفة الاوردة	فصل (۱) وریدوں کی صفت
الثانی فی تشریح الورید المسمی بالباب	فصل (۲) باب نامی ورید کی تشریح
الثالث فی تشریح الاجوف ومایصعد منه	فصل (۳) اجوف کی تشریح، اور جو اس سے نکلکر اوپر چڑھتی ہے (اجوف صاعد)۔
الرابع فی تشریح اوردة الیدین	فصل (۴) ہاتھ کی وریدوں کی تشریح
الخامس فی تشریح الاجوف النازل	فصل (۵) اجوف نازل کی تشریح

التعلیم السادس	**تعلیم ششم**
وھو جملة وفصل	اس تعلیم میں ایک جملہ اور ایک فصل ہے۔
الجملة فی القوی وھو ستة فصول	**جملہ** کے اندر قوتوں کا بیان ہے، جس میں چھ فصلیں ہیں:۔
الاول فی اجناس القوی بقول کلی	فصل (۱) قوتوں کی جنسوں کا عمومی تذکرہ
الثانی فی القوی الطبیعیة المخدومة	فصل (۲) قوائے طبعیہ مخدومہ
الثالث فی القوی الطبیعیة الخادمة	فصل (۳) قوائے طبعیہ خادمہ
الرابع فی القوی الحیوانیة	فصل (۴) قوائے حیوانیہ
الخامس فی القوی النفسانیة المدرکة	فصل (۵) قوائے نفسانیہ مدرکہ
السادس فی القوی النفسانیة المحرکة	فصل (۶) قوائے نفسانیہ محرکہ
الفصل الاخیر فی الافعال	**آخری فصل** افعال کے بیان میں
(ففصول الفن الاول من الکتاب الاول احد وتسعون فصلاً)	(الغرض کتاب اول کے پہلے فن میں اکانوے فصول ہیں)

الفن الثانی

فهو ثلثة تعالیم

التعلیم الاول فی الامراض

التعلیم الثانی فی الاسباب

التعلیم الثالث فی الاعراض

فن دوم

فن دوم میں تین تعلیمیں ہیں،

تعلیم اول۔ امراض میں

تعلیم دوم۔ اسباب میں

تعلیم سوم۔ اعراض (علامات) میں

التعلیم الاول

ثمانیة فصول

الفصل الاول فی تعلیم السبب والمرض والعرض

الثانی فی اقسام احوال البدن واجناس الامراض

الثالث فی امراض الترکیب

الرابع فی امراض الاتصال

الخامس فی الامراض المرکبة

السادس فی امور تعرض مع الامراض

السابع فی اوقات الامراض

الثامن فی تمام القول فی الامراض

تعلیم اوّل

میں آٹھ فصلیں ہیں:۔

فصل (۱) سبب، مرض، اور عرض کا بیان۔

فصل (۲) احوال بدن کی قسمیں، اور امراض کی جنسیں۔

فصل (۳) امراض ترکیب۔

فصل (۴) امراض اتصال۔

فصل (۵) امراض مرکبہ۔

فصل (۶) وہ چند امور جنکا شمار امراض کیساتھ کیا جاتا ہے۔

فصل (۷) اوقات امراض

فصل (۸) امراض کے بارہ میں آخری تذکرہ۔

التعلیم الثانی

وهو جملتان

الجملة الاولی فی الاشیاء التی تحدث عن سبب سبب من الاسباب العامة الجملة الثانیة فی تعدید سبب سبب لکل واحد من العوارض البدنیة

تعلیم دوم

اس تعلیم میں دو جملے ہیں۔ پہلے جملہ میں اُن چیزوں کا تذکرہ ہے، جو اسباب عامہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اور دوسرے جملہ میں عوارض بدنیہ کے ایک ایک سبب کو (اسباب جزئیہ) کو شمار کیا گیا ہے۔

الجملة الاولی

وهی تسعة عشر فصلاً

پہلا جملہ

اس جملہ میں اُنیس فصلیں ہیں:۔

الاول قول کلی فی الاسباب	**فصل** (۱) اسباب کا قول کلی (عمومی تذکرہ)۔
الثانی فی تاثیر الهواء المحیط بالابدان	**فصل** (۲) ہوا محیط بالابدان (جو ہمارے پاس موجود ہے) کی تاثیر۔
الثالث فی طبائع الفصول	**فصل** (۳) موسموں کے طبائع (مزاج)۔
الرابع فی احکام الفصول وتغائرها	**فصل** (۴) فصول (موسم) کے احکام اور ان کی تبدیلیاں۔
الخامس فی الهواء الجید	**فصل** (۵) بہترین ہوا کا بیان۔
السادس فی فعل کیفیات الاهویة ومقتضیات الفصول	**فصل** (۶) ہواؤں کی کیفیتیں کیونکر عمل کرتی ہیں، اور تقاضائے موسم کیا ہے؟
السابع فی احکام ترکیب السنة	**فصل** (۷) ایک سال کے اندر مختلف قسم کے موسموں کی ترکیب کے احکام۔
الثامن فی تاثیر التغیرات الهوائیة العرضیة الغیر المتضادة للمجری الطبیعی جداً	**فصل** (۸) اُن عارضی تغیرات ہوائیہ کی تاثیر جو مجرائے طبعی سے بہت زیادہ متضاد نہ ہوں۔
التاسع فی تاثیر التغیرات الهوائیة الردیة المضادة للمجری الطبیعی	**فصل** (۹) اُن ردی تغیرات ہوائیہ کی تاثیر جو مجرائے طبعی کے متضاد ہوں۔
العاشر القول فی طبائع الریاح	**فصل** (۱۰) موجبات ریاح (مختلف ہواؤں سے کیا باتیں پیدا ہوتی ہیں)
الحادی عشر القول فی موجبات المساکن	**فصل** (۱۱) موجبات مساکن (مختلف مقامات کی تاثیرات)
الثانی عشر فی موجبات الحرکة والسکون	**فصل** (۱۲) موجبات حرکت و سکون۔
الثالث عشر فی موجبات النوم والیقظة	**فصل** (۱۳) خواب و بیداری کے موجبات (احکام)۔
الرابع عشر فی موجبات الحرکات النفسانیة	**فصل** (۱۴) حرکات نفسانیہ کے موجبات۔
الخامس عشر فی موجبات ما یؤکل ویشرب	**فصل** (۱۵) ماکول و مشروب (کھانا پینا) کے احکام۔
السادس عشر فی احوال المیاه	**فصل** (۱۶) پانیوں کے حالات۔
السابع عشر فی موجبات الاستفراغ والاحتباس	**فصل** (۱۷) استفراغ و احتباس کے احکام۔
الثامن عشر کلام فی اسباب تتفق للبدن غیر ضروریة ولا ضارة	**فصل** (۱۸) بدن کے ایسے اسباب اتفاقیہ کا تذکرہ، جو نہ ضروری ہوں، اور نہ مضر ہوں۔

التاسع عشر فی موجبات الاستحمام والتشمس	فصل (۱۹) حمام کرنے، اور دھوپ کھانے کے احکام۔
الجملة الثانية	**دوسرا جملہ**
تسعة وعشرون فصلاً	اس جملہ میں انتیس فصلیں ہیں۔
الفصل الاول فی المسخنات	فصل (۱) مُسخّنات (گرمی پیدا کرنے والی چیزیں)۔
الثانی فی المبردات	فصل (۲) مُبرّدات (سردی پیدا کرنے والی چیزیں)۔
الثالث فی المرطبات	فصل (۳) مُرطّبات (رطوبت پیدا کرنے والی چیزیں)۔
الرابع فی المجففات	فصل (۴) مُجفّفات (خشکی پیدا کرنے والی چیزیں)۔
الخامس فی مفسدات الشکل	فصل (۵) مُفسدات شکل (شکل بگاڑنے والی چیزیں)۔
السادس فی اسباب السدة وضیق المجاری	فصل (۶) سُدّہ اور مجاری کی تنگی کے اسباب۔
السابع فی اسباب اتساع المجاری	فصل (۷) مجاری کے کشادہ ہوجانے کے اسباب۔
الثامن فی اسباب الخشونة	فصل (۸) خشونت (کھردرا ہوجانا) کے اسباب۔
التاسع فی اسباب الملاسة	فصل (۹) ملاست (چکنا ہوجانا) کے اسباب۔
العاشر فی اسباب الخلع	فصل (۱۰) خلع (جوڑا وکھڑنے) کے اسباب۔
الحادی عشر فی اسباب سوء المجاورة لمنع المقاربة	فصل (۱۱) اُس سوء المجاورت کے اسباب، جو عضو کو قریب ہونے سے باز رکھے۔
الثانی عشر فی اسباب سوء المجاورة لمنع المباعدة	فصل (۱۲) اُس سوء المجاورت کے اسباب، جو عضو کو بعید ہونے سے باز رکھے
الثالث عشر فی اسباب الحرکات الغیر الطبیعیة	فصل (۱۳) حرکات غیر طبعیہ کے اسباب۔
الرابع عشر فی اسباب زیادة العظم والعدد	فصل (۱۴) زیادتِ عِظَم (حجم) اور زیادتِ عدد کے اسباب
الخامس عشر فی اسباب النقصان	فصل (۱۵) نقصان کے اسباب۔
السادس عشر فی اسباب تفرق الاتصال	فصل (۱۶) تفرق اتصال کے اسباب۔
السابع عشر فی اسباب القرحة	فصل (۱۷) قرحہ کے اسباب۔
الثامن عشر فی اسباب الورم	فصل (۱۸) ورم کے اسباب۔
التاسع عشر فی اسباب الوجع علی الاطلاق	فصل (۱۹) مطلقاً درد کے اسباب۔
العشرون فی اسباب وجع وجع	فصل (۲۰) ایک ایک درد کے اسباب۔
الحادی والعشرون فی اسباب ما یوجبه الوجع	فصل (۲۱) سکونِ درد کے اسباب۔

الثانی والعشرون فی اسباب اللذة	فصل (۲۲) درد سے کیا اثرات پیدا ہوتے ہیں۔
الثالث والعشرون فی کیفیة ایلام الحرکة	فصل (۲۳) اسبابِ لذت۔
الرابع والعشرون فی کیفیة ایلام الاخلاط الردیة	فصل (۲۴) حرکت کیونکر درد پہونچاتی ہے؟
الخامس والعشرون فی کیفیة ایلام الریاح	فصل (۲۵) اخلاط ردیہ کیونکر درد پہونچاتے ہیں۔
السادس والعشرون فی اسباب التخمة والامتلاء	فصل (۲۶) ریاح کیونکر درد پیدا کرتی ہیں۔
السابع والعشرون فی اسباب الضعف	فصل (۲۷) تخمہ (بدہضمی) اور امتلاء کے اسباب۔
الثامن والعشرون فی اسباب ما یحتبس ویستفرغ	فصل (۲۸) احتباس و استفراغ کے اسباب۔
التاسع والعشرون فی اسباب ضعف الاعضاء	فصل (۲۹) ضعف اعضاء کے اسباب۔

التعلیم الثالث — تعلیم سوم

احد عشر فصلاً وجملتان	اس میں گیارہ فصلیں اور دو جملے ہیں:-
الاول کلام کلی فی الاعراض والدلائل	فصل (۱) اعراض و دلائل (علامات) کا عمومی تذکرہ۔
الثانی فی علامات الفرق بین الامراض الخاصة والمشارکة	فصل (۲) امراض خاصہ اور امراض شرکیہ کے علامات فارقہ۔
الثالث فی علامات الامزجة	فصل (۳) علاماتِ امزجہ۔
الرابع فی حاصل علامات المعتدل المزاج	فصل (۴) معتدل المزاج کے علامات کا خلاصہ۔
الخامس فی علامات من خرج عن الاعتدال بافراط	فصل (۵) اُس مزاج کے علامات جو اعتدال سے بہت زیادہ خارج ہو جائے۔
السادس فی العلامات الدالة علی الامتلاء	فصل (۶) امتلاء کی علامتیں۔
السابع فی العلامات الدالة علی غلبة خلطٍ خلطٍ	فصل (۷) ہر ہر خلط کے غلبہ کی علامتیں۔
الثامن فی العلامات الدالة علی السدد	فصل (۸) سُدد کی علامتیں۔
التاسع فی العلامات الدالة علی الریاح	فصل (۹) علاماتِ ریاح۔
العاشر فی العلامات الدالة علی الاورام	فصل (۱۰) علاماتِ اورام۔
الحادی عشر فی علامات تفرق الاتصال	فصل (۱۱) علاماتِ تفرقِ اتصال۔

الجملة الاولی — جملہ اوّل

فی النبض وهی تسعة عشر فصلاً	بیان نبض میں، اس جملہ میں اُنیس فصلیں ہیں۔

الاول كلام كلي في النبض	فصل (۱) نبض کے بارہ میں عمومی تذکرہ ۔
الثاني في النبض المستوي والمختلف	فصل (۲) نبض مستوی ومختلف ۔
الثالث في اصناف النبض المركب المخصوص باسامي على حدة	فصل (۳) نبض مرکب کی قسمیں جنکے الگ الگ نام ہیں ۔
الرابع في الطبيعي من اصناف النبض	فصل (۴) نبض طبعی کی قسمیں ۔
الخامس في اسباب انواع النبض المذكورة	فصل (۵) نبض کی مذکورہ قسموں کے اسباب ۔
السادس في موجبات الاسباب الماسكة وحدها	فصل (۶) نبض کے محض اسباب ماسکہ کے احکام ۔
السابع في نبض الاسنان والاجناس اعني الذكور والاناث	فصل (۷) مختلف عمروں کی نبض، اور مختلف جنسوں (مردوں اور عورتوں) کی نبض ۔
الثامن في نبض الامزجة	فصل (۸) مختلف مزاجوں کی نبض ۔
التاسع في نبض الفصول	فصل (۹) موسموں کی نبض ۔
العاشر في نبض البلدان	فصل (۱۰) ملکوں کی نبض ۔
الحادي عشر في النبض الذي يوجبه المتناولات	فصل (۱۱) وہ نبض جو مختلف چیزوں کے کھانے سے پیدا ہوتی ہے ۔
الثاني عشر في موجبات النوم واليقظة في النبض	فصل (۱۲) خواب و بیداری کے احکام نبض کے بارہ میں ۔
الثالث عشر في احكام نبض الرياضة	فصل (۱۳) ریاضت کی نبض کے احکام ۔
الرابع عشر في احكام نبض المُستَحِمِّينَ	فصل (۱۴) حمام کرنے والوں کی نبض کے احکام ۔
الخامس عشر في نبض الحبالى	فصل (۱۵) حاملہ عورتوں کی نبض ۔
السادس عشر في نبض الاوجاع	فصل (۱۶) دردوں کی نبض ۔
السابع عشر في نبض الاورام	فصل (۱۷) نبض اورام ۔
الثامن عشر في احكام نبض العوارض النفسانية	فصل (۱۸) عوارض نفسانیہ کی نبض کے احکام ۔
التاسع عشر في تغاير الامور المضادة لطبيعة هيئة النبض	فصل (۱۹) اُن امور کے چند تغیرات جو نبض کی ہیئت کی طبیعت کے مضاد ہیں ۔

الجملة الثانية — جملہ دوئم

في البول والبراز وهي ثلثة عشر فصلاً

بول و براز کے بیان میں ۔ اس میں تیرہ فصلیں ہیں :-

الفصل الاول قول کلی فی البول	فصل (۱) قارورہ (بول) کا عمومی تذکرہ۔
الثانی فی دلائل الوان البول	فصل (۲) قارورہ کی رنگتوں کے دلائل (علامات)۔
الثالث فی دلائل قوام البول وکیفیتہ	فصل (۳) قارورہ کے قوام اور کیفیت کے دلائل (علامات)۔
الرابع فی دلائل رائحۃ البول	فصل (۴) قارورہ کی بو کے علامات۔
الخامس فی الدلائل الماخوذۃ من الزبد	فصل (۵) وہ علامات جو زبد (کف۔ جھاگ) سے ماخوذ ہیں۔
السادس فی دلائل انواع الرسوب	فصل (۶) رسوب کی قسموں کے علامات۔
السابع فی دلائل کثرۃ البول وقلتہ	فصل (۷) علاماتِ کثرت وقلتِ قارورہ۔
الثامن فی البول الصحیح النضیج الفاضل	فصل (۸) صحیح، پختہ، اور اچھا قارورہ۔
التاسع فی ابوال الاسنان	فصل (۹) مختلف عمروں کے قارورے۔
العاشر فی ابوال الرجال والنساء	فصل (۱۰) مردوں اور عورتوں کے قارورے۔
الحادی عشر فی ابوال الحیوانات	فصل (۱۱) جانوروں کے قارورے۔
الثانی عشر فی اشیاء سیالۃ تشبہ الابوال یمتحن بہ الاطباءُ والفرقُ بینہما	فصل (۱۲) چند سیال چیزیں جو قارورہ سے مشابہ ہوتی ہیں، اور جن سے اطباء کے امتحان لئے جاتے ہیں، اور ان کے درمیان فرق۔
الثالث عشر فی دلائل البراز	فصل (۱۳) براز کی علامتیں۔
ففصول الفن الثانی ثمانیۃ وتسعون فصلاً	(فن دوم کی فصلیں، اٹھانوے ہیں)

الفن الثالث — فن سویم

فصل وخمسۃ تعالیم	فن سویم میں ایک فصل اور پانچ تعلیمیں ہیں:۔
الفصل فی سبب الصحۃ والمرض وضرورۃ الموت	فصل میں صحت اور مرض کے سبب کا تذکرہ ہے، اور یہ کہ موت ضروری ہے۔
التعلیم الاول فی التربیۃ	تعلیم (۱) (بچوں کی) تربیت کے بیان میں۔
التعلیم الثانی فی التدبیر المشترک للبالغین	تعلیم (۲) بالغوں کے مشترکہ تدابیر حفظ صحت۔
التعلیم الثالث فی تدبیر المشائخ	تعلیم (۳) بڈھوں کی تدبیر۔
التعلیم الرابع فی تدبیر بدن بدن ممن مزاجہ غیر فاضل	تعلیم (۴) ہر ہر شخص کی تدبیر، جنکے مزاج اچھے نہ ہوں۔

التعلیم الخامس فی الانتقالات

تعلیم (۵) انتقالات کے بیان میں (یعنی بدن کا ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونا، خواہ موسموں کے لحاظ سے ہو، یا ملکوں کے لحاظ سے).

التعلیم الاول

تعلیم اوّل

فی التربیة اربعة فصول

(بچوں کی) تربیت کے بیان میں. اس تعلیم میں چار فصلیں ہیں:-

الاول فی تدبیر المولود کما یولد الی ان ینهض

فصل (۱) تدبیر مولود، پیدائش سے کھڑے ہونے تک.

الثانی فی تدبیر الرضاع

فصل (۲) رضاع (دودھ پلانے) کے تدابیر.

الثالث فی الامراض التی تعرض للصبیان وعلاجاتها

فصل (۳) بچوں کے امراض اور معالجات.

الرابع فی تدبیر الاطفال اذا بلغوا الصبی

فصل (۴) اطفال کی تدبیر، سن صبی تک.

التعلیم الثانی

تعلیم دوم

فی التدبیر المشترك للبالغین سبعة عشر فصلاً

بالغوں کے مشترکہ تدابیر حفظ صحت. اس میں سترہ فصلیں ہیں:-

الفصل الاول جملة القول فی الریاضة

فصل (۱) ریاضت کا مجمل تذکرہ.

الثانی فی انواع الریاضة

فصل (۲) ریاضت کی قسمیں.

الثالث فی وقت ابتداء الریاضة

فصل (۳) ریاضت شروع کرنے کا وقت.

الرابع فی الدلك

فصل (۴) دلک (مالش).

الخامس فی تدبیر الاستحمام وذکر الحمامات

فصل (۵) حمام کرنے کی تدبیریں، اور حماموں کا ذکر.

السادس فی الاغتسال بالماء البارد

فصل (۶) ٹھنڈے پانی سے نہانا.

السابع فی تدبیر الماکول

فصل (۷) تدبیر ماکول (کھانے کی احتیاط)

الثامن فی تدبیر الماء والشراب

فصل (۸) پانی اور شراب کی تدبیر.

التاسع فی تدبیر النوم والیقظة

فصل (۹) نیند اور بیداری کی تدبیر.

العاشر فیما یجب ان یؤخر عن هذا الموضع

فصل (۱۰) وہ چند باتیں جو اس مقام سے ہٹا کر بعد کو

لکھی جائیں گی۔

الحادی عشر فی تقویة الاعضاء الضعیفة — فصل (۱۱) کمزور اعضا کا قوی کرنا۔

الثانی عشر فی الاعیاء الذی یتبع الریاضة — فصل (۱۲) تکان جو ریاضت سے عارض ہوتی ہے۔

الثالث عشر فی التمطی والتثاؤب — فصل (۱۳) انگڑائی اور جمہائی (تمطی و تثاؤب)۔

الرابع عشر فی علاج الاعیاء الریاضی — فصل (۱۴) اعیاء ریاضی (ریاضت کی تکان) کا علاج۔

الخامس عشر فی تدبیر احوال تتبع الریاضة — فصل (۱۵) اُن حالات کی تدبیر جو ریاضت سے پیدا ہوتے ہیں۔

السادس عشر فی علاج الاعیاء الحادث بنفسه — فصل (۱۶) اُس تکان کا علاج جو خود بخود پیدا ہوتی ہے۔

السابع عشر فی تدبیر الابدان التی امزجتها غیر فاضلة — فصل (۱۷) اُن بدنوں کی تدبیر جنکے مزاج اچھے نہ رہے ہوں۔

التعلیم الثالث — تعلیم سوم

فی تدبیر المشائخ ستة فصول — اس تعلیم میں بڈھوں کی تدبیر لکھی گئی ہے۔ اس میں چھ فصلیں ہیں۔

الاول قول کلی فی تدبیر المشائخ — فصل (۱) بڈھوں کی تدبیر کا عمومی تذکرہ (کلام کلی)۔

الثانی فی تغذیة المشائخ — فصل (۲) بڈھوں کا تغذیہ۔

الثالث فی شراب المشائخ — فصل (۳) بڈھوں کی شراب۔

الرابع فی تفتیح سدد المشائخ — فصل (۴) بڈھوں کے سُددوں کا کھولنا۔

الخامس فی دلك المشائخ — فصل (۵) بڈھوں کی مالش۔

السادس فی ریاضة المشائخ — فصل (۶) بڈھوں کی ریاضت۔

التعلیم الرابع — تعلیم چہارم

فی تدبیر بدن بدن ممن مزاجه غیر فاضل وهو خمسة فصول — اس تعلیم میں ہر بدن کی تدبیر لکھی گئی ہے، جسکا مزاج اچھا نہ رہا ہو۔ اس میں پانچ فصلیں ہیں۔

الاول فی استصلاح المزاج الازید حرارة — فصل (۱) اُس مزاج کی اصلاح جسمیں گرمی بڑھی ہوئی ہو

الثانی فی استصلاح المزاج الازید برودۃً	فصل (۲) اُس مزاج کی اصلاح جس میں برودت زیادہ ہو۔
الثالث فی تدبیر الابدان السریعۃ القبول للمرض	فصل (۳) اُن بدنوں کی تدبیر جو مرضوں کو جلد قبول کرتے ہوں۔
الرابع فی تسمین القضیف	فصل (۴) لاغر کو فربہ بنانا۔
الخامس فی تقضیف السمین	فصل (۵) فربہ کو لاغر کرنا۔

التعلیم الخامس — تعلیم پنجم

فی الانتقالات وھو فصل واحد وجملۃ	اس تعلیم میں انتقالات (بدن کا ایک حال سے دوسرے حال میں منتقل ہونا) کا ذکر ہے۔ اس میں ایک فصل اور ایک جملہ ہے۔
الفصل فی تدبیر الفصول	فصل موسموں کی تدبیر
والجملۃ فی تدابیر المسافرین وھی ثمانیۃ فصول	جملہ مسافروں کی تدبیر۔ اس جملہ میں آٹھ فصلیں ہیں:۔
الاول فی تدارک اعراض تنذر بامراض	فصل (۱) اُن اعراض و علامات کا تدارک جو امراض کی اطلاع دیتے ہوں۔
الثانی قول کلی فی تدبیر المسافر	فصل (۲) مسافر کی تدبیر پر کلام کلی۔
الثالث توقی الحر فی السفر وتدبیر الغذاء فیہ	فصل (۳) سفر میں گرمی سے بچنا، اور اس میں غذا کا انتظام کرنا۔
الرابع فی تدبیر من سافر فی البرد	فصل (۴) اُس شخص کی تدبیر جو ٹھنڈک میں سفر کرے۔
الخامس فی حفظ الاطراف عن البرد	فصل (۵) اطراف (ہاتھ پاؤں) کو سردی سے بچانا۔
السادس فی حفظ اللون فی السفر	فصل (۶) سفر میں بدنی رنگت کی حفاظت۔
السابع فی توقی المسافر مضرۃ المیاہ المختلفۃ	فصل (۷) مسافر کا سفر کے مختلف پانیوں کی مضرت سے بچنا۔
الثامن فی تدبیر راکب البحر	فصل (۸) بحری مسافر کی تدبیر۔
(فصول الفن الثالث اثنان و اربعون فصلاً)	(تیسرے فن کی فصلیں بیالیس ہیں)

	فن چہارم	الفن الرابع
	اس فن میں اکتیس ۳۱ فصلیں ہیں:۔	احد وثلثون فصلاً
فصل (۱)	علاج کے بارہ میں قول کلی (اصول علاج)۔	الفصل الاول قول کلی فی العلاج
فصل (۲)	امراض سوء مزاج کا علاج۔	الثانی فی معالجة امراض سوء المزاج
فصل (۳)	استفراغ کیونکر ضروری ہوتا ہے اور کب کیا جائے۔	الثالث فی انه کیف یجب ومتی یجب ان یستفرغ
فصل (۴)	قے اور اسہال کے مشترک قوانین۔	الرابع فی قوانین مشترکة للقئ والاسهال
فصل (۵)	اسہال اور اس کے قوانین۔	الخامس کلام فی الاسهال وقوانینه
فصل (۶)	مسہل کی زیادتی اور اسکے روکنے کا وقت۔	السادس فی افراط المسهل ووقت قطعه
فصل (۷)	اُس شخص کا تدارک جسے زیادہ دست آگئے ہوں۔	السابع فی تلافی حال من افرط به الاسهال
فصل (۸)	جس نے دوا پی، اور اُسے دست نہ آئے ہوں۔	الثامن فیمن شرب الدواء ولم یسهله
فصل (۹)	ادویہ مسہلہ کے احوال۔	التاسع فی احوال الادویة المسهلة
فصل (۱۰)	اس باب کی اُن چیزوں کا ذکر جو دوسری کتابوں میں ملیں گی۔	العاشر فیما یجب ان یطلب من هذا الباب فی کتب اخری
فصل (۱۱)	قے کا بیان۔	الحادی عشر فی القئ
فصل (۱۲)	قے کرنے والا شخص کیا کیا کرے۔	الثانی عشر فیما یفعله من یتقیأ
فصل (۱۳)	قے کی منفعتیں۔	الثالث عشر فی منافع القئ
فصل (۱۴)	قے مفرط کی مضرتیں۔	الرابع عشر فی مضار القئ المفرط
فصل (۱۵)	اُن حالات کا تدارک جو قے کرنے والوں کو عارض ہوتے ہیں۔	الخامس عشر فی تدارك احوال تعرض للمتقئ
فصل (۱۶)	اُس شخص کا ذکر جسے بافراط قے آگئی ہو۔	السادس عشر فیمن افرط علیه القئ
فصل (۱۷)	حقنہ کا بیان۔	السابع عشر فی الحقنة
فصل (۱۸)	طلاؤں کا بیان۔	الثامن عشر فی الاطلیة
فصل (۱۹)	نطولات کا بیان۔	التاسع عشر فی النطولات

العشرون فی الفصد	فصل (۲۰) فصد۔
الحادی والعشرون فی الحجامة	فصل (۲۱) حجامت (سنگھی کھچوانا)۔
الثانی والعشرون فی العلق	فصل (۲۲) علق (جونک)۔
الثالث والعشرون فی حبس الاستفراغات	فصل (۲۳) استفراغات کو بند کرنا۔
الرابع والعشرون فی معالجة السداد	فصل (۲۴) سددوں کا علاج۔
الخامس والعشرون فی معالجة الاورام	فصل (۲۵) اورام کا علاج۔
السادس والعشرون فی البط	فصل (۲۶) بَطّ (شگاف دینا)۔
السابع والعشرون فی علاج فساد العضو او لقطعه	فصل (۲۷) فساد عضو کا علاج اور اسے کاٹ دینا۔
الثامن والعشرون فی معالجات تفرق الاتصال	فصل (۲۸) تفرق اتصال کے معالجات۔
التاسع والعشرون فی الکی	فصل (۲۹) کَیّ (داغ دینا)۔
الثلثون فی تسکین الاوجاع	فصل (۳۰) دردوں کی تسکین۔
الحادی والثلثون وصیة فی ان بای المعالجات نبتدی	فصل (۳۱) وصیت اس امر کی کہ ہم کس (مرض کے) معالجہ کو شروع کریں۔
جمیع هذا الفصول بین هذا الکتاب مأتان واثنان وستون فصلاً	(اس کتاب کی ساری فصلیں دو سو باسٹھ ۲۶۲ ہیں)

الکتاب الاول

کتاب اوّل

فی الامور الکلیة من الطب، وهو اربعة فنون

کتاب اول میں علم طب کے امور کلیہ (کلیات طب) کا تذکرہ ہے، اور اس کتاب میں چار فنون ہیں:۔

الفن الاول

فن اوّل

فی حد الطب وموضوعاته من الامور الطبیعیة، وهو ستة تعالیم

فن اول میں تعریف طب (حدّ طب) اور موضوعات طب (امور طبعیہ) کا ذکر ہے۔ اس میں چھ تعلیمیں ہیں:۔

التعلیم الاول فی حد الطب وموضوعاته

تعلیم اول تعریف و موضوعات طب

وهو فصلان، الفصل الاول فی تحدید الطب والفصل الثانی فی موضوعات الطب.

تعلیم اول میں دو فصلیں ہیں، پہلی فصل تعریف طب میں، اور دوسری فصل موضوعات طب میں۔

الفصل الاول فی حدّ الطب

فصل اول تعریف طب

اقول: ان الطب علم یعرف منه احوال بدن الانسان من جهة ما یصح ویزول عنها، لیحفظ الصحة حاصلة ویستردها زائلة

میں کہتا ہوں: طب ایک ایسا علم ہے، جس سے بدن انسان کے حالات، بلحاظ صحت وعدم صحت (زوال صحت) معلوم ہوتے ہیں، تاکہ اگر صحت حاصل ہے، تو اسکی حفاظت کیجائے اور اگر وہ زائل ہو گئی ہے، تو اسے لوٹا کر لانے کی کوشش کیجائے۔

ولقائل ان یقول: ان الطب ینقسم الی نظر وعمل، وانتم قد جعلتم کله نظراً، اذ قلتم انه علم۔

اعتراض کوئی کہنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ "طب کی دو قسمیں ہیں نظر اور عمل (نظری وعملی)، اور آپ نے ساری طب کو نظر (علم) بنا دیا، کیونکہ آپ نے (تعریف طب میں) کہا ہے کہ "وہ ایک علم ہے"۔

وحینئذٍ نجیبه ونقول انه یقال:

اس وقت میں اس معترض کا جواب دیتا ہوا کہونگا کہ (نظری

ان من الصناعات ما هو نظری وعملی، ومن الفلسفة ما هو نظری وعملی، ویقال: ان من الطب ما هو نظری وعملی، ویکون المراد فی کل قسمة بلفظ النظری والعملی شیئا اٰخر لا نحتاج الآن الی بیان اختلاف المراد فی ذلك الا فی الطب فاذا قیل ان من الطب ما هو نظری و منه ما هو عملی فلا یجب ان تظن ان مرادهم فیه هو ان احد قسمی الطب هو تعلم العلم والقسم الآخر هو مباشرة العمل کما یذهب الیه وهم کثیر من الباحثین عن هذا الموضع بل یحق علیك ان تعلم ان المراد من ذلك شیٔ اٰخر وهو انه لیس ولا واحد من قسمی الطب الا علما لکن احدهما علم اصول والآخر علم کیفیة المباشرة ثم یخص الاول منهما باسم العلم او باسم النظر والآخر باسم العمل فنعنی بالنظری

اور عملی کی تقسیم کئی چیزوں میں آتی ہے، چنانچہ) کہا جاتا ہے کہ صناعات[1] کا ایک حصہ نظری ہے، اور دوسرا عملی، اور فلسفہ کا ایک حصہ نظری ہے، اور دوسرا عملی، اسی طرح طب کے بارہ میں بھی کہا جاتا ہے کہ اسکا ایک حصہ نظری ہے، اور دوسرا عملی لیکن ہر جگہ اس تقسیم میں لفظ نظری اور عملی سے دوسری چیز مراد ہوتی ہے۔ اس وقت ہمیں اسکے بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ کہاں کہاں کیا مراد ہوتی ہے؛ ہاں علم طب میں جو مراد ہوتی ہے، اُسے ہم یہاں ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ طب کا ایک حصہ نظری ہے، اور دوسرا عملی۔ تو اس وقت تمہارا یہ گمان کرنا واجب اور مناسب نہیں، جیسا کہ بہت سے لوگوں کا وہم اس طرف چلا گیا ہے، کہ "اس سے اطباء کی مراد یہ ہے کہ طب کی ایک قسم علم کا سیکھنا ہے، اور دوسری قسم عمل کرنا (مباشرتِ عمل)"؛ بلکہ تمھیں یہ جاننا چاہئے کہ اس سے کچھ اور مراد ہے؛ اور وہ یہ ہے کہ طب کی دونوں قسمیں علم ہی ہیں (ان میں سے کوئی بھی عمل نہیں ہے)۔ لیکن ایک قسم علمِ اصول ہے (جو عمل نہیں بتاتی) اور دوسری علم کیفیتِ عمل (جو عمل کا طریقہ بتاتی ہے)۔ پھر پہلی قسم کا نام علم یا نظر رکھدیا گیا، اور دوسری قسم کا عمل۔ چنانچہ طب نظری سے ہماری مراد یہ ہے کہ جسکی تعلیم سے فقط کسی امر کا اعتقاد حاصل ہوجاتا ہے، جو کیفیتِ عمل کو بیان نہیں کرتا جیسا کہ طب میں بتایا جاتا ہے کہ بخار کی تین قسمیں ہیں، اور مزاج کی

[1] صناعت اور علم دونوں عرفِ عام میں مقابلۃً بولے جاتے ہیں، چنانچہ جو علوم عمل کرنے (کام کرنے) سے حاصل ہوتے ہیں، انہیں عرفاً صناعات (پیشہ) کہا جاتا ہے، مثلاً لوہار، سنار وغیرہ کی صنعت۔ اور جو محض نظر اور استدلال (ذہنی طور پر غور کرنے) سے حاصل ہوتے ہیں، اُنہیں علوم کہا جاتا ہے۔ صناعت نفس کا وہ ملکہ ہے جس کی وجہ سے انسان کسی موضوع (مثلاً کسی جسم) کو ارادہ سے کسی مقصد و غرض کے لئے استعمال کرنے پر قادر ہوجاتا ہے، مثلاً وہ لوہے کو اپنے ارادہ سے تلوار بنانے پر قادر ہے (گیلانی) +

منه ما يكون التعليم فيه مفيدًا للاعتقاد فقط من غير ان يتعرض لبيان كيفية عمل مثل ما يقال في الطب ان اصناف الحميات ثلثة وان الامزجة تسعة ونعني بالعملي منه لا العمل بالفعل ولا مزاولة الحركات البدنية بل القسم الآخر من علم الطب الذي يفيد التعليم فيه رايا ذلك الراي متعلق ببيان كيفية عمل مثل ما يقال في الطب ان الاورام الحارة يجب ان يقرب اليها في الابتداء ما يردع ويبرد ويكثف ثم من بعد ذلك يمزج الرادعات بالمرخيات ثم من بعد الانتهاء الى الانحطاط يقتصر على المرخيات المحللة الا في اورام تكون عن مواد تدفعها الاعضاء الرئيسة فهذا العلم يفيد لك رايا هو بيان كيفية عمل فاذا علمت هذين القسمين فقد حصل لك علم علمي وعلم عملي وان لم تعمل قط

دو قسمیں ہیں، اور طب عملی سے ہماری مراد یہ نہیں ہوتی ہے کہ بالفعل کوئی عمل کیا جائے، اور بدن کو حرکت دی جائے، بلکہ طب کے اس دوسرے حصے سے ہماری مراد یہ ہے کہ اس کی تعلیم سے ایک ایسی رائے (علم) ہمیں حاصل ہو جاتی ہے، جو کیفیتِ عمل کو بیان کرتی ہے. جیسا کہ علم طب میں بتایا جاتا ہے کہ "اورام حارہ کی ابتداء میں رادع، مبرد، اور مکثف دوائیں استعمال کرنی چاہئیں، اس کے بعد رادعات کے ساتھ مرخیات ملانی چاہئیں، پھر انتہاء کے بعد انحطاط تک محض مرخیات محللہ پر قناعت کرنی چاہئے؛ ہاں اگر اورام ایسے مواد سے لاحق ہوئے ہوں، جنہیں اعضاء رئیسہ نے پھینکا ہو (تو اس وقت یہ اصول غلط ہوگا)"۔ چنانچہ اس تعلیم سے تجھے ایک ایسی رائے (علم) حاصل ہو رہی ہے، جس میں کیفیتِ عمل کا ذکر ہے، جب تجھے یہ دونوں حصے حاصل ہو گئے، تو سمجھ لے کہ تجھے علم علمی (طب نظری) اور علم عملی، دونوں آ گئے (اور تو طبیب بن گیا)، خواہ تو کبھی بھی عمل نہ کرے (اور علاج کرنے کا کبھی بھی اتفاق نہ ہو) +

وليس لقائل ايضا ان يقول ان احوال بدن الانسان ثلثة الصحة والمرض وحالة لا صحة ولا مرض وانت اقتصرت على قسمين فان هذا القائل لعله اذا فكر لم يجد احد الامرين واجبا لا هذا التثليث ولا اخلالنا به ثم انه ان كان هذا التثليث واجبا فان قولنا الزوال عن الصحة يتضمن المرض والحالة الثالثة التي جعلوها ليس لها حد الصحة وهي ملكة او حالة

دوسرا اعتراض اسی طرح کوئی کہنے والا یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ "بدن انسان کے حالات تو تین ہیں، صحت، مرض، اور تیسری حالت لا صحت ولا مرض، اور آپ نے محض دو قسمیں (صحت و زوال صحت) بتائی ہیں"۔ کیونکہ یہ کہنے والا انشاءاللہ جب غور کریگا، تو ان دونوں باتوں میں سے ایک بات کو بھی بجا تصور نہ کریگا، نہ تثلیث کو (کہ بدن انسان کی حالتیں تین ہیں)، اور نہ اس امر کو کہ ہمیں اسکی حاجت ہے، (اور یہ کہ ہمنے کسی حالت کو چھوڑ دیا ہے)۔ پھر اگر بالفرض یہ تثلیث ضروری ہی ہے، تو ہمارا لفظ "زوال صحت" دونوں پر مشتمل ہے، اس کے اندر مرض بھی داخل ہو گیا، اور حالت ثالثہ بھی؛ جسکو لوگوں نے (اپنے طور پر) بنا لیا ہے (اور بغیر

تصدر عنها الافعال من الموضوع لها سليمة ولا لها مقابل هذا الحد الا ان يحدوا الصحة كما يشتهون ويشترطون فيه شروطاً ما بهم اليها حاجة	غور کئے گھڑ لیا ہے)، جس پر نہ صحت ہی کی تعریف صادق آتی ہے اور جو نہ تعریفِ صحت کے مقابلہ ہی میں کھڑی ہو سکتی ہے؛ چنانچہ صحت وہ ملکہ یا حالت ہے، جس سے موضوع (بدن انسان) کے افعال سلیم (صحیح) صادر ہوتے ہیں. ہاں اگر وہ صحت کی تعریف اپنی منشار کے مطابق جس طرح چاہیں، کر ڈالیں، اور اس میں ایسی شرطیں بڑھا دیں، جن کی ہیں کوئی حاجت نہیں ہے (تو تیسری حالت بن سکتی ہے)۔
ثم لا مناقشة مع الاطباء فی هذا وما هم ممن يناقشون فی مثله ولا تؤدی هذه المناقشة بهم او بمن يناقضهم الى فائدة فی الطب واما معرفة الحق فی ذلك فمما يليق باصول صناعة اخرى	لیکن ہمیں اطبار کے ساتھ اس بارہ میں کوئی جھگڑا نہیں ہے اور نہ وہ لوگ ایسے ہیں کہ اس قسم کی باتوں میں جھگڑا کریں، اور نہ اس قسم کے جھگڑوں سے اطبار کو، یا جھگڑا کرنے والوں کو، طب میں کوئی فائدہ پہونچ سکتا ہے. رہا یہ جاننا کہ اس بارہ میں صداقت کیا ہے؟ تو یہ دراصل دوسری صناعت (مثلاً طبیعیات والٰہیات) کے اصول سے وابستہ ہے (اس لئے ایک طبی کتاب میں اس جھگڑے کو نہ چھیڑنا چاہئے)۔

## الفصل الثانی فی موضوعات الطب	## دوسری فصل موضوعات[1] طب
لما كان الطب ينظر فی بدن الانسان من جهة ما يصح ويزول عن الصحة والعلم بكل شئ انما يحصل ويتم اذا كان له اسباب ان يعلم من اسبابه فيجب ان يعرف فی الطب اسباب	چونکہ علم طب بدن انسان سے بلحاظ صحت و زوال صحت بحث کرتا ہے، اور ہر ایک شئے کا علم اُسی وقت پورے طور پر حاصل ہو سکتا ہے، جبکہ اُس شئے کے اسباب سے آگاہی حاصل کی جائے بشرطیکہ اُس شئے کے اسباب[2] ہوں؛ اس لئے ضروری ہے کہ علم طب میں صحت و مرض کو جاننے کے لئے صحت اور مرض

[1] موضوع علم، کسی علم میں جس چیز کے حالات سے بحث کی جاتی ہے، اُسے موضوع علم کہتے ہیں. علم طب میں بدن انسان کے حالات (صحت و مرض) سے بحث ہوتی ہے، اسلئے بدن انسان علم طب کا موضوع ہے. یہاں جو بہت سی چیزیں موضوعات کے تحت میں بیان کی گئی ہیں، یہ سب بدن انسان سے تعلق رکھنے والی ہیں۔

[2] سوائے ذات الٰہی کے ہر چیز اسباب سے وابستہ ہے۔

الصحة والمرض ولان الصحة والمرض واسبابهما قد يكونان ظاهرين و قد يكونان خفيين لا ينالان بالحس بل بالاستدلال من العوارض فيجب ايضا ان يعرف فى الطب العوارض التى تعرض فى الصحة والمرض

کے اسباب معلوم کئے جائیں۔ اور چونکہ صحت اور مرض اور ان کے اسباب گاہے ظاہر اور نمایاں ہوتے ہیں، اور گاہے پوشیدہ، جو احساس سے معلوم نہیں کئے جا سکتے۔ بلکہ ان کے معلوم کرنے کے لئے عوارض و علامات کی رہبری کی ضرورت ہوا کرتی ہے؛ اسلئے یہ بھی ضروری ہو گیا کہ علم طب میں اُن عوارض و علامات کا ذکر کیا جائے۔ جو صحت اور مرض میں عارض ہوا کرتے ہیں (اور جس سے ہم صحت اور مرض کو پہچاننے پر قادر ہو جاتے ہیں)

وقد تبين فى العلوم الحقيقية ان العلم بالشئ انما يحصل من جهة العلم باسبابه ومباديه ان كانت له وان لم تكن فانما يتم من جهة العلم بعوارضه ولوازمه الذاتية

اور علوم حقیقیہ[۵۱] میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کسی شئے کا علم اُس کے اسباب اور مبادی ہی کے علم سے حاصل ہو سکتا ہے بشرطیکہ اُس شئے کے اسباب اور مبادی ہوں (یعنی اُس کے اسباب اور مبادی تک پہونچنا آسان اور ممکن ہو) اور اگر اُس کے اسباب اور مبادی (تک پہونچنا ممکن) نہ ہو، تو اُس کا علم اُسکے ذاتی عوارض اور لوازم کے علم سے (کسی حد تک) حاصل ہو جاتا ہے۔

لكن الاسباب اربعة اصناف مادية وفاعلية وصورية وتمامية والاسباب المادية وهى الاشياء الموضوعة التى فيها يتقرر الصحة والمرض واما الموضوع الاقرب فعضو او روح واما الموضوع الابعد فهو الاخلاط وابعد منه

اب یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اسباب کی چار قسمیں ہیں:- اسباب مادیہ[۵۲]، اسباب فاعلیہ، اسباب صوریہ، اور اسباب تامیہ (غائیہ)۔ چنانچہ صحت و مرض کے **اسباب مادیہ** وہ چیزیں ہیں، جن میں صحت و مرض قائم ہوتے ہیں (جنکے ساتھ صحت و مرض وابستہ ہوتے ہیں، یا جو صحت و مرض کے لئے محل و موضوع[۵۳]

---

[۵۱] علوم حقیقیہ۔ وہ علوم ہیں جو قوموں اور مذہبوں کے بدلنے سے نہیں بدلتے، مثلاً حکمت و فلسفہ وغیرہ۔ گیلانی +

[۵۲] ان چاروں اسباب کو سمجھنے کے لئے تخت کی مثال پر غور کرنا چاہیئے، لکڑی اور کیلوں سے تخت بنتا ہے، بڑھئی بناتا ہے تخت کی ایک مخصوص شکل ہوتی ہے، اور تخت کسی خاص مقصد سے بنایا جاتا ہے، مثلاً بیٹھنے کے لئے۔ چنانچہ لکڑی اور کیلیں اس کے لئے سبب مادی ہیں، بڑھئی سبب فاعلی، اس کی مخصوص شکل و صورت اور ہیئت سبب صوری، اور اُسکا مقصد سبب غائی +

[۵۳] موضوع صحت و مرض۔ وہ چیز جس کے ساتھ صحت و مرض قائم ہے۔ یا جو چیز صحت و مرض کے لئے محل ہے مثلاً اعضاء، ارواح، اخلاط وغیرہ +

هو الارکان وهذان موضوعان بحسب الترکیب وان کان ایضاً مع الاستحالة وکل ما وضع کذلك فانه یساق فی ترکیبه واستحالته الی وحدة ما وتلك الواحدة فی هذا الموضع التی تلحق تلك الکثرة اما مزاج واما هیئة اما المزاج فبحسب الاستحالة واما الهیئة فبحسب الترکیب

ہیں)۔ پھر ان کی دو قسمیں ہیں، موضوع قریب[1] اور موضوع بعید؛ موضوع قریب تو اعضاء، اور ارواح ہیں، اور موضوع بعید اخلاط، اور اس سے بھی بعید تر ارکان ہیں۔ اخلاط اور ارکان دونوں ترکیب کے لحاظ سے موضوع ہیں، اگرچہ ترکیب کے ساتھ استحالہ بھی ہوتا ہے (یعنی ارکان اور اخلاط کے مرکب ہونے سے ارواح اور اعضاء بنتے ہیں، جو صحت و مرض کے حقیقی موضوع اور محل ہیں، اور جب یہ مرکب ہوتے ہیں، تو ارکان اور اخلاط میں استحالہ بھی ہو جاتا ہے)۔ پھر جو چیز صحت و مرض کے لئے اس طرح موضوع بنتی ہے، وہ ترکیب و استحالہ کے بعد کسی ایک وحدت تک پہونچتی ہے (یعنی اس کی کثرت ترکیب و استحالہ کے بعد کسی وحدت میں تبدیل ہو جاتی ہے) چنانچہ اس مقام میں وہ وحدت، جو اس کثرت کے بعد آتی ہے، وہ مزاج ہے، یا ہیئت؛ مزاج تو استحالہ کے لحاظ سے ہے، اور ہیئت ترکیب کے لحاظ سے۔

یعنی مثلاً کثیر اور متعدد ارکان اُسی وقت عضو کی شکل اختیار کر سکتے ہیں، جبکہ ان میں استحالہ ہوتا، اور ایک مزاج پیدا ہو جاتا ہے، اسی طرح متعدد اخلاط عضو بنانے کے لئے جب باہم ملتے ہیں، تو اس وقت بھی **ایک مزاج** بنجاتا ہے، اور ان کے اپنے مزاج ٹوٹ جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا ان مختلف ارکان اور مختلف اخلاط کی ہیئتیں یقیناً الگ الگ ہیں۔ جب یہ باہم ملتے ہیں، اور ملکر عضو بناتے ہیں، تو ان سب کی ہیئت ختم ہو جاتی ہے، اور عضو کی **ایک نئی ہیئت** پیدا ہو جاتی ہے۔ یہی معنے ہیں کہ کثرت کے بعد کوئی **وحدت** آجاتی ہے۔ کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ترکیب و استحالہ کے بعد سارے ارکان اور اخلاط کی کیفیتیں اور مزاج اور ان سب کی ہیئتیں ٹوٹ جاتی ہیں، اور عضو کا ایک مخصوص مزاج اور اسکی ایک مخصوص ہیئت بن جاتی ہے، جب ہی یہ عضو کہلا سکتا ہے، اور صحت و مرض کا محل بن سکتا ہے۔

واما الاسباب الفاعلیة فهی الاسباب صحت و مرض کے **اسباب فاعلیہ** وہ ہیں جو بدن انسان

---

[1] موضوع قریب اور موضوع بعید سے مراد یہ ہے کہ صحت اور مرض بقول شیخ حقیقت میں اعضاء، اور ارواح سے وابستہ ہیں، اصل میں تندرست یا بیمار تو یہی ہوتے ہیں، رہے اخلاط اور ارکان، تو ان میں صحت و مرض اُسوقت قائم ہو سکتی ہے، جبکہ یہ اعضاء، اور ارواح میں تبدیل ہو چکے ہوں۔ یعنی صحت و مرض بالذات اور بلاواسطہ اعضاء اور ارواح کی کیفیت ہیں، اور بالواسطہ ارکان اور اخلاط کی۔

المغيرة او الحافظة لحالات بدن الانسان من الاهوية وما يتصل بها والمطاعم والمياه والمشارب وما يتصل بها والاستفراغ والاحتقان والبلدان والمساكن وما يتصل بها والحركات والسكونات البدنية والنفسانية ومنها اليقظة والنوم والاستحالة فى الاسنان والاختلاف فيها وكذا فى الاجناس والصناعات والعادات والاشياء الواردة على البدن الانسانى مماسة له اما غير مخالفة للطبيعة واما مخالفة للطبيعة واما الاسباب الصورية فالمزاجات والقوى الحادثة بعدها والتراكيب

کے حالات میں تغیر پیدا کرتے، یا ان کی حفاظت کرتے ہیں، اور وہ چیزیں یہ ہیں: (۱) مختلف اقسام کی ہوائیں اور وہ چیزیں جو اس سے قریب ہیں (یعنی موسمی تغیرات)۔ (۲) مطاعم (کھانے) میاہ (پانی) اور مشارب (پینے کی دوسری چیزیں) اور جو باتیں ان سے قریب ہیں (یعنی دوسری متفرق باتیں)۔ (۳) استفراغ و احتباس، بُلدان (ممالک)، مساکن (رہائشی مقامات) اور وہ متفرق چیزیں جو ان سے قریب ہیں۔ (۴) حرکات و سکونات بدنیہ، اور حرکات و سکونات نفسانیہ۔ (۵) نیند اور بیداری (۶) عمروں کے تغیرات اور اختلافات، (۷) اسی طرح جنس (مذکر و مؤنث وغیرہ کے) تغیرات۔ (۸) مختلف صناعت (پیشے)، (۹) مختلف عادتیں (۱۰) وہ بیرونی چیزیں جو بدن انسان پر وارد ہوتی ہیں، اور اُسے مَس کرتی ہیں (چھوتی ہیں) خواہ مخالفِ طبیعت نہ ہوں (مثلاً کوئی مفید لیپ لگانا) یا مخالف طبیعت ہوں (مثلاً آگ سے جلنا)، صحت و مرض کے **اسباب صوریہ** تین ہیں:- مزاجات، اور وہ قوٰی جو مزاج کے بعد پیدا ہوتے ہیں، اور تراکیب (ساخت اور ہیئت)۔

صحت خارج میں اُسی وقت پائی جاسکتی ہے، جبکہ مزاج، قوٰی، اور ترکیب، تینوں درست ہوں، اسی طرح مرض اُس وقت متحقق ہوسکتا ہے، جبکہ ان میں سے کوئی، یا تینوں خراب ہوں۔

واما الاسباب التمامية فالافعال وفى معرفة الافعال معرفة القوى لا محالة ومعرفة الارواح الحاملة للقوى كما سنبين

اور **اسباب تمامیہ** (غائیہ) افعال ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ افعال کے جاننے کے لئے قوتوں کا جاننا، اور روحوں کا جاننا جو قوتوں کی حامل (سواری) ہوتی ہیں، ضروری ہے۔ جیسا کہ ہم عنقریب بیان کرینگے۔

فصل ۵ موضوعات صناعة الطب من جهة انها باحثة عن بدن الانسان انه كيف يصح ويمرض واما من

صناعتِ طب (علم طب) کے یہ موضوعات مذکورہ اس لحاظ سے ہیں کہ وہ بدن انسان سے بلحاظ صحت و مرض بحث کرتی ہے (یعنی یہ کہ بدن میں کیونکر صحت حاصل ہوتی ہے، اور وہ

جهة تمام هذا البحث وهو ان تحفظ الصحة ويزال المرض فيجب ان يكون لها ايضا اجزاء اخر بحسب اسباب هذين الحالين والاتهما واسباب ذلك التدبير بالماكول والمشروب واختيار الهواء وتقدير الحركة والسكون والعلاج بالدواء والعلاج باليد كل ذلك عند الاطباء بحسب ثلثة اصناف من الاصحاء والمرضى والمتوسطين الذين نذكرهم ونذكر انهم كيف يعدون متوسطين بين قسمين لا واسطة بينهما في الحقيقة

کیونکر مریض ہوتا ہے)۔ رہا یہ امرکہ اس بحث کی غرض کیا ہے، حفاظت صحت اور ازالۂ مرض ، تو اس لحاظ سے بھی ان دونوں غرضوں (حفظان صحت وازالۂ مرض) کے اسباب وآلات (ذرائع) کے مطابق چند دوسرے موضوعات ہیں۔ چنانچہ اس مقصد کے اسباب وذرائع یہ ہیں: (۱) ماکول ومشروب کی تدبیر (۲) مناسب ہوا کا پسند کرنا (۳) حرکت وسکون مناسب اندازہ کے ساتھ اختیار کرنا (۴) دواء کے ذریعہ علاج کرنا (علاج بالدواء) (۵) ہاتھ سے علاج کرنا (علاج بالید۔ جراحیات)۔ یہ ساری مذکورہ باتیں اطباء کے نزدیک تین قسموں کے لحاظ سے بتائی جاتی ہیں، (۱) تندرستوں کے لحاظ سے، (۲) بیماروں کے لحاظ سے، (۳) اور درمیانی لوگوں (متوسطین۔ حالتِ ثالثہ والوں) کے لحاظ سے، جنکے بارے میں ہم آگے ذکر کرینگے، اور یہ بتائینگے کہ کیونکر یہ لوگ ایسی دو قسموں کے درمیان شمار کئے گئے ہیں جنکے بیچ میں در اصل کوئی واسطہ نکل نہیں سکتا (یعنی یہ کہ حقیقتاً صحت اور مرض کے درمیان کوئی تیسری چیز نہیں نکل سکتی) +

واذ قد فصلنا هذه البيانات لنا فقد اجتمع ان الطب ينظر في الاركان والمزاجات والاخلاط والاعضاء البسيطة والمركبة والارواح وقواها الطبيعية والحيوانية والنفسانية والافعال وحالات البدن من الصحة والمرض والتوسط بينهما واسبابها من الماكل والمشارب والاهوية والمياه والبلدان والمساكن والاستفراغ والاحتقان والصناعات والعادات والحركات البدنية والنفسانية والسكونات والاسنان والاجناس

جب ہم ان بیانات کی تفصیل کر چکے، تو سب کو اکٹھا کر کے اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ علم طب مندرجۂ ذیل چیزوں سے بحث کرتا ہے: ارکان، مزاجات، اخلاط، اعضائے بسیطہ (مفردہ)، اعضائے مرکبہ، ارواح۔ قوائے طبعیۂ حیوانیہ اور نفسانیہ، افعال، حالاتِ بدن بلحاظ صحت ومرض وحالت ثالثہ، اور ان کے اسباب مندرجۂ ذیل: یعنی مآکل ومشارب (کھانے پینے)، ہوائیں، میاہ (پانی)، بلدان ومساکن، استفراغ واحتقان (احتباس)، صناعات (پیشے) عادات۔ بدنی ونفسانی حرکات وسکونات، اسنان (عمریں) اجناس (جنس مذکر وجنس مؤنث وغیرہ) وہ امور غریبہ (عارضی امور)

والواردات علی البدن من الامور الغریبة والتدبیر بالمطاعم والمشارب واختیار الهواء وتقدیر الحرکات والسکونات واستعمال الادویة والاعمال الیدیة لحفظ الصحة وعلاج مرض مرض

جو بدن پر وارد ہوتے ہیں، حفاظت صحت اور ہر مرض کے علاج کے لئے کھانے پینے کی تدبیر کرنا، ہوا کا اختیار کرنا، حرکات و سکونات کا ایک اندازہ مقرر کرنا، دواؤں کا استعمال کرنا، اور ہاتھ کے کاموں (اعمال ید۔ جراحیات) سے فائدہ اٹھانا +

فبعض هذه الامور انما یجب علیه من حیث هو طبیب ان یتصوره بالماهیة فقط تصورا علمیا ویصدق بهلیته تصدیقا علی انه وضع له مقبول من صاحب العلم الطبیعی وبعضها یلزمه ان یبرهن علیه فی صناعته

ان امور میں سے بعض تو محض ایسے ہیں کہ طبیب کو طبیب ہونے کی حیثیت سے محض ان کی ماہیت کا جان لینا (علمی طور پر تصور کر لینا)، اور ان کے وجود کا اقرار کر لینا (تصدیق کرنا) ضروری ہے، اُسے (بحیثیت طبیب ہونے کے) مان لینا چاہئے کہ وہ چیزیں اُس کے موضوعات (مسلمات) میں سے ہیں، اور علم طبعی سے قبول کر لی گئی ہیں (ان میں زیادہ دلیل و بحث کی گنجائش نہیں ہے، ہاں چونکہ وہ اصل میں علم طبعی کے ذاتی مسائل ہیں اس لئے وہاں البتہ ان کو دلائل و براہین سے ثابت کیا جاتا ہے) اور اس کے برعکس بعض امور ایسے ہیں، جو علم طب میں دلائل و براہین سے ثابت کئے جاتے ہیں (طبیب پر، بحیثیت طبیب ہونے کے فرض ہے کہ ایسے مسائل کو دلائل و براہین سے ثابت کرے) +

فما کان من هذه کالمبادی فیلزمه ان یتقلد هلیتها فان مبادی العلوم الجزئیة مسلمة وتبرهن فی علوم اخری اقدم منها وکذلک حتی یرتقی مبادی العلوم

چنانچہ ان میں سے جو امور مبادی (مسلمات) کے مانند ہیں، طبیب پر فرض ہے کہ ان امور کے وجود کو بلا دلیل مان لے (تقلید کے طور پر تسلیم کرے) کیونکہ علوم جزئیہ (چھوٹے علوم) کے مبادی ہمیشہ بلا دلیل مان لئے جاتے ہیں (مسلمات میں سے ہوتے ہیں)، اور دوسرے علوم میں جو ان سے مقدم (اور برتر)

۱؎ ہر علم میں کچھ موضوعات و مبادی (مسلمات) ہوا کرتے ہیں، اور کچھ مسائل، مسلمات بلا دلیل مان لئے جاتے ہیں اور مسائل کو دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے۔ چنانچہ علم طب میں بھی یہ دونوں چیزیں موجود ہیں، جنکو شیخ اس موقعہ پر تفصیل سے بیان کر رہا ہے۔

۲؎ طب علم طبعی کی ایک شاخ ہے، کیونکہ طبعیات میں عام اجسام سے بحث ہوتی ہے، اور علم طب میں محض بدن انسان سے، اس لئے علم طب بمقابلہ طبعیات کے چھوٹا علم (علم جزئی) ہے +

كلها الى الفلسفة الاولى التى يقال لها علم مابعد الطبيعة

ہوتے ہیں، ان کو دلائل و براہین سے ثابت کیا جاتا ہے، حتیٰ کہ تمام علوم کے مبادی فلسفۂ اُولیٰ [1] (آلٰہیات) پر ختم ہوتے ہیں، جسکو **علم مابعد الطبیعۃ** کہا جاتا ہے +

واذا شرع بعض المتطببين فاخذ يتكلم فى اثبات العناصر والمزاج وما يتلو ذلك مما هو موضوع له من العلم الطبيعى فانه يغلط من حيث يورد فى صناعة الطب ماليس من صناعة الطب ويغلط من حيث يظن انه يبين شيئا ولا يكون قد بينه البتة

اگر کوئی بڑا طبیب (مثلاً جالینوس) عناصر، مزاج، اور اسی قسم کی دوسری چیزوں کو، جو علم طبعی سے بطور مسلمات کے لے لی گئی ہیں، دلائل سے ثابت کرنا شروع کردے، تو سمجھنا چاہئے کہ وہ دو غلطیاں کر رہا ہے، اول تو وہ علم طب میں وہ باتیں لارہا ہے، جو علم طب سے خارج ہیں، دوم یہ کہ وہ سمجھ رہا ہے کہ اُسنے (علم طب میں سے) کچھ بیان کیا، حالانکہ اُس نے کچھ بھی بیان نہیں کیا (کیونکہ وہ طبی مسئلہ ہی نہیں ہے) +

فالذى يجب ان يتصوره الطبيب بالماهية ويتقلد ما كان منه غير بين الوجود بالهلية هو هذه الجملة الاركان انها هل هى وكم هى والمزاجات انها هل هى وكم هى والاخلاط ايضا انها هل هى وكم هى وكيف هى والقوى هل هى وكم هى واين هى والارواح هل هى وكم هى واين هى وان لكل تغير حال وثباته سببا وان الاسباب كم هى واما الاعضاء ومنافعها فيجب ان يصادفها بالحس والتشريح

چنانچہ جن چیزوں کی ماہیت کا جان لینا (تصور کرلینا) اور جنکے وجود کا بلا دلیل تسلیم کرلینا طبیب کے لئے ضروری ہے، وہ یہ چند ہیں: (۱) **ارکان** کا وجود، اور ان کی تعداد، (۲) **مزاجات** کا وجود، اور ان کی تعداد، (۳) **اخلاط** کا وجود، انکی تعداد، اور ان کی کیفیات، (۴) **قُویٰ** کا وجود، ان کی تعداد، اور ان کے مقامات، (۵) **ارواح** کا وجود، ان کی تعداد، اور انکے مقامات۔ (۶) (فلسفہ کا یہ مسئلہ مان لینا کہ) کسی حالت کا بدلنا اور اس کا قائم رہنا کسی سبب کے بغیر ناممکن ہے، اور یہ کہ اسباب کتنے ہیں (اسباب کی کتنی قسمیں ہیں)۔ رہے اعضاء اور ان کے منافع (افعال) تو وہ حس اور تشریح (لاش چیرنے) سے معلوم کئے جائیں (یعنی اعضاء کی ہیئت، وضع اور مقدار و عدد حس و تشریح سے معلوم ہو سکتے ہیں، پھر یہی چیزیں ان کے منافع و افعال کے علم کا ذریعہ بن جاتی ہیں) +

---

[1] فلسفۂ اُولیٰ وہ علم ہے جس میں ایسی چیزوں سے بحث کی جاتی ہے جو نہ خارج میں، اور نہ ذہن میں مادہ کی محتاج ہوتی ہیں، مثلاً خدا، نفس، وغیرہ کا علم +

والذی یجب ان یتصورہ ویبرھن علیہ الامراض واسبابھا الجزئیۃ وعلاماتھا وانہ کیف یزال المرض ویحفظ الصحۃ فانہ یلزمہ ان یعطی البرھان علی ماکان من ھذا خفی الوجود بتفصیلہ وتقدیرہ وتوقیتہ

اور جن چیزوں کا جاننا، اور جن کو علم طب میں دلائل سے ثابت کرنا ضروری ہے، وہ امراض، ان کے اسباب[۵۱] جزئیہ، اور ان کے علامات ہیں، اور یہ کہ مرض کا ازالہ کیونکر کیا جائے اور صحت کی حفاظت کیونکر ہو سکتی ہے۔ یہ باتیں وہ ہیں کہ ان میں سے جنکا وجود بیّن اور واضح نہ ہو، اُن کو بہ تفصیل مع بیان مقدار و وقت دلائل سے ثابت کرنا ضروری ہے +

وجالینوس اذا حاول اقامۃ البرھان علی القسم الاول فلا یجب ان یحاول ذالک من جھۃ انہ طبیب ولکن من جھۃ انہ یحب ان یکون فیلسوفا یتکلم فی العلم الطبیعی کما ان الفقیہ اذا حاول ان یثبت صحۃ وجوب متابعۃ الاجماع فلیس لہ ذالک من جھۃ انہ فقیہ ولکن من جھۃ ما ھو متکلم

اگر جالینوس[۵۲] (جیسا کوئی طبیب) پہلے حصے کو (جسکو بلا دلیل ان لینا طبیب کے فرائض میں سے ہے) دلائل سے ثابت کرنے کا ارادہ کرے، تو اس وقت یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ وہ طبیب ہونے کی حیثیت سے ایسا کر رہا ہے، بلکہ اسلئے ایسا کر رہا ہے کہ وہ فیلسوف (فلسفی) بننا چاہتا ہے، اور فلسفی بنکر علم طبعی میں گفتگو کر رہا ہے۔ جس طرح اگر کوئی فقیہ (علم فقہ[۵۳] کا جاننے والا) دلائل سے یہ ثابت کرنا شروع کر دے کہ اجماع اور کثرت رائے کی متابعت کا وجوب صحیح ہے (یعنی یہ کہ یہ مسئلہ صحیح ہے کہ کثرتِ رائے کی پیروی کرنا واجب ہے)، تو یہ اس لحاظ سے نہ ہوگا کہ وہ فقیہ ہے، بلکہ اس لحاظ سے ہوگا کہ وہ مُتکلِّم (علم کلام کا جاننے والا) ہے۔

ولکن الطبیب من جھۃ ما ھو طبیب والفقیہ من جھۃ ما ھو فقیہ لیس یمکنہ ان یبرھن علی ذالک

لیکن طبیب کے لئے بحیثیت طبیب ہونے کے، اور فقیہ کے لئے بحیثیت فقیہ ہونے کے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ اس قسم کے مسائل کو دلائل سے ثابت کرے؛ اور اگر ایسا وہ کریگا، تو دَور

---

[۵۱] اسباب کلیہ (عمومی اسباب) کا ذکر فلسفہ میں آیا کرتا ہے، مثلاً یہ کہ اسباب کی دو قسمیں ہیں تامہ اور ناقصہ، پھر اسباب ناقصہ کی چار قسمیں ہیں، فاعلیہ، مادّیہ، صوریہ اور غائیہ +

[۵۲] تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ جالینوس نے کوشش کی تھی کہ سرکاری طور پر اُسے طبیب کی بجائے حکیم کا لقب دیا جائے۔ مگر اس مقصد میں وہ کامیاب نہ ہو سکا +

[۵۳] علم فقہ میں شریعت کے جزوی مسائل ہوتے ہیں، مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کے مسائل؛ اور علم کلام میں خدا کو اور اسکے صفات کو ثابت کرنیکے بعد نبوت کو ثابت کیا جاتا ہے، اور اسی میں بتایا جاتا ہے کہ اجماع (کثرتِ رائے) کا ماننا ضروری ہے +

وَلاَوقع الدور

(چکر) لازم آئیگا +

مثلاً طبی مسائل کے ثبوت کا دارومدار علم طبعی کے مسائل پر ہے، یعنی طبی مسائل طبعیات کے مسائل پر موقوف ہیں، تو اگر طبعیات کے مسائل کو علم طب میں دلائل سے ثابت کرنا شروع کر دیا جائے، تو اسکے معنے یہ ہونگے کہ طبعیات کے مسائل کا ثبوت علم طب کا محتاج ہے۔ اسطرح طب طبعیات کے محتاج ہوئی، اور طبعیات علم طب کی۔ یہی صورت دَوْر کی ہے +

التعلیم الثانی فی الارکان

تعلیم دوم - ارکان

وهو فصل واحد الارکان هی اجسام بسیطة وهی اجزاء اولیة لبدن الانسان وغیره التی لا یمکن ان ینقسم الی اجسام مختلفة الصور و یحدث بامتزاجها الانواع المختلفة الصور من الکائنات

اس تعلیم میں محض ایک "فصل" ہے۔ اَرْکان (عناصر) وہ بسیط (مفرد) اجسام ہیں جو بدن انسان وغیرہ کے لئے ابتدائی اجزاء (اجزاء اولیہ) ہیں۔ اور جنکا ایسے اجسام میں منقسم ہونا ممکن نہیں جن کی صورتیں (ماہیتیں) مختلف ہوں، اور جن کے باہم ملنے اور ترکیب پانے سے کائنات کے مختلف انواع (موالید ثلاثہ) پیدا ہوتے ہیں +

فلیتسلم الطبیب من الطبیعی انها اربعة لا غیر اثنان منها خفیفان واثنان ثقیلان فالخفیفان النار والهواء والثقیلان الارض والماء

طبیب کو علم طبعی سے یہ تسلیم کر لینا چاہئے کہ ارکان چار ہی ہیں، کم و بیش نہیں۔ دو ان میں سے خفیف (ہلکے) ہیں، اور دو بھاری (ثقیل)۔ آگ اور ہوا، ہلکے ہیں، اور ارض (مٹی) اور پانی بھاری +

والارض جسم بسیط موضعه الطبیعی هو وسط الکل یکون فیه بالطبع ساکناً ویتحرك الیه بالطبع ان کان مباینا له وذلك ثقله المطلق وهو بارد یابس بالطبع ای طبعه اذا خلی وما یوجبه ولم یغیره سبب من خارج ظهر عنه برد محسوس و یبس وجوده

ارض (مٹی) ایک جسم بسیط ہے، جسکا طبعی مقام تمام عناصر کا وسط (مرکز) ہے؛ جب وہ یہاں ہوتی ہے، تو بالطبع ساکن رہتی ہے، اور جب وہ یہاں سے دور ہوتی ہے، تو حرکت کرکے ادھر پہنچ جاتی ہے۔ مٹی کے ثقل مطلق (سب سے زیادہ بھاری ہونے) کے یہی معنے ہیں۔ ارض اپنی طبیعت سے بارد یابس (سرد و خشک) ہے، یعنی ارض کی طبیعت ایک ایسی طبیعت ہے کہ اگر اسے (حتی الامکان) خالص کر لیا جائے، اور اسے اپنے طبعی مقتضا پر چھوڑ دیا جائے، اور باہر کا کوئی سبب اسے

فی الکائنات وجود مفید للاستمساك والثبات وحفظ الاشكال والهيئات	بدل نہ دے، تو نمایاں طور پر اسکی برودت و یبوست محسوس ہوگی مٹی کا وجود کائنات (عالم کے موالید۔ نباتات، حیوانات اور جمادات) میں اس مقصد کے لئے ہے کہ وہ مرکبات مستحکم ہوں، (اُن کے اجزاء ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ رہیں) پائدار رہیں اور شکلوں اور ہیئتوں کی حفاظت کر سکیں +
واما الماء فهو جسم بسيط موضعه الطبيعي ان يكون شاملا للارض مشمولا للهواء اذا كانا على وضعيهما الطبيعيين وهو ثقله الاضافي وهو بارد رطب اى طبعه طبع اذا خلى ومايوجبه ولم يعارضه سبب من خارج ظهر عنه برد محسوس وحالة هي رطوبة وهي كونه في جبليته بحيث يجيب بادنی سبب الى ان يتفرق ويتحد ويقبل اى شكل كان ثم لا يحفظه	ماء (پانی) ایک جسم بسیط ہے، جسکا طبعی مقام یہ ہے کہ یہ زمین (کے کرہ) کو گھیرے رہے، اور خود ہوا (کے کرہ) سے گھرا رہے، بشرطیکہ یہ دونوں عناصر اپنے طبعی وضع پر قائم ہوں۔ یہی معنے اس کے ثقل اضافی (نسبتاً بھاری ہونے) کے ہیں۔ پانی بارد رطب ہے، یعنی پانی کی طبیعت ایک ایسی طبیعت ہے کہ جب اسے (حتی الامکان) خالص کر لیا جاتا ہے، اور اسے اپنے مقتضا پر چھوڑ دیا جاتا ہے، اور کوئی خارجی سبب اس میں تغیر نہیں پیدا کرتا، تو اس سے نمایاں سردی (برودت محسوسہ) اور ایک ایسی حالت ظاہر ہوتی ہے، جسے رطوبت کہا جاتا ہے۔ پانی کی رطوبت کے معنے یہ ہیں کہ وہ بالذات اور بالطبع ایک ایسی حالت میں ہے کہ وہ ادنیٰ اور معمولی سبب سے متفرق اور پراگندہ بھی ہو سکتا ہے، اور پھر ملکر متحد بھی ہو سکتا ہے اور ہر شکل کو قبول بھی کر سکتا ہے، جسکی پھر حفاظت نہیں کر سکتا

رطوبت اُس کیفیت کا نام ہے جس کی وجہ سے جسم مختلف شکلوں کو آسانی سے قبول بھی کر سکتا ہے، اور پھر انہیں آسانی سے چھوڑ بھی دیتا ہے۔ اس کے برعکس یبوست اُس کیفیت کا نام ہے، جسکی وجہ سے جسم نہ مختلف شکلوں کو آسانی سے قبول کر سکتا ہے، اور نہ انہیں بہ آسانی چھوڑ ہی سکتا ہے +

ووجوده فى الكائنات ليتسلس للهيأت التى تراد فى اجزائها من التشكيل والتخطيط والتعديل فان الرطب وان كان سهل الترك	پانی کا وجود کائنات (موالید ثلاثہ) میں اس لئے ہے کہ پانی کی وجہ سے وہ مرکبات آسانی کے ساتھ اُن ہیئتوں کو بلحاظ شکل، صورت، خطوط، اور ہمواری کے قبول کر سکیں، جو اُنکے مختلف حصوں میں مقصود ہوتے ہیں؛ کیونکہ جسم رطب (تر جسم)

للهيأت الشكلية فهو سهل القبول لها كما ان اليابس وان كان عسر القبول للهيأت الشكلية فهو عسر الترك لها ومهما يخمر اليابس بالرطب استفاد اليابس من الرطب قبولا للتمديد والتشكيل سهلا واستفاد الرطب من اليابس حفظاً لما حدث فيه من التقويم والتعديل قويا واجتمع اليابس بالرطب عن تشتته واستمسك الرطب باليابس عن سيلانه

اگرچہ ہیئات تشکلیہ (شکل کی ہیئتوں) کو آسانی سے چھوڑ دیا کرتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی وہ ان کو آسانی سے قبول بھی کرلیا کرتا ہے، جیسا کہ جسم یابس (خشک جسم) ہیئات شکلیہ کو دشواری ہی سے قبول کرتا ہے، اور بہ دقت ہی چھوڑا کرتا ہے۔ پھر جب جسم یابس کو جسم رطب کے ساتھ خمیر کیا جاتا ہے (ملایا جاتا ہے)، تو جسم رطب کی وجہ سے جسم یابس میں آسانی سے پھیلنے (بڑھنے) اور شکلوں کے قبول کرنے کی شان آجاتی ہے، اور جسم رطب میں جسم یابس کی وجہ سے قوام وتعدیل کے حفاظت کرنے کی قوت پیدا ہوجاتی ہے (یعنی اس جسم میں اس ترکیب سے جو قوام اور اعتدال پیدا ہوا ہے، وہ یبوست کی وجہ سے محفوظ اور مستحکم رہتے ہیں)۔ جسم یابس جسم رطب کی وجہ سے پراگندہ اور منتشر ہونے نہیں پاتا، اور جسم رطب جسم یابس کی وجہ سے بہنے نہیں پاتا +

واما الهواء فهو جرم بسيط موضعه الطبيعي ان يكون فوق الماء وتحت النار وهذا خفته الاضافية وطبعه حار رطب على قياس ما قلنا ووجوده في الكائنات لتتخلخل وتتلطف وتخف وتستقل

ہواء ایک جسم بسیط ہے، جسکا طبعی مقام (موضع طبعی) یہ ہے کہ یہ پانی کے اوپر اور آگ (کرۂ نار) کے نیچے رہے۔ یہی اس کی خفت اضافیہ (نسبتاً ہلکے ہونے) کے معنے ہیں۔ ہوار کی طبیعت اسی طور پر (جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے) حار رطب ہے۔ ہوار کا وجود کائنات (موالید) میں اس غرض کے لئے ہے کہ وہ متخلخل (پولے۔ مسامدار)، لطیف (رقیق القوام) و خفیف (ہلکے) رہیں، اور وہ بلند ہوسکیں (بلند ہوکر ایک قدو قامت حاصل کریں) +

واما النار فهي جرم بسيط موضعه الطبيعي ان تكون فوق الاجرام العنصرية كلها ومكانها الطبيعي هو السطح المقعر من الفلك الذي ينتهي عنده الكون

نار (آگ) ایک جسم بسیط ہے، جسکا طبعی مقام یہ ہے کہ یہ سارے اجرام عنصریہ (تمام ارکان) کے اوپر رہے چنانچہ اس کا طبعی مکان آسمان کی وہ مقعر سطح ہے جہاں کون وفساد ختم ہوجاتا ہے۔ یہی اس کی خفت مطلقہ (سب کے

والفساد الیہا وذلک خفتہا المطلقۃ ہلکے ہونے) کے معنے ہیں +

عالم میں تغیرات ہوتے رہتے ہیں یا مختلف مواد سے مختلف چیزیں بنتی رہتی ہیں یا ایک چیز بگڑتی ہے، اور دوسری چیز تیار ہو جاتی ہے۔ اسی کو **کون و فساد** کہا جاتا ہے (کون = بننا، فساد = بگڑنا)۔ لکڑی کے جلنے اور بگڑنے سے دھواں بن جاتا ہے۔ یہ کون و فساد بقول حکماء قدیم آسمان کی اُسی سطح تک ہوا کرتے ہیں، جو ہم سے قریب تر ہے اس سے اوپر کون و فساد نہیں ہے۔ کون و فساد عناصر کی خصوصیت ہے۔ آسمانوں میں کون و فساد اور اسی قسم کے تغیرات نہیں ہوتے ہیں +

وطبعہا حار یابس ووجودھا فی الکائنات لتنضج وتلطف وتمتزج بالعناصر وتجری فیہا لتنفیذ الجوھر الھوائی ولتکسر من محوضۃ برد العنصرین الثقیلین الباردین فترجع عن العنصریۃ الی المزاجیۃ

آگ کی طبیعت حار یابس ہے۔ آگ کا وجود کائنات میں اس مقصد سے رکھا گیا ہے کہ وہ موالید میں نُضج دے سکے (پکا سکے)، لطافت پیدا کر سکے، عناصر کے ساتھ ملکر ہوائی جوہر کو (اپنی حرارت کی وجہ سے) مرکبات میں نفوذ کرا سکے، اور تاکہ دونوں (ارض و ماء) ثقیل اور ٹھنڈے عنصروں کی برودت کی حِدّت (صرافت) کو توڑ دے، جس سے یہ دونوں عناصر عنصریت (ضِدّیت) سے لوٹ کر مزاجیت (اعتدال - عدم ضدیت) کی طرف آجائینگے (اور ان کی تیز کیفیتیں ٹوٹ جائیں گی) +

والثقیلان اعون فی کون الاعضاء وفی سکونہا والخفیفان اعون فی کون الارواح وفی تحرکہا وتحریک الاعضاء وان کان المحرک الاول ھو النفس فھذہ ھی الارکان

چاروں عناصر میں سے دونوں ثقیل عناصر (پانی اور مٹی) اعضاء کی پیدائش اور ان کے سکون میں معاون ہیں (کیونکہ اعضاء کے اندر خاکی اور مائی اجزاء زیادہ ہیں، جو بارد اور ثقیل ہیں) اور دونوں خفیف عناصر (ہوا، اور آگ) ارواح[1] کی پیدائش اور ان کی حرکت کے، نیز اعضاء کی حرکت کے معاون ہیں، اگرچہ محرک اول (اصلی محرک) نفس ہے (نفس ہی اعضاء وغیرہ میں تحریک پیدا کرتا ہے۔ لیکن ارواح ہلکے ہونے کی وجہ سے جلد متحرک ہو سکتے ہیں، اسی طرح اجزاء ہوائیہ اور ناریہ کی وجہ سے اعضاء میں ایک قسم کا ہلکا پن آجاتا ہے، اس لئے ان اجزاء کی وجہ سے حرکت قبول کرنے کی ان میں مزید استعداد پیدا

---

[1] کیونکہ ارواح میں اجزاء ہوائیہ اور ناریہ غالب ہوتے ہیں + آملی -

ہو جاتی ہے)۔

التعليم الثالث

ثلثة فصول

تعلیم سوم

اس میں تین فصلیں ہیں :-

الفصل الاول في المزاج

فصل اوّل۔ مزاج

المزاج كيفية تحدث من تفاعل كيفيات متضادة موجودة في عناصر متصغرة الاجزاء لتماس اكثر كل واحد منها الكثر الآخر اذا تفاعلت بقواها بعضها في بعض حدث عن جملتها كيفية متشابهة في جميعها هي المزاج

مزاج وہ کیفیت ہے جو ایسے عناصر کی متضاد کیفیتوں کے باہم فعل و انفعال (تاثیر و تأثر) سے پیدا ہوتی ہے جو چھوٹے چھوٹے اجزاء میں اس لئے منقسم ہوتے ہیں کہ ہر ایک کے بیشتر اجزاء ایک دوسرے کے ساتھ مل سکیں، (ایک دوسرے کو مَس کر سکیں)؛ چنانچہ جب یہ اجزاء صغیرہ اپنی قوتوں (کیفیتوں) سے باہم فعل و انفعال کرتے ہیں، تو ان ساری (کیفیتوں) سے ایک ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، جو عناصر کے تمام اجزاء میں یکساں (متشابہ) ہوتی ہے +

ولان القوى الاولية في الاركان المذكورة اربع هي الحرارة والبرودة والرطوبة واليبوسة فبيّن ان المزاجات في الاجسام الكائنة الفاسدة انما تكون عنها

چونکہ ارکان مذکورہ میں اَوّلی قوتیں (ابتدائی قوتیں کیفیتیں) چار ہیں: حرارت، برودت، رطوبت اور یبوست، اسلئے یہ ظاہر ہے کہ بننے بگڑنے والے اجسام (اجسام کائنہ فاسدہ[1]) میں جو مزاج پیدا ہوتے ہیں، وہ انہی کیفیات سے پیدا ہوتے ہیں +

وذلك اما بحسب ما يوجبه القسمة العقلية بالنظر المطلق غير مضاف الى شئ فهو على وجهين واحد الوجهين ان يكون المزاج معتدلاً على ان يكون المقادير من الكيفيات المتضادة في الممتزج متساوية

تقسیم عقلی کے لحاظ سے (نہ کہ اس لحاظ سے کہ وہ خارج میں موجود ہے) مطلق مزاج کی دو قسمیں ہیں :- **ایک قسم** تو یہ ہے کہ مزاج اس معنے سے معتدل ہو کہ مرکب میں متضاد کیفیات کی مقداریں (شدت و ضعف کے لحاظ سے) بالکل برابر ہوں، اور حقیقی طور پر مزاج درمیانی کیفیت ہو (کیفیت متوسطہ ہو) اسی کو

[1] اجسام کائنہ فاسدہ سے مراد موالید ثلاثہ، اور ارکان ہیں۔ انہی میں کون و فساد (بننا اور بگڑنا) ہوتا ہے۔ مثلاً لکڑی کے جلنے سے دھواں بنجاتا ہے، اور مرکبات کے توڑنے سے ارکان نکل آتے ہیں +

متقاومة ویکون المزاج کیفیة متوسطة بینهما بالتحقیق والوجه الثانی ان لا یکون المزاج بین الکیفیات المتضادة وسطا مطلقا ولکن یکون امیل الی احد الطرفین اما فی احدی المتضادتین اللتین هی البردة والحرارة والرطوبة والیبوسة واما فی کلتیهما لکن المعتبر فی صناعة الطب بالاعتدال والخروج عن الاعتدال لیس هذا ولا ذاك بل یجب ان یتسلم الطبیب من الطبیعی ان المعتدل علی هذا المعنی مما لا یجوز ان یوجد اصلا فضلا عن ان یکون مزاج انسان او عضو انسان وان تعلم ان المعتدل الذی یستعمله الاطباء فی مباحثهم هو مشتق لا من التعادل الذی هو التوازن بالسویة بل من العدل فی القسمة وهو ان یکون قد توفر فیه علی الممتزج بدنا کان بتمامه او عضوا من العناصر بکمیاتها وکیفیاتها القسط الذی ینبغی له فی المزاج الانسانی علی اعدل قسمة ونسبة

معتدل حقیقی کہا جاتا ہے) اور دوسری قسم یہ ہے کہ مزاج کیفیات متضادہ کے بالکل وسط میں نہ ہو، بلکہ وہ کسی ایک طرف مائل ہو، خواہ ہر دو متضاد کیفیات، رطوبت و یبوست، اور حرارت و برودت، میں سے ایک میں زیادتی ہو، یا دونوں میں، (اگر ایک میں زیادتی ہوگی، تو چار مفرد قسمیں حاصل ہونگی، اور اگر دو کیفیتوں میں زیادتی ہوگی، تو اس سے چار مرکب قسمیں بنیں گی)+ لیکن علم طب میں اعتدال اور عدم اعتدال سے نہ یہ مراد ہے، اور نہ وہ (نہ قسم اول مراد ہے، اور نہ قسم دوئم)۔ بلکہ طبیب کو علم طبعی سے یہ تسلیم کرلینا چاہئے کہ اس معنے کے لحاظ سے معتدل ہرگز پایا نہیں جاسکتا؛ چہ جائیکہ وہ کسی انسان یا عضو انسان کا مزاج ہو۔ علےٰ ہذا طبیب کو یہ بھی جاننا چاہئے کہ معتدل، جسے اطباء اپنے مباحث میں استعمال کرتے ہیں، اُس تعادل سے مشتق نہیں ہے، جسکے معنے "ہموزن ہونے" (برابر ہونے) کے ہیں، بلکہ یہ عدل فی القسمت سے مشتق ہے (جس کے معنے تقسیم میں انصاف کرنے کے ہیں)! اور عدل فی القسمت سے مراد یہ ہے کہ مرکب کو، خواہ وہ مرکب سارا بدن ہو، یا کوئی ایک عضو ہو، کمیت (مقدار) اور کیفیت کے لحاظ سے عناصر کا اتنا حصہ دیا جائے، جو اُسکے لئے انسانی مزاج میں بہترین تقسیم اور بہترین تناسب پر ہونے کے لئے موزوں ہو+

یعنی اُس مزاج میں عناصر کی کمیات اور کیفیات اتنی ہوں، جس سے وہ بہترین حالت پیدہ کرے، اور اُس کے افعال مطلوبہ کے لئے موزوں ہو، خواہ اُس میں حسب ضرورت حرارت یا برودت فی نفسہ زیادہ ہی ہو، یعنی اُس کے افعال زیادتی حرارت یا زیادتی برودت ہی کے مقتضی ہوں۔ اسی قسم کے مزاج کو معتدل طبی کہا جاتا ہے۔ یہ مزاج گاہے معتدل حقیقی سے قریب اور گاہے اس سے دور ہوتا ہے، جیسا کہ انسان کا مزاج معتدل[له] حقیقی

له انسان کا مزاج معتدل حقیقی سے دوسرے حیوانات وغیرہ کی نسبت سے قریب ہے، ورنہ حقیقت میں انسان کا مزاج معتدل حقیقی سے گرم و تر ہے، جیسا کہ شیخ نے شفاء میں لکھا ہے کہ انسان کا مزاج حار رطب ہے (گیلانی)+

سے بہت قریب ہوتا ہے، جسکو شیخ یوں بیان کرتے ہیں:

لکنہ قد یعرض لہ ان یکون ھذہ القسمۃ التی تتوفر علی الانسان قریبۃ جدا من المعتدل الحقیقی الاول

لیکن یہ تقسیم، جو انسانی مزاج کو بخشی گئی ہے، معتدل حقیقی سے بہت ہی قریب ہے، جسکا ذکر پہلے آیا ہے +

وھذا الاعتدال المعتبر بحسب ابدان الناس ایضا الذی ھو بالقیاس الی غیرہ مما لیس لہ ذلک الاعتدال ولیس لہ قرب الانسان من الاعتدال المذکور فی النوع الاول یعرض لہ ثمانیۃ اوجہ من الاعتبارات

معتدل طبی کی آٹھ قسمیں

پھر یہ اعتدال (اعتدال طبی) جو بدن انسان کے لحاظ سے ہے، نیز جو بدن انسان کے علاوہ دوسروں کے لحاظ سے بھی ہے، جنکو یہ اعتدال حاصل نہ ہو، اور جنکو معتدل حقیقی سے ایسا قرب نہ ہو جیسا انسان کو حاصل ہے، مختلف اعتبارات کے لحاظ سے آٹھ قسموں میں منقسم ہے:

فانہ اما ان یکون بحسب النوع مقیسا الی ما یختلف مما ھو خارج عنہ

(۱) **معتدل نوعی بالقیاس اِلَی الخارج** (یعنی وہ مخصوص مزاج جو کسی نوع کو حاصل ہو، اُس نوع کے لئے یقیناً معتدل اور مناسب ہوگا، اور دوسرے خارجی انواع کے مزاج اُسکے لئے ہرگز مناسب نہ ہونگے، مثلاً انسانی مزاج انسان کے لئے بلحاظ انسان ہونے کے تمام دوسرے انواع حیوانات کے مزاج سے مناسب ہوگا) +

واما ان یکون بحسب النوع مقیسا الی ما یختلف مما ھو فیہ

(۲) **معتدل نوعی بالقیاس اِلَی الداخل** (یعنی وہ معتدل مزاج جو کسی نوع کے افراد میں سے کسی فرد کو حاصل ہو، جو اُس نوع کے لئے دوسرے افراد کے مزاجوں سے زیادہ مناسب ہو)+

واما ان یکون بحسب صنف من النوع مقیسا الی ما یختلف مما ھو خارج عنہ وفی نوعہ

(۳) **معتدل صنفی بالقیاس اِلَی الخارج** (یعنی وہ مخصوص مزاج جو کسی نوع کے ایک صنف (ایک گروہ) کو اسی نوع کی دوسری صنفوں کے مقابلہ میں حاصل ہو، مثلاً ہندوستانیوں کا مزاج اُن کے ہندوستانی ہونے کے لحاظ سے ان کے لئے دوسرے مزاجوں سے بہتر ہے) +

واما ان یکون بحسب صنف من النوع مقیسًا الی ما یختلف مما ھو داخل فی الصنف

(۴) **معتدل صنفی بالقیاس الی الداخل** (یعنی وہ معتدل مزاج جو کسی نوع کے ایک صنف کے افراد میں سے کسی فرد کو حاصل ہو، جو اس صنف کے دوسرے افراد کے مزاجوں

سے بہتر ہو) +

واما ان یکون بحسب الشخص من الصنف من النوع مقیسا الی ما یختلف مما ھو خارج عنه وفی صنفه وفی نوعه

(۵) معتدل شخصی بالقیاس الی الخارج (یعنی وہ مخصوص مزاج جو کسی صنف کے کسی شخص کو حاصل ہو اور وہ اس صنف کے دوسرے اشخاص کے مزاجوں سے اسکے افعال وصفات کے لحاظ سے اسکے لئے موزوں ہو) +

واما ان یکون بحسب الشخص مقیسا الی ما یختلف من احواله فی نفسه

(۶) معتدل شخصی بالقیاس الی الداخل (یعنی وہ مزاج جو کسی شخص کے لئے اپنے ذاتی احوال کے لحاظ سے زیادہ موزوں ہو، مثلاً وہ مزاج جو کسی شخص کو جوانی کی عمر میں یا موسم ربیع میں حاصل ہو اور وہ اسکے لئے دوسری عمروں اور دوسرے موسموں کے مزاج کے لحاظ سے زیادہ موزوں ہو) +

واما ان یکون بحسب العضو مقیسا الی ما یختلف مما ھو خارج عنه وفی بدنه

(۷) معتدل عضوی بالقیاس الی الخارج یعنی وہ مزاج جو ہر ایک عضو کو بدن کے دوسرے اعضاء کے مقابلہ میں حاصل ہوتا ہے، (وہ یقیناً اس عضو کے لئے دوسرے اعضاء کے مزاجوں کے مقابلہ میں زیادہ موزوں ہوتا ہے) +

واما ان یکون بحسب العضو مقیسًا الی احواله فی نفسه

(۸) معتدل عضوی بالقیاس الی الداخل یعنی مزاج عضوی اس عضو کے ذاتی حالات کے لحاظ سے۔ (مثلاً کسی عضو کا وہ مزاج جو حالت جوانی میں حاصل ہوگا، وہ دوسری عمروں کے مزاج کے لحاظ سے زیادہ موزوں ہوگا) +

والقسم الاول ھو الاعتدال الذی للانسان بالقیاس الی سائر الکائنات وھو شئ له عرض ولیس منحصرًا فی حد ولیس ذلك ایضا کیف اتفق بل له فی الافراط والتفریط حدان اذا خرج عنهما بطل المزاج

قسم اول (اعتدال نوعی بالقیاس الی الخارج) وہ اعتدال ہے جو انسان کو دوسری کائنات (موالید) کے مقابلہ میں حاصل ہے یہ ایک وسیع چیز ہے، اور کسی ایک حد میں بند نہیں ہے (یعنی یہ نہیں ہے کہ انسانی مزاج ہمیشہ ایک ہی نقطہ پر ہوا کرتا ہے، اور اس میں کمی وبیشی نہیں ہوتی، اگر ایسا ہوتا، تو ہر شخص صورت وسیرت کے لحاظ سے ایک دوسرے کے مشابہ ہوتا، بلکہ کمی وبیشی کے لحاظ سے انسان کا مزاج ایک کافی وسعت رکھتا ہے، جس کے اندر

عن ان یکون مزاج انسان

مختلف افراد کے مزاج ہوا کرتے ہیں)؛ پھر یہ بھی نہیں ہے کہ یہ وسعت کوئی مُعیّن چیز نہیں ہے (اور جس وسعت کو بھی فرض کرلیا جائے، اُسکے اندر انسانی مزاج آجائے) بلکہ (یہ ایک مُعیّن اور محدود چیز ہے، اور) افراط و تفریط کے لحاظ سے یہ دو حدّوں کے اندر بند ہے؛ جہاں ان دونوں حدّوں سے باہر ہوا، کہ انسانی مزاج سے خارج ہوگیا +

واما الثانی فهو الواسطة بین طرفی هذا المزاج العریض و یوجد فی شخص فی غایة الاعتدال من صنف فی غایة الاعتدال فی السن الذی یبلغ فیه النشو غایة النمو وهذا ایضا وان لم یکن الاعتدال الحقیقی المذکور فی ابتداء الفصل حتی یمتنع وجوده فانه مما یعز وجوده وهذا الانسان ایضا انما یقرب من الاعتدال الحقیقی المذکور لا کیف اتفق ولکن یتکافأ فی اعضائه الحارة کالقلب والباردة کالدماغ والرطبة کالکبد والیابسة کالعظام فاذا توازنت وتعادلت قربت من الاعتدال الحقیقی المذکور واما باعتبار کل عضو فی نفسه فلیس معتدلاً الا عضواً واحداً وهو الجلد علی ما نصفه

قسم دوّیم (اعتدال نوعی بالقیاس اِلیٰ الداخل) دراصل اِس پہلے وسیع وعریض مزاج کے دونوں سروں کے درمیان واسطہ ہے (مرکز میں واقع ہے)، اور یہ مزاج نہایت معتدل صنف کے اُس شخص میں پایا جاتا ہے جو نہایت درجہ اعتدال پر ہو، اور یہ اُس عمر میں ہو جبکہ اُسکا نشو وارتقا، اپنی انتہا کو پہنچ چکا ہو، یہ مزاج اگرچہ اعتدال حقیقی نہیں ہے، جسکا ذکر ابتداء فصل میں آچکا ہے اور جسکا پایا جانا محال ہے، مگر یہ کہ اسکا وجود نادر اور دشوار ضرور ہے۔ پھر ایسا انسان بھی اگر اعتدال حقیقی سے قریب تر ہے؛ تو اسکے یہ معنے نہیں ہے کہ اس میں کوئی خصوصیت نہیں ہے؛ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ قلب جیسے اعضائے حارّہ، دماغ جیسے اعضائے باردہ، جگر جیسے اعضائے رطبہ، اور ہڈیوں جیسے اعضائے یابسہ اسکے اندر برابر ہوتے ہیں؛ اور جب یہ سب برابر ہوتے ہیں، تو انکا مزاج اعتدال حقیقی مذکور سے قریب تر ہو جاتا ہے؛ رہا یہ کہ اگر ایسے انسانی مزاج کو ہر عُضو کے لحاظ سے دیکھا جائے تو معتدل محض ایک عُضو ملیگا، جو جلد ہے، اور جسکا ذکر ہم اسکے بعد کرنے والے ہیں۔ علیٰ ہذا اگر اسکو ارواح اور اعضائے رئیسہ کے لحاظ سے دیکھا جائے، تو بھی یہ ممکن نہیں کہ یہ اعتدال حقیقی سے قریب تر ہو جائے؛ بلکہ اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے گا، تو انسانی مزاج حرارت اور رطوبت کی طرف بڑھا ہوا ثابت ہوگا؛ کیونکہ

بعد واما بالقياس الى الارواح والى الاعضاء الرئيسة فليس يمكن ان يكون مقاربًا لذلك الاعتدال الحقيقي بل خارجًا عنه الى الحرارة والرطوبة فان مبدأ الحيوة هو القلب والروح وهما حاران جدًا مائلان الى الافراط والحيوة بالحرارة والنشو بالرطوبة بل الحرارة تقوم بالرطوبة وتغتذى منها

مبدأ حیات (سرچشمۂ زندگی) قلب و روح ہیں، اور یہ دونوں بہت گرم ہیں، اور ان کا میلان افراط (زیادتی) کیطرف ہے۔ علی ہذا حیات انسانی (زندگی) حرارت سے حاصل ہوتی ہے، اور نشو و ارتقاء (بڑھوتری) رطوبت کے وسیلے سے؛ بلکہ حرارت کا قیام رطوبت (جسم رطب) ہی کے ساتھ ہوتا ہے، اور حرارت (جسم حار) رطوبت (جسم رطب) ہی سے پرورش پاتی ہے (یعنی گرم جسم کی گرمی اسی وقت تک قائم رہتی ہے، جب تک اس کے اندر رطوبت باقی ہوتی ہے) +

والاعضاء الرئيسة ثلثة كما سنبين بعد هذا والبارد منها واحد و هو الدماغ وبرده لا يبلغ ان يعدل حر القلب والكبد واليابس منها او القريب من اليبوسة منها واحد و هو القلب ويبوسته لا يبلغ ان يعدل رطوبة الدماغ والكبد وليس الدماغ ايضا بذلك البارد ولا القلب بذلك اليابس لكن القلب بالقياس الى الآخرين يابس والدماغ بالقياس الى الآخرين بارد

اب رہے اعضاء رئیسہ، تو یہ تین ہیں، جیسا کہ ہم اس کے بعد بیان کرینگے:- ان تینوں میں بارد (ٹھنڈا) محض ایک دماغ ہے جسکی برودت اتنی نہیں ہے کہ وہ قلب و جگر کی گرمی کا مقابلہ کرکے (اور انکی گرمی توڑ کر بدن کو معتدل بنا دے)؛ اور ان تینوں میں یابس (خشک) یا یبوست کے قریب محض ایک قلب ہے، جسکی یبوست اتنی نہیں ہے کہ وہ دماغ و جگر کی رطوبت کی برابری کرسکے۔ علاوہ ازیں دماغ بھی ایسا زیادہ بارد نہیں ہے، اور نہ قلب ایسا زیادہ خشک ہے۔ ہاں قلب باقی دوسروں (جگر و دماغ) سے نسبتًا خشک ہے؛ اور دماغ باقی دوسروں (جگر و قلب) سے نسبتًا بارد ہے +

واما القسم الثالث فهو اضيق عرضًا من القسم الاول اعنى من الاعتدال النوعى الا ان له عرضًا صالحًا و هو المزاج الصالح لامة من الامم بحسب القياس الى اقليم من الاقاليم وهواء من الاهوية فان للهند مزاجًا يشملهم يصحون به

قسم سوئم (معتدل صنفی بالقیاس إلی الخارج) یہ بلحاظ وسعت قسم اول سے، یعنی اعتدال نوعی سے تنگ ہے، لیکن پھر بھی کافی وسعت و گنجائش رکھتی ہے، یہ وہ مزاج ہے جو بلحاظ اقلیم یا بلحاظ ہوا، کسی گروہ کے لئے موزوں ہوتا ہے، مثلاً ہندوستانیوں کا ایک مخصوص مزاج ہے، جو سارے ہندوستانیوں میں پایا جاتا ہے؛ اسی طرح صقالبہ کے لئے بھی ایک دوسرا مخصوص مزاج ہے، جس سے وہ تندرست اور سلامت رہتے ہیں، یہ دونوں

ويصدق بينه ايضا مزاج آخر يكون به لكل واحد منها معتدلا بالقياس الى صنف آخر معتدل. فانه ان كان فان الهندي اذا تكيف بمزاج صقلبي مرض او هلك وكذلك حال المبدن الصقالبي اذا تكيف بمزاج الهندي مرض او هلك فيكون اذن لكل واحد من اصناف سكان المعمورة مزاج خاص يوافق هواء اقليمه وله عرض وله طرفا افراط وتفريط

فرد اپنے اپنے صنف کے لحاظ سے معتدل ہیں اور دوسری صنف کے لحاظ سے غیر معتدل۔ کیونکہ ایک ہندوستانی کا مزاج اگر صقالبی کے مزاج سے بدل جائے تو وہ یا بیمار ہوگا یا ہلاک۔ یہی حال بدن صقالبی کا ہے جب کہ ہندی مزاج ہو جائیگا تو وہ بیمار ہوگا یا ہلاک ہو جائیگا۔ غرض باشندگان معمورہ (زمین کا آباد حصہ) کے تمام صنفوں کے لئے ایک مخصوص مزاج ہوا کرتا ہے جو اس اقلیم کی ہوا کے موافق ہوتا ہے اور اس مزاج میں ایک مخصوص وسعت ہوتی ہے اور اس وسعت کے دو کنارے افراط اور تفریط کے ہوتے ہیں۔ یعنی ہر صنف کے اندر ہر شخص کا مزاج ایک ہی جیسا نہیں ہوا کرتا ہے بلکہ اسکے افراد کے مختلف مزاج ہوتے ہیں جو کہ صنف کے مخصوص مزاج کے حدود کے اندر رہتے ہیں۔

واما القسم الرابع فهو الواسطة بين طرفي عرض مزاج الاقليم وهو اعدل امزجة ذلك الصنف

قسم چہارم — معتدل صنفی بالقیاس الی داخل۔ اور وہ مزاج ہے جو کسی قسم کے مزاج کی وسعت کے دونوں کناروں کے بیچ میں ہوتا ہے اور وہ مزاج اس صنف کے تمام مزاجوں سے زیادہ معتدل ہوتا ہے۔

واما القسم الخامس فهو اضيق عرضا من القسم الاول والثاني وهو المزاج الذي يجب ان يكون لشخص معين حتى يكون موجودا حيا صحيحا وله ايضا عرض يحده طرفا افراط وتفريط ويجب ان تعلم ان كل شخص يستحق مزاجا يخصه يندر او لا يمكن ان يشاركه فيه الآخر

قسم پنجم — معتدل شخصی بالقیاس الی الخارج۔ یہ قسم اول اور قسم سوم سے بلحاظ گنجائش و وسعت کے بہت تنگ ہے۔ یہ وہ مزاج ہے جو کسی شخص معین کو حاصل ہوتا ہے جس سے وہ موجود و زندہ و صحیح رہتا ہے۔ اس مزاج میں بھی کمی و بیشی کے لحاظ سے ایک وسعت ہوتی ہے جو افراط و تفریط کے دو کناروں سے گھری رہتی ہے۔ یہ جاننا چاہیے کہ ہر شخص کا ایک مخصوص مزاج ہوا کرتا ہے جس میں شاید ہی کوئی دوسرا شخص شریک ہو۔ یا ممکن ہے کہ دوسرا شریک ہو۔

واما القسم السادس فهو الواسطة بين هذين الحدين ايضاً وهو المزاج الذى اذا حصل للشخص كان على افضل ما ينبغى له ان يكون عليه

قسم ششم

(اعتدال شخصی بالقیاس اِلَی الدّاخل) دراصل قسم پنجم کے دونوں کناروں کے درمیان میں واسطہ ہے (مرکز میں ہے)۔ یہ وہ مزاج ہے کہ یہ جب کسی شخص کو حاصل ہوتا ہے، تو وہ اپنے دیگر حالات کے لحاظ سے بہترین حالت میں ہوتا ہے +

واما القسم السابع فهو المزاج الذى يجب ان يكون لنوع كل عضو من الاعضاء ويخالف به غيره فان الاعتدال الذى للعظم هو ان يكون اليابس فيه اكثر وللدماغ ان يكون الرطب فيه اكثر وللقلب ان يكون الحار فيه اكثر وللعصب ان يكون البارد فيه اكثر ولهذا المزاج ايضا عرض يحده طرفا افراط وتفريط وهو دون العرض المذكور فى الامزجة المتقدمة

قسم ہفتم

(معتدل عضوی بالقیاس اِلَی الخارج) یہ وہ مزاج ہے جسکا تمام انواع اعضاء کے لئے ہونا ضروری ہے، اور جس کی وجہ سے عضو کی ہر نوع دوسری نوع سے جدا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ (مثلاً) ہڈی کا اعتدال یہ ہے کہ اس میں یبوست زیادہ ہو، دماغ کا اعتدال یہ ہے کہ اس میں رطوبت زیادہ ہو، قلب کا اعتدال یہ ہے کہ اس میں حرارت زیادہ ہو، عصب کا اعتدال یہ ہے کہ اس میں برودت زیادہ ہو، اس مزاج میں بھی ایک وسعت (عرض) ہوتی ہے، جو افراط و تفریط (کمی و بیشی) کے دو کناروں سے گھری رہتی ہے، اس کی وسعت پچھلے مذکورہ مزاجوں کی وسعتوں سے کمتر ہوتی ہے (یا مختلف ہوتی ہے) +

یہ آخری خط کشیدہ جملہ بعض نسخوں میں نہیں ہے۔ چنانچہ اگر ایسا ہو تو بہتر ہے۔ قرشی کہتا ہے کہ "اگر یہ عبارت صحیح ہوئی ہے، تو یہ سہو و غلطی ہے" کیونکہ بعض اعضاء بہت ہی گرم ہیں، اور بعض بہت ہی سرد۔ نا ممکن ہے کہ انسان کا مزاج اتنا گرم یا اتنا سرد ہو سکے۔ پھر یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ "اس کی وسعت مذکورہ مزاجوں کی وسعتوں سے کمتر ہوتی ہے"

واما القسم الثامن فهو الواسطة بين هذين الحدين وهو مزاج العضو الشخصى الذى اذا حصل كان على افضل ما ينبغى له ان يكون عليه

قسم ہشتم

(معتدل عضوی بالقیاس اِلَی الدّاخل) دراصل قسم ہفتم کے دونوں کناروں کے بیچ میں واسطہ ہے (مرکز میں ہے)۔ یہ وہ مزاج ہے جو کسی عضو معین کو جب حاصل ہوتا ہے، تو وہ اپنے دیگر احوال کے لحاظ سے بہترین حالت پر ہوتا ہے (مثلاً فرض کیا جائے کہ ایک شخص کا دل اسکی جوانی کے وقت بہترین خدمت انجام دے رہا ہے، تو اسوقت اس کے دل کا مزاج بمقابلہ بڑھاپے، اور بچپنے وغیرہ کے سبب

بہتر ہوگا؛ اسی مزاج کو معتدل عضوی بالقیاس إلی الداخل کہا جاتا ہے) +

فاذا اعتبرت الانواع کان اقربها من الاعتدال الحقیقی هو الانسان واذا اعتبرت الاصناف فقد صح عندنا انه اذا کان فی الموضع الموازی لمعدل النهار عمارة ولم یعرض له من الاسباب امر مضاد یعنی من الجبال والبحار فیجب ان یکون سکانها اقرب الاصناف من الاعتدال الحقیقی

اعتدال حقیقی سے قرب

اگر اس لحاظ سے **تمام انواع** (انواعِ موالید) کو دیکھا جائے کہ معتدل حقیقی سے قریب تر کون ہے تو انسان (کا مزاج) ثابت ہوگا۔ پھر اگر **انسان کے صنفوں** کا لحاظ کیا جائے، تو ہمارے نزدیک یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اگر دائرۂ[1] معدل النہار کے مقابل زمین پر کوئی آبادی ہو (یعنی خط استوار پر کوئی آبادی ہو)، تو یہ ضروری امر ہے کہ اس کے باشندے دوسری صنفوں کی نسبت سے اعتدال حقیقی سے قریب ہونگے، بشرطیکہ ارضی (زمینی) اسباب میں سے کوئی امر اسکے خلاف پیدا نہ ہو جائے؛ مثلاً پہاڑوں اور سمندروں کی وجہ سے اس میں تغیر نہ آ جائے +

اس سے شیخ کا مقصد اس اعتراض کا دور کرنا ہے کہ "خط استوار کے باشندے بہت گرم ہوتے ہیں، جیسا کہ حبش اور زنگ کے بعض شہروں کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے"؛ کیونکہ ممکن ہے کہ ان ممالک کی گرمی کے اسباب کچھ دوسرے ہوں، جو زمین سے متعلق ہوں۔ علاوہ ازیں خط استوار کے بعض دوسرے ممالک، مثلاً سراندیپ نہایت درجہ معتدل ہیں، جن میں ہمیشہ ربیع کے آثار پائے جاتے ہیں، خواہ کوئی موسم ہو (گیلانی) +

وصح ان الظن الذی یقع ان هناك خروجا عن الاعتدال بسبب قرب الشمس ظن فاسد فان مسامتة الشمس هناك اقل نكاية وتغییرا للهواء من مقاربتها هٰهنا اولاکثر عرضا مما هٰهنا وان لم یکن تسامت ثم سائر

اور یہ بھی ہمارے نزدیک ثابت ہو چکا ہے کہ خط استوار کے بارے میں یہ گمان کرنا غلط ہے کہ وہاں قربِ آفتاب کی وجہ سے عدم اعتدال (خروج اعتدال۔ گرمی کی زیادتی) ہے؛ اور یہ کہ وہاں آفتاب کی مسامتت (دھوپ کی کرنوں کا سر پر سیدھا پڑنا) اتنی تکلیف دہ نہیں ہے، اور ہوا میں اتنا تغیر نہیں پیدا کرتی، جتنا کہ ہمارے یہاں (اقلیم رابع میں) یا اُن ممالک میں جو ہم سے بھی بلحاظ عرض البلد دور ہیں (مثلاً پانچویں

[1] معدل النہار دراصل وہ دائرہ یا خط ہے، جو کرۂ آسمان پر فرض کیا جائے۔ یہ دائرہ پورب سے پچھم کی طرف گزرتا ہے۔ اسی دائرہ کی سیدھ میں جو خط زمین پر فرض کیا جاتا ہے، اُسے "خط استوار" کہتے ہیں +

احوالهم فاضلة متشابهة ولا يتضاد عليهم الهواء تضاداً محسوساً بل يتشابه مزاجهم دائماً وكنا قد علمنا في تصحيح هذا الرأي رسالة

اور چھٹی اقلیم ہیں) آفتاب کی سامتت کا قریب ہونا تکلیف دہ ہوتا، اور ہوا کو بہت زیادہ بدل دیتا ہے؛ خواہ وہاں تسامُت نہ ہو (خواہ آفتاب کی کرنیں وہاں سیدھی نہ پڑ رہی ہوں، جیسا کہ خط استوار میں پڑتی ہیں). علاوہ ازیں باشندگان خط استوار کے بقیہ دوسرے احوال (موسم، ہَوَا، دن اور رات) بہت بہتر اور یکساں ہوتے ہیں (نہ یہاں دن بڑے ہوتے ہیں، اور ہوا زیادہ گرم ہوتی ہے، اور نہ یہاں راتیں لمبی ہوتی ہیں، اور ہوا زیادہ سرد ہوتی ہے)؛ ان کی ہواؤں میں نمایاں اختلاف (تضاد محسوس) نہیں ہوا کرتا؛ بلکہ ان کے مزاج ہمیشہ یکساں رہتے ہیں۔ اس خیال کی تحقیق (تصحیح) میں ایک رسالہ بھی میں نے لکھا ہے (جوابؔ نایاب ہے، گیلانی) +

ثم بعد هولاء فاعدل الاصناف سكان الاقليم الرابع فانهم لا يحترقون بدوام مسامتة الشمس على رؤسهم حيناً بعد تباعدها عنهم كسكان اكثر الثاني والثالث ولاهم فجون نيون بدوام بُعد الشمس عن رؤسهم كسكان اخر الخامس وما هو ابعد منه عرضا

پھر سُکانِ خط استوار کے بعد تمام صنفوں میں معتدل تر چوتھی اقلیم (اقلیم رابع) کے باشندے ہیں، کیونکہ یہ نہ گرمی کی زیادتی سے ایک عرصہ دراز تک جلتے رہتے ہیں، جیسا کہ دوسری اور تیسری اقلیم کے بیشتر مالک کے باشندے اس وجہ سے جلتے رہتے ہیں کہ ان سے دور ہونے کے بعد آفتاب جب ان کے سروں پر پہنچتا ہے (اور دھوپ کی کرنیں ان کے سروں پر سیدھی پڑتی ہیں)، تو ایک عرصہ دراز تک ان کے سروں پر قائم رہتا ہے؛ اور نہ سردی کی زیادتی سے یہ لوگ خام اور کچے رہتے ہیں، جیسا کہ پانچویں اقلیم کے آخر حصے کے اور ان سے بھی دور کے اقالیم کے باشندے اس وجہ سے خام اور کچے رہتے ہیں کہ ایک عرصہ

لہ خط استوار کے موسم گرما میں آفتاب کی کرنیں بالکل سیدھی پڑتی ہیں (سامتت)، اور اقلیم رابع کے موسم گرما میں آفتاب کی کرنیں بالکل سیدھی نہیں پڑتی ہیں، بلکہ بمقابلہ موسم سرما کے آفتاب کی کرنیں سیدھ کے قریب آجاتی ہیں (قُربِ سامتت). مگر پھر بھی ان ملکوں کی گرمی بمقابلہ خط استوار کے بہت شدید ہوتی ہے، جس کے بہت سے وجوہ ہیں؛ ازاں قبیل یہ وجہ ہے کہ ان ملکوں میں گرمی کے دن بہت بڑے ہوتے ہیں +

تک انکے سروں سے آفتاب دور رہتا ہے +

واما فی الاشخاص فھو اعدل شخص من اعدل صنف من اعدل نوع

بلحاظ اشخاص (افرادِ انسان) کے اگر دیکھا جائے تو معتدل حقیقی سے قریب تر وہ شخص ہوگا جو کسی معتدل ترین نوع کی معتدل ترین صنف کا معتدل ترین فرد ہو +

واما فی الاعضاء فقد ظھر ان الاعضاء الرئیسة لیست شدیدة القرب من الاعتدال الحقیقی بل یجب ان یعلم ان اللحم اقرب الاعضاء من ذلك الاعتدال واقرب منه الجلد فانه لا یکاد ینفعل عن ماء ممتزج بالتساوی نصفه جمد ونصفه مغلی ویکاد یتعادل فیه تسخین العروق والروح والدم لتبرید العصب وکذلك لا ینفعل عن جسم حسن الخلط من أیبسِ الاجسام واسیلھا اذا کانا فیه بالسویة وانما یعرف انه لا ینفعل لانه لا یحس وانما کان مثله لما کان لا ینفعل منه لانه لو کان مخالفاله لانفعل عنه فأن الاشیاء المتفقة العنصر المتضادة الطبائع ینفعل بعضھا عن بعض

بلحاظ اعضاء کے اگر دیکھا جائے، تو یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اعضائے رئیسہ اعتدال حقیقی سے قریب تر نہیں ہیں؛ بلکہ معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام اعضاء کے مقابلہ میں لحم (گوشت) اعتدال حقیقی سے قریب تر ہوتا ہے؛ اور اس سے بھی قریب ترین جلد ہے۔ جلد کے معتدل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جلد ایسے پانی سے متاثر نہیں ہوتی (گرمی سردی محسوس نہیں کرتی) جس میں گرم و سرد پانی برابر برابر ملائے گئے ہوں؛ آدھا پانی کھولتا ہوا ہو، اور آدھا جما ہوا (برف کی صورت میں)۔ علے ہذا جلد میں جو برودت اعصاب سے حاصل ہوتی ہے، تقریباً اُس کی تعدیل عروق، روح اور خون کی حرارت سے ہو جاتی ہے (اور دونوں کیفیتیں حرارت و برودت، برابر ہو جاتی ہیں) + (یہ تو حرارت اور برودت کے لحاظ سے جلد کے معتدل ہونے کی دلیل ہے؛ اب رطوبت و یبوست کے لحاظ سے جلد کا اعتدال ثابت کیا جاتا ہے)؛ اسی طرح جلد ایسے جسم سے متاثر نہیں ہوتی، جس میں خشک ترین جسم (مٹی) اور سیال ترین جسم (پانی) باہم اچھی طرح ملائے جائیں، اور یہ دونوں جسم بالکل برابر ہوں (یعنی خشک و تر جسموں کی وجہ سے مجموعہ مرکب میں نہ رطوبت زیادہ ہو، اور نہ یبوست)۔ رہا یہ امر کہ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ جلد ایسے جسموں سے متاثر نہیں ہوتی؟ یہ اس طرح ثابت ہوا کہ جلد ان کو محسوس نہیں کرتی (جلد میں ایسی چیزوں کا احساس نہیں ہوتا)۔ رہی یہ بات کہ یہ کیونکر ثابت ہوا کہ جلد ان جسموں کے مشابہ ہے (مثیل اور

ہم کیفیت ہے۔ اور یہ کہ جس طرح یہ اجسام معتدل ہیں، اسی طرح جلد بھی معتدل ہے)؟ اس لئے کہ جلد ایسے جسموں سے متأثر نہیں ہوتی، اگر وہ اس سے مخالف ہوتی (مشابہ نہ ہوتی) تو یقیناً ان سے متأثر ہوتی؛ اسلئے کہ وہ تمام چیزیں ایک دوسرے سے متأثر ہوا کرتی ہیں، جو مادہ کے لحاظ سے ایک ہوں، اور طبیعت کے لحاظ سے متضاد ہوں (مخالف ہوں)۔

فلسفۂ قدیم کے مسلمات میں سے ہے کہ تمام عناصر اور ان کے سارے مرکبات ایک مادہ (ہیولیٰ) میں شریک ہیں، یعنی سب کا مادہ ایک ہے، اور افلاک (آسمان) کا ہیولیٰ دوسرا ہے۔ شیخ نے یہ کیوں کہا کہ "جو مادہ کے لحاظ سے ایک ہوں"؟ اسلئے کہ آسمان کے ساتھ مثلاً اگر کوئی گرم عنصر ملے، تو یہ دونوں باوجود مختلف الطبائع ہونے کے ایک دوسرے سے متأثر نہیں ہوتے؛ کیونکہ یہ دونوں ایک مادہ میں شریک نہیں ہیں۔ مترجم

وانما لا ينفعل الشيء عن مشاركه في الكيفية اذا كان مشاركه في الكيفية شبيهه فيها

یہ بھی واضح رہے کہ کوئی جسم اپنی جیسی کیفیت والے جسم سے (مثلاً گرم جسم دوسرے گرم جسم سے) اُس وقت متأثر نہیں ہوتا ہے جبکہ دوسرا جسم اس کیفیت میں اُس کے مشابہ ہو (یعنی جبکہ دونوں کی کیفیتیں شدت وضعف کے لحاظ سے ایک درجہ کی ہوں)۔

واعدل الجلد جلد اليد واعدل جلد اليد جلد الكف واعدل له جلد الراحة واعدل له ما كان على الاصابع واعدل له ما كان على المسبابة واعدل له ما كان على الانملة منها فلذلك هي وانامل الاصابع الاخرى تكاد تكون هي كالحاكمة بالطبع في مقادير الملموسات فان الحاكم يجب ان يكون متساوي الميل الى الطرفين جميعا حتى يحس بخروج الطرف عن التوسط والعدل

پھر تمام جلدوں میں سے ہاتھ کی جلد زیادہ معتدل ہے؛ اور ہاتھ کی جلد میں سے بھی کف (پنجہ) کی جلد، اور پنجہ کی جلد میں سے راحہ کی جلد؛ اور راحہ کی جلد میں سے انگلیوں کی جلد، اور انگلیوں میں سے سبابہ (انگشت شہادت) کی جلد، اور سبابہ کی جلد میں سے اگلے پور (انملہ) کی جلد سب سے معتدل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سبابہ کے اگلے پور کی جلد، اور دوسری انگلیوں کے اگلے پوروں کی جلد کیفیات ملموسہ (کیفیتیں جو چھو کر معلوم کی جاتی ہیں) کی مقدار بتانے کے لئے تقریباً گویا بالطبع (قدرتی طور پر) حاکم ہیں۔ کیونکہ حاکم کا میلان دونوں طرف برابر ہونا چاہیئے، تاکہ وہ اندازہ کر سکے کہ درمیانی حالت اور اعتدال سے وہ کیفیت کتنی ہٹی ہوئی ہے۔

ويجب ان تعلم ما قد علمت

[دواؤں کے مزاج سے مراد کیا ہے؟] جو باتیں تمھیں معلوم ہو چکی ہیں،

انا اذا قلنا للدواء انه معتدل فلسنا نعني بذلك انه معتدل على الحقيقة فذلك غير ممكن ولا ايضا انه معتدل بالاعتدال الانساني في مزاجه والا لكان من جوهر الانسان بعينه

ان کے ساتھ تمھیں یہ بھی جاننا چاہئے کہ جب ہم کسی دواء (یا غذاء) کے متعلق کہتے ہیں کہ "یہ معتدل ہے" تو اس سے ہماری مراد یہ نہیں ہوا کرتی ہے کہ یہ دواء حقیقت میں معتدل ہے (یعنی یہ کہ یہ معتدل حقیقی ہے)؛ کیونکہ یہ تو غیر ممکن ہے (کہ دنیا میں کوئی چیز حقیقی طور پر معتدل ہو)؛ اور نہ اس سے ہماری یہ مراد ہوا کرتی ہے کہ اُس میں ایسا اعتدال پایا جاتا ہے، جیسا کہ انسان میں یعنی یہ کہ اُسکا مزاج انسان کے مزاج کی طرح ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو وہ دواء (دواء ہی کیوں رہتی!) جوہر انسان نہ ہو جاتی +

کیونکہ یہ تو فلسفہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ مختلف اجسام میں مختلف صورتوں (صُوَرِ نوعیہ) کے قبول کرنے کی استعداد اُن کے مزاجوں ہی کی وجہ سے پیدا ہوا کرتی ہے؛ اور جب اُن اجسام کا مزاج بدل جاتا ہے، تو وہ صورت نوعیہ بھی بدل جاتی ہے۔ چنانچہ حیوانات کے مرنے کی وجہ یہی ہوا کرتی ہے کہ ایک وقت میں اُن کے مزاج اور عناصر کی ترکیب خراب ہو جاتی ہے +

ولكنا نعني انه اذا انفعل عن الحار الغريزي في بدن الانسان فتكيف بكيفية لم تكن تلك الكيفية خارجة عن كيفية الانسان الى طرف من طرفي الخروج عن المساواة والاعتدال فلا يؤثر فيه اثرا مائلا عن الاعتدال فكأنه معتدل بالقياس الى فعله في بدن الانسان

بلکہ اس سے ہماری مراد یہ ہوا کرتی ہے کہ وہ دواء جب بدنِ انسان کی حرارت غریزی (حار غریزی۔ اصلی حرارت) سے متاثر ہوتی ہے (اور قوت ہاضمہ سے اُس کے اجزاء نکل آتے ہیں، جنکو عمل کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے) تو بدنِ انسان میں ایک ایسی کیفیت پیدا ہوتی ہے، جو انسانی کیفیت (انسانی مزاج) سے کسی طرف خارج نہیں ہوتی (انسانی مزاج اور اسکے اعتدال سے کسی طرف ہٹی ہوئی نہیں ہوتی)؛ اس لئے اس سے بدن میں کوئی ایسا اثر پیدا نہیں ہوتا جو اعتدال سے ہٹا ہوا ہو۔ پس گویا وہ اپنے فعل کے لحاظ سے معتدل ہے +

وكذلك اذا قلنا انه حار او بارد فلسنا نعني ان جوهره في غاية الحرارة او البرودة ولا انه في جوهره احر من بدن الانسان او ابرد والا لكان

اسی طرح ہم جب کسی دواء کے بارہ میں کہتے ہیں کہ "وہ گرم ہے، یا سرد ہے" تو اس سے ہماری مراد یہ نہیں ہوا کرتی ہے کہ اُس دواء کا جوہر نہایت درجہ گرم یا ٹھنڈا ہے (جیسا کہ عناصر کے بارہ میں سمجھا جاتا ہے)، اور نہ اس سے یہ مراد ہوا کرتی ہے کہ

المعتدل فی مزاجه مثل مزاج الانسان ولكنا نعنی انه يحدث منه فی بدن الانسان حرارة اوبرودة فوق اللتين له ولهذا قد يكون الدواء بارداً بالقياس الی بدن الانسان حاراً بالقياس الی بدن العقرب وحاراً بالقياس الی بدن الانسان بارداً بالقياس الی بدن الحية بل قد يكون دواء واحدٌ ايضاً حاراً بالقياس الی بدن زيد فوق كونه حاراً بالقياس الی بدن عمرو ولهذا يؤمر المعالجون بان لا يقيموا علی دواء واحد فی تبديل المزاج اذا لم ينجع

اُسکا جو ہر بدن انسان سے گرم یا ٹھنڈا ہے۔ اگر اس سے یہ مراد ہو، تو یہ لازم آئے کہ دوا، معتدل کا مزاج انسان کے مزاج جیسا ہو (اور یہ ہو نہیں سکتا، جیسا کہ ہم ابھی بتا چکے ہیں)۔ بلکہ اس سے ہماری مراد یہ ہوا کرتی ہے کہ اس دوا، سے بدن انسان میں اتنی گرمی یا سردی پیدا ہوتی ہے جو بدن کی گرمی یا سردی سے زیادہ ہے یہی وجہ ہے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو دوا، بدن انسان کے لحاظ سے سرد ہوتی ہے، وہ بدن عقرب (بچھو) کے لحاظ سے گرم، یا بدن انسان کے لحاظ سے گرم اور بدن حیہ (سانپ) کے لحاظ سے سرد۔ بلکہ گاہے ایسا ہوتا ہے کہ ایک ہی دوا، ایک شخص کے لئے مثلاً زید کے لئے کم گرم ہوتی ہے، اور دوسرے شخص کے لئے مثلاً عمرو کے لئے، زیادہ گرم۔ اسی وجہ سے معالجوں کو ہدایت کی جاتی ہے، کہ جب مزاج کے بدلنے میں ایک دوا، سے کامیابی نہ ہو تو اسی ایک دوا، پر قائم نہ رہیں (بلکہ دوسری دوا، بدل دیں)۔

کیونکہ یہ ممکن ہے کہ پہلی دوا، کی کیفیت اس مخصوص بدن کی ذاتی استعداد کی وجہ سے کم ہو، اور دوسری دوا، میں زیادہ ہو۔ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مختلف لوگوں میں دوا، کا اثر قبول کرنے کے لئے استعداد کم و بیش ہوا کرتی ہے؛ اسی طرح مختلف دوا، کے اثرات مختلف لوگوں میں کم و بیش اور بدیر یا بسرعت ظاہر ہوا کرتے ہیں، جسکے حقیقی اسباب کھول کر بتائے نہیں جا سکتے۔

واذ قد استوفينا القول فی المزاج المعتدل فلننتقل الی غير المعتدل فنقول ان الامزجة الغير المعتدلة سواءً اخذتها بالقياس الی النوع او الصنف او الشخص او العضو ثمانية بعد الاشتراك فی انها مقابلة للمعتدل وتلك الثمانية تحدث علی هذا الوجه وهو ان الخارج عن الاعتدال

جب ہم "مزاج معتدل" کو پوری تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے، تو اب ہمیں "غیر معتدل" کی طرف منتقل ہو جانا چاہئے: چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ مزاجات غیر معتدل، خواہ نوع کے لحاظ سے غیر معتدل سمجھے جائیں، یا صنف یا شخص، یا عضو کے لحاظ سے، ان کی آٹھ قسمیں ہیں (حار 1، بارد 2، رطب 3، یابس 4، حار رطب 5، حار یابس 6، بارد رطب 7، بارد یابس 8)۔ اگرچہ یہ ساری قسمیں اس امر میں شریک ہیں کہ یہ آٹھوں قسمیں معتدل کی مقابل ہیں۔ یہ آٹھ قسمیں اس طرح بنتی ہیں: مزاج غیر معتدل (خارج از اعتدال)

اما ان یکون بسیطا وانما یکون خروجه فی مضادة واحدة واما ان یکون مرکبا وانما یکون خروجه فی المضادتین جمیعًا

والبسیط الخارج فی المضادة الواحدة اما فی المضادة الفاعلة وذلك علی قسمین لانه اما ان یکون احر مما ینبغی لکن لیس ارطب ولا ایبس مما ینبغی او یکون ابرد مما ینبغی ولیس ارطب ولا ایبس مما ینبغی واما ان یکون فی المضادة المنفعلة وذلك علی قسمین لانه اما ان یکون ایبس مما ینبغی ولیس احر ولا ابرد مما ینبغی واما ان یکون ارطب مما ینبغی ولیس احر ولا ابرد مما ینبغی

لکن هذه الاربعة لا تستقر ولا تلبث زمانًا له قدر فان الاحر مما ینبغی یجعل البدن ایبس مما ینبغی والابرد مما ینبغی یجعل البدن ارطب مما ینبغی بالرطوبة الغریبة والایبس مما ینبغی سریعًا ما یجعله ابرد مما ینبغی والارطب مما ینبغی ان کان بافراط فانه اسرع من الایبس فی تبریده وان کان لیس بافراط فانه یحفظه مدة اکثر الا انه یجعله اخر الامر

یا بسیط (مفرد) ہوگا جس میں فقط ایک ہی کیفیت میں زیادتی ہوا کرتی ہے ؛ یا مرکب، جس میں زیادتی ایک ساتھ دو کیفیات میں ہوا کرتی ہے +

چنانچہ **غیر معتدل مفرد**، جو صرف ایک کیفیت میں اعتدال سے خارج ہوا کرتا ہے ، اس کی دو صورتیں ہیں ؛ یا کیفیت[1] فاعلہ میں عدم اعتدال (خروج از اعتدال) ہوگا، یا کیفیت منفعلہ میں. اگر **کیفیت فاعلہ** میں عدم اعتدال ہوگا ، تو پھر اس کی دو صورتیں ہیں : (۱) اعتدال سے زیادہ حرارت ہو، لیکن اعتدال سے زیادہ رطوبت یا یبوست نہ ہو. (۲) اعتدال سے زیادہ برودت ہو، لیکن رطوبت و یبوست میں زیادتی نہ ہو؛ اور اگر **کیفیت منفعلہ** میں عدم اعتدال ہوگا، تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں : (۱) اعتدال سے زیادہ یبوست ہو، اور حرارت و برودت میں کوئی زیادتی نہ ہو ؛ (۲) اعتدال سے زیادہ رطوبت ہو، اور حرارت و برودت میں سے کوئی چیز زیادہ نہ ہو +

لیکن یہ چاروں قسمیں اپنی حالت پر کچھ عرصہ تک قائم نہیں رہتی ہیں (بلکہ جلد ہی مفرد سے مرکب بن جاتی ہیں) ؛ چنانچہ **غیر معتدل حار** (سوء مزاج گرم) بدن میں جلد ہی یبوست پیدا کر دیتا ہے ؛ **سوء مزاج بارد** بدن میں رطوبت غریبہ (عارضی اور غیر مفید رطوبت) بڑھا دیتا ہے ؛ **سوء مزاج یابس** جلد ہی بدن میں برودت بڑھا دیتا ہے ؛ اور **سوء مزاج رطب** اگر بہ افراط ہو (شدت کے ساتھ ہو)، تو یہ بمقابلہ سوء مزاج یابس کے جلد بدن میں برودت بڑھا دیتا ہے ؛ اور اگر بہ افراط نہ ہو، تو وہ (بمقابلہ یابس کے) زیادہ عرصہ تک بدن کو اعتدال کی حالت پر قائم رکھتا ہے ؛ مگر آخر کار

[1] حرارت و برودت کو کیفیت فاعلہ کہا جاتا ہے ، اور رطوبت و یبوست کو کیفیت منفعلہ +

ابرد مما ینبغی — اُس میں برودت بڑھا دیتا ہے +

وانت تفهم من هذا ان الاعتدال والصحة اشد مناسبة للحار منها للبارد فهذه هي الاربع المفردة — اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ اعتدال وصحت بمقابلہ برودت کے حرارت سے زیادہ مناسبت رکھتے ہیں +

یہ تو حقیقت ہے کہ بمقابلہ برودت کے حرارت صحت سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے، لیکن یہ امر قابل غور ہے کہ شیخ کے کس قول سے اسکا پتہ چلتا ہے +

واما المركبة التي يكون الخروج فيها في المضادتين جميعاً فمثل ان يكون المزاج احر وارطب معاً مما ينبغي او احر وايبس معاً او ابرد وارطب معاً او ابرد وايبس معاً ولا يمكن ان يكون احر وابرد معاً ولا ارطب وايبس معاً — **غیر معتدل مرکب**، جس میں ایک ساتھ دو کیفیتیں زیادہ ہوا کرتی ہیں، اس کی چار قسمیں ہیں: (۱) حار رطب (۲) حار یابس (۳) بارد رطب (۴) بارد یابس۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک ساتھ حار اور بارد دونوں جمع ہوں، (حرارت کے ساتھ برودت بھی زیادہ ہو)، اور ایک ساتھ رطب اور یابس دونوں جمع ہوں (رطوبت کے ساتھ یبوست بھی زیادہ ہو) +

وكل احد من هذه الامزجة الثمانية لا يخلو اما ان يكون بلا مادة وهو ان يحدث ذلك المزاج في البدن كيفية وحدها من غير ان يكون قد تكيف البدن بها لنفوذ خلط فيه متكيف به فيغير البدن اليه مثل حرارة المدقوق وبرودة الخصر المصرود المثلوج — پھر ان آٹھوں مزاجوں کی دو صورتیں ہیں: (۱) **بلا مادہ کے ہو**؛ یعنی اس مزاج سے بدن میں محض کوئی کیفیت (سادہ طور پر) پیدا ہو جائے، بدن کی یہ کیفیت اس وجہ سے نہ پیدا ہوئی ہو کہ بدن کے اندر کوئی ایسی خلط داخل ہو جس کی یہی کیفیت ہو، اور جس نے اپنی کیفیت کے مطابق بدن کو تغیر کر دیا ہو، مثلاً مریض[1] دق کی حرارت، جو اسکے بدن میں ہوتی ہے، اور اس شخص کے بدن کی برودت جو برف سے سرد ہو گیا ہو (جیسے پالا مار گیا ہو) +

واما ان يكون مع مادة وهو ان يكون البدن انما تكيف بكيفية ذلك المزاج لمجاورة خلط نافذ فيه غالب عليه تلك الكيفية فمثل تبرد الجسم الانساني بسبب بلغم زجاجي او تسخنه بسبب — (۲) **مادہ کے ساتھ ہو**۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بدن میں اس مزاج غیر معتدل کی کیفیت اس وجہ سے پیدا ہو گئی ہو کہ بدن میں کوئی اسی کیفیت کی خلط داخل (نافذ) ہو کسی ہوئی) ہو۔ مثلاً انسانی جسم کا بلغم زجاجی سے سرد ہو جانا؛ یا

---

[1] قدماء کا خیال ہے کہ تپ دق میں کوئی مادہ نہیں ہوتا ہے، اور مریض دق کے بدن میں حرارت کسی مادہ کے بغیر ہوتی ہے۔ لیکن یہ قابل غور مسئلہ ہے۔ ہاں دوسری مثال (برودت کی مثال) صحیح ہے +

صفراء کراثی و زنجاری وستجد فی الکتاب الثالث والرابع مثالا لواحد واحد من الامزجة الستة عشر

صفراء کراثی و زنجاری سے گرم ہو جانا۔ تمہیں کتاب سویم و چہارم میں ان سولہ[1] مزاجوں میں سے ہر ایک کی مثال ملیگی +

واعلم ان المزاج مع المادة قد یکون علی جهتین وذلک لان العضو قد یکون تارة منتقعاً فی المادة مبتلا بها وقد یکون تارة المادة محتبسة فی مجاریه وبطونه فربما کان احتباسها و مداخلتها تورمها وربما لم یکن

مزاج مع مادّہ (مزاج مادّی)

دو طور پر ہوا کرتا ہے: (۱) گاہے عضو اُس مادّہ میں بھیگا ہوا اور اُس سے تر ہوتا ہے (مادّہ اس عضو میں سرایت کئے ہوئے ہوتا ہے) (۲) گاہے اس عضو کے راستوں (مجاری) اور اُس کے جوفوں (بطون) کے اندر بند ہوتا ہے۔ پھر یہ مادہ جو عضو کے اندر داخل ہوتا، اور اس کے اندر بند ہوتا ہے، گاہے یہ ورم پیدا کرتا اور گاہے نہیں کرتا ہے +

فهذا هو القول فی المزاج فلیتسلم الطبیب من الطبیعی علی سبیل الوضع ما لیس بیناله فی نفسه

یہی مزاج کی بحث تھی، ان بیانات میں جو باتیں واضح نہ ہوں (بلکہ دلیل کی محتاج ہوں)، ان کو علم طبعی سے تقلید کے طور پر تسلیم کرلینا چاہئے +

الفصل الثانی منه وهو فی امزجة الاعضاء

فصل دویم۔ امزجۂ اعضاء

اعلم ان الخالق تعالی اعطی کل حیوان و کل عضو من المزاج ما هو الیق به و اصلح لافعاله واحواله بحسب حتمال الامکان له وتحقیق ذلک الی الفیلسوف دون الطبیب واعطی الانسان اعدل مزاج یمکن ان یکون فی هذا العالم مع

خالق برتر نے حسب تقاضائے امکان ہر حیوان اور ہر عضو کو ایسا مزاج عنایت فرمایا ہے جو اُس کے لئے انسب اور اس کے افعال و احوال کے لحاظ سے بہترین ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق طبیب سے متعلق نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق فیلسوف (فلسفی) سے ہے۔ چنانچہ اس عالم میں جہاں تک ہو سکتا ہے ان میں سے انسان کو بہترین[1] (معتدل ترین) مزاج دیا گیا ہے،

---

[1] علم الاصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ نفوس اور صورت نوعیہ، جو اجسام اور مواد پر قدرت کیطرف سے فائز ہوا کرتے ہیں، وہ اُسی قدر شریف اور رتبۃً بلند ہوتے ہیں، جتنے ان اجسام کے مزاج شریف ہوتے ہیں۔ اور مزاج کی شرافت یہ ہے کہ وہ اعتدال حقیقی سے زیادہ قریب ہو۔ اب ظاہر ہے کہ انسان کا نفس تمام نفوس سے اشرف و اعلیٰ ہے، کیونکہ اسکے کام دیگر حیوانات کے کاموں سے بلند و ارفع ہیں۔ مثلاً آلات کی ایجاد، عدالت، حکمت، علوم، اور ادراکات، الہامات، وغیرہ۔ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ انسان دیگر حیوانات سے امتیازی شان رکھتا ہے +

مناسبة لقواه التی بها یفعل وینفعل واعطی کل عضو ما یلیق به من مزاجه فجعل بعض الاعضاء احر وبعضها ابرد وبعضها ایبس وبعضها ارطب

اور اس کے ساتھ ہی انسان کی اُن قوتوں کی مناسبت کا بھی خیال رکھا گیا ہے، جنکے ذریعہ سے انسان سے فعل[1] و انفعال (تاثیر وتاثر) انجام پاتے ہیں، اور اس کے ہر عضو کو ایسا مزاج بخشا گیا ہے جو ان کے لئے مناسب ولائق ہے۔ چنانچہ اس کے بعض اعضاء گرم بنائے گئے ہیں، بعض سرد، بعض خشک اور بعض تر +

فاما احر ما فی البدن فهو الروح والقلب الذی هو منشأه ثم الدم فانه وان کان متولدا فی الکبد فانه لاتصاله بالقلب یستفید من الحرارة ما لیس للکبد ثم الکبد لانه کدم جامد ثم اللحم وهو اقل حرارة منها وانما یقصر عنها بما یخالطه من الیاف العصب البارد ثم العضل وهو اقل حرارة من اللحم المفرد بما یخالطه من العصب والرباط ثم الطحال لما فیه من عکر الدم ثم الکلی لان الدم لیس فیها بالکثیر ثم لحم الثدی والانثیین ثم طبقات العروق الضوارب لا لجواهرها العصبیة بل لما یقبله من تسخین الدم

چنانچہ بدن کی تمام چیزوں سے زیادہ گرم روح اور **قلب** ہے جو منشائے روح ہے (سرچشمۂ روح ہے، جہاں روح پیدا ہوتی ہے)۔ ان دونوں چیزوں کے بعد **خون** کا درجہ ہے، خون اگرچہ جگر میں پیدا ہوتا ہے مگر چونکہ وہ قلب سے اتصال وتعلق رکھتا ہے، اس لئے خون میں قلب سے اتنی حرارت حاصل ہوجاتی ہے جتنی جگر میں موجود نہیں ہے۔ خون کے بعد جگر کا درجہ ہے کیونکہ جگر بھی گویا جما ہوا خون ہے، جگر کے بعد **گوشت** کا درجہ ہے، یعنی گوشت کی حرارت جگر سے کمتر ہے، گوشت میں بمقابلہ جگر کے کم حرارت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اعصاب کے ریشے، جو مزاجاً بارد ہیں، مخلوط ہوتے ہیں۔ اس کے بعد **عضلات** ہیں، جنکی حرارت لحم مفرد سے اس لئے کمتر ہوتی ہے کہ عضلات کے ساتھ اعصاب اور رباطات مل جاتے ہیں۔ اسکے بعد **طحال** کا درجہ ہے؛ طحال کے کم گرم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اندر عکر الدم (خون کا میل۔ سوداء) رہتا ہے۔ اسکے بعد **گردے** ہیں؛ گردوں کے کم گرم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں خون زیادہ نہیں ہوتا ہے۔ اس کے بعد بلحاظ حرارت **ثدی** (پستان) اور **خُصیتَین** (انثیین) کا گوشت ہے۔ اسکے بعد **عروق ضوارب** (شرائین) کے **طبقات** ہیں

[1] بدن انسان میں دونوں قسم کی قوتیں پائی جاتی ہیں، (۱) قوت فاعلہ، جیسے ہاضمہ، جاذبہ، دافعہ، محرکہ وغیرہ اور (۲) قوت منفعلہ (اثر پذیر ہونے والی قوت) مثلاً احساس، ادراک، ڈرنا، خوش ہونا، غصہ ہونا وغیرہ +

والروح اللذین فیہا ثم طبقات العروق السواکن لاجل الدم وحدہ ثم جلدۃ الکف المعتدلۃ

طبقات شرائین کے گرم ہونے کی وجہ اس کا عصبی جوہر نہیں ہے (کیونکہ عصبی جوہر تو بارد ہوا کرتا ہے) بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ شرائین کے طبقات اُس خون اور روح سے گرمی حاصل کر لیتے ہیں، جو ان کے اندر رہتے ہیں۔ اس کے بعد بلحاظ حرارت **عروق سواکن** (وریدوں) **کے طبقات** ہیں۔ وریدوں کے گرم ہونے کی وجہ محض خون ہے (جو ان کے اندر ہوتا ہے)۔ اس کے بعد کف (پنجہ) کی جلد ہے، جو معتدل ہے (یعنی حرارت و برودت کے لحاظ سے اعضائے حارّہ و باردہ کے بیچ میں ہے)۔

وابردما فی البدن البلغم ثم الشعر ثم العظم ثم الغضروف ثم الرباط ثم الوتر ثم الغشاء ثم العصب ثم النخاع ثم الدماغ ثم الشحم ثم السمین ثم الجلد

بدن کی تمام چیزوں میں سب سے سرد بلغم ہے؛ پھر بہ ترتیب شعر (بال)، ہڈی، غضروف (کرّی)، رباط، وتر، غشاء (جھلی)، عصب، نخاع (حرام مغز)، دماغ، شحم، سمین، جلد (سردی میں کم ہوتے چلے گئے ہیں)۔

واما ارطب ما فی البدن فالبلغم ثم الدم ثم السمین ثم الشحم ثم الدماغ ثم النخاع ثم لحم الثدی والانثیین ثم الریۃ ثم الکبد ثم الطحال ثم الکلیتان ثم العضل ثم الجلد

بدن کی تمام چیزوں میں سب سے رطب بلغم ہے؛ پھر بہ ترتیب خون، سمین، شحم، دماغ، نخاع، پستان اور خصیوں کے گوشت، ریہ (شُش)، جگر، طحال، گردے، عضلات، اور جلد (رطوبت میں کم ہوتے چلے گئے ہیں)۔

ھذا ھو الترتیب الذی رتبہ جالینوس ولکن یجب ان یعلم ان الریۃ فی جوھرھا وغریزتھا لیست برطبۃ شدیدۃ الرطوبۃ لان کل عضو شبیہ فی مزاجھا الغریزی بما یغتذی بہ وشبیہ فی مزاجہ العارض بما یفضل منہ ثم الریۃ یغتذی من اسخن الدم واکثرہ مخالطۃ للصفراء یعلمنا ھذا جالینوس بعینہ ولکنھا قد یجتمع فیھا فضل کثیر

یہ جالینوس کی بتائی ہوئی ترتیب ہے۔ لیکن یہاں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ پھیپھڑے کا جوہر اور اس کی طبیعت ایسی زیادہ رَطب نہیں ہے۔ کیونکہ ہر عضو کا اصلی مزاج اُس کی اپنی غذا سے، اور عارضی مزاج اُس کے ذاتی فضلات سے مشابہ ہوا کرتا ہے؛ اور پھیپھڑے کے تغذیہ میں بہت ہی گرم خون خرچ ہوا کرتا ہے، جو صفراء کے ساتھ بہت زیادہ ملا ہوا ہوتا ہے یہ بات ہمیں جالینوس ہی نے بتائی ہے (اس لحاظ سے پھیپھڑے میں رطوبت زیادہ نہ ہونی چاہیئے)۔ لیکن بدن سے جو بخارات پھیپھڑے کی طرف چڑھتے رہتے ہیں، اور جو نزلے اس پر گرتے

من الرطوبة مما يتصعد اليها من بخارات البدن وما ينحدر اليها من النزلات واذا كان الامر على هذا فالكبد ارطب من الرية كثيرا في الرطوبة الغريزية والرية اشد ابتلالا وان كان دوام الابتلال قد يجعلها ارطب في جوهرها ايضا

رہتے ہیں، ان سے پھیپھڑے میں بہت سی رطوبتیں جمع ہوجاتی ہیں۔ جب یہ بات ہے، تو ثابت ہوا کہ اصلی رطوبت کے لحاظ سے جگر بہ نسبت پھیپھڑے کے زیادہ رطب ہے اور پھیپھڑا (رطوبات فضلیہ سے) بہت زیادہ بھیگا ہوا رہتا ہے (لتھڑا ہوا رہتا ہے)۔ اگرچہ ہر وقت کا بھیگتا رہنا پھیپھڑے کے جوہر کو بھی رطب بنا دیتا ہے ÷

وهكذا يجب ان يفهم من حال البلغم والدم من جهة وهي ان ترطيب البلغم في اكثر الامر هو على سبيل البل وترطيب الدم على سبيل التقرير في الجوهر على ان البلغم الطبيعي المائي قد يكون في نفسه اشد رطوبة من الدم فان الدم بما يستوفي حظه من النضج يتحلل منه شئ كثير من الرطوبة التي كانت في البلغم المائي الطبيعي الذي استحال اليه فستعلم بعد ان البلغم الطبيعي دم استحال بعض الاستحالة

اسی لحاظ سے بلغم اور خون کا حال بھی سمجھنا چاہئے: یعنے بلغم کی ترطیب اس قسم کی ہے کہ اس سے عضو بھیگ جاتا ہے، اور خون کی ترطیب اس قسم کی ہے کہ رطوبت عضو کے جوہر میں قائم ہوجاتی ہے۔ اگرچہ طبعی مائی بلغم (رقیق بلغم) گاہے حقیقت میں خون سے زیادہ رطب ہوتا ہے۔ کیونکہ خون چونکہ اپنے حصۂ ہضم کو پورا کرلیتا ہے (بلغم بننے کے بعد خون بننے کے لئے ایک عرصہ تک پکتا ہے) اس لئے بلغم طبعی رقیق کی بہت سی رطوبت اس ہضم کی وجہ سے تحلیل ہوجاتی ہے، اور وہ بلغم خون بنجاتا ہے؛ جیسا کہ تمھیں عنقریب بعد کو معلوم ہوگا کہ بلغم طبعی (گویا) خون ہی ہے، جس میں ابھی تھوڑا استحالہ (ہضم) ہوا ہے (اور کچھ استحالہ ابھی باقی ہے، جب پورا استحالہ ہو جائیگا، تو بلغم پورے طور پر خون کی شکل میں تبدیل ہو جائیگا) ÷

واما ايبس ما في البدن فالشعر لانه من بخار دخاني تحلل ما كان فيه من خلط البخار وانعقدت الدخانية الصرفة ثم العظم لانه اصلب الاعضاء لكنه ارطب من الشعر لان كون العظم من الدم ووضعه وضع نشاف للرطوبات الغريزية متمكن فيها ولذلك ما كان العظم يغذو

تمام بدن کی چیزوں میں سب سے خشک شعر (بال) ہے، کیونکہ بال بخارات دخانیہ (دھواں ملی ہوئی بھاپ) سے پیدا ہوتا ہے، جسکے بخارات (اجزاء مائیہ) تو تحلیل ہوجاتے ہیں، اور خالص دخانیت (دھواں) بستہ ہوکر بال کی شکل میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ بال کے بعد ہڈی کا درجہ ہے، کیونکہ ہڈی تمام اعضاء سے سخت ہے (اور سختی ہمیشہ یبوست ہی کی وجہ سے حاصل ہوا کرتی ہے) لیکن ہڈی بمقابلہ بال کے

كثيراً من الحيوانات والشعر لا يغذو شيئاً
منها او عسى ان يغذو واحداً من جملتها
كما قد ظن بعض ان الخفافيش تهضمه
وتسيغه لكنا اذا اخذنا قدرين متساويين
من العظم والشعر في الوزن فقطرناهما
في القرع والانبيق سال من العظم
ماء ودهن اكثر وبقي له ثفل اقل فالعظم
اذن ارطب من الشعر وبعد العظم في اليبوسة
الغضروف ثم الرباط ثم الوتر ثم الغشاء
ثم الشرايين ثم الاوردة ثم عصب الحركة
ثم القلب ثم عصب الحس فان عصب الحركة
ابرد وايبس معاً كثيراً من المعتدل و
عصب الحس برد وليس بيبس كثيراً من المعتدل
بل عسى ان يكون قريباً منه وليس ايضاً
كثير البعد منه في البرد ثم الجلد

رطب ہے۔ کیونکہ ہڈی کی پیدائش خون سے ہوتی ہے؛ نیز ہڈی (گوشت وغیرہ کے بیچ میں) ایسی جگہ پر رہتی ہے جہاں وہ رطوبات غریزیہ (رطوبات اصلیہ) کو چوستی رہتی ہے (اس کے برعکس بال باہر سوکھتے رہتے ہیں)۔ یہی وجہ ہے کہ ہڈی سے بہت سے حیوانات تغذیہ حاصل کرتے ہیں، اور بالوں سے کوئی جانور غذاء حاصل نہیں کرتا؛ یا یہ کہ صرف ایک جانور بالوں سے غذاء حاصل کرتا ہے؛ جیسا کہ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ چمگادڑوں کی غذاء میں بال ہضم ہوجاتے ہیں۔ ہڈی کے بعد یبوست میں بہ ترتیب غضروف، رباط، وتر، غشاء، شرائین، اوردہ، اعصاب حرکت، قلب، اعصاب حس اور جلد ہیں۔ اعصاب حرکت بمقابلہ معتدل کے بارد بھی زیادہ ہیں، اور یابس بھی؛ اور اعصاب حس بمقابلہ معتدل کے اگرچہ بارد ہیں، مگر یابس زیادہ نہیں ہیں؛ بلکہ یبوست میں شائد معتدل سے قریب ہی ہوں؛ اور برودت میں بھی اس سے بہت زیادہ دور نہ ہوں +

الفصل الثالث منه في امزجة الاسنان والاجناس

فصل سوم عمروں اور جنسوں کے مزاج

الاسنان اربعة في الجملة سن النمو ويسمى
سن الحداثة وهو الى قريب من ثلثين
سنة ثم سن الوقوف وهو سن الشباب
وهو الى نحو من خمس وثلثين سنة او اربعين
سنة وسن الانحطاط مع بقاء من القوة
وهو سن المكتهلين وهو الى نحو من ستين
سنة وسن الانحطاط مع ظهور الضعف
في القوة وهو سن الشيوخ الى

اجمالاً (اور عرفاً) اسنان یعنی عمریں چار ہیں: (۱) سنّ نمو (بڑھنے کا زمانہ) جسکو سنّ حداثت بھی کہا جاتا ہے۔ یہ تقریباً تیس سال تک ہے۔ (۲) سنّ وقوف (ٹھہراؤ کا زمانہ)، جسکو سنّ شباب یعنی جوانی کا زمانہ کہا جاتا ہے۔ یہ تقریباً پینتیس یا چالیس سال تک ہے۔ (۳) سنّ انحطاط (گھٹاؤ کا زمانہ)، جس میں قوتیں باقی ہوں؛ یہ سنّ مُتَکَہِّلِین (ادھیڑوں کی عمر) ہے۔ یہ تقریباً ساٹھ سال تک ہے۔ (۴) سنّ انحطاط جس میں قوتوں کی کمزوری نمایاں ہو

آخر العمر	یہ سن شیوخ (بوڑھوں کی عمر) ہے، جو آخر زندگی تک چلتی ہے۔
لکن سن الحداثة ینقسم الی سن الطفولیة وهو ان یکون المولود بعد غیر مستعد الاعضاء للحرکات والنهوض والی سن الصبی وهو بعد النهوض وقبل الشدة وهو ان لا یکون الاسنان قد استوفت السقوط والنبات ثم سن الترعرع وهو بعد الشدة ونبات الاسنان قبل المراهقة ثم سن الغلامیة والرهاق الی ان یبقل وجهه ثم سن الفتی الی ان یقف النمو	پھر سنِ حداثت (سنِ نمو) کے چند حصے ہیں (۱) سنِ طفولیت جس میں بچے کے اعضاء ابتک چلنے پھرنے اور کھڑے ہونے کے قابل نہیں ہوتے (یہ تقریباً چار سال تک ہے) (۲) سنِ صبیٰ، بچہ کے کھڑے ہونے کے بعد اور اعضاء کے سخت ہونے سے پہلے، جس میں دانت گر کر اُگ چکتے ہیں (اسکی انتہاء سات سال تک ہے)۔ اس کے بعد (۳) سنِ ترعرع ہے، جو اعضاء کے سخت و مستحکم ہونے اور دانت اُگنے کے بعد شروع ہوتا، اور مراھقت (بلوغ۔ احتلام) سے پہلے ختم ہوجاتا ہے۔ (سن ترعرع کی انتہاء تیرہ سال ہے)۔ اسکے بعد (۴) سنِ غلامیت ورہاق ہے، یہاں تک کہ داڑھی مونچھ نکل آئیں اسکے بعد (۵) سنِ فتی (نوجوانی کی عمر) ہے، یہاں تک کہ نمو (بڑھوتری) رُک جائے +

ٹ داڑھی مونچھ کے ذکر سے ثابت ہو رہا ہے کہ یہ عمریں مردوں کے لحاظ سے بیان کی گئی ہیں۔ ورنہ عورتیں عموماً تیس سال تک نمو نہیں پاتی ہیں (گیلانی) +

والصبیان اعنی من الطفولیة الی الحداثة مزاجهم فی الحرارة کالمعتدل وفی الرطوبة کالزائد ثم بین الاطباء الاقدمین اختلاف فی حرارتی الصبی والشاب	صبیان کا مزاج، یعنی طفولیت سے آخر حداثت تک (نمو کا پورا زمانہ) حرارت میں گویا معتدل ہے، اور رطوبت میں گویا زائد ہے۔ پھر بچہ اور جوان کی حرارت کے بارہ میں متقدمین اطباء کا اختلاف ہے +
فبعضهم یری ان حرارة الصبی اشد ولذلك ینمو اکثر ویکون افعال الطبیعة من الشهوة والهضم اکثر وادوم ولان الحرارة الغریزیة المستفادة فیهم من المنی اجمع واحدث	فریق اول بعض اطباء کی رائے ہے کہ بچوں کی حرارت شدید تر (قوی تر) ہے؛ یہی وجہ ہے کہ بچے زیادہ بڑھتے ہیں، ان کے طبعی افعال، جیسے بھوک، ہضم، زیادہ ہیں، اور پائدار (دیرپا) ہیں؛ اور یہ کہ بچوں کی حرارت غریزیہ جو ان میں منی سے حاصل ہوتی ہے، زیادہ اکٹھی ہوتی، اور تازہ تر (نئی) ہوتی ہے +
وبعضهم یری ان الحرارة الغریزیة	فریق ثانی دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ جوانوں کی حرارت

في الشبان اقوى بكثير لان دمهم اكثر وامتن ولذلك يصيبهم الرعاف اكثر واشد ولان مزاجهم الى الصفراء اميل ومزاج الصبيان الى البلغم اميل ولانهم اقوى حركاتٍ والحركة بالحرارة وهم اقوى استمراءً وهضما وذلك بالحرارة واما الشهوة فليست تكون بالحرارة بل بالبرودة ولهذا ما يحدث الشهوة الكلبية في اكثر الامر من البرودة والدليل على ان هؤلاء اشد استمراءً انه لا يصيبهم من الهوع والقئ والتخمة ما يعرض للصبيان لسوء الهضم والدليل على ان مزاجهم اميل الى الصفراء هو ان امراضهم حارة كلها كحمى الغب وقيئهم صفراوي واما اكثر امراض الصبيان فانها رطبة باردة وحمياتهم بلغمية واكثر ما يقذفونه بالقئ بلغم واما النمو في الصبيان فليس من قوة حرارتهم ولكن لكثرة رطوبتهم وايضا فان كثرة شهوتهم تدل على نقصان حرارتهم هذا هو مذهب الفريقين واحتجاجهما

واما جالينوس فيرد على الطائفتين

غریزیہ (اصلی حرارت) بہت زیادہ قوی ہوتی ہے. کیونکہ جوانوں میں خون زیادہ ہوتا، اور ان کا خون زیادہ گاڑھا ہوتا ہے اسی وجہ سے جوانوں کو نکسیر بکثرت اور بشدت پھوٹتی ہے. اور اس لئے کہ جوانوں کا مزاج صفرار کی طرف میلان رکھتا ہے، اور بچوں کا مزاج بلغم کی طرف. اور اس لئے کہ جوان بلحاظ حرکات کے زیادہ قوی ہوتے ہیں. اور یہ ظاہر ہے کہ حرکت حرارت ہی سے پیدا ہوتی ہے. نیز جوانوں کی قوت ہاضمہ زیادہ قوی ہوتی ہے، اور ہضم حرارت ہی سے ہوا کرتا ہے. رہی بھوک، تو وہ حرارت سے نہیں ہوتی، بلکہ برودت سے ہوتی ہے. یہی وجہ ہے کہ شہوت کلبیہ (کُتّے کی بھوک) اکثر اوقات برودت ہی سے ہوا کرتی ہے. جوانوں کے قوی الہضم ہونے کی دلیل یہ ہے کہ بچوں کو بدہضمی (سوءِ ہضم) کی وجہ سے جو متلی، قے، اور تخمہ لاحق ہوا کرتا ہے، وہ جوانوں کو نہیں ہوتا۔ رہی اس کی دلیل کہ جوانوں کا مزاج صفرار کی طرف زیادہ مائل ہوا کرتا ہے، یہ ہے کہ ان کے (اکثر) امراض گرم ہوا کرتے ہیں، مثلاً حمائے غب (تجاری بخار) اور ان کی قے صفراوی ہوا کرتی ہے. اس کے برعکس بچوں کے اکثر امراض سرد تر (بارد رطب) ہوا کرتے ہیں، اور اکثر ان کی قے میں بلغم خارج ہوا کرتا ہے. رہا نمو، جو بچوں میں ہوا کرتا ہے، تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ انکی حرارت قوی ہے، بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ بچوں میں رطوبت بکثرت ہوتی ہے. نیز بچوں میں بھوک کا زیادہ ہونا اس امر کو بتاتا ہے کہ بچوں کی حرارت کم ہوتی ہے. یہ تو دونوں فریقوں کے مذاہب اور ان کی حجتیں (دلیلیں) ہیں.

مذہب جالینوس رہا جالینوس، وہ ان دونوں گروہوں کی

جمیعًا ویری ان الحرارة فیهما متساویة فی الاصل لکن حرارة الصبیان اکثر کمیة واقل کیفیة ای حدة و حرارة الشبان اقل کمیة واکثر کیفیة ای حدة

تردید کرتا ہے۔ اُس کی رائے ہے کہ اصل میں بچوں اور جوانوں دونوں کی حرارت مساوی ہوتی ہے۔ لیکن بچوں کی حرارت بلحاظ کمیت کے (مقدار کے لحاظ سے) زیادہ، اور بلحاظ کیفیت کے، یعنی بلحاظ تیزی (حدت) کے کم ہے۔ اور جوانوں کی حرارت کمیت کے لحاظ سے کم، اور کیفیت یعنی حدّت کے لحاظ سے زیادہ ہے +

وبیان هذا علی مایقوله فهو ان یتوهم ان حرارة واحدة بعینها فی المقدار وجسما لطیفا حارًا واحدًا فی الکیف والکم فشا تارة فی جوهر رطب کثیر کالماء وفشا اخری فی جوهر یابس قلیل کالحجر واذا کان کذلك فانا نجد حینئذ الحار المائی اکثر کمیة والین کیفیة والحار الحجری اقل کمیة واحد کیفیة وعلی هذا فقس وجود الحار فی الصبیان والشبان فان الصبیان انما تولدوا من المنی الکثیر الحرارة وتلك الحرارة لم یعرض لها بعد من الاسباب مایطفیها فان الصبی مُمعنٌ فی التزید ومتدرج فی النمو ولم یقف بعد فکیف یتراجع

جالینوس کے قول کے مطابق اس بیان کی توضیح یہ ہے کہ ایک ایسی حرارت فرض کی جائے جو مقدار میں بعینہ ایک ہو (مثلاً آفتاب کی حرارت)؛ یا ایک ایسا لطیف اور گرم جسم فرض کیا جائے، جو کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے ایک ہو (مثلاً جلتی ہوئی آگ)؛ پھر یہ حرارت یا یہ جسم ایک مرتبہ پانی جیسے رطب جوہر میں پھیلایا جائے جو مقدار میں زیادہ ہو؛ اور دوسری مرتبہ پتھر جیسے خشک جوہر میں پھیلایا جائے، جو مقدار میں کم ہو، اس حالت میں گرم پانی کی حرارت بلحاظ کمیت کے زیادہ اور بلحاظ کیفیت کے نرم ہوگی؛ اور گرم پتھر کی حرارت اس کے برعکس بلحاظ کمیت کے کم اور بلحاظ کیفیت کے تیز۔ اسی طور پر بچوں اور جوانوں کی حرارت کو سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ بچے منی سے پیدا ہوتے ہیں، جس میں بکثرت حرارت ہوتی ہے۔ اور ابتک کوئی ایسا سبب بھی لاحق نہیں ہوا ہے جو اس حرارت کو بجھادے (کم کردے)۔ اس لئے کہ ابھی وہ بڑھ رہا ہے اور نمو کے مدارج طے کر رہا ہے، اُسکا نمو ابھی رُکا نہیں ہے، چہ جائیکہ وہ گھٹنا شروع ہوجائے +

واما الشاب فلم یقع له سبب یزید فی حرارته الغریزیة ولا ایضًا وقع له سبب یطفیها بل تلك الحرارة

اسی طرح جوانوں میں بھی کوئی ایسا سبب لاحق نہیں ہوا ہے، جس سے اُن کی حرارت غریزیہ زیادہ ہوگئی ہو؛ اور نہ کوئی ایسا سبب پیش آیا ہے، جس سے اُن کی حرارت

مستحفظة فيه برطوبة اقل كيفية
وكمية معا الى ان تاخذ الحرارة
فى الانحطاط وليست قلة هذه الرطوبة
بعد قلة بالقياس الى استحفاظ الحرارة
ولكن بالقياس الى النمو فكان الرطوبة
تكون اولا بقدر ما تفى بكلا الامرين
فتكون بقدر ما تحفظ الحرارة
وتفضل ايضا للنمو ثم تصير باخره
بقدر ما لا تفى بكلا الامرين ولا باحد
الامرين فيجب ان يكون فى الوسط
بحيث تفى باحد الامرين دون الآخر
ومحال ان يقال انها تفى بالتنمية
ولا تفى بحفظ الحرارة الغريزية
فانه كيف يزيد على الشئ
ما ليس يمكنه ان يحفظ الاصل
فبقى ان يكون انما تفى بحفظ الحرارة
ولا تفى بالنمو ومعلوم ان هذا السن
هو سن الشباب

بجھ گئی ہو. بلکہ یہ حرارت جوانوں میں ایک ایسی رطوبت کے ساتھ محفوظ رہتی ہے، جس کی کمیت اور کیفیت (بچوں کی نسبت) کم ہوتی ہے؛ یہاں تک کہ (جوانی کے ختم ہونے پر) حرارت گھٹنی شروع ہو جاتی ہے. رطوبت کی یہ کمی (جو جوانوں میں ہوتی ہے) حرارت کی حفاظت کے لحاظ سے کمی شمار نہیں کی جاسکتی، بلکہ نمو کے لحاظ سے (یا سن نمو کے لحاظ سے) کمی شمار کی جاسکتی ہے. گویا اوائل میں یہ رطوبت اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ یہ دونوں کاموں کے لئے کافی ہوتی ہے، یعنی وہ اسقدر ہوتی ہے کہ حرارت کی حفاظت بھی کر سکتی ہے، اور نمو کے لئے بھی بچتی ہے. پھر آخر میں (انحطاط میں) وہ اسقدر گھٹ جاتی ہے کہ نہ دونوں کاموں کے لئے کافی ہوتی ہے، اور نہ ایک کے لئے. اس لئے ضروری ہے کہ درمیان میں ایسا زمانہ آئے کہ وہ محض ایک کام کے لئے کافی رہے، اور دوسرے کام کو انجام نہ دے سکے. اور یہ تو محال ہے کہ وہ نمو کے لئے تو کافی ہو، اور حرارت غریزیہ کی حفاظت کے لئے کافی نہ ہو. کیونکہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ جو چیز اصل کی حفاظت نہ کر سکے، وہ اُس پر کسی شئے کا اضافہ کرے. اس دلیل سے اب یہی صورت باقی رہی کہ وہ (اس زمانہ میں) محض حرارت غریزیہ کی حفاظت کے لئے کافی ہوتی ہے، اور نمو کے لئے کافی نہیں ہوتی. اور یہ معلوم ہے کہ یہ عمر (جس میں رطوبت صرف اسقدر ہوتی ہے کہ وہ حرارت غریزیہ کی محض حفاظت کر سکتی ہے) جوانی کی عمر ہے +

واما قول الفريق الثانى ان النمو
فى الصبيان انما هو بسبب الرطوبة
دون الحرارة فقول باطل وذلك
لان الرطوبة مادة للنمو والمادة

رہا دوسرے گروہ کا یہ قول کہ "بچوں میں نمو محض رطوبت کی وجہ سے ہوتا ہے" غلط ہے؛ کیونکہ یہ رطوبت حقیقت میں نمو کا مادّہ ہے. اور مادّہ خود بخود نہ منفعل (متأثر) ہوتا ہے اور نہ اس سے خود بخود کوئی چیز پیدا ہو جاتی ہے؛ بلکہ ایسا

لا تنفعل ولا تخلق بنفسها بل عند فعل القوة الفاعلة فیها والقوة الفاعلة ههنا هی نفس او طبیعة باذن الله تعالیٰ ولا تفعل الا بآلة هی الحرارة الغریزیة

اُس وقت ہوتا ہے جبکہ قوت فاعلہ (قوتِ مؤثرہ) اس مادہ میں عمل کرتی ہے، چنانچہ وہ قوتِ فاعلہ اس مقام میں نفس یا طبیعت[1] ہے، جو خدائے برتر کے حکم سے کام کرتی ہے. اور نفس یا طبیعت اپنے آلہ کے بغیر کام نہیں کرتی؛ اور اس کا آلہ وہی حرارت غریزیہ ہے +

وقولهم ایضًا ان قوة الشهوة فی الصبیان انما هی لبرد المزاج قول باطل فان تلك الشهوة الفاسدة التی تکون لبرد المزاج لا یکون معها استمراء ولا اغتذاء والاستمراء فی الصبیان فی اکثر الاوقات علی احسن ما یکون ولولا ذلك لما کانوا یوردون من البدل الذی هو الغذاء اکثر مما یتحلل حتی ینمو ولکنهم قد یعرض لهم سوء استمراء لشرههم وسوء ترتیبهم لمطعومهم وتناولهم الاشیاء الردیة والرطبة والکثیرة وحرکاتهم الفاسدة علیها فلهذا ما یجتمع فیهم فضول اکثر ویحتاجون الی تنقیة اکثر وخصوصا رئاتهم ولذلك نفسهم اشد تواترا و

علی ہذا ان لوگوں کا یہ قول بھی باطل ہے کہ "بچوں میں بھوک کی شدت (قوت) اس وجہ سے ہوتی ہے کہ ان کا مزاج بارد ہوتا ہے" کیونکہ ایسی خراب بھوک، جو برودتِ مزاج کی وجہ سے ہوتی ہے، اس کے ساتھ نہ غذا منہضم ہوتی ہے، اور نہ وہ بدن میں لگتی ہے (نہ بدن اس سے پرورش پاتا ہے)؛ حالانکہ بچوں کا ہضم اکثر اوقات بہترین رہا کرتا ہے اور اگر (بالفرض) ایسا نہ ہوتا، تو ان کے بدن میں تحلیل شدہ اجزاء سے زیادہ بدل یعنی غذا، ہرگز نہ پہونچ سکتی، اور نہ یہ بڑھ سکتے (نمو پا سکتے). ہاں البتہ گاہے حرص کی وجہ سے کھانے کی بے ترتیبی کی وجہ سے، یا اس وجہ سے ان میں بدہضمی پیدا ہو جایا کرتی ہے کہ بری چیزیں، اور رطب غذائیں کھا لیتے ہیں، اور کثیر مقدار میں کھا لیتے ہیں، اور کھا کر بے قاعدہ طور پر حرکات میں مشغول ہو جاتے ہیں (حالانکہ کھانے کے بعد سکون کرنا بہتر ہے؛ یا اگر حرکت کی جائے، تو ہلکی). یہی وجہ ہے کہ بچوں میں فضلات بکثرت اکٹھے ہو جاتے ہیں، اور یہ تنقیہ کے بہت محتاج ہوتے ہیں؛ علی الخصوص ان کے پھیپھڑوں میں (رطوبات بکثرت جمع ہو جاتی ہیں). اسی وجہ سے ان کے سانس میں تواتر اور تیزی زیادہ ہوا کرتی ہے؛ اور ان کے

[1] نفس اور طبیعت، یہاں دو لفظ بولے گئے ہیں، یہ اس طرف اشارہ ہے کہ حقیقت میں دونوں ایک چیز کے دو نام ہیں. گیلانی +

سن عدة وليس له عظم لان قواهم لم تتم بعد

سالن عظیم (بڑے) نہیں ہوتے (بلکہ چھوٹے ہوتے ہیں)۔ اس کہ بچوں کی قوتیں ابھی تک پوری نہیں ہوئی ہیں (بلکہ ابھی تک ناتمام اور ناقص ہیں)۔

فهذا هو القول في مزاج الصبي والشاب على حسب ما تكفل ببيانه جالينوس وعبرنا عنه بحق

جوانوں اور بچوں کے مزاج کے بارہ میں یہ کلام جالینوس کے بیان اور اس کی ذمہ داری کے مطابق ہے، جس کی ہم نے صحیح طور پر ترجمانی کی ہے۔

ثم يجب ان يعلم ان الحرارة بعد مدة سن الوقوف تأخذ في الانتقاص لانتشاف الهواء المحيط مادتها التي هي الرطوبة ولمعاونة الحرارة الغريزية التي هي ايضا من داخل ومعاضدة الحركات البدنية والنفسانية الضرورية في المعيشة له وعجز الطبيعة عن مقاومة ذلك دائما فان جميع القوى الجسمانية متناهية وقد تبين ذلك في العلم الطبيعي فلا يكون فعلها في ايراد المواد دائما ولو كانت هذه القوة ايضا غير متناهية وكانت دائمة الايراد لبدل ما يتحلل على السواء بمقدار واحد ولكن كان التحلل ليس بمقدار واحد بل يزداد دائما كل يوم لما كان البدل يقاوم التحلل ولكان التحلل يفني الرطوبة

پھر یہ معلوم ہونا چاہیے کہ سن وقوف (سن شباب) کے بعد حرارت گھٹنے لگتی ہے؛ کیونکہ (۱) ہوائے محیط[1] مادۂ حرارت کو، یعنی رطوبت کو (ابتدائے پیدائش ہی سے) چوس رہی ہے (۲) جس کی امداد اندر سے حرارت غریزیہ بھی کر رہی ہے (یعنی اندر سے حرارت غریزیہ بھی رطوبات کو بہ تدریج تحلیل کر رہی ہے) نیز (۳) بدنی اور نفسانی حرکتیں بھی، جو زندگی میں ضروری ہیں رطوبات کے خشک کرنے میں ہوا کی اعانت کرتی رہتی ہیں۔ اور طبیعت اس سے بے بس ہوتی ہے کہ ان اسباب کا ہمیشہ مقابلہ کرتی رہے (اور تحلیل کے برابر بدل لاتی رہے) کیونکہ تمام جسمانی قوتیں متناہی ہیں (ایک وقت میں ختم ہو جانے والی ہیں، آن تھک نہیں ہیں)؛ جس کو علم طبعی میں دلائل سے ثابت کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا مواد کے لانے (سامانِ غذا فراہم کرنے) کا فعل طبیعت سے ہمیشہ جاری نہیں رہ سکتا۔ اور اگر بفرض محال، یہ قوتیں غیر متناہی (آن تھک) بھی ہوتیں، اور ان قوتوں سے بدل ما یتحلل (تحلیل شدہ اجزاء کا عوض) بھی برابر ایک مقدار سے حاصل ہوتا رہتا، لیکن تحلیل ایک مقدار سے نہ ہوتی رہتی بلکہ روز بروز تحلیل کی مقدار بڑھتی جاتی؛ تو اس حالت میں تحلیل کا مقابلہ بدل نہ کر سکتا (بدل سے تحلیل کی مقدار زیادہ ہو جاتی)

[1] وہ ہوا جو ہمیں گھیرے ہوئے ہے۔

فکیف والامران کلاهما متظاهران علی تهیئة النقصان والتراجع واذا کان کذلك فواجب ضرورة ان تفنی المادة فتنطفی الحرارة و خصوصًا اذا یعین علی انطفائها بسبب عوز المادة سبب آخر وهو الرطوبة الغریبة التی تحدث دائمًا لعدم الغذاء فتعین علی اطفائها من وجهین احدهما بالخنق والغمر والآخر بمضادة الکیفیة لان تلك الرطوبة تکون بلغمیة باردة وهذا هو الموت الطبیعی الموجل لکل شخص بحسب مزاجه الاول الی حد تضمنه القوة فی حفظ الرطوبة ولکل واحد منهم اجل مسمی وهو مختلف فی الاشخاص لاختلاف الامزجة فهذه هی الآجال الطبیعیة

اور تحلل کی وجہ سے ایک وقت رطوبت فنا ہو جاتی +

جب یہ دونوں باتیں (یعنی تحلیل کی مقدار کا روز بروز بڑھتے جانا، اور بدل کی مقدار کا روز بروز گھٹتے جانا) اس امر کی طالب ہیں کہ بدن گھٹنے کے لئے اور کمال سے زوال کی طرف لوٹنے کے لئے تیار رہے (تو کیونکر نہ جوانی کے بعد حرارت گھٹنی شروع ہو جائے)۔ جب ایسا ہے (جیسا کہ ہم نے بتایا) تو یہ ضروری ہے کہ ایک وقت مادہ (رطوبت) فنا ہو جائے، اور مادہ کے فنا ہونے سے حرارت بھی بجھ جائے۔ خصوصًا جبکہ اسکے ساتھ دوسرا سبب بھی حرارت کے بجھانے کا مُعین ہو۔ اور وہ دوسرا سبب اس موقعہ پر رطوبت غریبہ ہے، جو ہمیشہ خرابی ہضم کی وجہ سے پیدا ہوتی رہتی ہے، جو حرارت غریزیہ کے بجھانے پر دو طریقے سے امداد کرتی ہے: (۱) ایک تو اس طریقے سے کہ حرارت اس رطوبت سے گھُٹ جاتی ہے، اور رطوبت اس کو دبا لیتی ہے (جس طرح جلتے ہوئے انگارے کو اگر مٹی کے اندر دبا دیا جائے، تو وہ بجھ جاتا ہے) + (۲) دوئم اس طریقے سے کہ اس رطوبت کی کیفیت حرارت سے مضاد ہوتی ہے؛ کیونکہ یہ رطوبت بلغمی اور بارد ہوتی ہے (گویا یہ رطوبت انگارہ کے مقابلہ میں پانی کی طرح بارد ہے)۔ یہی موت **طبعی** ہے (یعنی اسباب مذکورہ سے بتدریج رطوبت کا تحلیل ہونا، اور اس سے آخر کار حرارت کا بجھ جانا **طبعی موت** ہے) جس کی مدت ہر شخص کے مزاج اوّل (ابتدائی اور خلقی مزاج) کے لحاظ سے ایک ایسی حد تک مُعیّن ہے، جب تک اُسکی قوت رطوبت کی حفاظت پر قادر رہتی ہے (جیسا کہ خدا نے اپنے کلام میں کہا ہے) وَلِكُلٍّ مِّنْهُمْ اَجَلٌ مُّسَمًّى (ہر شخص کے لئے زندگی کی ایک مدت مُعیّن ہے)۔ یہ مدت

ہر شخص میں ان کے مختلف مزاجوں کی وجہ سے مختلف ہوا کرتی ہے۔ یہی موتیں آجال طَبْعِیَّہ (طبعی موتیں) کہلاتی ہیں، (یعنی یہ موتیں جو مختلف مزاجوں کے طبعی تقاضا سے واقع ہوتی ہیں، آجال طبعیہ کہلاتی ہیں)۔

وههنا اٰجال اخترامية غيرها وهي اخرى وكل بقدر

طبعی موتوں کے سوا آجال اِختِرامیہ[1] (غیر طبعی موتیں) بھی ہیں، جن کی حقیقت طبعی موتوں سے الگ ہے (مثلاً تلوار سے کٹ کر یا بیمار ہو کر بڑھاپے سے پہلے مرجانا)۔ مگر ساری موتیں (خواہ طبعی ہوں، یا غیر طبعی) قضاء آلہی (قضاء و قدر) کے تابع ہوا کرتی ہیں۔

فالحاصل اذن من هذا ان ابدان الصبيان والشبان حارة بالاعتدال وابدان الكهول والمشائخ باردة لكن ابدان الصبيان ارطب من المعتدل لاجل النمو ويدل عليه التجربة وهي من لين عظامهم واعصابهم والقياس وهو من قرب عهدهم بالمني والدم والروح البخاري واما الكهول والمشائخ خصوصًا فانهم مع انهم ابرد فهم ايبس يعلم ذلك بالتجربة من صلابة عظامهم وقشف جلودهم وبالقياس من بُعد عهدهم بالمني والدم والروح البخاري

حاصل بیان اس بیان کا حاصل (خلاصہ) یہ ہوا کہ بچوں اور جوانوں کے بدن اعتدال لئے ہوئے گرم ہیں (یعنی بہت زیادہ گرم نہیں ہیں)، اور ادھیڑوں اور بڈھوں کے بدن سرد ہیں لیکن بچوں کے بدن (اعتدال حرارت کے باوجود) نمو کے لئے معتدل سے رطوبت میں زیادہ ہیں۔ بچوں کی رطوبت پر تجربہ بھی گواہ ہے: کیونکہ ان کی ہڈیاں اور اعصاب نرم ہیں، اور قیاس بھی شاہد ہے: کیونکہ منی، خون، اور روح بخاری (جس کے اندر بخارات مائیہ بکثرت ہوتے ہیں جو رطب ہیں) سے بچوں کو پیدا ہوئے ابھی زیادہ دن نہیں ہوئے (اس لئے ابھی ان کے بدن میں کافی رطوبت موجود ہوگی)۔ رہے ادھیڑ اور بڈھے، تو یہ باوجود بارد ہونے کے یابس بھی ہیں۔ اسپر بھی تجربہ اور قیاس دونوں شاہد ہیں: تجربہ تو یہ ہے کہ ان کی ہڈیاں سخت ہوتی ہیں اور ان کی جلد خشک، اور قیاس یہ ہے کہ منی، خون، اور روح بخاری سے پیدا ہوئے ان کو ایک عرصہ گزر گیا (اس عرصہ میں ان مواد

[1] اخترام - کاٹنا۔

کی رطوبتیں تحلیل ہو چکیں) +

ثم النارية متساوية في الشبان والصبيان والهوائية والمائية في الصبيان اكثر والارضية في الكهول والمشائخ اكثر منها فيهما وهي في المشائخ اكثر والشاب معتدل المزاج فوق اعتدال الصبي لكنه بالقياس الى الصبي يابس المزاج وبالقياس الى الشيخ والكهل حار المزاج والشيخ ايبس من الشاب والكهل في مزاج اعضائه الاصلية وارطب منهما بالرطوبة الغريبة البالة

پھر ناریت (اجزاء ناریہ جو مزاج میں شامل ہوتے ہیں) جوانوں اور بچوں میں متساوی (برابر) ہے۔ ہوائیت (اجزاء ہوائیہ) اور مائیت (اجزاء مائیہ) بچوں میں زیادہ ہے۔ ارضیت (اجزاء ارضیہ) بچوں اور جوانوں کی نسبت ادھیڑوں اور بوڑھوں میں زیادہ ہے۔ مگر یہ ادھیڑوں سے زیادہ بوڑھوں میں ہوتی ہے۔ جوان اور بچے، دونوں، اگرچہ معتدل ہیں، مگر جوان بچے سے زیادہ معتدل ہیں، لیکن جوان بمقابلہ بچوں کے خشک ہیں؛ اور بڈھوں اور ادھیڑوں کے مقابلہ میں گرم۔ اور بڈھے بمقابلہ جوان اور ادھیڑ کے اعضائے اصلیہ کے مزاج کے لحاظ سے خشک ہیں، اور رطوبت غریبہ (عارضی رطوبت) کے لحاظ سے تر ہیں؛ جس سے ان کے اعضاء عارضی طور پر اوپر اوپر سے تر ہو جاتے ہیں۔

واما الاجناس في اختلاف امزجتها فان الاناث ابرد مزاجا من الذكور ولذلك قصرن عن الذكور في الخلق وارطب فلبرد مزاجهن يكثر فضولهن ولقلة رياضتهن وجواهر لحومهن اسخف وان كان لحم الرجل من جهة تركيبه بما يخالطه اسخف فانه لكثافته اشد تبرءا مما ينفذ فيه من العروق وليف

مزاج اجناس (اجناس سے یہاں وہ صفات مراد ہیں جن کی وجہ سے انسان کے افراد دوسرے افراد سے ممتاز ہو جاتے ہیں، اور جن سے مزاج میں کافی تغیر پیدا ہو جاتا ہے، مثلاً مذکر و مؤنث ہونا، بڑھئی، سنار ہونا، اسی طرح مختلف عادتیں وغیرہ) جنسوں کو اختلافِ مزاج کے لحاظ سے دیکھا جائے تو عورتوں کا مزاج مردوں کے مقابلہ میں بارد ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ (عموماً) مردوں کے مقابلہ میں عورتیں بلحاظ خلقت کے چھوٹی ہیں (ان کے اعضاء چھوٹے ہیں)۔ علیٰ ہٰذا عورتوں کا مزاج مردوں کی نسبت رطب ہے۔ چنانچہ عورتوں میں برودتِ مزاج کی وجہ سے فضلات زیادہ بنتے ہیں۔ اور چونکہ وہ ریاضت کم کرتی ہیں، اس لئے ان کے بدن کے گوشت کا جوہر سخیف (پولا) ہوتا ہے (ٹھوس نہیں ہوتا)

العصب

اگرچہ مردوں کے بدن کا گوشت بھی اس لحاظ سے سخیف (پولا - متخلخل) ہوتا ہے کہ گوشت کے اندر جو دوسری چیزیں مخلوط ہوتی ہیں، وہ اس سے اچھی طرح مرکب نہیں ہوتی ہیں کیونکہ مردوں کا گوشت چونکہ زیادہ ٹھوس ہوتا ہے، اس لئے عروق و اعصاب کے ریشے، جو اس کے اندر گھستے ہیں، وہ گوشت سے نسبتاً جدا رہتے ہیں (اور عورتوں میں دونوں اچھی طرح مل جاتے ہیں) +

واهل البلاد الشمالية ارطب واهل الصناعة المائية ارطب والذين يخالفونهم نعلى الخلاف

شمالی ممالک کے رہنے والے رطب ہوتے ہیں۔ اسی طرح **پانی کے کام کرنے والے** (جیسے دھوبی، سقے) بھی رطب ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ ان کے خلاف ہیں (مثلاً جنوبی ممالک کے باشندے، اور آگ کے کام کرنے والے) اُن کے مزاج بھی ان کے خلاف ہیں +

واما علامات الامزجة فنذكرها حيث نذكر العلامات الكلية والجزئية

رہے مختلف مزاجوں کے علامات، تو ان علامتوں کا ذکر ہم وہاں کرینگے، جہاں علامات کلیہ و جزئیہ کی بحث آئے گی +

التعليم الرابع فى الاخلاط

تعلیم چہارم - اخلاط

وهو فصلان

تعلیم چہارم میں دو فصلیں ہیں:-

الفصل الاول فى ماهية الخلط واقسامه

فصل اوّل - ماہیت خلط

الخلط جسم رطب سيال يستحيل اليه الغذاء اولا

خِلط ایک رطب (تر) اور سیّال (بہنے والا) جسم ہے جس کی طرف غذا پہلے پہل مستحیل (متغیر) ہوتی ہے +

فمنه خلط محمود وهو الذى من شانه ان يصير جزأ من جوهر المغتذى وحده او مع

خلط کی دو قسمیں ہیں: خلط محمود اور فضلہ یا خلط ردی۔

خِلط محمود (اچھی خلط) وہ ہے جو اس قابل ہو کہ وہ تنہا یا دوسری خلط کے ساتھ مل کر غذا حاصل کرنے والے عضو کے

غیرہ ومتشبها به وحدہ او مع غیرہ وبالجملة سادًا ابدل شئ مما یتحلل منه وَمنه فضلٌ وخلط ردی وهو الذی لیس من شانه ذلك ویستحیل فی النادر الی الخلط المحمود ویکون حقه قبل ذلك ان یدفع عن البدن وینفض

جوہر کا ایک جزء بن جائے، اور اُس کے مشابہ ہوجائے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز اُس عضو سے تحلیل ہوگئی ہے، یہ خلط اُس کے قائم مقام ہوجائے (بدل ما یتحلل بن جائے)۔ **فضلہ یا خلط ردی** اس قابل نہیں ہوتی ہے (کہ وہ جزء بدن بن سکے)۔ ہاں شاذ ونادر ایسا ہوتا ہے کہ خلط ردی خلط محمود کی شکل میں تبدیل ہوکر (مستحیل ہوکر) وہی کام کرنے لگتی ہے، جو خلط محمود کیا کرتی ہے۔ ایسا ہونے سے پہلے (خلط محمود کی شکل میں آنے سے پہلے) ایسی خلط اسی امر کی مستحق ہے کہ بدن سے خارج ہوجائے، اور پھینک دی جائے +

ونقول ان رطوبات البدن منها اولی ومنها ثانیة والاولی هی الاخلاط الاربعة التی سنذکرها

ہم کہتے ہیں: رطوبات بدن کی دو قسمیں ہیں: (۱) رطوبات اُولے (پہلی رطوبتیں) (۲) رطوبات ثانیہ (دوسری رطوبتیں)۔ **رطوبات اُولیٰ** یہی چاروں اخلاط ہیں، جنکا ذکر ہم ابھی کرینگے اور **رطوبات ثانیہ** کی دو قسمیں ہیں: (۱) فضول (۲) غیر فضول چنانچہ فضول کا ذکر ہم عنقریب کرینگے +

والثانیة قسمان اما فضول واما غیر فضول والفضول سنذکرها والتی لیست بفضول هی التی استحالت عن حالة الابتداء ونفذت فی الاعضاء الا انها لم تصر بعد جزء عضو من الاعضاء المفردة بالفعل التام وهی اصناف اربعة

رطوبات ثانیہ

جو غیر فضول (غیر فضلات) ہیں، یہ وہ ہیں جو ابتدائی حالت سے بدل کر دوسری حالت میں آچکے ہیں (خلط کے درجہ سے نکل چکے ہیں) اور اعضاء میں نفوذ کرچکے ہیں، لیکن وہ ابتک بالفعل اعضاء مفردہ میں سے کسی عضو کا جزء نہ بنے ہیں۔ اِن رطوبات کی چار قسمیں ہیں:

احدها الرطوبة المحصورة فی تجاویف اطراف العروق الصغار المجاورة للاعضاء الاصلیة الساقیة لها

(۱) رطوبت محصورہ — پہلی وہ رطوبت ہے جو اعضائے اصلیہ کی اُن چھوٹی رگوں کی شاخوں کے اندر رہتی ہے، جو اِن اعضاء کو سیراب کرتی رہتی ہیں +

والثانیة الرطوبة التی هی منبثة فی الاعضاء الاصلیة بمنزلة الطل

(۲) رطوبت طلّیہ — دوسری وہ رطوبت ہے جو شبنم (طل) کیطرح اعضائے اصلیہ (کی ساخت) کے اندر پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔

وهي مستعدة لأن تستحيل غذاء إذا فقد البدن الغذاء ولأن تبل الأعضاء إذ جففها سبب من حركة عنيفة أو غيرها

یہ رطوبت اس کام کے لئے آمادہ اور تیار رہتی ہے کہ جب بدن سے غذا کھو جائے، تو یہ غذا رین جائے! اور اس کام کے لئے بھی تیار رہتی ہے کہ جب شدت حرکت وغیرہ سے اعضاء میں خشکی آجائے، تو یہ انہیں تر کردے +

والثالثة الرطوبة القريبة العهد بالانعقاد وهي غذاء استحال إلى جوهر الأعضاء من طريق المزاج والتشبيه ولم يستحل بعد من طريق القوام التام

(۳) رطوبت قریبہ بہ انعقاد تیسری رطوبت وہ ہے جو منعقد (بستہ) ہونے کے قریب ہے (عضو بننے والی ہے)۔ یہ رطوبت دراصل ایک ایسی غذاء ہے جو بلحاظ مزاج اور تشبیہ (تشبیہ بلحاظ رنگت) کے جوہر اعضاء میں تبدیل ہو چکی ہے، صرف ابھی بلحاظ قوام کے پوری تبدیلی نہیں آئی ہے (جب اس رطوبت کا قوام بھی اعضاء کے مانند ہو جائیگا، تو پھر اس وقت اس کا شمار رطوبات میں نہ ہو سکے گا) +

والرابعة الرطوبة المداخلة للأعضاء الأصلية منذ ابتداء النشو التي بها اتصال أجزائها ومبدأها من النطفة ومبدأ النطفة من الأخلاط

(۴) رطوبت منویہ چوتھی رطوبت وہ ہے جو ابتدائے پیدائش سے اعضائے اصلیہ (کی ساخت) کے اندر داخل رہتی ہے، اور جس رطوبت کی وجہ سے اعضاء اصلیہ کے اجزاء کا باہمی اتصال ہے۔ اس رطوبت کا مبداء نطفہ ہے (منی سے یہ رطوبت حاصل ہوتی ہے)، اور نطفہ کا مبداء اخلاط ہیں +

ونقول أيضا إن الرطوبات الخلطية المحمودة والفضلية تنحصر في أربعة أجناس جنس الدم وهو أفضلها وجنس البلغم وجنس الصفراء وجنس السوداء

اخلاط کی تقسیم رطوبات خلطیہ (یعنی اخلاط) خواہ محمودہ ہوں، یا فضلیہ، چار جنس میں بند ہیں: (۱) جنس دم (خون کی جنس) جو تمام اجناس میں افضل (اشرف) ہے۔ (۲) جنس بلغم، (۳) جنس صفراء، اور (۴) جنس سوداء +

والدم حار الطبع رطبه وهو صنفان طبيعي وغير طبيعي والطبيعي أحمر اللون لا نتن له حلو جدا

خون خون کی طبیعت حار رطب ہے۔ اس کی دو صنفیں (قسمیں) ہیں: طبیعی، اور غیر طبیعی۔ **طبیعی خون** سرخ رنگ، بدبو سے خالی، اور نہایت شیریں ہوتا ہے +

وغير الطبيعي قسمان فمنه ما قد تغير عن المزاج الصالح لا لشيء خالطه

غیر طبیعی خون کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جس کا طبعی مزاج (مزاج صالح) نہ اس لئے بدل گیا ہو کہ اس کے ساتھ کوئی چیز

ولکن بان ساء مزاجه فی نفسه فبرد مثلاً او سخن

مخلوط ہوگئی ہو؛ بلکہ اس تغیر کی وجہ یہ ہو کہ فی نفسہ اس کا مزاج بدل گیا ہو، مثلاً اس کا مزاج بارد یا حار ہوگیا ہو +

ومنه ما انما قد تغیر بان حصل خلط ردی فیه وذلك قسمان فانه اما ان یکون الخلط ورد علیه من خارج فنفذ فیه فافسده واما ان یکون الخلط تولد فیه نفسه مثلا بان یکون قد عفن بعضه فاستحال لطیفه مرة صفراء وکثیفه مرة سوداء وبقیا او احدهما فیه

(۲) جسکا طبعی مزاج کسی ردی خلط کی وجہ سے بدل گیا ہو۔ اس کی پھر دو قسمیں ہیں: (أ) وہ خلط ردی باہر سے آئی ہو اور اس میں داخل ہو کر اسے خراب کر دیا ہو۔ (ب) بذات خاص اسی کے اندر وہ خلط پیدا ہوگئی ہو؛ مثلاً یہ کہ اسکا کچھ حصہ متعفن ہوگیا ہو؛ جس سے اسکا لطیف حصہ مرۂ صفراء میں تبدیل ہوگیا ہو، اور کثیف حصہ مرۂ سوداء میں، پھر ان میں سے دونوں خلطیں یا محض ایک خلط خون میں رہ گئی ہو (اور اس کے مزاج کے بدلنے کا ذریعہ بن گئی ہو) +

وهذا القسم بقسمیه یختلف بحسب ما یخالطه واصنافه من اصناف البلغم واصناف السوداء و اصناف الصفراء والمائیة فیصیر تارة عکرا وتارة رقیقا وتارة اسود شدید السواد وتارة ابیض وکذلك یتغیر فی رائحته وفی طعمه فیصیر مرا او مالحا او الی الحموضة

یہ **دوسری قسم** (جسکا طبعی مزاج کسی ردی خلط کی وجہ سے بدل جاتا ہے) خواہ وہ ردی خلط باہر سے آئی ہو، یا خود اسی کے اندر پیدا ہوئی ہو، اس لحاظ سے اس کی بہت سی قسمیں ہیں کہ کونسی خلط اس کے اندر ملی ہوئی ہے، اور اس خلط کی کتنی قسمیں ہیں: مثلاً بلغم کی قسمیں، سوداء کی قسمیں، صفراء کی قسمیں، اور مائیت؛ چنانچہ گاہے خون گاڑھا اور مکدر (عکر) ہوجاتا ہے؛ گاہے رقیق؛ گاہے بہت ہی سیاہ، اور گاہے سفید۔ اسی طرح (ان اخلاط کی آمیزش سے) گاہے خون کی بو بدل جاتی ہے، اور گاہے اسکا مزہ بدل جاتا ہے جس سے یہ کڑوا (تلخ) اور نمکین یا ترشی مائل ہوجاتا ہے +

بلغم

واما البلغم فمنه طبیعی ایضا ومنه غیر طبیعی فالطبیعی هو الذی یصلح لان یصیر فی وقت ما دما لانه دم غیر تام النضج وهو ضرب من البلغم الحلو ولیس هو بشدید

بلغم کی بھی دو قسمیں ہیں: طبعی اور غیر طبعی +

بلغم طبعی وہ ہے جو اس قابل ہو کہ کسی وقت (ضرورت کے وقت) خون کی شکل میں تبدیل ہوجائے؛ کیونکہ بلغم حقیقت میں خون ہی ہے، جو ابھی تک پورے طور پر پکا نہیں ہے (جب یہ پکے گا، تو پورے طور پہ خون کی

البرد بل هو بالقياس الى البدن قليل البرد وبالقياس الى الدم والصفراء بارد وقد يكون من البلغم الحلو ما ليس بطبيعي وهو البلغم الذي لا طعم له الذي سنذكره ان اتفق ان يخالطه دم طبيعي وكثيرا ما يحس به في النوازل وفي النفث

شکل میں تبدیل ہوجائیگا)۔ بلغم طبعی بلغم شیریں[1] کی ایک قسم ہے بلغم طبعی ایسا زیادہ بارد نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ بدن کے لحاظ سے اس میں تھوڑی سی برودت ہوتی ہے، اور بلحاظ صفرار اور خون کے یہ زیادہ بارد ہے۔ بلغم شیریں کی ایک دوسری قسم وہ ہے جو طبعی نہیں ہوتی۔ یہ وہ بلغم ہے جس میں کوئی مزہ نہیں ہوتا (پھیکا ہوتا ہے) جسکو ہم آگے بیان کرنے والے ہیں، اس کے ساتھ اتفاقاً طبعی خون مل جاتا ہے (جس سے پھیکے بلغم کا مزہ شیریں ہوجاتا ہے)، جیسا کہ اکثر اوقات نزلوں میں اور نفث میں (منہ کی راہ خارج ہونے والے بلغم میں) ملا کرتا ہے (بلغم کا میٹھا مزہ منہ میں معلوم ہوا کرتا ہے)۔

واما الحلو الطبيعي فان جالينوس زعم ان الطبيعة انما لم تعد له عضوا كالمفرغة مخصوصا مثل ما للمرتين لان هذا البلغم قريب الشبه بالدم يحتاج اليه الاعضاء كلها فلذلك اجري مجرى الدم

رہی بلغم شیریں کی طبعی قسم، تو اس کے متعلق جالینوس نے خیال ظاہر کیا ہے کہ طبیعت نے اس کے لئے کسی مخصوص عضو کو مفرغہ[2] کے طور پر نہیں بنایا ہے، جیسا کہ دونوں مرہ کے لئے (مرۂ صفراء و مرۂ سوداء کے لئے مرارہ اور طحال مفرغہ) بنائے گئے ہیں۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ بلغم خون کے ساتھ قریبی مشابہت رکھتا ہے، جس کے محتاج سارے اعضاء ہیں؛ اس لئے بلغم کو بھی خون ہی کے ساتھ بہا دیا گیا (تاکہ ضرورت کے وقت خون کی بجائے اعضاء کی حاجت روائی کرسکے)۔ (یہ تو جالینوس کی مختصر سی تقریر ہے)۔

ونحن نقول ان تلك الحاجة هي لامرين احدهما ضرورة والآخر

ہم کہتے ہیں کہ اس کی ضرورت (خون کیساتھ بلغم کے بہانے کی ضرورت) دو باتوں کی وجہ سے پڑی: ایک بات تو ضرورت[3] ہے

---

[1] بلغم شیریں دو قسم کا ہے، طبعی اور غیر طبعی۔ جیسا کہ اگلے بیانات میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

[2] مَفْرَغَہ۔ جہاں کوئی خلط دفع کیجائے، اور وہاں وہ جمع رہے، جس طرح صفرار کے لئے پتہ مفرغہ ہے۔

[3] ضرورت اور منفعت میں اصطلاحاً اطباء یہ فرق کرتے ہیں کہ ضروری وہ چیز ہے جسکی حاجت بدن کے قوام کو ہو اور دوسری چیز اس کے قائم مقام نہ بن سکے؛ اور نافع وہ چیز ہے کہ جسکی حاجت محض خوبی اور کمال کے لئے ہو اور قوام بدن اسکا محتاج نہو۔

منفعة

اما الضرورة فلسببين احدهما ليكون قريبًا من الاعضاء فمتى فقدت الاعضاءُ الغذاءَ الوارد المهيأ دما صالحا لاحتباس مدده من المعدة والكبد لاسباب عارضة اقبلت عليه قواها بحرارتها الغريزية فانضجته وهضمته وتغذت به وكما ان الحرارة الغريزية تنضجه وتهضمه وتصلحه دمًا فكذلك الحرارة الغريبة قد تعفنه وتفسده وهذا القسم من الضرورة ليس للمرتين فان المرتين لا تشاركان البلغم في ان الحار الغريزي يصلحه دما وان شاركتاه في ان الحار العرضي يحيله عفنا فاسدًا

اور دوسری منفعت ۔

چنانچہ **ضرورت** کے اسباب دو ہیں:۔ **پہلا سبب** تو یہ ہے کہ بلغم اعضاء کے پاس رہے، تاکہ جب ان اعضاء کی وہ غذاء ختم ہو جائے، جو تیار ہو کر ان کے پاس آئی تھی، یعنی اچھا خون اس وجہ سے ختم ہو جائے کہ عارضی اسباب سے غذاء کی مدد معدہ اور جگر سے بند ہو گئی ہے، تو اس وقت ان اعضاء کی قوتیں حرارت غریزیہ کے ساتھ اس موجود بلغم کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں؛ چنانچہ اسکو پکا کر اور ہضم کرکے ان اعضاء کے تغذیہ میں اسکو صرف کر دیتی ہیں۔ پھر جس طرح حرارت غریزیہ اسکو پکا کر اور ہضم کرکے خون بنا لیا کرتی ہے، اسی طرح حرارت غریبہ بھی گاہے اسکو متعفن کرکے خراب کر دیتی ہے (اس خوف سے اسکو خون کے ساتھ پھیلا دیا گیا، اور ایک عضو میں اکٹھا نہیں کیا گیا، ورنہ بلغم ایک رطب چیز ہے، اس کے متعفن ہونے کا خطرہ بہت زیادہ ہے۔ گیلانی) اس قسم کی ضرورت صفراء و سوداء میں ہرگز پائی نہیں جاتی ہے۔ کیونکہ صفراء اور سوداء بلغم کے ساتھ اس امر میں شریک نہیں ہیں کہ جس طرح حرارت غریزیہ اصلاح کرکے بلغم کو خون بنا لیتی ہے، اسی طرح ان کو بھی خون بنا لے۔ اگرچہ یہ دونوں خلطیں اس امر میں بلغم کی شریک ہیں کہ عارضی حرارت بلغم کو متعفن اور فاسد کر دیا کرتی ہے (یعنی بلغم کی طرح صفراء اور سوداء میں بھی حرارت غریبہ عمل کیا کرتی ہے، اور ان کو متعفن اور فاسد کر دیا کرتی ہے)۔

والثاني ليخالط الدم فيهيئه لتغذية الاعضاء البلغمية المزاج التي يجب ان يكون في

دوسرا سبب:۔ بلغم کو خون کے ساتھ بہانے کی دوسری ضرورت یہ ہے کہ بلغم خون کے ساتھ مل کر اسے اس قابل کر دے کہ جن اعضاء کے مزاج بلغمی ہیں، اور جن کے

وهذا موجود للمرتين

دمها الغاذی لها بلغم بالفعل على قسط معلوم مثل الدماغ وهذا موجود للمرتين

دم غاذی (غذا بخشنے والے خون) میں بلغم کی ایک معین مقدار بالفعل موجود ہونی چاہیئے، جیسے دماغ، اُن کے تغذیہ میں وہ (خون) صرف ہوسکے۔ یہ ضرورت (بلغم کی طرح) صفرا اور سودا میں بھی پائی جاتی ہے +

واما المنفعة فهي ان تبل المفاصل والاعضاء الكثيرة الحركة فلا يعرض لها جفاف بسبب حرارة الحركة وبسبب الاحتكاك وهذه منفعة واقعة في حدود الضرورة

منفعت: بلغم کو خون کے ساتھ بہانے کی منفعت یہ ہے کہ بلغم جوڑوں کو اور اُن اعضاء کو تر رکھے جو زیادہ حرکت کرتے رہتے ہیں، تاکہ یہ حرکت کی گرمی سے اور رگڑ سے خشک نہ ہوجائیں۔ یہ منفعت اتنی اہم ہے کہ تقریباً "ضرورت" کی حدود میں داخل ہوگئی ہے (یعنی یہ "منفعت" منفعت نہیں ہے، بلکہ "ضرورت" کے قریب قریب ہے) +

واما البلغم الغير الطبيعي فمنه مختلف القوام حتى عند الحس وهو المخاطي ومنه مستوى القوام في الحس مختلفة في الحقيقة وهو الخام ومنه الرقيق جدا وهو المائي ومنه الغليظ جدا وهو الابيض المسمى بالجصي وهو الذي قد تحلل لطيفه لكثرة احتباسه في المفاصل والمنافذ وهذا اغلظ الجميع

بلغم غیر طبعی کی چند قسمیں ہیں: (۱) جسکا قوام نمایاں طور پر مختلف ہو۔ اسے **بلغم مخاطی** کہا جاتا ہے۔ (۲) جسکا قوام بظاہر ہموار اور برابر ہو لیکن حقیقت میں وہ مختلف ہو۔ اسے **بلغم خام**[۱] کہا جاتا ہے۔ (۳) نہایت رقیق ہو، جسے **بلغم مائی** کہا جاتا ہے۔ (۴) نہایت غلیظ ہو، جو رنگ میں سفید ہوتا ہے؛ اور اسے **بلغم جصّی** کہا جاتا ہے۔ بلغم جصی کے لطیف اجزاء جوڑوں اور منافذ (مجاری) میں پڑے پڑے تحلیل ہوجاتے ہیں۔ یہ قسم بلغم کی دوسری تمام قسموں سے غلیظ تر ہوتی ہے +

ومن البلغم صنف مالح وهو احرها يكون من البلغم وايبسه واجفه وسبب كل ملوحة يحدث ان يخالط رطوبة مائية قليلة الطعم او عديمته اجزاء ارضية محترقة

بلغم مالح بلغم کی ایک قسم نمکین (مالح) ہے، جو بلغم کی تمام قسموں سے گرم و خشک ہے۔ کسی چیز کے نمکین ہونے کی وجہ یہ ہوا کرتی ہے کہ رطوبت مائیہ (رقیق رطوبت) جو مزہ سے خالی ہو (پھیکی ہو) یا اس میں کوئی تھوڑا سا مزہ ہو، اس کے ساتھ جلے ہوئے اجزاء ارضیہ اعتدال کے ساتھ مل جائیں،

[۱] خام۔ وہ کپڑا جو ابھی دھویا نہ گیا ہو +

یابسة المزاج مرة الطعم مخالطة باعتدال فانها ان كثرت مرّرت ومن هذا تتولد الاملاح وتملح المياه وقد يصنع الملح من الرماد والقلي والنورة وغير ذلك بان يطبخ في الماء ويصفى ويغلي ذلك الماء حتى ينعقد ملحا او يترك بنفسه فينعقد وكذلك البلغم الرقيق الذي لا طعم له او طعمه قليل غير غالب اذا خالطته مرّة مُرّة يابسة بالطبع محترقة مخالطة باعتدال ملحته وسخنته فهذا بلغم صفراوي

جنکا مزاج خشک ہو، اور جنکا مزہ کڑوا ہو۔ اگر یہ اجزاء مائیت کے ساتھ زیادہ مل جائینگے، تو اسے (نمکین کرنے کی بجائے) کڑوا بنا دینگے۔ تمام نمک (کانوں میں) اسی طرح پیدا ہوا کرتے ہیں، اور (سمندر کے) پانی میں نمکینیت اسی طرح آیا کرتی ہے۔ چنانچہ مصنوعی طور پر نمک اس طرح بنایا جاتا ہے کہ راکھ، قلی (کھار)، اور چونہ وغیرہ کو پانی میں پکا کر چھان لیا جاتا ہے، پھر اس صاف نتھرے ہوئے پانی کو یہاں تک اوبالا جاتا ہے کہ نمک جم جاتا ہے، یا یہ کہ اس پانی کو (اوبالا نہیں جاتا، بلکہ) اسی طرح چھوڑ دیا جاتا ہے، جس سے یہ آخر میں خود بخود جم جاتا ہے۔ یہی حال اُس رقیق بلغم کا ہے، جو پھیکا ہو، یا جس میں کچھ تھوڑا، نامعلوم سا مزہ ہو، جب ایسے بلغم کے ساتھ جلا ہوا، اور خشک کڑوا صفرا، اعتدال کے ساتھ مل جاتا ہے، تو یہ بلغم کو نمکین بنا دیتا، اور اسے گرم کر دیتا ہے۔ پس یہ ایک صفراوی بلغم ہے (یعنی یہ صفراء کے مزاج کی طرف مائل ہے، اور بلغم کی قسموں میں اس سے زیادہ گرم کوئی قسم نہیں) +

واما جالينوس فقد قال ان هذا البلغم يملح لعفونة او لمائية خالطته ونحن نقول ان العفونة تملحه بما يحدث فيه من الاحتراق والرمادية فيخالط رطوبته واما المائية التي تخالطه فلا تحدث الملوحة وحدها اذا لم يقع السبب الثاني ويشبه ان يكون بدل او القاسمة الواو الواصلة وحدها فيكون الكلام

جالینوس کہتا ہے کہ بلغم مالح کے نمکین ہونے کی وجہ عفونت ہوتی ہے، یا وہ مائیت جو بلغم کے ساتھ مل جاتی ہے + ہم کہتے ہیں کہ عفونت بلغم کو اس طرح نمکین بناتی ہے کہ بلغم میں احتراق اور رمادیت (خاکستر۔ راکھ) پیدا کر دیتی ہے، جو بلغم کی رطوبت کے ساتھ مل جاتی ہے۔ رہی مائیت جو بلغم کے ساتھ مل جائے، وہ تنہا ملوحت (نمکیت) کبھی نہیں پیدا کر سکتی، تاوقتیکہ دوسرا سبب بھی واقع نہ ہو (یعنی تاوقتیکہ اُس کے ساتھ جلے ہوئے اجزاء نہ مل جائیں۔ اسلئے جالینوس کا یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ بلغم کے نمکین ہونے کی وجہ عفونت ہوتی

تاما

ہے، یا مائیت)۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ جالینوس کے کلام میں لفظ "یا" کی بجائے لفظ "اور" ہو۔ اس صورت میں اسکا کلام مکمل ہو جائیگا۔

ومن البلغم حامض وكما ان الحلو كان على قسمين حلو لامر من ذاته وحلو لامر غريب مخالط لكن الحامض ايضا تكون حموضته على قسمين احدهما بسبب مخالطة شئ غريب وهو السوداء الحامض الذى سنذكره والثانى بسبب امر فى نفسه وهو ان يعرض للبلغم الحلو المذكور او ما هو فى طريق الحلاوة ما يعرض لسائر العصارات الحلوة من الغليان اولا ثم التحمض ثانيا

بلغم حامض بلغم کی ایک قسم تُرش (حامض) ہے۔ اور جس طرح بلغم شیریں کی دو قسمیں ہیں: (۱) خود بخود کسی وجہ سے شیریں ہو گیا ہو۔ (۲) کسی بیرونی جسم کے ملنے سے شیریں ہو گیا ہو۔ اسی طرح بلغم ترش میں تُرشی پیدا ہونے کے دو اسباب ہوا کرتے ہیں: (۱) کوئی بیرونی چیز یعنی ترش سوداء جس کا ہم ذکر کرینگے، اس کے ساتھ مل جائے (۲) کوئی سبب اسی کے اندر پیدا ہو جائے۔ اور وہ یہ کہ مذکورہ بلغم شیریں میں، یا اس بلغم میں جو شیریں ہو رہا ہو، اس طرح پہلے جوش وغلیان پیدا ہوا اور اس کے بعد وہ ترش ہو جائے، جس طرح دوسرے میٹھے عصاروں میں (نچوڑوں میں، مثلاً عصارہ انگور، اور گنّے کے رس میں) پہلے جوش عارض ہوا کرتا ہے، اور اس کے بعد وہ ترش ہو جایا کرتے ہیں (رس کا سرکہ اور انگور کا سرکہ اسی طرح بنا کرتا ہے)۔

ومن البلغم ايضا عفص وحاله هذه الحال فانه ربما كانت عفوصته لمخالطة السوداء العفص وربما كانت عفوصته بسبب تبرده فى نفسه تبردا شديدا فيستحيل طعمه الى العفوصة لجمود مائيته واستحالته لليبس الى الارضية قليلا فلا تكون الحرارة الضعيفة اغلته فحمضته ولا القوية

بلغم عفص بلغم کی ایک قسم عَفِص (کسیلی، بکٹھی) ہے۔ بلغم عفص کا بھی وہی حال ہے: گاہے اس کی عفوصت (کسیلاپن) اس وجہ سے آتی ہے کہ اس کے ساتھ کسیلا سوداء مل جاتا ہے، اور گاہے اس وجہ سے کہ یہ خود اتنا زیادہ بارد ہو جاتا ہے کہ اسکا مزہ بدل کر کسیلا بن جاتا ہے۔ کیونکہ (شدتِ برودت سے) اس کی مائیت منجمد ہو جاتی ہے، اور یبوست کی وجہ سے اس کے کچھ اجزاء اجزاء ارضیہ میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ **الغرض** اس میں نہ حرارت ضعیفہ عمل کرتی ہے کہ جوش پیدا کر کے اسے ترش بنا دے،

النضجۃ

اور نہ حرارت قویہ کہ اسے پکا کر کام میں لے آئے +

فواکہ (میوہ جات) ابتداءً کسیلے ہوا کرتے ہیں، پھر ترش ہو جاتے، اور اس کے بعد شیریں. بقول شیخ دگیلانی ان فواکہ میں یہی صورت ہوتی ہے؛ پہلے ان میں برودت و یبوست کا غلبہ ہوتا ہے۔ پھر یہ حرارت ضعیف سے ترش ہو جاتے ہیں۔ اور آخر میں حرارت قوی ہو جاتی ہے، جس سے یہ پک کر شیریں ہو جاتے ہیں +

ومن البلغم نوع زجاجی ثخین غلیظ یشبه الزجاج الذائب فی لزوجته وثقله وربما کان حامضاً وربما کان مسیخاً ویشبه ان یکون الغلیظ من المسیخ منه هو الخام او یستحیل الی الخام وهذا النوع من البلغم هو الذی کان مائیاً فی اول الامر بارداً فلم یتعفن ولم یخالطه شیٔ بل بقی محقوناً حتی غلظ وازداد برداً

بلغم زجاجی بلغم کی ایک قسم زجاجی ہے جو گاڑھی اور غلیظ ہوتی ہے، اور اس کی لزوجت (لیس) اور اسکا ثقل پگھلی ہوئی کانچ (زُجاج) کی لزوجت اور اس کے ثقل کے مانند ہوتا ہے۔ بلغم زُجاجی گاہے تُرش ہوتا ہے، اور گاہے پھیکا۔ اور کیا عجب ہے کہ پھیکے بلغم کی قسم غلیظ ہی بلغم خام ہو (بشرطیکہ اسکا قوام مختلف ہو) یا یہ کہ وہ بدل کر بلغم خام ہو جائے۔ پھیکے بلغم کی یہ قسم وہ ہے جو ابتداءً مائی (رقیق) اور بارد ہوتی ہے اور تعفن سے خالی (عمل حرارت سے آزاد) اور اس کے ساتھ کوئی چیز مخلوط بھی نہیں ہوتی، بلکہ کہیں بند پڑی رہتی ہے، جس سے یہ غلیظ ہو جاتی ہے، اور اس کی برودت بڑھ جاتی ہے +

فقد تبین اذن ان اقسام البلغم الفاسد من جهة طعمه اربعة مالح وحامض وعفص ومسیخ ومن جهة قوامه اربعة مائی وزجاجی ومخاطی وجصی والخام فی عداد المخاطی

ان بیانات سے یہ ثابت ہو گیا کہ بلغم فاسد (بلغم غیر طبعی) کی قسمیں "مزہ کے لحاظ سے" چار ہیں: مالح - حامض - عَفِص اور مسیخ (پھیکا)؛ اسی طرح "قوام کے لحاظ سے" بھی اسکی قسمیں چار ہی ہیں: مائی - زجاجی - مخاطی - اور جصّی۔ رہا خام تو وہ دراصل بلغم مخاطی کے شمار میں ہے +

واما الصفراء فمنها ایضاً طبیعی ومنها فضل غیر طبیعی والطبیعی منها هو رغوة الدم وهو احمر اللون ناصعه خفیف حاد وکلما کان اسخن فهو اشد حمرة فاذا تولد فی الکبد انقسم قسمین فذهب قسم منها مع الدم

صفراء

صفراء طبعی صفراء کی بھی دو قسمیں ہیں: طبعی اور فضلہ غیر طبعی۔ صفراء طبعی خون کا رُغوہ (جھاگ - کف) ہے، جو شوخ سُرخ، ہلکا، اور حادّ (تیز) ہوتا ہے۔ صفراء جتنا زیادہ گرم ہو گا، اسی قدر اُس کی سُرخی زیادہ شدید ہو گی۔ صفراء جب جگر میں پیدا ہوتا ہے، تو اس کے دو حصے ہو جاتے ہیں: ایک حصہ خون کے ساتھ چلا جاتا ہے، اور دوسرا حصہ

وتصفى قسم منها الى المرارة والذاهب منها مع الدم ينفذ معه لضرورة والمنفعة فاما الضرورة فليخالط الدم في تغذية الاعضاء التي تستحق ان يكون في غذائها جزء صالح من الصفراء بحسب ما يستحقه من القسمة مثل الرية واما المنفعة فلان تلطف الدم وتنفذه في المسالك الضيقة

مرارہ (پتّہ) کی طرف چھن جاتا ہے +

چنانچہ جو حصہ خون کے ساتھ جاتا ہے، وہ خون کے ساتھ ایک ضرورت سے، اور ایک منفعت سے روانہ ہوتا ہے؛ **ضرورت** تو یہ ہے کہ صفراء خون کے ساتھ مل کر اُن اعضاء کے تغذیہ میں صرف ہو، جن کی غذاء میں بلحاظ تقسیم کے صفراء کی ایک کافی مقدار ہونی چاہئے؛ مثلاً پھیپھڑے۔ اور **منفعت** یہ ہے کہ صفراء خون کو لطیف و رقیق کرتے، اور اسے تنگ راستوں میں نفوذ کرا دے +

والمتصفى منه الى المرارة يتوجه ايضاً نحو ضرورة ومنفعة اما الضرورة فاما بحسب البدن كله وهي تخليصه من الفضل واما بحسب عضو منه وهي لتغذية المرارة

اور جو حصہ پتّہ کی طرف جاتا ہے، یہ بھی ایک ضرورت سے اور ایک منفعت سے اِدھر متوجہ ہوتا ہے: پھر **ضرورت** بھی دو قسم کی ہے: سارے بدن کے لحاظ سے، یا ایک عضو کے لحاظ سے۔ سارے بدن کے لحاظ سے یہ ضرورت ہے کہ صفراء پتّہ کی طرف جاکر بدن کو فضلہ سے پاک کر دیتا ہے (اگر یہ پتّہ کی طرف نہ جائے، تو خون کے ساتھ ملکر سارے بدن میں روانہ ہو جائے، اور سارے بدن کا خون خراب ہو جائے، جیسا کہ بعض اوقات ہوا کرتا ہے، اور یرقان کی بیماری نمودار ہوا کرتی ہے) اور ایک عضو کے لحاظ سے یہ ضرورت ہے کہ صفراء پتّہ کی طرف جاکر پتّہ کے تغذیہ میں صرف ہوتا ہے +

واما المنفعة فمنفعتان احداهما غسلها المعاء من الثفل والبلغم اللزج والثانية لذعها المعاء ولذعها عضل المقعدة لتحس بالحاجة فتحوج الى النهوض للتبرز ولذلك ربما عرض قولنج بسبب سدة تقع في المجرى المنحدر من المرارة الى المعاء

رہی منفعت، تو اس کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) آنتوں کا ثُفل اور لیسدار بلغم سے دھونا (۲) آنتوں اور عضلاتِ مقعد میں لذع (سوزش۔ہیجان) پیدا کرنا؛ تاکہ انہیں حاجت کا احساس ہو جائے، اور انسان کو بہ غرض تبرُّز (پاخانہ پھرنے) اُٹھنے کے لئے مجبور کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اُس مجریٰ میں سُدّہ پیدا ہو جاتا ہے، جو مرارہ سے آنت کی طرف اترتا ہے، تو بسا اوقات قولنج لاحق ہو جاتا ہے +

واما الصفراء الغير الطبيعية فمنها ما خروجه عن الطبيعة بسبب غريب يخالطه ومنها ما خروجه عن الطبيعة بسبب في نفسه بانه في جوهره غير طبيعي

صفراء غیر طبعی

صفراء غیر طبعی کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) کسی بیرونی سبب (بیرونی خلط) کے مل جانے سے وہ غیر طبعی ہو جائے۔ (۲) کسی ایسے سبب سے وہ غیر طبعی ہو جائے، جو اُسی کی ذات میں ہو، یعنی وہ اپنے جوہر کے لحاظ سے غیر طبعی ہو +

والقسم الاول منه ما هو معروف مشهور وهو الذي يكون الغريب المخالط له بلغما وتولده في اكثر الامر في الكبد ومنه ما هو اقل شهرة وهو الذي يكون الغريب المخالط له سوداء

صفراء غیر طبعی کی پہلی قسم بھی دو قسموں کی ہے: ایک قسم مشہور و معروف ہے۔ یہ وہی قسم ہے جس میں بیرونی ملنے والا جسم بلغم ہوتا ہے۔ اس کی پیدائش اکثر اوقات جگر میں ہوتی ہے۔ اور دوسری قسم کم شہرت رکھتی ہے۔ یہ وہ قسم ہے جس میں بیرونی ملنے والی خلط سوداء ہے +

والمعروف المشهور هو اما المرة الصفراء واما المرة المحية وذلك لان البلغم الذي يخالطه ربما كان رقيقا فحدثت منه الاولى وربما كان غليظا فحدثت منه الثانية اي الصفراء الشبيهة بمح البيض

چنانچہ جو قسم مشہور و معروف ہے، وہ بھی دو ہے: مِرّۂ صفراء اور صفراء مُحّیّہ۔ کیونکہ بلغم جو صفراء کے ساتھ ملا کرتا ہے، گاہے یہ رقیق ہوتا ہے، جس سے پہلی قسم (مرۂ صفراء) پیدا ہوتی ہے؛ اور گاہے غلیظ ہوتا ہے، جس سے دوسری قسم، یعنی ایسا صفراء پیدا ہوتا ہے، جو انڈے کی زردی (مُحّ البیض) سے مشابہ ہوتا ہے +

واما الذي هو اقل شهرة فهو الذي يسمى صفراء محترقة وحدوثها على وجهين احدهما ان يحترق الصفراء في نفسها فتحدث فيها رمادية فلا يتميز لطيفها من رماديتها بل تحتبس الرمادية فيها وهذا شر والثاني ان يكون السوداء وردت عليها من خارج فخالطتها وهذا القسم اسلم ولون هذا الصنف من الصفراء احمر لكنه غير

اور جو قسم کم شہرت رکھتی ہے، اس کا نام صفراء محترقہ ہے۔ اس کی پیدائش دو طور پر ہوتی ہے: (۱) خود صفراء جل جائے، جس سے اُس میں رمادیت (راکھ) پیدا ہو جائے، اور وہ رمادیت اُس کے لطیف اجزاء سے جُدا نہ ہو، بلکہ رمادیت اُسی کے اندر بند رہے۔ صفراء کی یہ قسم بہت ہی خراب ہوتی ہے۔ (۲) باہر سے سوداء آکر صفراء کے ساتھ مخلوط ہو جائے۔ یہ قسم فی نفسہ (فی ذاتہ) زیادہ بُری نہیں ہے۔ صفراء کی اس قسم (جس کے ساتھ سوداء مخلوط ہو جاتا ہے) کی رنگت سُرخ ہوتی ہے؛ لیکن اس کی سُرخی شوخ اور

ناصع ولا مُشرق بل اشبه شی بالدم
الا انه رقیق وقد یتغیر عن لونه
لاسباب
واما الخارج عن الطبیعة فی جوهره
فمنه ما تولده اکثر ما یتولد منه فی الکبد
ومنه ما تولده اکثر ما یتولد منه فی
المعدة والذی تولده اکثر ما یتولد
منه فی الکبد هو صنف واحد و
هو اللطیف من الدم اذا احترق والذی
هو کثیفه سوداء والذی تولده اکثر ما
یتولد منه انما هو فی المعدة و
هو علی قسمین کراثی وزنجاری ویشبه
ان یکون الکراثی متولدا من احتراق
المحی فانه اذا احترق احدث فیه
الاحتراق سوادا وخالطه صفرة
فتولد فیما بین ذلك الخضرة واما
الزنجاری فیشبه ان یکون متولدا
من الکراثی اذا اشتد احتراقه حتی
فَنِیَتْ رطوباته واخذ یضرب
الی البیاض لتجففه فان الحرارة
تحدث اولا فی الجسم الرطب سوادا
ثم تسلخ عنه السواد اذا جعلت
تفنی رطوبته واذا افرطت فی ذلك
بَیَّضَتْه تأمَّلْ هذا فی الحطب الرطب
یتفحم اولا ثم یترمد وذلك

چمکیلی نہیں ہوتی۔ بلکہ بہت حد تک خون سے مشابہ ہوتی ہے؛
ہاں البتہ یہ خون سے رقیق ہوتی ہے۔ لیکن گاہے اس کا یہ
رنگ دیگر اسباب سے تبدیل بھی ہوجایا کرتا ہے +
صفراء غیر طبعی کی وہ قسم جو اپنے جوہر کے لحاظ سے غیر طبعی
ہوتی ہے، اس کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) جو زیادہ تر جگر میں پیدا
ہوتا ہے، (۲) جو زیادہ تر معدہ میں پیدا ہوتا ہے۔ **چنانچہ
جو زیادہ تر جگر میں پیدا ہوا کرتا ہے**، اس کی محض
ایک قسم ہے۔ یعنی جب خون جل جاتا ہے، تو اس کا لطیف
حصہ صفراء کی یہی قسم (مرّۂ صفراء) بنتا ہے، اور اس کا کثیف
حصہ سوداء (مرّۂ سوداء)۔ **اور جو زیادہ تر معدہ میں
پیدا ہوا کرتا ہے**، اس کی دو قسمیں ہیں: کراثی اور زنجاری؛
کراثی کیا عجب ہے کہ صفراء محیہ کے احتراق سے پیدا ہوا
کرتا ہو۔ چنانچہ جب اس میں (اس کے کچھ اجزاء میں) احتراق
پیدا ہوگا، تو احتراق کی وجہ سے اس کے اندر سیاہی پیدا
ہوجائیگی، اور اس سیاہی کے ساتھ اس کی اپنی زردی
مل جائے گی (جو اس کے کچھ اجزاء میں ابھی موجود ہوگی)۔
جس سے ان دونوں رنگوں کے درمیان (تیسری رنگت)
سبزی پیدا ہوجائیگی۔ اسی طرح **زنجاری** ممکن ہے کہ کراثی
سے اُس وقت پیدا ہوتا ہو، جبکہ اُس میں احتراق اسقدر شدید
ہوجائے کہ اُس کی رطوبتیں فنا ہوجائیں، اور خشک ہونے کی
وجہ سے اُس کی رنگت سفیدی کی طرف مائل ہوجائے۔ اسلئے
کہ حرارت جسم رطب میں پہلے سیاہی پیدا کرتی ہے؛ پھر
جب اس جسم کی رطوبت فنا کرنے لگتی ہے، تو اس سے اس
سیاہی کو چھین لیتی ہے؛ اور جب یہ عمل زیادہ ہوجاتا ہے،
تو اُسے (آخر میں) سفید کر دیتی ہے۔ اس امر کو تم تر اور

لان الحرارة تفعل فی الرطب سوادًا وفی ضدہ بیاضًا والبرودة تفعل فی الرطب بیاضًا وفی ضدہ سوادًا وھذان الحکمان منّی فی الکراثی والزنجاری تخمین وھذا النوع الزنجاری اسخن انواع الصفراء واردأھا واقتلھا ویقال انہ من جوھر السموم

گیلی لکڑی میں غور کرو! پہلے وہ کوئلہ (سیاہ) بنتی ہے، اور اس کے بعد راکھ (سفید) ہوجاتی ہے۔ ایسا اسلئے ہوتا ہے کہ حرارت جسم رطب میں سیاہی پیدا کیا کرتی ہے، اور اس کے خلاف میں (جسم یابس میں) سفیدی۔ اور برودت جسم رطب میں سفیدی پیدا کرتی ہے، اور جسم یابس میں سیاہی (جیساکہ پانی سردی سے جم کر سفید برف کی شکل قبول کرلیتا ہے، اور کھیتاں پالے کی وجہ سے سیاہ ہوجاتی ہیں)۔ میرے یہ دونوں احکام (دونوں باتیں) کراثی اور زنجاری کے بارہ میں تخمینی ہیں (یقینی نہیں)۔ صفرار کی یہ قسم زنجاری تمام قسموں سے زیادہ گرم اور زیادہ قاتل (مہلک) ہے؛ چنانچہ اس کے بارہ میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جوہر سموم سے ہے (زہروں میں سے ہے)۔

واما السوداء فمنھا ما ھو طبیعی ومنھا فضلٌ غیر طبیعی والطبیعی دردی الدم المحمود وثفلہ وعکرہ وطعمہ بین الحلاوة والعفوصة واذا تولد فی الکبد توزع الی قسمین فقسم منہ ینفذ مع الدم وقسم یتوجہ نحو الطحال

سوداء

سودار کی بھی دو قسمیں ہیں: طبعی اور فضلۂ غیر طبعی۔ سودار طبعی اچھے خون کی دُردی[1]، ثفل اور عکر ہے (یعنی اسکو خواہ تلچھٹ کہیں، خواہ گاد کہیں، خواہ مَیل کہیں)۔ سودار طبعی کا مزہ مٹھاس اور کسیلے پن کے بیچ میں ہوتا ہے۔ جب یہ جگر میں بنتا ہے، تو یہ دو حصوں میں منقسم ہوجاتا ہے۔ ایک حصہ خون کے ساتھ چلاجاتا ہے، اور دوسرا حصہ طحال کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔

والقسم النافذ منہ مع الدم ینفذ لضرورة ومنفعة اما الضرورة فلیختلط بالدم بالمقدار الواجب فی تغذیة عضو عضو من الاعضاء التی یجب ان یقع فی غذائھا جزء صالح من السوداء

جو حصہ خون کے ساتھ چلاجاتا ہے، وہ ایک ضرورت اور ایک منفعت کے لئے جاتا ہے: ضرورت تو یہ ہے کہ سودار خون کے ساتھ ایک مناسب مقدار میں ملکر اُن اعضار کے تغذیہ میں صرف ہو، جن کی غذار میں سودار کی ایک اچھی مقدار اور کافی حصہ ہونا چاہئے؛ جیسے ہڈیاں۔ اور

[1] دُردی، ثفل اور عکر: تینوں الفاظ کے معانی قریب قریب ہی ہیں۔ گیلانی

مثل العظام واما المنفعة فهي انها تشد الدم وتقويه وتكثفه

منفعت یہ ہے کہ یہ خون کے ساتھ ملکر اس کو شدید، قوی، اور کثیف کرتا ہے +

والقسم النافذ منه الى الطحال وهو ما استغنى عنه الدم ينفذ ايضًا لضرورة ومنفعة اما الضرورة فاما بحسب البدن كله وهي التنقية عن الفضل واما بحسب عضو وهي تغذية الطحال

اور جو حصہ طحال کی طرف روانہ ہوتا ہے، اور یہ دراصل وہی ہوتا ہے، جو خون (کے ساتھ جانے) سے بچتا ہے، یہ بھی ایک ضرورت اور ایک منفعت سے جاتا ہے؛ پھر **ضرورت** بھی دو قسم کی ہے، سارے بدن کے لحاظ سے یہ ضرورت ہے کہ یہ (طحال کی طرف روانہ ہوکر) سارے بدن (کے خون) کو ایک فضلہ سے پاک کر دیتا ہے (اگر یہ طحال کی طرف نہ جاتا، تو یقیناً خون کے ساتھ ملکر سارے بدن میں پھیل جاتا، اور اعضاء کو اس زائد چیز سے تکلیف ہوتی)، اور ایک عضو کے لحاظ سے یہ ضرورت ہے کہ طحال کے تغذیہ میں صرف ہوتا ہے +

واما المنفعة فانما تقع عند تحلبها من الطحال الى فم المعدة وتلك المنفعة على وجهين احدهما انها تشد فم المعدة وتكثفه وتقويه والثاني انها تدغدغ فم المعدة بالحموضة فتنبه على الجوع وتحرك الشهوة

رہی **منفعت**، تو یہ اُس وقت واقع ہوتی ہے، جبکہ سوداء طحال سے فم معدہ کی طرف جاتا ہے۔ یہ منفعت بھی دو طور پر ہے: **ایک** تو یہ کہ سوداء فم معدہ کو شدید، کثیف اور قوی کرتا ہے۔ **دوسرے** یہ کہ سوداء فم معدہ میں اپنی ترشی کی وجہ سے دَغدغہ (ایک قسم کی گدگدی) پیدا کرتا ہے، جس سے بھوک بیدار ہو جاتی ہے، اور خواہش غذاء حرکت میں آجاتی ہے +

واعلم ان الصفراء المتحلبة الى المرارة هي ما استغنى عنه الدم والمتحلبة عن المرارة هي ما استغنى عنه المرارة وكذلك السوداء المتحلبة الى الطحال هي ما يستغنى عنه الدم والمتحلبة عن الطحال هي ما يستغنى عنه الطحال وكما ان تلك

یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جو صفراء (جگر سے) پتہ کی طرف جاتا ہے، یہ وہ ہوتا ہے، جو خون سے بچ جاتا ہے، اور جو پتہ سے (آنتوں کی طرف) روانہ ہوتا ہے، یہ وہ ہوتا ہے جو پتہ سے بچ جاتا ہے؛ اسی طرح سوداء کا حال ہے: جو سوداء (جگر سے) طحال کی طرف جاتا ہے، یہ خون سے بچا ہوا ہوتا ہے، اور جو طحال سے (فم معدہ کی طرف) روانہ

الصفراء الاخيرة تنبه القوة الدافعة من اسفل كذلك هذه السوداء الاخيرة تنبه القوة الجاذبة من فوق فتبارك الله احسن الخالقين

ہوتا ہے، یہ طحال سے بچا ہوا ہوتا ہے۔ پھر جس طرح آخری صفراء (پتہ والا صفراء جو آنتوں پر گرتا ہے) قوت دافعہ کو نیچے کی طرف دفع کرنے کے لئے بیدار کرتا ہے، اسی طرح آخری سوداء (جو طحال سے فم معدہ پر گرتا ہے) قوت جاذبہ کو اوپر سے جذب کرنے کے لئے بیدار کرتا ہے۔ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ[1] ۔

سوداء غیر طبعی

واما السوداء الغير الطبيعية فهي ماليس على سبيل الرسوب والتفلية بل على سبيل الرمادية والاحتراق فان الاشياء الرطبة المخالطة للارضية يتميز الارضية فيها على وجهين

یہ وہ ہے جو رسوب اور تفلیت کے طور پر حاصل نہ ہوا ہو (یعنی اس طرح حاصل نہ ہوا ہو کہ خون کے بھاری اجزاء گاد اور میل کے طور پر نیچے بیٹھ جائیں) بلکہ رمادیت (خاکستر بننا) اور احتراق کے طور پر حاصل ہوا ہو (کسی خلط کے جلنے سے حاصل ہوا ہو)۔ کیونکہ تر چیزیں جو اجزاء ارضیہ کے ساتھ مخلوط ہوتی ہیں، ان سے ان کے اجزاء ارضیہ دو طور پر جدا ہوا کرتے ہیں:

اما على جهة الرسوب ومثل هذا الدم هو السوداء الطبيعية واما على جهة الاحتراق بان يتحلل اللطيف ويبقى الكثيف ومثل هذا للدم والاخلاط هو السوداء الفضلية ويسمى المرة السوداء وانما لم يكن الرسوب الا للدم لان البلغم للزوجته لايرسب عنه شئ كالدهن والصفراء للطافتها وقلة الارضية فيها ولدوام حركتها ولقلة مقدار ما يتميز منها عن الدم

ایک تو رسوب کے طور پر (یعنی اجزاء ارضیہ تہ نشین چلے جائیں، اور نیچے جاکر بیٹھ جائیں، جیسا کہ تیل وغیرہ میں ہوتا ہے) اس قسم کی چیز خون کے لئے سوداء طبعی ہے (سوداء طبعی خون کے گویا اجزاء ارضیہ ہیں، جو خون سے راسب ہو کر الگ ہوجاتے ہیں) اور **دوسرے** احتراق کے طور پر، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ (احتراق کی وجہ سے) اس کے لطیف اجزاء تحلیل ہوجاتے ہیں، اور کثیف (ارضی) اجزاء باقی رہ جاتے ہیں۔ اس قسم کی چیز خون اور اخلاط کے لئے سوداء غیر طبعی (سوداء فضلیہ) ہے، جسکو مرۃ سوداء کہا جاتا ہے۔ رہا یہ امر کہ رسوب (یا سوداء رسوبی) خون ہی کا ہوا کرتا ہے (بلغم اور صفراء کا کیوں نہیں ہوتا) اس لئے

[1] خدائے بہترین خالق مبارک ہے ۔

في البدن لا يرسب منها شئ يعتد به وإذا تميز لم يلبث أن يعفن أو يندفع وإذا عفن تحلل لطيفه وبقي كثيفه سوداء حراقية لا رسوبية

کہ بلغم میں لیس اتنا ہوتا ہے کہ اس سے کوئی چیز گاد کی طرح راسب نہیں ہو سکتی (جس طرح تیل سے گاد تہ میں بیٹھ جایا کرتی ہے)۔ اور صفراء میں لطافت ہوتی ہے، اس کے اندر اجزاء ارضیہ کم ہوتے ہیں، یہ ہمیشہ متحرک رہتا ہے، اور خون سے جتنا صفراء جُدا ہوا کرتا ہے، اس کی مقدار تھوڑی ہے، اس لئے صفراء سے کوئی چیز اتنی مقدار میں راسب نہیں ہوتی، کہ اسکا کوئی شمار ہو سکے۔ اور جب کچھ راسب بھی ہوتا ہے، تو وہ ٹھہرنے نہیں پاتا، بلکہ جلد ہی متعفن ہو جاتا، یا خارج ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب وہ متعفن ہوتا ہے تو اس کا لطیف حصہ اُڑ جاتا ہے، اور کثیف حصہ سوداء حراقیہ (غیر طبعی سوداء) کی صورت میں، نہ کہ سوداء رسوبیہ کی صورت میں، باقی رہ جاتا ہے +

والسوداء الفضلية منها ما هو رماد الصفراء وحراقتها وهو مُرٌّ والفرق بينه وبين الصفراء التي سميناها محترقة هو أن تلك الصفراء يخالطها هذا الرماد وأما هذا فهو رماد متميز بنفسه تحلل لطيفه

سوداء فضلیہ (سوداء غیر طبعیہ) کی چند قسمیں ہیں: **ایک قسم** صفراء کی راکھ اور اسکا حراقہ (سوختہ) ہے۔ یہ قسم کڑوی ہوتی ہے۔ اس سوداء میں اور اُس صفراء میں، جس کا نام ہم نے محترقہ رکھا ہے، یہ فرق ہے کہ اس صفراء کے ساتھ یہی راکھ (حراقہ صفراء) مل جاتی ہے۔ رہا یہ سوداء، تو یہ دراصل ایک ممتاز راکھ ہے (گویا خالص راکھ ہے، جو صفراء کے ساتھ ملی ہوئی نہیں ہے) جس کا لطیف حصہ تحلیل ہو گیا ہے +

ومنها ما هو رماد البلغم وحراقته فإن كان البلغم لطيفا جداً مائيا فإن رماديته يكون إلى الملوحة وإلا كانت إلى حموضة أو عفوصة

دوسری قسم بلغم کی راکھ اور اسکا حراقہ (سوختہ) ہے۔ چنانچہ اگر بلغم بہت ہی لطیف (رقیق) اور مائی ہو تو اس کی راکھ (رمادیت۔سوداء) کا مزہ نمکیت کیطرف مائل ہوگا، ورنہ ترشی یا کسیلے پن کی طرف +

ومنها ما هو رماد الدم وحراقته وهذا

تیسری قسم خون کی راکھ اور اسکا حراقہ ہے۔

مالح الی حلاوة یسیرة

اسکا مزہ نمکین ہوتا ہے۔ جس میں کسی قدر مٹھاس ہوتی ہے +

ومنها ما هو رماد السوداء الطبیعیة فان کانت رقیقة کان رمادها و حراقتها شدیدة الحموضة کالخل یغلی علی وجه الارض حامض الریح ینفر عنه الذباب ونحوه وان کانت غلیظة کانت اقل حموضة ومع شئ من العفوصة والمرارة

چوتھی قسم خود سوداء طبعی کی راکھ ہے۔ جب سوداء طبعی نہایت **رقیق** ہوتا ہے، تو اس کی راکھ اور اس کا حراقہ سرکہ کی طرح بہت ہی ترش ہوتا ہے۔ یہ زمین پر گرتا ہے تو جوش کھانے لگتا ہے، اور اس سے کھٹی بو آتی ہے، جس سے مکھیاں وغیرہ بھی بھاگتی ہیں۔ اور جب سوداء طبعی **غلیظ** ہوتا ہے، تو اسکا حراقہ مزہ کے لحاظ سے کم ترش ہوتا ہے! اور اس میں کسی قدر کسیلاپن اور کڑواہٹ ہوتی ہے +

فاصناف السوداء الردیة ثلثة الصفراء اذا احترقت وتحلل لطیفها وهذان القسمان المذکوران بعدها واما السوداء البلغمیة فابطأ ضررًا واقل رداءةً واشدها غائلةً واسرعها افسادًا هو الصفراوی لکنها اقبل للعلاج واما القسمان الآخران فان الذی هو اشد حموضة اردأ ولکنه اذا تدارك فی ابتدائه کان اقبل للعلاج واما الثالث فهو اقل غلیانا علی الارض وتشبثًا بالاعضاء وابطأ مدة فی انتهائه الی الاهلاك ولکنه اعصی فی التحلل والنضج وقبول الدواء

الغرض سوداء کی بُری قسمیں تین ہیں: **اول صفراء** جبکہ جل جائے، اور اسکا لطیف حصہ تحلیل ہو جائے، اور وہ دو قسمیں جنکا ذکر صفراء کے بعد ہوا ہے (یعنے سوداء سوداوی رقیق اور سوداء سوداوی غلیظ)۔ رہا سوداء بلغمی، تو وہ ضرر کے لحاظ سے بہت سست اور بُرائی کے لحاظ سے بہت کم ہے۔ پھر ان سب میں سب سے زیادہ تکلیف دہ اور بلحاظ فساد کے سب سے تیز تر سوداء صفراوی ہے، لیکن یہ علاج کو جلد قبول کر لیتا ہے۔ رہی ان تین میں سے باقی دونوں قسمیں، تو ان میں سے جس کی ترشی بہت زیادہ ہوتی ہے (یعنی جو رقیق سوداء سے بنتا ہے) وہ زیادہ ردی ہے۔ لیکن اگر ابتداء ہی میں اس کا تدارک کیا جائے، تو یہ نسبتًا بہ آسانی علاج کو قبول کر لیتا ہے۔ رہی تیسری قسم (جو سوداء غلیظ سے پیدا ہوتی ہے) تو یہ زمین پر جوش کم کھاتی ہے، اعضاء کے ساتھ کم چمٹتی ہے، اور انجام میں ہلاک کرنے کے لحاظ سے بہت سُست ہے۔ لیکن یہ مشکل سے تحلیل ہوتی ہے، دشواری سے نضج پاتی ہے، اور بدقّت علاج کو قبول کرتی ہے +

فهذه هی اصناف الاخلاط الطبیعیة

یہ سب اخلاط طبعیہ اور فضلیہ (غیر طبعیہ) کی قسمیں تھیں

والفضلية

(جو ذکر کی گئیں) +

قال جالينوس ولم يصب من زعم ان الخلط الطبيعي هو الدم لا غير و سائر الاخلاط فضول لا يحتاج اليها البتة وذلك لان الدم لو كان وحده هو الخلط الطبيعي الذي يغذو الاعضاء لتشابهت في الامزجة والقوام ولما كان العظم اصلب من اللحم الا ودمه دم مازجه جوهر صلب سوداوي ولما كان الدماغ الين منه الا وان دمه دم مازجه جوهر لين بلغمي

جالینوس کہتا ہے کہ جس شخص نے یہ گمان کیا وہ غلطی پر ہے کہ "خلط طبعی محض خون ہی ہے، دوسری چیز نہیں؛ اور یہ کہ دوسرے تمام اخلاط فضول (فضلات) ہیں، جن کی (بدن کو) کوئی حاجت نہیں"! کیونکہ (۱) خلط طبعی اگر تنہا خون ہی ہوتا، اور یہی سارے اعضاء کو غذا بخشتا، تو سارے اعضاء، مزاج و قوام میں ایک جیسے ہوتے؛ ہڈی گوشت سے سخت نہ ہوتی، اور دماغ ہڈی سے نرم نہ ہوتا؛ ہڈی اگر سخت ہے، تو اس کی وجہ محض یہی ہے کہ اس کے خون میں کوئی سخت اور سوداوی جوہر ملگیا ہے؛ اور دماغ اگر نرم ہے، تو اس کی نرمی کی وجہ محض یہی ہے کہ اسکے خون میں کوئی نرم اور بلغمی جوہر ملگیا ہے +

والدم نفسه تجده مخالطا لسائر الاخلاط وينفصل عنها عند اخراجه وتقريره في الاناء بين يدي الحس الى جزء كالرغوة وهو الصفراء و جزء كالثفل والعكر وهو السوداء و جزء كبياض البيض هو البلغم و جزء مائي هو المائية التي يندفع فضلها في البول

(۲) اس خیال کے بطلان کی دوسری دلیل یہ (تجربہ) ہے کہ بذات خود خون بھی دوسری خلطوں کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے؛ چنانچہ جب خون (فصد وغیرہ کے ذریعہ سے) خارج کیا جاتا ہے، اور کسی برتن میں ٹھہرایا جاتا ہے، تو نمایاں طور پر اس سے ایک چیز جھاگ کے مانند جُدا ہوجاتی ہے، جو صفراء ہے؛ اور ایک چیز ثُفل اور عکر (میل اور گاد) کے مانند الگ ہوجاتی ہے، جو سوداء ہے؛ اور ایک چیز انڈے کی سفیدی کے مانند ملتی ہے، جو بلغم ہے؛ اور ایک چیز پانی جیسی ہوتی ہے، جو مائیت ہے، جسکا زائد حصہ (فالتو حصہ) پیشاب کے ذریعہ خارج ہوجایا کرتا ہے +

والمائية ليست من الاخلاط لان المائية هي من المشروب الذي لا يغذو وانما الحاجة اليه ليرقق الغذاء وينفذه في المسالك

مائیت (جو خون میں پائی جاتی ہے، یہ) اخلاط میں شامل نہیں ہے۔ کیونکہ مائیت ایسے مشروب (پانی) سے حاصل ہوتی ہے، جو بدن انسان میں تغذیہ نہیں بخشتا۔ پانی کی حاجت اگر ہے، تو محض اس لئے کہ یہ غذا کو رقیق کردے۔ اور اسے

واما الخلط فهو من الماکول والمشروب الغاذی ومعنی قولنا غاذ ای هو بالقوة شبیه بابدان والذی هو بالقوة شبیه ببدن الانسان هو جسم ممتزج لا بسیط والماء هو بسیط

(تنگ) راستوں میں نفوذ کرا دے۔ رہی خلط، تو وہ ایسے ماکول اور مشروب سے حاصل ہوتی ہے، جو بدن کے لئے غاذی (تغذیہ بخشنے والا) ہو۔ ہم جب کسی چیز کے بارہ میں کہتے ہیں کہ یہ غاذی ہے، تو اس سے ہماری مراد یہ ہوا کرتی ہے کہ وہ بالقوۃ بدن کے مشابہ ہے۔ اور جو چیز بدن کے مشابہ ہوا کرتی ہے، وہ جسم مرکب (جسم ممتزج) ہی ہو سکتی ہے، نہ کہ جسم بسیط۔ اور پانی ایک جسم بسیط ہے (اس لئے یہ غاذی نہیں ہو سکتا)۔

ومن الناس من یظن ان قوة البدن تابعة لکثرة الدم وضعفه تابع لقلته ولیس کذلک بل المعتبر حال رزء البدن منه

بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ "بدن کی قوت خون کی کثرت کے ساتھ ہوتی ہے، اور بدن کا ضعف خون کی کمی کے ساتھ" حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اس بارے میں محض اس امر کا اعتبار ہے کہ بدن اس خون سے تغذیہ کتنا حاصل کر رہا ہے، اور کتنا خون بدن کے حصہ میں صرف ہو رہا ہے۔*

ومن الناس من یظن ان الاخلاط اذا زادت او نقصت بعد ان تکون علی النسبة التی یقتضیها بدن الانسان فی مقادیر بعضها عند بعض فان الصحة محفوظة ولیس کذلک بل یجب ان یکون لکل واحد من الاخلاط مع ذلک تقدیر فی الکم محفوظ لیس بالقیاس الی خلط آخر بل فی نفسه مع حفظ التقدیر الذی بالقیاس الی غیره

بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ "اگر اخلاط کی باہمی مقداریں اس نسبت پر قائم رہیں، جو حسب تقاضائے بدن ضروری ہے، تو خواہ یہ اخلاط زائد ہوں، یا کم، صحت محفوظ رہیگی" حالانکہ ایسا نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہر خلط کی ایک مقدار معین بدن میں موجود ہو، جو دوسری خلط کے لحاظ سے نہ ہو، بلکہ خود اُس کی ذاتی ایک مقدار ہونی چاہیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ نسبت بھی قائم رہنی چاہیئے، جو ایک کو دوسرے کے لحاظ سے ہوتی ہے۔

* اخلاط کی مقداریں باہمی طبعی طور پر کیا نسبت ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ (۱) بعض لوگ کہتے ہیں کہ خون سب سے زیادہ ہے، اس کے بعد سودا، اس کے بعد بلغم، اور سب سے کم صفراء۔ (۲) بقول فاضل علامہ خون تمام اخلاط سے تقریباً نصف ہے، سودا ایک تہائی، بلغم ایک چوتھائی، اور صفراء آٹھواں حصہ۔ (۳) سب سے معتبر قول ملا نفیس کے نزدیک علامہ مسیحی کا ہے، جس میں اُسنے سودا کو سب سے کم بتایا ہے: مسیحی کے نزدیک سب سے زیادہ خون، اس سے کم بلغم، اس سے کم صفراء، اور اُس سے کم سودا ہے۔ مسیحی کے خیال

میں خون بلغم سے چھ گُنا زیادہ ہے، اور بلغم صفراء سے چھ گُنا، اور صفراء سوداء سے سہ ہے یعنی صفراء سوداء سے تین چوتھائی زائد ہے۔ یہ تمام بیانات یقینی نہیں ہیں۔ بلکہ ظنی ہیں +

وقد بقي في امور الاخلاط مباحث ليست تليق بالاطباء بل بالفلاسفة فاعرضنا عنها

اخلاط کے بارے میں ابھی ایسے چند مباحث باقی ہیں جو اطباء کے لائق نہیں، بلکہ فلاسفہ کے لائق ہیں۔ اسی وجہ سے ہم نے اُنہیں چھوڑ دیا +

الفصل الثاني من التعليم الرابع في كيفية تولد الاخلاط

فصل دوم پیدائش اخلاط کی کیفیت

اعلم ان الغذاء له انهضام ما بالمضغ وذلك بسبب ان سطح الفم متصل بسطح المعدة بل كانهما سطح واحد وفيه منه قوة هاضمة فاذا لاقى الممضوغ احاله احالةً ما ويعينه على ذلك الريق المستفيد بالنضج الواقع فيه حرارة غريزية ولذلك ما كانت الحنطة الممضوغة تفعل في انضاج الدماميل والخراجات ما لا تفعله المدقوقة المبلولة بالماء والمطبوخة فيه وقالوا والدليل على ان الممضوغ قد بدأ فيه شيء من النضج انه لا يوجد فيه الطعم الاول ولا الرائحة الاولى

یہ معلوم ہونا چاہئے کہ غذاء چبانے سے کسی قدر ہضم ہوجایا کرتی ہے؛ کیونکہ مُنہ کی سطح معدہ کی سطح سے متصل ہے بلکہ گویا یہ دونوں ایک ہی سطح ہیں۔ مُنہ کی سطح میں معدہ کی سطح سے قوت ہاضمہ حاصل ہوتی ہے۔ جب مُنہ کی سطح سے ممضوغ ملتا ہے (چبائی ہوئی غذاء ملتی ہے) تو مُنہ کی سطح اُس میں کسی قدر استحالہ (تغیر) پیدا کردیتی ہے۔ اس ہضم پر وہ ریق (تھوک) بھی امداد کرتا ہے، جو حرارت غریزیہ اس وجہ سے حاصل کرلیتا ہے کہ خود اس کے اندر بھی نضج (ہضم) واقع ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دَمامیل (دُنّل) اور پھوڑوں کے پکانے میں مُنہ کا چبایا ہوا گیہوں جو کام کرتا ہے وہ پیسا ہوا، اور پانی سے تر کیا ہوا، اور پکا ہوا گیہوں نہیں کرتا۔ اطباء نے کہا ہے کہ اس امر پر کہ چبائی ہوئی غذاء میں کچھ ہضم ہوتا ہے، دلیل یہ ہے کہ اس میں نہ پہلا مزہ باقی رہتا ہے، اور نہ پہلی بو +

ثم اذا ورد على المعدة انهضم الانهضام التام لا بحرارة المعدة وحدها بل بحرارة ما يطيف بها اما من ذات اليمين فالكبد واما

پھر جب غذاء معدہ میں پہونچ جاتی ہے، تو وہاں اس (غذا کا) ہضم پورا ہوجاتا ہے۔ اس وقت نہ صرف معدہ ہی کی حرارت کام کرتی ہے، بلکہ اُن اعضاء کی حرارت بھی کام کرتی ہے، جو معدہ کو گھیرے ہوئے ہیں؛ چنانچہ دائیں طرف

من ذات الیسار فالطحال فان الطحال قد یسخن لا بجوھرہ بل بالشرائین والاوردۃ الکثیرۃ التی فیه واما من قدام فالترب الشحمی القابل للحرارۃ سریعا بسبب الشحم المؤدی بھا الی المعدۃ واما من فوق فالقلب بتوسط تسخینه الحجاب

جگر ہے، اور بائیں طرف طحال ہے۔ طحال معدہ کو اپنے ذاتی جوہر کی وجہ سے گرم نہیں کرتی ہے (کیونکہ اسے تو بارد یابس کہا جاتا ہے) بلکہ اُن شرائین اور وریدوں کی وجہ سے جو طحال میں بکثرت ہوتی ہیں۔ اسی طرح سامنے کی طرف ترب شحمی (چربی والا پردہ) ہے، جو چربی کی وجہ سے حرارت کو بہت تیزی سے قبول کرتا ہے، اور پھر اسے معدہ تک پہونچا دیتا ہے۔ اسی طرح اوپر کی طرف قلب ہے، جو پہلے حجاب حاجز کو گرم کرتا ہے (اور اسکے بعد معدہ کو) +

فاذا انھضم الغذاء اولاً صار بذاته فی کثیر من الحیوانات وبمعونة ما یخالطه من المشروب فی اکثرھا کیلوسًا وھو جوھر سیال شبیه بماء الکشك الثخین ثم انه بعد ذلك ینجذب لطیفه من المعدۃ ومن الامعاء ایضا فیندفع من طریق العروق المسماۃ ماساریقا وھی عروق دقاق صلاب متصلة بالامعاء کلھا فاذا اندفع فیھا صار الی العرق المسمی باب الکبد ونفذ فی الکبد فی اجزاء وفروع للباب داخلة متصغرۃ متضائلة کالشعر ملاقیة الفوھات لفوھات اجزاء اصول العرق الطالع من حدبة الکبد ولن ینفذہ فی

چنانچہ جب غذا اولاً[۵۱] (معدہ میں) ہضم ہو جاتی ہے، تو بہت سے حیوانات میں یہ غذا خود بخود (بغیر مدد پانی کے) اور اکثر حیوانات میں اُس پانی کی امداد سے، جو غذا کے ساتھ مل جاتا ہے، کیلوس بن جاتی ہے۔ کیلوس[۵۲] ایک سیال جوہر ہے، جو گاڑھے کشک (آش) کے پانی سے مشابہ ہوتا ہے۔ کیلوس بننے کے بعد اس کا لطیف حصہ معدہ سے اور علی ہذا آنتوں سے بھی منجذب ہو جاتا ہے، چنانچہ یہ اُن رگوں (وریدوں) کی راہ روانہ ہوتا ہے، جو ماساریقا کہلاتی ہیں۔ ماساریقا[۵۳] باریک اور سخت[۵۴] رگیں ہیں، جو ساری آنتوں (اور معدہ) سے متصل ہیں۔ جب لطیف کیلوس ان رگوں میں چلا جاتا ہے، تو پھر اُس رگ میں پہنچتا ہے جسکا نام بَابُ الْکَبِدْ (دروازۂ جگر) ہے، اور جگر میں داخل ہو کر باب الکبد کے اُن اجزاء اور شاخوں میں پھیل جاتا ہے، جو جگر کے اندر داخل ہو کر بال جیسی باریک ہو گئی ہیں، اور جن کے مُنہ اُس رگ کی جڑوں کے اجزاء (شاخوں) کے مُنہ سے ملے ہوئے ہیں، جو محدب جگر سے نکلتی

۵۱ معدہ کا ہضم پہلا ہضم کہلاتا ہے +

۵۲ کیلوس سُریانی لفظ ہے (گیلانی) +

۵۳ ماساریقا بھی سریانی لفظ ہے۔ (گیلانی) +

۵۴ معمولی وریدوں سے زیادہ ان میں سختی نہیں ہوتی + مترجم

تلك المضائق فيما لا افضل مزاج من الماء المشروب فوق المحتاج اليه للبدن فان البدن لا يحتاج الى الماء الا يسيرا والباقي لتنفيذ الغذاء

ہے (اجوف کی جڑیں، جو جگر کے اندر ہیں انکو اوردہ کبدیہ کہا جاتا ہے؛ ان ہی کے منہ باب الکبد کی شاخوں سے ملے ہوئے ہیں)۔ یہ ایسے تنگ راستے ہیں کہ تاوقتیکہ پانی جو بدنی ضرورت سے زیادہ پیا جاتا ہے، کیلوس کے ساتھ وہ بہت زیادہ نہ مل جائے، ان تنگیوں کے اندر کیلوس انسانوں میں ہرگز نفوذ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ جو پانی پیا جاتا ہے، ہمارے بدن کو اس کی بہت کم حاجت ہوا کرتی ہے؛ باقی پانی غذا کے نفوذ کرانے میں کام آتا ہے +

فاذا تفرق في ليف هذه العروق صار كانت الكبد بكليتها ملاقية لكلية هذا الكيلوس فكان لذلك فعلها فيه اشد واسرع وحينئذ ينطبخ وفي كل انطباخ يكون لمثله شئ كالرغوة وشئ كالرسوب وربما كان معهما اما شئ هو الى الاحتراق ان افرط الطبخ او شئ كالفج ان قصر الطبخ فالرغوة هي الصفراء والرسوب هي السوداء وهما طبيعيان والمحترق لطيفه صفراء ردية وكثيفه سوداء ردية وهما غير طبيعيين والفج هو البلغم واما الشئ المتصفي من هذه الجملة نضيجا فهو الدم

جب لطیف کیلوس ان رگوں کے لیفات (باریک شاخوں) میں پھیل جاتا ہے، تو گویا سارا جگر سارے کیلوس سے ملاقی ہو جاتا ہے؛ اسی وجہ سے جگر کا فعل اس کیلوس میں شدید تر اور تیز تر ہوتا ہے۔ اب وہ اس وقت جگر میں پکتا ہے۔ جب ہم کیلوس جیسی کوئی چیز بیرونی طور پر پکاتے ہیں تو ہمیشہ ہمیں ایک چیز جھاگ (رغوہ) جیسی، اور ایک چیز رسوب جیسی ملا کرتی ہے۔ اور گاہے ان دونوں قسم کی چیزوں کے ساتھ کوئی چیز جلی ہوئی سی بھی ملتی ہے، جبکہ پکانے میں زیادتی ہو جاتی ہے، یا کوئی چیز کچی سی ملتی ہے، جبکہ پکانے میں کمی رہ جاتی ہے یہی حال کیلوس کا ہے، جو جگر میں پکتا ہے) چنانچہ رُغوہ (جھاگ) صفرا ہے، اور رسوب سودا ہے؛ یہ دونوں طبعی خلطیں ہیں۔ رہی جلی ہوئی چیز (خواہ جگر کی حرارت کی زیادتی سے جلی ہو، یا مادہ کی استعداد کی وجہ سے) تو اس کا لطیف حصہ ردی صفرا ہے، اور کثیف حصہ ردی سودا ہے یہ دونوں خلطیں غیر طبعی ہیں۔ اور کچی چیز (جو جگر کے طبخ سے خام رہ گئی ہو) وہ بلغم ہے۔ رہی وہ چیز جو ان تمام میں سے چھنی ہوئی (مُتَصَفِّی) اور پختہ ہو وہ خون ہے ÷

الا انه بعد ما دام فی الکبد یکون ارق مما ینبغی لفضل المائیة المحتاج الیها للعلة المذکورة ولکن هذا الشئ الذی هو الدم اذا انفصل عن الکبد فکما ینفصل عنها یتصفی ایضًا عن المائیة الفضلیة التی انما احتیج الیها لسبب وقد ارتفع فینجذب هی عنه فی عرق نازل الی الکلیتین ویحمل معه نفسه من الدم ما یکون بکمیته وکیفیته صالحًا لغذاء الکلیتین فیغذو الکلیتین الدسومة والدمویة من تلك المائیة ویندفع باقیها الی المثانة والاحلیل

لیکن یہ خون جب تک جگر کے اندر رہتا ہے، وہ زیادہ رقیق ہوتا ہے؛ کیونکہ اس میں مائیت زیادہ ہوتی ہے جسکی زیادتی کی حاجت مذکورہ بالا سبب سے ہوتی ہے (یعنی زیادہ پانی اس لئے ہوتا ہے کہ وہ تنگ راستوں میں کیلوس کو نفوذ کرا دے)۔ لیکن یہ چیز، یعنی خون، جب جگر سے جُدا ہوتا ہے، تو جُدا ہوتے ہی اُس زائد مائیت سے بھی الگ ہوجاتا ہے، جس کی ضرورت ایک ایسے سبب سے تھی، جو اب دفع ہوگئی؛ چنانچہ اب وہ (مائیت) جگر سے اُس رگ میں جاتی ہے جو گردوں کی طرف اترتی ہے، اور اپنے ساتھ اتنا خون بھی لے جاتی ہے، جو بلحاظ مقدار اور کیفیت کے گردوں کی غذا کے لئے کافی ہو۔ چنانچہ گردوں کی پرورش اس مائیت کی دسومت (چکنائی) اور دمویت (خونی اجزاء) سے ہوجاتی ہے، اور باقی مائیت مثانہ اور احلیل (مجرائے بول) کی طرف روانہ ہوجاتی ہے +

واما الدم الحسن القوام فینفذ فی العرق العظیم النابع من حدبة الکبد فیسلك فی الاوردة المنشعبة منه ثم فی جداول الاوردة ثم فی سواقی الجداول ثم فی رواضع السواقی ثم فی العروق اللیفیة الشعریة ثم یرشح من فوهاتها فی الاعضاء بتقدیر العزیز الحکیم

رہا اچھے قوام کا خون (یعنی وہ خون جو مائیت کے جُدا ہوجانے کے بعد اب رقیق نہیں رہا ہے) وہ اُس بڑی رگ کی طرف چلا جاتا ہے، جو حدبۂ کبد (محدب جگر) سے نکلتی ہے (اجوف میں چلا جاتا ہے)؛ پھر اس سے اُن وریدوں میں جاتا ہے، جو اجوف سے اُگتی ہیں؛ پھر ان وریدوں کے جداول میں، پھر ان جداول کے سواقی میں، پھر سواقی کے رواضع میں، اور پھر عروق لیفیہ شعریہ میں جاتا ہے۔ پھر عروق شعریہ کے فوہات (دہانوں) سے اعضاء میں مترشح ہوتا ہے (رستا ہے) جسکا اندازہ خدائے عزیز و دانا کے ہاتھ میں ہے +

اجوف ایک بڑی نہر کے مانند ہے، اس لئے اس کی وریدوں کو جداول کہا گیا، (جداول چھوٹی نہریں)۔ اوران وریدوں کی شاخوں کو سواقی (ساقیہ اُس نالہ کو کہتے ہیں؛ جو چھوٹی نہروں سے نکالے جاتے ہیں)۔ اور

سواقی کی شاخوں کو سَاوا ضع (کیونکہ اضعہ اس نالی کو کہتے ہیں، جو ساقیہ سے نکالی جاتی ہے)۔ آملی +

فسبب الدم الفاعلی هو حرارة معتدلة وسببه المادی هو المعتدل من الاغذیة والاشربة الفاضلة وسببه الصوری هو النضج الفاضل وسببه التمامی تغذیة البدن

اخلاط کے اسباب اربعہ **خون کا سبب فاعلی** حرارت معتدلہ[1] ہے (یعنی جگر کی حرارت ہے)؛ **سبب مادی** اچھے ماکول ومشروب کے معتدل اجزاء؛ **سبب صوری** نضج فاضل (اچھی طرح پک جانا)؛ اور **سبب تمامی** (غائی) بدن کا تغذیہ ہے +

والصفراء سببه الفاعلی اما للطبیعی منها الذی هو رغوة الدم فحرارة معتدلة واما للمحترقة منها فالحرارة الناریة المفرطة وخصوصا فی الکبد وسببها المادی هو اللطیف الحار والحلو والدسم والحریف من الاغذیة وسببها الصوری مجاوزة النضج الی الافراط وسببها التمامی الضرورة والمنفعة المذکورتان

صفراء میں سے **طبعی صفراء** جو کہ خون کا رُغوہ (جھاگ) ہے، اس کا **سبب فاعلی** معتدل حرارت ہے؛ اور **غیر طبعی صفراء** کا **سبب فاعلی** حرارت ناریہ شدیدہ ہے علی الخصوص وہ حرارت ناریہ جو جگر میں ہو۔ صفراء کا **سبب مادی** غذاؤں میں سے لطیف، گرم، میٹھے، چکنے (دہنی) اور حریف (تیز، چرپرے) اجزاء۔ **سبب صوری** نضج (پختگی) کا زیادتی کی طرف تجاوز کر جانا (زیادہ پک جانا)؛ اور **سبب تمامی** وہ ضرورت ومنفعت، جنکا ذکر ہو چکا +

والبلغم سببه الفاعلی حرارة مقصرة وسببه المادی الغلیظ البارد الرطب اللزج من الاغذیة وسببه الصوری قصور النضج وسببه التمامی ضرورة ومنفعته المذکورتان

بلغم کا سبب فاعلی حرارت مُقصرہ ہے (یعنی وہ حرارت جسنے مادہ میں کم عمل کیا ہو، خواہ اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ مادہ ہی غلیظ اور دیر میں پکنے والا ہو)؛ **سبب مادی** غذاؤں کے غلیظ، رطب، بارد اور لیسدار اجزاء؛ **سبب صوری** نضج کا کم رہ جانا؛ **سبب تمامی** بلغم کی وہ ضرورت ومنفعت ہے جنکا ذکر ہو چکا +

والسوداء سببها الفاعلی اما للرسوبی منها فحرارة معتدلة واما للمحترق

سوداء: سوداء رسوبی (سوداء طبعی) کا **سبب فاعلی** حرارت معتدلہ ہے، اور سوداء محترقہ کا

[1] تمام اخلاط طبعیہ کا سبب فاعلی اگرچہ جگر کی حرارت ہے، لیکن اس کا فعل مادہ کے لحاظ سے کم وبیش ہوتا ہے، چنانچہ غذاء کے معتدل اجزاء میں اس کا فعل اعتدال کے ساتھ ہوتا ہے، جبکہ شیخ نے "حرارت معتدلہ" کے لفظ سے بیان کیا ہے، اور لطیف اجزاء میں اس حرارت کا عمل حدِ اعتدال سے تجاوز کر جاتا ہے +

منها الحرارة المجاوزة للاعتدال وسببها المادي الشديد الغلظ القليل الرطوبة من الاغذية والحار منها اقوى في ذلك وسببها الصوري الثفل المترسب على احد الوجهين فلا يسيل ولا يتحلل وسببها التمامي ضرورتها ومنفعتها المذكورتان

سبب فاعلی وہ حرارت ہے جو اعتدال سے تجاوز کر گئی ہو؛ **سبب مادی** غذاؤں کے نہایت غلیظ اجزاء جن میں رطوبت کم ہو؛ اگر ایسے اجزاء گرم بھی ہوں، تو سوداء پیدا کرنے میں زیادہ قوی ثابت ہوتے ہیں؛ **سبب صوری** وہ ثفل ہے جو مذکورہ بالا دونوں صورتوں (ترسّب و احتراق) میں سے کسی ایک صورت سے راسب ہوا ہو، جو نہ (دوسرے اخلاط کی طرح) بہ سکے، اور نہ تحلیل ہو سکے؛ اور **سبب تمامی** (غائی) سوداء کی وہ ضرورت اور منفعت ہے جن کا ذکر ہو چکا۔

والسوداء تكثر لحرارة الكبد او لضعف الطحال او لشدة برد مجمد او لدوام احتقان او لامراض كثرت وطالت فرمدت الاخلاط واذا كثرت السوداء ووقفت بين الكبد والمعدة قل معها تولد الدم والاخلاط الجيدة فقل الدم في البدن

سوداء کی زیادتی مندرجۂ ذیل صورتوں میں سوداء کی زیادتی ہوا کرتی ہے: (۱) جگر کی گرمی کے وقت؛ (۲) طحال کی کمزوری کے وقت؛ (۳) برودت کی زیادتی کے وقت، جس کا کام مواد کو جما دینا ہے (برودت مجمدہ)؛ (۴) مادہ کا ایک عرصہ تک کہیں بند رہنا (جس سے لطیف اجزاء تحلیل ہو جاتے ہیں، اور کثیف اجزاء باقی رہ جاتے ہیں)، (۵) ایسے امراض کی وجہ سے جو چند ہوں، اور مدت دراز تک قائم رہیں، جس سے اخلاط مترمد ہو جاتے ہیں (اخلاط بشکل رماد و خاکستر بن جاتے ہیں)۔ چنانچہ جب سوداء کی بدن میں کثرت ہو جاتی ہے، اور وہ جگر اور معدہ کے درمیان ٹھہر جاتا ہے، تو اس وقت خون اور اچھے اخلاط کی پیدائش کم ہو جاتی ہے، جس سے بدن میں خون کی کمی ہو جاتی ہے۔

ويجب ان يعلم ان الحرارة والبرودة سببان فاعليان لتولد الاخلاط مع سائر الاسباب لكن الحرارة المعتدلة تولد الدم والمفرطة تولد الصفراء والمفرطة جدا تولد السوداء

شذرہ یہ معلوم ہونا چاہئے کہ حرارت و برودت (دونوں) پیدائش اخلاط کے لئے دوسرے اسباب کے ساتھ سبب فاعلی ہیں؛ لیکن **حرارت معتدلہ** سے خون پیدا ہوتا ہے؛ اور حرارت مفرطہ (شدیدہ) سے صفراء؛ اور نہایت مفرط سے سوداء؛ کیونکہ جب حرارت زیادہ شدید ہوتی ہے، تو یہ مادہ

بفرط الاحتراق والبرودة تولد البلغم والمفرطة جدا تولد السوداء بفرط الاجماد ولكن يجب ان يراعى القوى المنفعلة بازاء القوى الفاعلة

کو زیادہ جلا دیتی ہے (جس سے سودا بن جاتا ہے)۔ اسی طرح برودت بلغم پیدا کرتی ہے؛ اور اگر برودت بہت زیادہ ہو، تو مادہ کو شدت سے جما کر (فرط اجماد سے) سودا پیدا کرتی ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ ان قوائے فاعلہ (قوائے مؤثرہ۔ حرارت وبرودت) کے ساتھ متأثر ہونے والی قوتوں کا (مادوں کا) بھی خیال کیا جائے (یعنی یہ ممکن نہیں ہے کہ حرارت معتدلہ سے بلا صالح مادہ کے خون بن جائے)۔

وليس يجب ان يقف الاعتقاد على ان كل مزاج يولد الشبيه به ولا يولد الضد بالعرض وان لم يكن بالذات فان المزاج قد يتفق له كثيرا ان يولد الضد بالعرض فان المزاج البارد اليابس يولد الرطوبة الغريبة لا للمشاكلة ولكن لضعف الهضم ومثل هذا الانسان يكون نحيفا رخو المفاصل ازعر جبانا بارد الملمس ناعمه ضيق العروق

شذرہ یہ اعتقاد رکھنا جائز نہیں ہے کہ ہر مزاج محض اپنے ہی جیسے مزاج کو (یا اپنی ہی جیسی کیفیت) کو پیدا کرتا ہے؛ اور اپنے ضد کو بالعرض بھی پیدا نہیں کرتا (خواہ وہ بالذات نہ ہو)؛ کیونکہ بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ایک مزاج اپنے ضد کو بالعرض پیدا کر دیا کرتا ہے۔ چنانچہ بارد یابس مزاج گاہے رطوبت غریبہ پیدا کر دیتا ہے؛ نہ اس وجہ سے کہ بارد یابس مزاج کے ساتھ رطوبت غریبہ کی کوئی مشاکلت (مشابہت) ہے؛ بلکہ اس لئے کہ برودت ویبوست سے ہضم کمزور ہو جاتا ہے (جس سے فاسد رطوبت پیدا ہو جاتی ہے)۔ اس قسم کا انسان لاغر ہوتا ہے؛ اس کے جوڑ ڈھیلے ہوتے ہیں؛ بال کم ہوتے؛ بزدل ہوتا ہے؛ ملمس (جلد) بارد اور چکنا ہوتا ہے، اور رگیں تنگ ہوتی ہیں۔

والشبيه بهذا ما تولد الشيخوخة البلغم على ان مزاج الشيخوخة بالحقيقة برد ويبس

بڈھوں میں جو رطوبت پیدا ہو جاتی ہے، وہ بھی اسی مذکورہ بالا مثال کے قریب ہے؛ حالانکہ بڈھوں کا اصلی مزاج بارد یابس ہے (اس لئے اس میں جو رطوبت غریبہ پیدا ہو جاتی ہے، وہ اصلی نہیں ہو سکتی، بلکہ محض عارضی ہے)۔

ويجب ان تعلم ان للدم وما يجري معه في العروق هضما ثالثا واذا

شذرہ یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ خون اور وہ چیزیں (اخلاط) جو خون کے ساتھ رگوں میں جاتی ہیں، رگوں کے اندر ان میں

توزع على الاعضاء فلنصيب كل عضو عنده هضم رابع

ایک تیسرا ہضم بھی ہوتا ہے۔ پھر جب یہ اعضاء میں پھیل جاتے ہیں، تو ہر عضو کے حصہ میں جو اخلاط پہونچتے ہیں، وہاں ان میں ایک چوتھا ہضم بھی ہوتا ہے +

ففضل الهضم الاول وهو فی المعدة یندفع من طریق الامعاء وفضل الهضم الثانی وهو فی الکبد یندفع اکثره فی البول وباقیه من جهة الطحال والمرارة وفضل الهضمین الباقیین یندفع بالتحلل الذی لا یحس وبالعرق والوسخ الخارج بعضه من منافذ محسوسة کالانف والصماخ او غیر محسوسة کالمسام او خارجة عن الطبع کالاورام المنفجرة او بما ینبت من زوائد البدن کالشعر والظفر

تمام ہضموں کے فضلات چنانچہ پہلے ہضم کا فضلہ، جو معدہ میں ہوتا ہے، آنتوں کی راہ (بشکل براز) خارج ہوتا ہے۔ اور دوسرے ہضم کا فضلہ، جو جگر میں ہوتا ہے، اس کا بیشتر حصہ پیشاب میں چلا جاتا ہے، اور باقی حصہ طحال اور مرارہ کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ اور باقی دونوں ہضموں (تیسرے اور چوتھے ہضم) کے فضلات کچھ تو نا معلوم طور پر تحلیل ہو جاتے ہیں، کچھ پسینہ کے ساتھ خارج ہوتے ہیں، کچھ اس میل کے ساتھ دفع ہوتے ہیں، جو ناک اور کان جیسے بڑے بڑے سوراخوں سے خارج ہوتی ہے، یا مسام جیسے غیر محسوس چھیدوں سے برآمد ہوتی ہے؛ یا غیر طبعی راستوں سے باہر آتی ہے، جیسے وہ مواد جو پھوڑوں کی شکل میں پھوٹ کر باہر آتے ہیں؛ کچھ اُن زوائد کی شکل میں خارج ہو جاتے ہیں جو بدن میں اُگتے ہیں، جیسے بال اور ناخون (مگر بعض لوگ بال اور ناخون کو فضلات میں شمار نہیں کرتے، اور اعضاء میں گنتے ہیں) +

واعلم ان من رقت اخلاطه اضعفه استفراغها وتاذی بسعة مسامه ان کانت واسعة تاذیا فی قوته لما یتبع التحلل من الضعف ولان الاخلاط الرقیقة سهلة الاستفراغ والتحلل وما سهل استفراغه وتحلله سهل استصحابه للروح فی تحلله فیتحلل معه

شذرہ جن لوگوں کے اخلاط رقیق ہوتے ہیں، اُنہیں ان کے استفراغ سے ضعف (زیادہ) لاحق ہو جاتا ہے؛ اور اگر ان کے بدن کے مسامات کشادہ ہوتے ہیں، تو ان کی کشادگی سے یہ بہت زیادہ اذیت پاتے ہیں۔ کیونکہ (۱) تحلل کے بعد (تحلل روح کے بعد) ضعف لاحق ہو جاتا ہے (کیونکہ جب اخلاط رقیق ہیں، تو لازماً ارواح بھی رقیق ہی ہونگے، اور جب ارواح رقیق ہونگے، تو وہ جلد تحلیل بھی ہو سکیں گے، جس سے قوتوں کا ضعیف ہونا ضروری ہے) اور (۲) اس لئے کہ

رقیق اخلاط بہ آسانی خارج ہو جاتے اور بہ آسانی تحلیل ہو جاتے ہیں؛ اور جب آسانی کے ساتھ خارج ہو جاتے اور تحلیل ہو جاتے ہیں، تو ان کے ساتھ ساتھ روح بھی آسانی کے ساتھ تحلیل ہو جاتی ہے +

واعلم انه كما ان لهذه الاخلاط اسبابا فى تولدها فكذلك لها اسباب فى حركاتها فان الحركة والاشياء الحارة تحرك الدم والصفراء وربما حركت السوداء وقوتها لكن الدعة يقوى البلغم وصنوفا من السوداء

شذرہ یہ بھی معلوم ہونا چاہئیے کہ جس طرح ان اخلاط کی پیدائش کے لئے چند اسباب ہیں، اسی طرح ان اخلاط کی حرکات کے لئے بھی اسباب ہوا کرتے ہیں؛ چنانچہ حرکت اور اشیائے حارّہ (گرم چیزوں) سے خون اور صفراء میں حرکت پیدا ہوتی ہے؛ اور گاہے ان چیزوں سے سودا بھی حرکت میں آجاتا اور قوی ہو جاتا ہے (سوداء کا فعل قوی ہو جاتا ہے)، لیکن آرام و راحت (سکون) سے بلغم اور سودا کی چند قسمیں قوی (زیادہ) ہوتی ہیں +

والاوهام انفسها تحرك الاخلاط مثل ان الدم يحركه النظر الى الاشياء الحمر ولذلك ينهى المرعوف عن ان ينظر الى ماله بريق احمر

توہم (وہم و خیال) سے بھی اخلاط حرکت میں آجاتے ہیں، چنانچہ سُرخ چیزوں کی طرف دیکھنے سے خون حرکت میں آجاتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ نکسیر کے مریض (مرعوف) کو ایسی چیزوں کی طرف دیکھنے سے منع کیا جاتا ہے، جس میں سُرخ چمک ہو +

فهذا ما نقوله فى الاخلاط وتولدها واما مخاصمات المخالفين فى صوابها فالى الحكماء دون الاطباء

اخلاط اور ان کی پیدائش کے یہ مباحث وہ ہیں جو ہم علم طب میں بیان کر سکتے ہیں۔ رہے مخالفین کے جھگڑے (اور ان مباحث مذکورہ کی صداقت کے دلائل و براہین) تو وہ اطباء سے نہیں، بلکہ حکماء سے متعلق ہیں +

التعليم الخامس

فصل واحد وخمس جمل

تعلیم پنجم

اس میں ایک فصل اور پانچ جملے ہیں (پانچوں جملے تشریح اعضاء مفردہ سے متعلق ہیں) +

الفصل فی ماھیۃ العضو واقسامہ

فصل عضو کی ماہیت اور اسکی قسمیں

الاعضاء اجسام متولدۃ من اول مزاج الاخلاط المحمودۃ کما ان الاخلاط اجسام متولدۃ من اول مزاج الارکان

اعضاء: وہ (کثیف) اجسام ہیں جو اخلاط محمودہ کی ابتدائی ترکیب سے (یا ابتدائی مزاج سے، یعنی رطوبات ثانیہ سے) پیدا ہوتے ہیں، جیسا کہ اخلاط ایسے (رقیق) اجسام ہیں جو ارکان کی ابتدائی ترکیب سے (یا ابتدائی مزاج سے) ظہور میں آتے ہیں +

اخلاط کی ابتدائی ترکیب سے یا ابتدائی مزاج سے رطوبات ثانیہ بنتی ہیں، جن سے اعضاء بنتے ہیں. جس طرح ارکان کے ابتدائی مزاج (ابتدائی ترکیب) سے نباتات وحیوانات وغیرہ بنتے ہیں اجن کے کھانے سے بدن میں اخلاط بنتے ہیں +

والاعضاء منہا ما ھی مفردۃ ومنہا ما ھی مرکبۃ والمفردۃ ھی التی ای جزء محسوس اخذت منہا کان مشارکا للکل فی الاسم والحد مثل اللحم فی اجزائہ والعظم فی اجزائہ والعصب فی اجزائہ وما یشبہ ذلک ولذلک تسمی اعضاء متشابہۃ الاجزاء والمرکبۃ ھی التی اذا اخذت منہا جزءًا ای جزء کان لم یکن مشارکا للکل لا فی الاسم ولا فی الحد مثل الید والرجل والوجہ فان جزء الوجہ لیس بوجہ وجزء الید لیس بید وتسمی اعضاء آلیۃ لانہا ھی آلات النفس فی تمام الافعال والحرکات

اعضاء کی دو قسمیں ہیں، مفردہ اور مرکبہ. **اعضاء مُفرَدہ** وہ اعضاء ہیں جن کا اگر کوئی ظاہری اور محسوس حصہ لیا جائے (اور نام اور تعریف دریافت کی جائے) تو وہ حصہ نام اور تعریف میں کُل کا (سارے کا، جس سے وہ حصہ الگ کیا گیا ہے) شریک ہوگا؛ مثلاً گوشت کے اجزاء (اجزاء محسوسہ) اور عصب کے اجزاء (اجزاء محسوسہ) اور دوسرے اعضاء مفردہ جو ان کے مانند ہیں. اسی وجہ سے ان اعضاء کو **اَعضاءِ مُتَشَابِہَۃُ الاَجزاء**[1] کہا جاتا ہے. اور **اعضاءِ مُرَکَّبَہ** وہ ہیں کہ اگر ان کا کوئی جزء لیا جائے خواہ وہ جزء کسی قسم کا ہو، تو وہ نام اور تعریف میں مجموعہ (کُل) کا شریک نہ ہوگا؛ مثلاً ہاتھ، پاؤں، اور چہرہ. چہرہ کا ایک جزء چہرہ نہیں کہلا سکتا، اور ہاتھ کا ایک حصہ ہاتھ نہیں کہلا سکتا. اعضاء مرکبہ کو **اعضاءِ آلِیّہ** بھی کہا جاتا ہے، کیونکہ یہی اعضاء نفس کے تمام حرکات اور افعال کے آلات

---

[1] وہ اعضاء جنکے اجزاء باہم متشابہ ہوں +

(ذرائع) ہیں +

واول الاعضاء المتشابهة الاجزاء العظم وقد خلق صلبا لانه اساس البدن ودعامة الحركات	سارے اعضاء متشابہۃ الاجزاء (اعضاء مفردہ) میں پہلےلہ ہڈی ہے۔ ہڈی کو سخت اس لئے بنایا گیا ہے کہ یہ بدن کی بنیاد اور حرکات کا سہارا (دعامہ) ہے +
ثم الغضروف وهو الين من العظم فينعطف واصلب من سائر الاعضاء والمنفعة في خلقه ان يحسن به اتصال العظام بالاعضاء اللينة فلا يكون الصلب واللين قد تركبا بلا متوسط فيتاذى اللين بالصلب وخصوصا عند الضربة والضغطة بل يكون التركيب متدرجا مثل ما في عظم الكتف والشراسيف في اضلاع الخلف ومثل الغضروف الخنجري تحت القص	ہڈی کے بعد غضروف (کُرّی) ہے، جو ہڈی سے نرم ہے؛ چنانچہ کُرّی مُڑ سکتی ہے، مگر یہ دوسرے اعضاء سے سخت ہے۔ پیدائش غضروف کی منفعتیں چار ہیں: (۱) تاکہ ہڈیوں کا اتصال نرم اعضاء کے ساتھ اچھے طور پر ہو سکے (یعنی سخت اور نرم چیزوں کے درمیان میں ایک اوسط درجہ کی چیز آ جائے) یہ نہ ہو کہ سخت اور نرم چیزیں بلا کسی درمیانی چیز کے باہم مل جائیں؛ اگر ایسا ہو تو نرم عضو میں سخت عضو کی وجہ سے اذیت پہونچے، علی الخصوص ضربہ وسقطہ (چوٹ وغیرہ) کے وقت۔ غضروف کے درمیان میں حائل ہو جانے کی وجہ سے ترکیب تدریجی ہو جاتی ہے (سخت اور نرم دونوں درجہ بدرجہ ملتے ہیں) جیسا کہ شانہ کی ہڈی (کے کنارہ) میں کیا گیا ہے (یہ جانوروں میں ہوتا ہے)، اور جیسا کہ اضلاع خُلف (چھوٹی پسلیوں) کے سروں پر شراسیف (نامی کریاں) بنائی گئی ہیں؛ اور مثلاً وہ غضروف خنجری جو قص نامی ہڈی کے نچلے حصہ میں واقع ہے +
وايضا ليحسن به تجاور المفاصل المتحاكة فلا ترض لصلابتها	(۲) تاکہ رگڑ کھانے والے جوڑوں کی مجاورت (ملاقات) بہتر طور پر ہو سکے، جس سے یہ مفاصل کچلنے (گھسنے) نہیں پاتے +
وايضا اذا كان بعض العضل يمتد الى عضو غير ذي عظم يستند اليه	(۳) بعض عضلات ایسے اعضاء کی طرف بڑھتے ہیں، جہاں ہڈی نہیں ہوتی کہ اُس عضلے کا سہارا ہو، اور اُس کی وجہ سے اپنے فعل پر قادر ہو۔ مثلاً پپوٹے کے عضلات۔ ایسے اعضاء

لہ ہڈی چونکہ بدن کے لئے بنیاد کے مانند ہے، اس لئے اعضاء مفردہ میں اسے پہلے شمار کیا جاتا ہے +

ويتقوّى به مثل عضلات الاجفان كان هناك دعامًا وعمادًا لاوتارها

میں کریاں ان عضلات کے اوتار کے لئے سہارا اور ستون بنا کرتی ہیں +

وايضًا فانه قد تمس الحاجة في مواضع كثيرة الى اعتماد يتأتّى على شئ قوى ليس بغاية الصلابة كما في الحنجرة

(۴) بہت سے مقامات پر ایک ایسے اعتماد (سہارہ) کی ضرورت ہوا کرتی ہے، جو کسی قوی چیز ہی سے حاصل ہو سکتا ہے جو بہت زیادہ سخت بھی نہ ہو، جیسا کہ حنجرہ میں (اسی مقصد سے کریاں بنائی گئی ہیں۔ اگر اس میں کریوں کی بجائے ہڈیاں ہوتیں، یا اس میں اگر گوشت ہوتا، تو حنجرہ کا فعل پورا نہ ہوتا) +

ثم العصب وهي اجسام دماغية المنبت او نخاعية المنبت بيض لدنة لينة في الانعطاف صلبة في الانفصال خلقت ليتم بها للاعضاء الحس والحركة

اعصاب اعضائے مفردہ میں تیسرا عصب ہے۔ اعصاب ایسے اجسام ہیں جو دماغ سے اُگتے ہیں، یا نخاع (حرام مغز) سے؛ یہ اجسام سفید اور لچکدار ہوتے ہیں (یعنی) مڑنے میں نرم اور ٹوٹنے میں سخت ہیں۔ یہ اس لئے پیدا کئے گئے ہیں کہ ان کی وجہ سے اعضاء میں حس و حرکت حاصل ہو +

ثم الاوتار وهي اجسام تنبت من اطراف بعض العضل شبيهة بالعصب فتلاقي الاعضاء المتحركة فتارة تجذبها لانجذابها لتشنج العضلة واجتماعها ورجوعها الى ورائها وتارة ترخيها باسترخائها لانبساط العضلة عائدة الى وضعها او زائدة فيها على مقدارها في طولها حال كونها على وضعها المطبوع لها على ما نذكره نحن في

اوتار اوتار وہ اجسام ہیں جو بعض عضلات کے سروں سے اُگتے ہیں، اور اعصاب سے مشابہ ہوتے ہیں؛ چنانچہ یہ عضلات سے نکلکر اُن اعضاء کے ساتھ ملاقات کرتے ہیں (چپاں ہو جاتے ہیں) جو حرکت کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ گاہے اعضاء کو اپنے کھنچنے کی وجہ سے کھینچتے ہیں، اور ان کے کھنچنے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ عضلہ کھنچتا ہے، سمٹتا ہے، اور پیچھے کی طرف لوٹتا ہے؛ اور گاہے یہ عضلہ کے پھیلنے کی وجہ سے ڈھیلے پڑ جاتے ہیں، اس لئے اعضاء کو ڈھیلا کر دیتے ہیں، جس سے وہ (اعضاء) اپنی وضع پر لوٹ آتے ہیں، یا اپنی طبعی وضع سے مقدارِ طول میں بڑھ جاتے ہیں، جیسا کہ بعض عضلات[1] میں دیکھا جاتا ہے۔

[1] جیسا کہ عضلاتِ زبان میں دیکھا جاتا ہے جبکہ زبان منہ سے باہر نکالی جاتی ہے (گیلانی) مگر یہ صحیح نہیں، بلکہ زبان منہ سے باہر اس وجہ سے نکلتی کہ اس کے بعض عضلات سکڑتے ہیں، اور زبان کو منہ سے باہر نکال دیتے ہیں +

بعض العضل وهی مؤلفة فی الاکثر
من العصب النافذ فی العضلة
البارز منها فی الجهة الاخری
ومن الاجسام التی یتلو ذکرها
ذکر الاوتار وهی التی نسمیها رباطاتٍ
وهی ایضًا عصبانیة المرئی والملمس
تأتی من العظام الی جهة العضل
فیتشظی هی والاعصاب لیفًا فما
دَلِیَ العضلة منها احتشی لحما وما فارقها
الی المفصل والعضو المتحرک اجتمع
الی ذاته وانفتل وترا

اوتار کی ترکیب میں اکثر اوقات وہ عصب داخل ہوتا ہے جو
عضلہ میں ایک طرف سے گھستا ہے، اور دوسری طرف نکل
آتا ہے؛ نیز ان کی ترکیب میں وہ اجسام داخل ہوتے ہیں،
جنکا ذکر اوتار کے بعد (ساتھ ہی) آنے والا ہے، اور جن کا
نام ہم رباطات رکھتے ہیں + چنانچہ رباطات وہ اجسام
ہیں جو دیکھنے اور چھونے میں عصبانی (پٹھوں کے مانند) نظر
آتے ہیں، اور ہڈیوں سے شروع ہوکر عضلات کی طرف
جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ اور اعصاب دونوں ریشوں میں منقسم
ہوجاتے ہیں۔ پھر اس کا جو حصہ عضلہ کے پاس ہوتا ہے
(جہاں عضلہ بننے والا ہے)، وہ تو گوشت سے پُر ہوجاتا ہے
(اور عضلہ بن جاتا ہے)؛ اور جو حصہ عضلہ سے جُدا ہوکر مفصل
کی طرف، یا عضو متحرک کی طرف جاتا ہے، وہ اکٹھا ہوکر (سمٹ کر)
وتر کی شکل میں بٹ جاتا ہے +

ثم الرباطات التی ذکرنا وهی ایضًا
اجسام شبیهة بالعصب بعضها یسمی
رباطًا مطلقًا وبعضها ایضًا یخص
باسم العقب فما امتد الی العضلة
لم یسم الا رباطًا وما لم یمتد الیها
ولکن وصل بین طرفی عظمی المفصل
او بین الاعضاء الاخری واحکم شد
شئ الی شئ فانه مع ما یسمی رباطا
قد یخص باسم العقب ولیس لشئ
من الروابط حسٌ وذلک لئلا یتاذی
بکثرة ما یلزمه من الحرکة والحک ومنفعته

رباطات اوتار کے بعد رباطات ہیں، جنکا ہم نے اَوتار کے
ضمن میں ذکر کیا ہے۔ یہ اجسام[1] بھی اعصاب کے مانند
ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا نام تو محض "رباط" ہوتا
ہے، اور بعض کا نام **عقب**۔ چنانچہ جو رباط عضلہ کیطرف
بڑھتا ہے، اسکا نام محض رباط ہوا کرتا ہے، اور جو عضلہ کی
طرف نہیں بڑھتا، بلکہ مفصل کی دونوں ہڈیوں کے سروں کو
باہم ملاتا ہے، یا دوسرے اعضاء کو ملاتا، اور ایک چیز کو
دوسری چیز کے ساتھ باندھ دیتا ہے، اُسے جس طرح رباط
کہتے ہیں، اسی طرح گاہے اسے **عقب** بھی کہتے ہیں۔ رباطات
میں حس نہیں ہوا کرتی ہے؛ تاکہ یہ حرکت اور رگڑ کی زیادتی
سے، جو لازمی طور پر ان میں ہوا کرتی ہے، اذیت نہ پاسکیں

[1] یہ عبارت مکرر ہے +

الرباط معلومة مما سلف

مذکورہ بیان سے رباط کی منفعت معلوم ہوگئی +

ثم الشریانات وهی اجسام نابتة من القلب ممتدة مجوفة طولا عصبانیة رباطیة الجوهر لها حرکات منبسطة ومنقبضة تنفصل بسکونات خلقت لترویح القلب ونفض البخار الدخانی عنه ولتوزیع الروح علی اعضاء البدن

شریانات رباطات کے بعد شریانات ہیں۔ شریانات وہ اجسام ہیں جو قلب سے اُگ کر بڑھتے ہیں، لمبائی میں جوف دار ہوتے ہیں، (دیکھنے اور چھونے میں) عصبانی ہوتے ہیں، جوہر کے لحاظ سے رباطی ہوتے ہیں، ان میں انبساطی وانقباضی حرکتیں ہوتی رہتی ہیں، جو ایک دوسرے سے بذریعہ سکون کے جدا ہو جاتی ہیں (یعنی ہر انقباض وانبساط کے درمیان ایک سکون ہوتا ہے)۔ شریانیں اس لئے پیدا کی گئی ہیں کہ (ان کی حرکت سے) قلب کی ترویح حاصل ہو، اور قلب سے بخارات دخانیہ خارج ہوں؛ اور تاکہ شریانوں کے ذریعہ سے روح تمام اعضاء میں تقسیم کی جائے +

ثم الاوردة وهی شبیهة بالشریانات ولکنها نابتة من الکبد وساکنة خلقت لتوزیع الدم علی اعضاء البدن

اَوْرِدَہ شریانوں کے بعد وریدیں ہیں، جو شریانوں سے مشابہ ہوتی ہیں۔ فرق یہ ہے کہ یہ جگر سے اُگتی ہیں، اور ساکن رہتی ہیں، اور اس لئے پیدا کی گئی ہیں کہ تمام بدن کے اعضاء میں خون تقسیم کریں +

ثم الاغشیة وهی اجسام منتسجة من لیف عصبانی غیر محسوس رقیقة الثخن مستعرضة تغشی سطوح اجسام اخری وتجری علیها لمنافع

اَغْشِیَہ اغشیہ (جھلیاں) وہ اجسام ہیں جو غیر محسوس (بہت ہی باریک) عصبانی ریشوں سے بُنکر تیار ہوتے ہیں۔ ان اجسام کی دبازت بہت ہی رقیق ہوتی ہے، اور یہ چوڑے ہوتے ہیں، جو دوسرے اجسام کی سطحوں کو ڈھانکتے، اور اُن کے ساتھ چلتے ہیں، جنکی چند منفعتیں ہوا کرتی ہیں،

منها لتحفظ جملتها علی شکلها وهیأتها

(۱) جن اجسام (اعضاء) کو جھلیاں پوشیدہ کرتی ہیں، اُن کی شکل اور ہیئت کی حفاظت کرتی ہیں (مثلاً دماغ کی غشاء مشیمی) +

ومنها لتعلقها من اعضاء اخری وتربطها بها بواسطة العصب

(۲) جھلیاں اُن اجسام کو دوسرے اعضاء کے ساتھ لٹکا دیتی، اور ان کے ساتھ بذریعہ اُس رباط

والرباط الذی تشظّی الیٰ لیفها فانتسجت منه کالکلیة من الصلب

وعصب[1] کے باندھ دیتی ہیں، جنکے ریشے پھیل کر (منقسم ہوکر) جھلی کی طرف آتے ہیں، جس سے جھلیاں بُن جاتی ہیں، جس طرح گردہ صُلب (ریڑھ) سے بذریعہ جھلی کے لٹکا ہوا ہے۔

ومنها لیکون للاعضاء العدیمة الحس فی جوهرها سطح حساس بالذات لما یلاقیه وحساس لما یحدث فی الجسم الملفوف فیه بالعرض وهذه الاعضاء مثل الریة والکبد والطحال والکلیتین فانها لا تحس بجواهرها البتة لکنه انما تحس الامور المصادمة لها بما علیها من الاغشیة واذا حدث فیها ریح او ورم احس اما الریح فیحسها الغشاء بالعرض للتمدد الذی یحدث فیه واما الورم فیحسه مبدأ الغشاء ومعلقه بالعرض لارجحان العضو لثقل الورم

(۳) جھلیوں کا تیسرا فائدہ یہ ہے کہ ان کی وجہ سے ایسے اعضاء میں ایک حساس سطح بن جاتی ہے، جن کے جوہر بے حس ہوتے ہیں؛ اس حساس سطح سے جو چیزیں ملاقی ہوتی ہیں اُنکا احساس اسے بِالذّات ہوتا ہے، اور جو چیزیں جسم ملفوف کے اندر (اصلی عضو کے اندر جو جھلی سے لپٹا ہوا ہے) پیدا ہوتی ہیں، اُنکا احساس اس کو بالعرض ہوتا ہے (مثلاً جب اصلی عضو میں ورم ہوتا ہے، تو اسکا تناؤ اور بوجھ جھلی کو معلوم ہوتا ہے)۔ یہ اعضاء پھیپھڑے، جگر، طحال، اور گردے جیسے ہیں۔ چنانچہ ان اعضاء کے جوہر بالکل بےحس ہیں؛ پھر ان میں صدمہ پہونچانے والے امور کا احساس اگر ہوتا ہے، تو جھلیوں کی وجہ سے ہوتا ہے؛ اور جب ان میں ریح یا ورم پیدا ہو جاتے ہیں، تو انہی جھلیوں کی وجہ سے ان کا احساس بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ ریح کا احساس تو بالعرض اُس تناؤ (کھنچاؤ۔ تمدد) کی وجہ سے ہوتا ہے، جو جھلی میں پہونچتا ہے؛ اور ورم کا احساس بالعرض اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ورم کے بوجھ سے عُضو لٹک جاتا ہے، جس سے جھلی کا مبدأ (جہاں سے وہ جھلی شروع ہوتی ہے) اور جہاں سے وہ لٹکی ہوئی ہے، وہ متأثر ہوتا ہے +

ثم اللحم وهو حشو خلل وضع هذه الاعضاء فی البدن وقوتها التی تندعم بها

لحم جھلیوں کے بعد گوشت کو بیان کیا جاتا ہے۔ بدن کے اندر اعضاء مفردہ مذکورہ کے درمیان جو خلائیں اور رخنے ہیں، گوشت حقیقت میں ان خلاؤں اور رخنوں کا بھراؤ

---

[1] یعنی یہ وہ عصب و رباط ہوتے ہیں، جن کے ریشوں کے پھیلنے سے جھلی بنتی ہے +

(حشو) ہے، اور ان اعضاء کے لئے قوت ہے، جس سے یہ سہارا حاصل کرتے ہیں (یعنی اگر گوشت ان اعضاء کے رخنوں کو پُر نہ کرے، تو یہ اعضاء کمزور رہیں) +

لحم کی چند قسمیں ہیں: لحم عضلی، لحم غددی، لحم اسنان، اور لحم مفرد +

وكل عضو فله في نفسه قوة غريزية بها يتم له امر التغذي وذلك هو جذب الغذاء وامساكه وتشبيهه والصاقه ودفع الفضل عنه

اعضاء کی تقسیم قوتوں کے لحاظ سے

ہر عضو کی ذات میں (یعنی اس کے جوہر میں قدرتاً) ایک طبعی قوت (قوت غریزیہ) ہوا کرتی ہے جس سے اس عضو کے تغذیہ کا فعل جاری رہتا ہے۔ تغذیہ کے فعل سے مراد غذاء کا جذب کرنا، اس کا (عضو کے اندر) روکنا، اسکو عضو کے مشابہ بنانا، اسکو عضو (کی ساخت) کے ساتھ چپکا دینا، اور اس کے فضلات کو خارج کر دینا ہے۔
اس کے بعد اعضاء میں اختلاف ہے: بعض اعضاء تو ایسے ہیں کہ اس (طبعی) قوت کے ساتھ ایک دوسری قوت بھی ہوتی ہے، جو ان اعضاء سے دوسرے اعضاء کی طرف جاتی ہے، اور بعض اعضاء میں یہ بات نہیں ہوتی (کوئی ایسی قوت نہیں ہوتی جو اس سے نکلکر دوسرے اعضاء کی طرف جائے) +

ثم بعد ذلك فتختلف الاعضاء فبعضها له الى هذه القوة قوة تصير منه الى غيره وبعضها ليس له ذلك ومن وجه آخر فبعضها له الى هذه القوة قوة تصير اليه من غيره وبعضها ليس له ذلك

دوسرے طور پر اعضاء میں ایک اور بھی اختلاف ہے بعض اعضاء اس قسم کے ہوتے ہیں کہ اُن کی اس ذاتی اور طبعی قوت کے علاوہ ایک اور قوت بھی ہوتی ہے، جو دوسرے اعضاء سے ان میں آتی ہے، اور بعض اعضاء ایسے نہیں ہیں (ان میں صرف ذاتی قوت ہوا کرتی ہے، باہر سے کوئی دوسری قوت نہیں آیا کرتی ہے) +

فاذا تركبت حالات عضو قابل[1] معط وعضو معط غير قابل وعضو قابل غير معط وعضو لا قابل

جب ان مختلف صورتوں کو مرکب کیا جائے، تو (عقل میں) چار قسم کے اعضاء بن جاتے ہیں: (۱) عضو قابل مُعطی (وہ عضو جو دوسرے عضو کی قوت کو قبول بھی کرے، اور اپنی

[1] قبول کرنے والا (قابل) اور بخشنے والا (معطی) +

ولامُعْطٍ

قوت دوسرے کی طرف روانہ بھی کرے)۔ (۲) عُضوِ مُعْطِی غیر قابل (وہ عضو جو دوسرے عضو کو قوت بخشے، اور خود کسی سے قوت قبول نہ کرے)۔ (۳) عضو قابل غیر معطی (وہ عضو جو دوسرے عضو سے کسی قوت کو قبول کرے، لیکن دوسرے عضو کو کوئی قوت نہ بخشے)۔ (۴) عضو غیر قابل غیر معطی (عضو لاقابل ولامعطی۔ وہ عضو جو نہ کسی سے کچھ قبول کرے، اور نہ کسی کو کچھ عطا کرے) +

اما العضو القابل المعطی فلاشك فی وجوده فان الدماغ والكبد اجمعوا علی ان كلواحد منهما يقبل قوةَ الحيوة والحرارةَ الغريزية والروحَ من القلب وكل واحد منهما ايضًا مبدأُ قوة يعطيها غيرَهٗ اما الدماغ فمبدأُ الحس عند قوم مطلقا وعند قوم لامطلقا واما الكبد فمبدأُ التغذية عند قوم مطلقًا وعند قوم لامطلقا

چنانچہ عضو قابل مُعْطی کے وجود میں تو کوئی شک نہیں۔ دماغ اور جگر کے متعلق اطبا رمتفق ہیں کہ یہ دونوں اعضار قلب سے قوتِ حیات، حرارت غریزی، اور روح قبول کرتے ہیں، اور پھر خود یہ دونوں ایک ایک قوت کے مبدأ (سرچشمہ) بھی ہیں۔ چنانچہ دماغ ایک قوم (گروہ اطبا) کے نزدیک مطلقًا (کامل طور پر، بغیر اس کے کہ قلب سے قبول کرے) حس کا مبدأ ہے، اور دوسری قوم کے نزدیک دماغ حس کا مبدا ضرور ہے، مگر مطلقًا نہیں (کامل طور پر نہیں، بلکہ قلب سے قبول کرنے کے بعد)۔ اسی طرح جگر ایک قوم کے نزدیک مطلقًا (کامل طور پر) تغذیہ کا مبدأ ہے اور دوسری قوم کے نزدیک مُطْلَقًا نہیں +

واما العضو القابل الغير المعطی فالشك فی وجوده ابعدُ مثل اللحم القابل قوةَ الحس والحيوة وليس هو مبدأ لقوة يعطيها غيرَهٗ بوجهٍ

اسی طرح عضو قابل غیر معطی کے وجود میں شک کرنا اور بھی بعید (از عقل) ہے، کیونکہ گوشت قوتِ حس اور حیات کو (دماغ اور قلب سے) قبول تو کرتا ہے، لیکن یہ کسی ایسی قوت کا مبدأ نہیں ہے، جو کسی غیر کو کسی طور پر (مطلقًا یا لامطلقًا) عطا کرے +

واما القسمان الاٰخران فاختلف فی احدهما الاطباء مع الكبير

پہلا اختلاف رہی باقی دونوں قسمیں (مُعْطی غیر قابل اور غیر مُعطی غیر قابل) تو ان میں سے ایک کے بارہ میں (معطی غیر

من الفلاسفة فقال الكبير من الفلاسفة ان هذا العضو هو القلب و هو الاصل الاول لكل قوة و هو يعطي سائر الاعضاء كلها القوى التي تغذو والتي تحيي والتي تدرك وتحرك

قابل کے بارہ میں) اطباء اور کبیر الفلاسفہ (ارسطو) کا اختلاف ہے۔ چنانچہ کبیر الفلاسفہ تو یہ کہتا ہے کہ ایسا عُضو قلب ہے، قلب ہر ایک قوت کی پہلی جڑ (بنیاد) ہے؛ قلب ہی سارے اعضاء کو ساری قوتیں عطا کرتا ہے، جس سے یہ تغذیہ حاصل کرتے، زندہ رہتے، حِس وادراک کرسکتے اور حرکت کرسکتے ہیں +

واما الاطباء وقوم من اوائل الفلاسفة فقد فرقوا هذه القوى في الاعضاء ولم يقولوا بعضوٍ معطٍ غير قابل لقوة

لیکن اطباء، اور متقدمین فلاسفہ کے ایک گروہ نے ان قوتوں کو مختلف اعضاء میں تقسیم کر دیا ہے، اور وہ کسی ایسے عُضو کے قائل نہیں ہیں جو معطی ہو، اور قابل نہو (چنانچہ یہ کہتے ہیں کہ جگر ہر عضو کے، حتیٰ کہ قلب کے بھی، تغذیہ کا مبدأ ہے؛ دماغ ہر عضو کی، حتیٰ کہ قلب کی، حس کا مبدأ ہے؛ اور قلب تمام اعضاء کی قوتِ حیات کا مبدأ ہے) +

وقوله عند التحقيق والتدقيق اصح وقول الاطباء في بادي النظر اظهر

اگر نظرِ دقیق سے دیکھا جائے، تو حقیقتاً ارسطو کا قول سچا ہے؛ اور سرسری طور پر دیکھا جائے، تو اطباء کا قول زیادہ واضح ہے +

ثم اختلفوا في القسم الآخر الاطباء فيما بينهم والفلاسفة فيما بينهم فذهب طائفة الى ان العظام واللحم الغير الحساس وما اشبههما انما تبقى بقوى فيها تخصها لم تأتها من مبادٍ اُخر لكنها تلك القوى اذا وصل اليها غذاؤها كفت انفسها فلا هي تفيد شيئاً اُخر قوةً فيها ولا ايضاً يفيدها عضو قوةً اخرى

دوسرا اختلاف اسی طرح دوسری قسم (غیر معطی غیر قابل) کے بارہ میں بھی اطباء کا باہم اور فلاسفہ کا باہم اختلاف ہے: ایک گروہ کا مذہب تو یہ ہے کہ ہڈیاں اور گوشت غیر حساس، اور دوسرے وہ اعضاء جو ان کے مانند (بے حس) ہیں، یہ محض اپنی مخصوص (ذاتی، قدرتی) قوتوں سے زندہ اور باقی رہتے ہیں۔ ان کے پاس دوسرے مبادی سے کوئی قوت نہیں آتی ہے؛ بلکہ جب ان کے پاس غذاء پہونچتی ہے تو ان کی اپنی قوتیں (افعال تغذیہ وغیرہ کے لئے) کافی ہو جاتی ہیں۔ الغرض یہ اعضاء ایسے ہیں کہ نہ یہ کسی دوسرے عضو کو کوئی اپنی قوت بخشتے ہیں، اور نہ یہ کسی دوسرے عضو

سے کوئی قوت قبول کرتے ہیں +

وذهب طائفة الى ان تلك القوى ليست تخصها لكنها فائضة اليها من الكبد او القلب في اول الكون ثم استقرت فيها

دوسرے گروہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ قوتیں ان اعضاء کی مخصوص (ذاتی) قوتیں نہیں ہیں، بلکہ یہ جگر اور قلب سے ابتدائے پیدائش ہی میں آکر ان میں بیٹھ گئی ہیں (راسخ ہوگئی ہیں) +

والطبيب ليس عليه ان يتتبع المخرج الى الحق من هذين الاختلافين بالبرهان فليس له اليه سبيل من جهة ما هو طبيب ولا يضره في شئ من مباحثه واعماله

لیکن ان دونوں اختلافات میں طبیب کا یہ کام نہیں ہے کہ دلیل وبرہان سے صداقت کی راہ (سبیل حق) تلاش کرنی شروع کردے۔ چنانچہ طبیب ہونے کی حیثیت سے نہ اس کے لئے اس طرف کوئی راہ ہے، اور نہ اس کے مباحث واعمال میں اس سے کوئی ضرر پہونچ سکتا ہے +

ولكن يجب ان تعلم ويعتقد في الاختلاف الاول انه لا عليه كان القلب مبدأ للحس والحركة للدماغ وللقوة المغذية للكبد او لم يكن فان الدماغ اما بنفسه واما بعد القلب مبدأ للافعال النفسانية بالقياس الى سائر الاعضاء والكبد كذلك مبدأ للافعال الطبيعية المغذية بالقياس الى سائر الاعضاء

ہاں پہلے اختلاف میں اسے اتنا ضرور جان لینا اور سمجھ لینا چاہئے کہ قلب خواہ دماغ کے لئے قوتِ حس وحرکت کا اور جگر کے لئے قوت تغذیہ کا مبدأ ہو یا نہ ہو، اس سے طبیب کو کوئی سروکار نہیں، لیکن اتنا ضرور ہے کہ دوسرے اعضاء کے لحاظ سے دماغ افعال نفسانیہ کا مبدأ اور سرچشمہ ہے، خواہ بالذات ہو یا قلب کے بعد؛ اسی طرح دوسرے اعضاء کے لحاظ سے جگر افعال طبعیہ مغذیہ کا مبدأ اور سرچشمہ ہے +

ويجب ان يعلم ويعتقد في الاختلاف الثاني انه لا عليه كان حصول القوة الغريزية في مثل العظم عند اول الحصول من الكبد او استحقه بمزاجه نفسه او لم يكن ولا واحد منهما ولكن الآن يجب ان يعتقد ان تلك القوة ليست فائضة اليه من الكبد بحيث لو انسد السبيل

اسی طرح دوسرے اختلاف میں طبیب کو اتنا جاننا اور سمجھنا ضروری ہے کہ خواہ ہڈی جیسے اعضاء میں ان کی طبعی قوتیں ابتدائے پیدائش کے وقت جگر سے آئی ہوں، یا یہ قوتیں ان میں ان کے ذاتی مزاج کی وجہ سے قدرتًا حاصل ہوگئی ہوں، یا ان میں سے کوئی صورت بھی نہ ہو، طبیب کو اس سے سروکار نہیں؛ ہاں اس وقت طبیب کو یہ ضرور جان لینا چاہئے کہ یہ قوت ان اعضاء میں جگر سے اس طور پر نہیں آتی ہے کہ اگر درمیان کا راستہ بند ہوجائے، اور

بينهما وكان عند العظم غذاء معد بطل فعله كما للحس والحركة اذا انسد العصب الجائي من الدماغ بل تلك القوة صارت غريزية للعظم ما بقي على مزاجه

ہڈی کے پاس غذا، تیار موجود ہو، تو اُس کا فعل باطل ہو جائے (اور ہڈی اس غذا، سے تغذیہ حاصل نہ کر سکے)، جیسا کہ حس و حرکت کا حال ہے، کہ جب دماغ سے آنے والا عصب (کسی وجہ سے) مسدود ہو جاتا ہے، تو عضو کی حس و حرکت باطل ہو جاتی ہے۔ بلکہ ہڈی جب تک اپنے مزاج پر قائم ہے، اس کی یہ قوت اس کے لئے طبعی (غریزی قدرتی) ہے +

فحينئذ ينشرح له حال القسمة وليعرض له اعضاء رئيسة واعضاء خادمة للرئيسة واعضاء مرؤسة بلا خدمة واعضاء غير رئيسة ولا مرؤسة

چنانچہ اب (جبکہ طبیب کو اعضا کے حالات قوتوں کے لینے اور دینے کے لحاظ سے معلوم ہو گئے، تو) اُس پر اعضاء کی اُس تقسیم کا حال کھل گیا (جو اطباء میں مشہور ہے، کہ اعضاء کی دو قسمیں ہیں: رئیسہ اور غیر رئیسہ) اور اُس پر یہ بات واضح ہو جانی چاہئے کہ کچھ اعضاء تو رئیس ہوتے ہیں، کچھ اعضاء رئیس کے خادم ہوتے ہیں، کچھ اعضاء خدمت کے بغیر مرؤس ہوتے ہیں (رئیس کے اقتدار میں رہتے ہیں)، اور کچھ اعضاء نہ رئیس ہوتے ہیں اور نہ مرؤس +

فالاعضاء الرئيسة هي الاعضاء التي هي مبادي للقوى الاولى في البدن المضطر اليها في بقاء الشخص والنوع امّا بحسب بقاء الشخص فالرئيسة ثلثة القلب وهو مبدأ قوة الحيوة والدماغ وهو مبدأ قوتي الحس والحركة والكبد وهو مبدأ قوة التغذية واما بحسب بقاء النوع فالرئيسة هذه الثلثة

چنانچہ اعضائے رئیسہ وہ اعضاء ہیں جو بدن کی پہلی قوتوں (قوت حیوانیہ، طبعیہ، اور نفسانیہ) کے مبادی اور سرچشمہ ہیں، جن کی حاجت بدن کو بقاء شخص یا بقاء نوع کے لئے ہے۔ بقاء شخص کے لحاظ سے اعضاء رئیسہ تین ہیں: قلب جو قوتِ حیات (حیوانیہ) کا مبدأ ہے؛ دماغ جو قوت حس و حرکت کا مبدا ہے؛ اور جگر جو قوتِ تغذیہ کا مبدأ ہے۔ رہے وہ اعضاء رئیسہ جو بقاء نوع کے لحاظ سے ہیں، تو وہ یہ تینوں بھی ہیں؛ اور ایک چوتھا بھی ان میں شامل ہے، جو محض بقاء نوع کے لئے مخصوص ہے، یعنی دونوں خصیے (اُنثیان)، +

ایضاً ولا بعم تخص النوع وهو الانثیان اللذان یضطر الیهما لامر وینتفع بهما ایضاً لامر اما الاضطرار فلاجل تولید المنی الحافظ للنسل و اما الانتفاع فلاجل افادة تمام الهیئة والمزاج الذکوری والانوثی اللذین هما من العوارض اللازمة لانواع الحیوان لا من الاشیاء الداخلة فی نفس الحیوانیة

خصیوں سے دو باتیں وابستہ ہیں، جن میں سے ایک تو ضرورت (حاجت) ہے، اور دوسری منفعت۔ ضرورت تو یہ ہے کہ ان سے منی بنتی ہے، جس سے نسل کی حفاظت ہوتی ہے۔ اور منفعت یہ ہے کہ خصیوں کی وجہ سے ذکوری (مردانی) اور اُنوثی (زنانی)، ہیئت و مزاج کی تکمیل ہوجاتی ہے، جو انواع حیوانات کے لازمی عوارض میں سے ہیں؛ یہ نفس حیوانیت[۱] میں داخل نہیں ہیں (اگر حیوان میں تناسل کے مردانہ اور زنانہ آلات نہ ہوں، اور پیشاب کے لئے سوراخ موجود ہو، تو وہ حیوان زندہ رہ سکتا ہے، یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ مر ہی جائے) +

واما الاعضاء الخادمة فبعضها تخدم خدمةً مهیئةً وبعضها تخدم خدمةً مؤدیةً والخدمة المهیئة تسمی منفعة والخدمة المؤدیة تسمی خدمة علی الاطلاق والخدمة المهیئة تتقدم فعل الرئیس والخدمة المؤدیة تتاخر عن فعل الرئیس

رہے اعضائے خادمہ (رئیس کے خدمتگزار) تو ان کی خدمت کی دو قسمیں ہیں؛ بعض کی خدمت مُهَیِّئَہ ہوتی ہے (تیار کرنے کی خدمت) اور بعض کی خدمت مُؤَدِّیہ ہوتی ہے (پہونچانے کی خدمت)۔ خدمت مہیئہ کو منفعت کہا جاتا ہے، اور خدمت مؤدیہ کو صرف خدمت (مطلقاً خدمت)۔ خدمت مہیئہ رئیس کے فعل سے پہلے انجام پایا کرتی ہے (گویا وہ رئیس کے فعل کی تیاری ہوتی ہے)، اور خدمت مؤدیہ رئیس کے فعل کے بعد +

اما القلب فخادمه المهیئ هو مثل الریة والمؤدی هو مثل الشرائین

چنانچہ قلب کا خادم مہیئ پھیپھڑے جیسے اعضاء ہیں (پھیپھڑے قلب تک مخصوص ہوا پہونچاتے ہیں، جس سے قلب اپنا فعل انجام دیتا ہے)، اور قلب کے خادم مؤدی شرائین جیسے اعضاء ہیں (جو قلب سے دم شریانی اور روح لیکر تمام اعضاء تک پہنچاتی ہیں) +

واما الدماغ فخادمه المهیئ

دماغ کے خادم مہیئ جگر اور دوسرے اعضاء ہیں جو

---

[۱] یہ امور نفس حیوانیت میں داخل نہیں ہیں کہ اگر یہ نہ ہوں، تو وہ حیوان "حیوان" نہ کہلائے +

هو مثل الكبد وسائر اعضاء الغذاء وحفظ الروح والمؤدی هو مثل العصب

(دماغ کے لئے غذاء مہیا کرتے، اور روح کی حفاظت کرتے ہیں (اگر دماغ کو اچھی غذاء اور اچھی روح نہ ملے، تو وہ اپنا فعل کسی طرح انجام نہیں دے سکتا)؛ اور دماغ کے خادم مؤدی اعصاب جیسے اعضاء ہیں (جو دماغ اور دوسرے اعضاء کے درمیان حِسّی اور تحرّکی تاثیرات کے پہنچانے کا ذریعہ ہیں) +

واما الكبد فخادمها المهيئ هو مثل المعدة والمؤدی هو مثل الاوردة

جگر کا خادم مہیّی معدہ جیسے اعضاء ہیں (جو غذاء کو پکا کر جگر کی طرف موادِ خون کی تولید کے لئے روانہ کرتے ہیں) اور خادم مؤدی وریدوں جیسے اعضاء ہیں (جو جگر کے سامان غذائی کو دوسرے اعضاء تک پہونچاتے ہیں) +

واما الانثيان فخادمها المهيئ مثل الاعضاء المؤلدة للمنی قبلهما واما المودی ففی الرجال الاحليل وعروق بينهما وبينه وكذلك فی النساء عروق يندفع فيها المنی الی المحبل وللنساء زيادة الرحم التی تتم فيه منفعة المنی

اُنثیین (خُصیتین) کے خادم مہیّی وہ اعضاء ہیں جو خصیوں سے پہلے منی (منی کا مادہ) تیار کرتے ہیں، اور خادم مؤدی مردوں میں احلیل (مجرائے بول) اور وہ رگیں (مجرائے منی وغیرہ) ہیں جو خصیوں اور احلیل کے درمیان واقع ہیں؛ اور عورتوں میں وہ رگیں (قاذف) ہیں جن میں منی گذر کر مَحْبَل (حمل کی جگہ۔ رحم) تک پہونچتی ہے۔ علاوہ ازیں عورتوں میں رحم کی ایک زیادتی بھی ہے جہاں منفعتِ منی کی تکمیل ہوتی ہے (منی کی منفعت تکمیل کی صورت حاصل کرتی ہے، یعنی منی کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے بچہ پیدا ہو، چنانچہ اس فائدہ کی تکمیل رحم میں ہوا کرتی ہے) +

وقال جالينوس ان من الاعضاء ماله فعل فقط ومنها ماله منفعة فقط ومنها ماله فعل ومنفعة معًا الاول كالقلب والثانی كالرئة والثالث كالكبد

جالینوس[1] کہتا ہے کہ بعض اعضاء میں تو محض **فعل** پایا جاتا ہے، بعض میں محض **منفعت**؛ اور بعض میں فعل و منفعت دونوں۔ چنانچہ پہلے کی مثال قلب ہے، دوسرے کی مثال پھیپھڑا، اور تیسرے کی مثال جگر +

[1] جالینوس کا یہ قول محض حکایت اور بیان کے طور پر لایا گیا ہے، اس کی تصدیق یا تکذیب مدنظر نہیں +

واقول انه يجب ان نعني بالفعل ما يتم بالشئ وحده من الافعال الداخلة في حيوة الشخص او بقاء النوع مثل ما للقلب في توليد الروح وان نعني بالمنفعة ما يهيئ لقبول فعل عضو آخر حينئذ حتى يصير الفعل تاما في افادة حيوة الشخص او بقاء النوع كاعداد الرية للهواء واما الكبد فانها تهضم اولا هضمها الثاني وتعد للهضم الثالث والرابع فبما تهضم الهضم الاول تاما حتى يصلح ذلك الدم لتغذية نفسها تكون قد فعلت فعلا وبما قد تفعل فعلا معينا لفعل منتظر تكون قد نفعت

مَیں (قولِ جالینوس کی تفسیر میں) کہتا ہوں کہ **فعل** سے مراد (قولِ جالینوس میں) وہ فعل ہے جو کسی ایک عضو سے تکمیل پا جائے (دوسرے عضو کی شرکت کی ضرورت نہ ہو) اور وہ فعل اُن افعال میں سے ہو جو حیاتِ شخص یا بقائے نوع میں داخل ہیں (حیات شخص یا بقائے نوع کے لئے ضروری ہیں) جیسے روح کا پیدا کرنا قلب کے لئے (فعل ہے، جو محض قلب سے پورا ہو جاتا ہے)۔ اور **منفعت** سے مراد وہ کام ہے جو دوسرے عضو کے فعل کو قبول کرنے کے لئے کسی چیز کو (کسی مادہ کو) تیار کر دے؛ جب دوسرے عضو کا عمل اس میں پورا ہو جائے گا، تو حیات بخشنے کے لئے یا بقاءِ نوع کے لئے وہ فعل پورا (فعل تام) ہو جائیگا؛ مثلاً پھیپھڑوں کا ہوا کو تیار کرنا (اور اُسے صاف کر کے قلب کی طرف روانہ کرنا، تاکہ قلب اسے روح حیوانی بنا سکے)۔ رہا جگر، تو اول تو وہ ہضم دوم (ہضم کبدی) کو مکمل کرتا ہے، اور (دوسرے) یہ کہ ہضم سوم اور چہارم کے لئے تیاری کراتا ہے (یعنی اگر جگر اپنا کام نہ کرے تو نہ ہضم عروقی ٹھیک ہو اور نہ ہضم عضوی)۔ تو اس حیثیت سے کہ جگر کے عمل سے پہلا ہضم کامل ہوتا ہے (اخلاط بن جاتے ہیں)، حتی کہ یہ خون خاص جگر کے تغذیہ میں صرف ہونے کے لائق ہو جاتا ہے، یہ **فعل** کہلاتا ہے؛ اور اس حیثیت سے کہ جگر ایک ایسا کام کرتا ہے، جو دوسرے ہونے والے کام جو دوسرے ہضوم کی امداد ہے، جگر کا یہ فعل **منفعت** کہلاتا ہے +

ونقول ايضا من راس ان من الاعضاء ما يتكون من المني

تقسیم اعضاء بلحاظ مادۂ تکوین

(دوسری تقسیم بیان کرنے کے لئے ہم (نئے) سرے سے گفتگو کرتے ہیں کہ بعض اعضاء تو

وهي المتشابهة الاجزاء خلا اللحم والشحم ومنها ما يتكون عن الدم كالشحم واللحم فان ما خلاهما يتكون عن المنيين منى الذكر ومنى الانثى الا انها على قول من يحقق من الحكماء تتكون عن منى الذكر كما يتكون الجبن عن الانفحة وتتكون عن منى الانثى كما يتكون الجبن عن اللبن وكما ان مبدأ العقد فى الانفحة كذلك مبدأ عقد الصورة فى منى الذكر وكما ان مبدأ الانعقاد فى اللبن فكذلك مبدأ انعقاد الصورة اعنى القوة المنفعلة هو فى منى المرأة وكما ان كلوا حد من الانفحة واللبن جزء من جوهر الجبن الحادث عنهما كذلك كلوا حد من المنيين جزء من جوهر الجنين

منی سے پیدا ہوتے ہیں؛ چنانچہ گوشت اور چربی کے سوا باقی تمام اعضاء مفردہ (متشابہۃ الاجزاء) ایسے ہی ہیں. اور بعض اعضاء خون سے بنتے ہیں، جیسے چربی اور گوشت لحم اور شحم کے سوا باقی سارے اعضاء زن ومرد کی منی سے پیدا ہوتے ہیں. لیکن زن ومرد کی منیوں سے اعضاء کے بننے کی صورت کیا ہے؟ تو حکماء میں سے ایک شخص (ارسطو) نے تحقیق کرکے بتایا ہے کہ ان اعضاء کے بنانے میں مرد کی منی اس طرح کام کرتی ہے، جس طرح پنیر (جُبن) کے بنانے میں انفحہ[1] کام کرتا ہے، اور اعضاء کے بنانے میں عورت کی منی اس طرح صرف ہوتی ہے، جس طرح جُبن کے بنانے میں دودھ صرف ہوتا ہے. یعنی جس طرح جمانے کی قوت انفحہ میں ہوتی ہے، اسی طرح عَقدِ صورت (صورت بنانے اور جمانے) کی قوت مرد کی منی میں ہے (مرد کی منی میں قوت فاعلہ یا مؤثرہ ہوتی ہے) اور جس طرح جمنے (انعقاد) کی قوت دودھ میں ہوتی ہے، اسی طرح انعقاد صورت کی قوت، یعنے قوت منفعلہ (قوت متأثرہ) عورت کی منی میں ہے. علی ہٰذا جس طرح انفحہ اور دودھ دونوں پنیر کے جوہر کے اجزاء ہیں یعنی پنیر دونوں کے ملنے سے بنتا ہے؛ اسی طرح عورت اور مرد دونوں کی منی جوہر جنین کے اجزاء ہیں (اور دونوں کے ملنے سے جنین بنتا ہے) +

---

[1] انفحہ (پنیر مایہ۔ چستہ) حیوانات کے بچوں کو جبکہ اُس نے اوّل ہی دودھ پیا ہو، اور کوئی دوسری چیز نہ کھائی ہو، ذبح کرکے اُن کا معدہ مع دودھ کے نکال لیتے ہیں اور اُسکو تازہ یا خشک کرکے کام میں لاتے ہیں. یہی انفحہ یا پنیر مایہ کہلاتا ہے. پنیر بنانے کے لئے دودھ میں پنیر مایہ حل کرکے چھوڑ دیا جاتا ہے، جس سے دودھ جم جاتا ہے، اور پنیر بن جاتا ہے. غرض پنیر بنانے میں انفحہ بطور خمیر کے کام کرتا ہے +

وهذا القول يخالف قليلا بل كثيرا قول جالينوس فانه يرى ان فى كل واحد من المنيين قوة عاقدة وقابلة للعقد ومع ذلك فلا يمتنع ان يقول ان العاقدة فى الذكورى اقوى والمنعقدة فى الانوثى اقوى

(ارسطو کا) یہ قول جالینوس کے قول سے کسی قدر نہیں بلکہ بہت اختلاف رکھتا ہے۔ کیونکہ جالینوس کی رائے ہے کہ "زن و مرد، دونوں کی منی میں جس طرح قوت عاقدہ (جمانے والی قوت) ہوتی ہے، اسی طرح عقد کی قبول کرنے والی قوت (قوت منعقدہ[51]) بھی ہوتی ہے"۔ لیکن باوجود اسکے اگر جالینوس اس امر کا قائل ہو جائے تو کچھ ناجائز نہ ہوگا کہ قوت عاقدہ مرد کی منی میں قوی ہے، اور قوت منعقدہ عورت کی منی میں قوی ہے +

واما تحقيق القول فى هذا ففى كتبنا فى العلوم الاصلية

رہی اس کی تحقیق کہ ان اقوال میں سے صحیح کون قول ہے، تو یہ ہماری اُن کتابوں میں درج ہے، جو علوم اصلیہ[52] (علوم حقیقیہ) میں لکھی گئی ہیں +

ثم ان الدم الذى كان ينفصل عن المرأة فى الاقراء يصير غذاء فمنه ما يستحيل الى مشابهة جوهر المنى والاعضاء الكائنة منه فيكون غذاء منميًا له ومنه ما لا يصير غذاء لذلك ولكن يصلح لان ينعقد فى حشوها ويملأ الامكنة بين الاعضاء الاولى فيكون شحما او لحما ومنه فضل لا يصلح لاحد الامرين فيبقى الى وقت النفاس فتدفعه الطبيعة فضلا واذا ولد الجنين فان الدم الذى يولده كبده يسد مسد ذلك الدم ويتولد

پھر عورتوں کا خون جو ایام حیض میں خارج ہوا کرتا تھا، وہ (حمل کے دنوں میں) غذا بن جاتا ہے۔ چنانچہ اس کا ایک حصہ تو جوہر منی کے مشابہ ہو جاتا، اور اُن اعضاء کے جوہر کے مانند ہو جاتا ہے، جو منی سے پیدا ہوتے ہیں، جو ان کے لئے غذا بنکر انہیں بڑھاتا ہے (ان کے نمو میں صرف ہوتا ہے)۔ اور اسکا دوسرا حصہ اگرچہ اس قابل تو نہیں ہوتا کہ ان اعضاء (منویہ) کے تغذیہ میں صرف ہوسکے مگر اس لائق ضرور ہوتا ہے کہ وہ ان اعضاء کے بھراؤ (حشو) میں منعقد ہو کر اعضاء اُولیٰ (اعضائے منویہ) کے خانوں کو پُر کردے۔ یعنی اس حصۂ خون سے (اعضائے منویہ نہیں بنتے ہیں، بلکہ) لحم و شحم پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس کا تیسرا حصہ فضلہ ہوتا ہے، جو ان دونوں میں سے کسی کام کی بھی

[51] "قوت منعقدہ"، بستہ ہو جانے کی قوت۔ جم جانے کی استعداد اور قابلیت۔ "قوت عاقدہ"۔ جمانے والی قوت۔ بستہ کر دینے والی قوت + [52] وہ علوم جو قوموں اور مذہبوں کے بدلنے سے نہیں بدلتے، مثلاً فلسفہ، طبعیات، ریاضیات وغیرہ

عنه ما كان يتولد عن ذلك الدم

صلاحیت نہیں رکھتا۔ چنانچہ نفاس کیوقت تک (رحم میں) پڑا رہتا ہے، جسکو طبیعت (ولادت کیوقت) فضلہ کے طور پر دفع کردیتی ہے۔ پھر جب بچہ پیدا ہوجاتا ہے، (اور رحم سے باہر نکل آتا ہے) تو جو خون اب اسکے جگر میں بنتا ہے، وہ اس خون (مادری خون) کے قائم مقام ہوجاتا ہے، اور اس سے وہی چیزیں بننے اور پیدا ہونے لگتی ہیں جو ماں کے خون سے بنتی اور پیدا ہوتی تھیں۔

فاللحم يتولد عن متين الدم ويعقده الحر واليبس واما الشحم فمن مائيته ودسمه ويعقده البرد ولذلك يحله الحر

لحم گاڑھے خون سے پیدا ہوتا ہے، اور اسکو حرارت و یبوست منعقد کرتی ہے، اور شحم خون کی مائیت اور اس کی چکنائی سے بنتا ہے، اور اس کو برودت منعقد کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حرارت چربی کو پگھلا دیتی ہے۔

وما كان من الاعضاء متخلقا من المنيين فانه اذا انفصل لم ينجبر بالاتصال الحقيقي الا بعضه في قليل من الاحوال وفي سن الصبى مثل العظام وشعب صغيرة من الاوردة دون الكبيرة ودون الشرائين واذا انتقص منه جزء لم ينبت عوضه شئ وذلك كالعظم والعصب

جو اعضاء زن و مرد کی منی سے پیدا ہوتے ہیں (اعضائے منویہ) وہ ٹوٹنے کے بعد حقیقی طور پر جڑا نہیں کرتے، ہاں ان میں سے بعض اعضاء اور وہ بھی بہت کم حالات میں، اور بچپن کے زمانہ میں (سن صبی میں) جڑ جایا کرتے ہیں، مثلاً ہڈیاں، اور وریدوں کی چھوٹی شاخیں، نہ کہ ان کی بڑی شاخیں، یا شریانیں (یعنی وریدوں کی بڑی شاخیں اور شریانیں منفصل ہونے کے بعد اتصال نہیں پایا کرتی ہیں)۔ علیٰ ہذا جب ان اعضاء کا کوئی حصہ کم ہوجاتا ہے تو اس کا عوض نہیں بنتا، مثلاً ہڈی اور عصب (جب انکا کوئی حصہ کٹ کر کم ہوجاتا ہے، تو یہ ہمیشہ اسی طرح ناقص رہتے ہیں)۔

وما كان متخلقا من الدم فانه ينبت بعد انثلامه ويتصل بمثله كاللحم

اور جو اعضاء خون سے بنتے ہیں (یعنی لحم و شحم وہ ان دونوں باتوں میں اعضائے منویہ سے اختلاف رکھتے ہیں) وہ کٹنے (اور کم ہونے) کے بعد اُگ بھی آتے ہیں، اور (انفصال کے بعد) اپنے ہم جنس کے ساتھ حقیقی طور پر اتصال بھی پا جاتے ہیں، مثلاً گوشت۔

وما کان متولدًا عن دم فیه قوة المنی بعد فمادام العهد بالمنی قریبًا فذلك العضو اذا فات امکن ان ینبت مرة اخری مثل السن فی سن الصبی واما اذا استولی علی الدم مزاج آخر فانه لا ینبت مرة اخری

رہے وہ اعضاء جو ایسے خون سے بنتے ہیں جس میں منی کی قوت[1] حاصل ہوگئی ہے، تو اگر منی کا زمانہ قریب ہی ہے، تو ممکن ہے کہ دوبارہ اُسی جیسا عضو پیدا ہوجائے، جیسا کہ دانت بچپن کے زمانہ میں (سن صبی میں) دوبارہ اُگ آتے ہیں)۔ اور جب اس خون پر دوسرا مزاج غالب ہوجاتا ہے (اور منی کا زمانہ گذر کر دور ہوجاتا ہے، جیسا کہ بڑھاپے کا زمانہ) تو وہ دوسری مرتبہ نہیں اُگا کرتا +

ونقول ایضًا ان الاعضاء الحساسة المتحرکة قد تکون تارة مبدأ الحس والحرکة لها جمیعًا عصبة واحدة وقد یفترق تارة ذلك فیکون مبدأ کل قوة عصبة

شذرہ اس وقت ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ جو اعضاء حس اور حرکت دونوں رکھتے ہیں (اعضائے حساسہ متحرکہ)، گاہے اُن کی حس اور اُن کی حرکت دونوں کا مبدأ ایک ہی پٹھہ ہوتا ہے، اور گاہے یہ الگ الگ ہوتے ہیں۔ یعنی ہر دو قوت (قوت حس و قوت حرکت) کا مبدأ ایک ایک پٹھہ ہوتا ہے (حسی عصب الگ ہوتا ہے اور حرکت کا عصب الگ) +

ونقول ایضًا ان جمیع الاحشاء الملفوفة فی الغشاء منبت غشائها من احدی غشائی الصدر والبطن المستبطنین اما ما فی الصدر کالحجاب والاوردة والوریدة والشریانات فمنبت اغشیتها من الغشاء المستبطن للاضلاع واما ما فی الجوف من الاعضاء والعروق فمنبت اغشیتها من الصفاق المستبطن لعضل البطن

شذرہ علیٰ ہذا ہم یہ بھی کہنا چاہتے ہیں کہ تمام احشاء جو جھلی میں ملفوف ہیں، ان کی جھلیاں سینے کی غشاء مستبطن (غشاء الصدر) سے یا شکم کی غشاء مستبطن[2] (غشاء البطن) سے اُگی ہوئی ہوتی ہیں۔ چنانچہ سینے کے اعضاء، مثلاً حجاب (حجاب حاجز)، وریدوں، شریانوں، اور پھیپھڑوں کی جھلیوں کا مبدأ سینے کی وہ جھلی ہے جو پسلیوں کے اندر استر کرتی ہے (غشاء مستبطن اضلاع)۔ اور شکم کے اعضاء اور شکم کی رگوں کی جھلیوں کا مبدأ (منبت) صفاق ہے۔ جو عضلات شکم کے اندر استر کرتا ہے +

---

[1] اطباء کا خیال ہے کہ دانت ایسے خون سے پیدا ہوتے ہیں جس میں منی کی قوت ہوتی ہے +

[2] غشاء مستبطن وہ جھلی جو کسی عضو کے اندر استر کرے۔ چنانچہ یہاں جن دو جھلیوں کا ذکر ہے، یہ شکم اور سینے کے اندر استر کرتی ہیں +

وایضًا فان جمیع الاعضاء اللحمیة اما لیفیة کاللحم فی العضل واما لیس فیها لیف کالکبد ولاشئ من الحرکات الا باللیف اما الارادیة فبسبب لیف العضل واما الطبیعیة کحرکة الرحم والعروق والمرکبة من الارادی والطبیعی کحرکة الازدراد فبلیف مخصوص بهیئة من وضع الطول والعرض والتوریب فللجذب اللیفُ المطاول وللدفع اللیفُ الذاهب عرضًا العاصر وللامساك اللیفُ المورب

شذرہ یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ سارے اعضائے لحمیہ دو قسم کے ہیں: (۱) جن میں لیفات (ریشے) ہوں، (۲) جن میں لیفات نہ ہوں۔ چنانچہ وہ گوشت جو عضلہ کے اندر ہوتا ہے وہ پہلی قسم کی مثال ہے (لحم لیفی ہے)، اور جگر دوسری قسم کی۔ لیکن یہ واضح ہونا چاہیئے کہ کوئی حرکت لیفات (ریشوں) کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ ارادی حرکات تو عضلات کے ریشوں سے انجام پاتے ہیں؛ اور طبعی حرکات، مثلاً رحم اور عروق کی حرکات، اور مرکب حرکات جو ارادی حرکت اور طبعی حرکت سے ملے ہوئے ہوتے ہیں، مثلاً ازدراد (لقمہ نگلنے) کی حرکت، تو یہ مخصوص ہئیت کے ریشوں سے پورے ہوتے ہیں: بعض طول میں ہوتے ہیں، بعض عرض میں، اور بعض ترچھے طور پر؛ چنانچہ جذب کا کام طولانی ریشے انجام دیتے ہیں، دفع کا کام آڑے ریشے، اور امساکِ غذا کا کام ترچھے ریشے +

وما کان من الاعضاء ذا طبقة واحدة مثل الاوردة فان اصناف لیفه الثلثة منتسج بعضها فی بعض وما کان ذا طبقتین فاللیف الذاهب عرضًا یکون فی الطبقة الخارجة والآخران فی الطبقة الداخلة الا ان الذاهب طولًا امیل الی سطحها الباطن وانما خلق کذلك لئلا یکون لیف الجذب والدفع

شذرہ (طبقات والے اعضاء میں سے) جن اعضاء میں محض ایک طبقہ ہوتا ہے، جیسے وریدیں[1]، تو ان میں تینوں قسم کے ریشے (لمبوترے، آڑے اور ترچھے) ایک دوسرے کے ساتھ بُنے ہوئے ہوتے ہیں، اور جن اعضاء میں دو طبقات ہوتے ہیں، اُن میں آڑے ریشے بیرونی طبقہ میں ہوتے ہیں، اور باقی دونوں قسم کے ریشے اندرونی طبقہ میں؛ لیکن ان میں سے طولانی ریشے اندرونی سطح کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں (اندرونی سطح سے زیادہ قریب ہوتے ہیں)۔ ایسا محض اسلئے کیا گیا ہے کہ جذب اور دفع (دو متضاد کام ہیں) دونوں کے

[1] وریدوں کے طبقات چونکہ بمقابلہ شریانوں کے بہت رقیق ہوتے ہیں، اس لئے ان کے تین طبقات گویا شریانوں کے ایک طبقہ کے برابر ہوتے ہیں +

معا بل یف الجذب والامساك هما اولی بان یکونا معا الا فی الامعاء فان حاجتها لم تکن الی الامساك شدید ة بل الی الجذب والدفع

ریشے ایک ساتھ نہ رہیں؛ بلکہ جذب اور امساک کے ریشے اس کے مستحق ہیں کہ ان دونوں کو ساتھ رکھا جائے۔ البتہ آنتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں (یعنی آنتوں میں ترچھے ریشے امساک کے لئے پیدا نہیں کئے گئے ہیں) کیونکہ آنتوں میں امساک غذا کی زیادہ ضرورت نہیں ہے، بلکہ ان میں جذب اور دفع کی ضرورت زیادہ ہے +

ونقول ایضًا ان الاعضاء العصبانیة المحیطة باجسام غریبة عن جواهرها منها ما هی ذات طبقة واحدة ومنها ما هی ذات طبقتین وانما خلق ما خلق منها ذات طبقتین لمنافع احدٰها مس الحاجة الی شدة الاحتیاط فی وثاقة جسمیتها لئلا ینشق بسبب قوة حركتها بما فیها كالشرائین

شذرہ اعضائے عصبانیہ جو ایسے اجسام پر حاوی ہوں جو ان اعضاء کے جوہر کے لحاظ سے غریب (اجنبی) ہوں، یہ دو قسم کے ہیں: بعض ایک طبقہ والے ہیں، اور بعض دو طبقات والے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے جو دو طبقہ والے ہیں، وہ ایسے چند منافع کے لئے پیدا کئے گئے ہیں (یعنے ان میں دو طبقات کے ہونے سے چند فائدے وابستہ ہیں):

(۱) بعض مقامات پر ضرورت اس امر کی داعی ہوتی ہے کہ مزید حزم و احتیاط کی غرض سے اُس عضو کی جسمیت کو زیادہ مستحکم اور قوی کر دیا جائے، تاکہ جو چیز اُس عضو کے جوف کے اندر ہے، اُس کی شدّتِ حرکت سے وہ پھٹ نہ جائے جیسا کہ شرائین میں کیا گیا ہے +

والثانیة مس الحاجة الی شدة الاحتیاط فی امر الجسم المخزون فیها لئلا یتحلل او یخرج اما استشعار التحلل فبسبب سخافتها ان كانت ذات طبقة واحدة واما استشعار الخروج فبسبب اجابتها الی الانشقاق لذلك ایضًا وهذا الجسم المخزون هو

(۲) بعض مقامات پر مزید احتیاط اس امر کی داعی ہوتی ہے کہ جو چیز اُس عضو کے اندر مخزون ہے (اکٹھی اور جمع ہے)، وہ تحلیل اور خارج نہ ہو جائے۔ تحلل کا ڈر تو اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اگر اُسے ایک طبقہ کا بنایا جائے تو ممکن ہے کہ اس کی باریکی اور نزاکت کی وجہ سے وہ جسم لطیف تحلیل ہو جائے؛ اور اُس جسم کے خارج ہونے کا ڈر اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ باریک ہونے (اور کمزور ہونے) کی وجہ سے پھٹ نہ جائے۔ چنانچہ ایسے جسم

مثل الروح والدم المخزونين في الشرائين الذين يجب ان يحتاط في صونهما ويخاف ضياعهما اما الروح فبالتحلل واما الدم فبالشق وفي ذلك خطر عظيم

مخزون کی مثال روح اور خون ہے، جو شریانوں میں رہتے ہیں، جن کی حفاظت میں مزید احتیاط کی بڑی ضرورت ہے؛ اور جن کے ضائع ہونے سے خوف کھانا واجب ہے۔ روح (چونکہ لطیف ہوتی ہے، اس لئے اس) کے ضائع ہونے کی صورت تحلل ہو سکتی ہے، اور خون (چونکہ لطیف نہیں ہے، اس لئے اس) کے ضائع ہونے کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ شریان پھٹ جائے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس میں بڑا خطرہ ہے۔

والثالثة انه اذا كان عضو يحتاج ان يكون كل واحد من الدفع والجذب فيه بحركة قوية اُفرِدَ له آلة بلا اختلاط وذلك كالمعدة والامعاء

(۳) بعض اعضاء میں اس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ جس طرح جذب کی حرکت قوی ہو، اسی طرح دفع کی حرکت بھی قوی ہو؛ ایسے اعضاء میں دونوں کے آلات (دفع کے آڑے ریشے اور جذب کے طولانی ریشے) ملائے نہ گئے، بلکہ (دو طبقات میں) الگ الگ کر دئے گئے؛ جیسا کہ معدہ اور آنتوں میں کیا گیا ہے۔

والرابعة انه اذا اريد ان يكون كل طبقة من طبقات العضو لفعل يخصه وكان الفعلان يحدث احدهما عن مزاج مخالف للآخر كان التفريق بينهما اصوب مثل المعدة فانه اريد فيها ان يكون لها الحس وذلك انما يكون بعضو عصباني وان يكون لها الهضم وذلك انما يكون بعضو لحماني فافرد لكل واحد من الامرين طبقة فطبقة عصبية للحس وطبقة لحمية

(۴) بعض اعضاء میں (قدرتاً) یہ مقصود تھا کہ اُسکے ہر ایک طبقہ سے ایک مخصوص کام وابستہ کیا جائے؛ اور دونوں کام (دونوں طبقات کے افعال) ایسے مختلف ہوں کہ (ایک مزاج سے دونوں صادر نہ ہو سکیں؛ بلکہ) جس مزاج سے ایک کام ہو سکتا ہو، وہ دوسرے مزاج سے مخالف ہو۔ ایسی صورت میں دونوں کاموں کا جُدا کرنا (اور ہر ایک کام کو ایک مخصوص طبقہ کے سپرد کرنا) بہتر ہوا؛ جیسا کہ معدہ میں کیا گیا ہے: معدہ میں حس کی بھی ضرورت تھی، اور ہضم کی بھی۔ چنانچہ حس کے لئے تو عضو عصبانی کی ضرورت ہے، اور ہضم کے لئے عضو لحمانی کی۔ ان دونوں ضرورتوں کے لئے ایک ایک طبقہ مخصوص

للهضم وجعلت الطبقة الباطنة عصبية والخارجة لحمانية لان الهاضم يجوز ان يصل الى المهضوم بالقوة دون الملاقاة واما الحاس فلا يجوز ان لا يلاقى المحسوس اعنى فى حس اللمس

کر دیا گیا؛ طبقہ عصبیہ[1] حِس کے لئے، اور طبقہ لحمیہ ہضم کے لئے پھر اندرونی طبقہ کو عصبیہ کیا گیا، اور بیرونی کو لحمیہ۔ اسلئے کہ جو طبقہ ہاضم ہے، ممکن ہے کہ اس کی قوت (اثر یا حرارت) ملاقات کے بغیر مہضوم (غذا) تک پہونچ جائے، لیکن جو طبقہ حسّاس ہے، اُس کے لئے تو نا ممکن ہے کہ جسم محسوس کی ملاقات کے بغیر احساس کرسکے۔ ہماری مراد یہاں حِس سے "حس لمس" ہے (حِس لمس میں جسم محسوس کی ملاقات شرط ضروری ہے، لیکن حِس بصر اور حِس سمع میں جسم محسوس کی ملاقات احساس کے لئے ضروری نہیں ہے)۔

واقول ايضا ان الاعضاء منها ما هى قريبة المزاج من الدم فلا يحتاج الدم فى تغذيتها الى ان يتصرف فى استحالات كثيرة مثل اللحم فلذلك لم يجعل فيه تجاويف وبطون يقوم فيها الغذاء الواصل مدة ثم يغتذى به اللحم ولكن الغذاء كما يلاقيه يستحيل اليه

شذرہ بعض اعضاء کا مزاج خون کے مزاج سے قریب ہوا کرتا ہے، اور بعض کا مزاج بعید۔ جن اعضاء کے مزاج خون سے قریب ہوتے ہیں، اُن میں اس امر کی ضرورت نہیں ہوا کرتی ہے کہ بہت سے استحالات (تغیرات) کے بعد خون اُن کے تغذیہ میں صرف ہو، جیسے لحم۔ اسی وجہ سے لحم میں ایسے جوف اور بطون نہیں بنائے گئے ہیں جن میں ایک مدت تک اس کی غذا پڑی رہے (اور ایک عرصہ تک استحالات باقی رہے)، اس کے بعد گوشت کے تغذیہ میں وہ صرف ہو۔ بلکہ جیسی ہی کہ غذا گوشت سے ملاقی ہوتی ہے، وہ اس گوشت میں مستحیل ہوجاتی ہے (گوشت اس سے تغذیہ حاصل کرلیتا ہے)۔

ومنها ما هى بعيدة المزاج عنه فيحتاج الدم فى ان يستحيل اليه الى ان يستحيل اولا استحالات كثيرة

اور جن اعضاء کے مزاج خون سے بعید ہیں، خون ان اعضاء کی صورت میں اُسی وقت تبدیل ہوا کرتا ہے جبکہ خون پہلے بہت سے استحالات کو عبور کرکے بتدریج اُن

[1] معدہ کے طبقۂ عصبیہ سے مراد وہی اندرونی مخاطی طبقہ ہے، جو غذا سے ملاقی رہتا ہے، اور طبقۂ لحمیہ سے مراد عضلی طبقہ ہے، جس سے معدہ میں حرکت ہوا کرتی ہے۔

متدرجة الی مشاکلة جوهرہ کالعظم فلذلک جعل له فی الخلقة اما تجویف واحد یحوی غذاءً ائه مدة یستحیل فی مثلها الی مجانسته مثل عظم الساق والساعد او تجاویف متفرقة فیه مثل عظم الفک الاسفل

اعضاء کے جوہر سے مشابہت حاصل کر لیتا ہے۔ ایسے عضو کی مثال ہڈی ہے، جس میں کہیں ایک جوف بنایا گیا ہے اور کہیں متفرق و متعدد جوف بنائے گئے ہیں؛ جن میں غذا ایک مدت تک بڑی تغیرات پایا کرتی ہے، اور ہڈی کی مجانست و مشابہت حاصل کیا کرتی ہے۔ ایک جوف والی ہڈی کی مثال پنڈلی کی ہڈی اور کلائی کی ہڈی ہے؛ اور متفرق جوف والی ہڈی کی مثال زیرین جبڑا ہے +

وما کان من الاعضاء کذلک فانه یحتاج الی ان یمتار من الغذاء فوق الحاجة فی الوقت لیحیله الی مجانسته شیئاً بعد شئ

جو اعضاء، اس قسم کے (خون کے مزاج سے دور) ہیں، وہ ایک وقت میں اپنی ضرورت سے زیادہ غذاء لے لیا کرتے ہیں، تاکہ وہ پڑی رہے، اور تبدیلی پا کر اور مشاکلت حاصل کر کے تھوڑی تھوڑی خرچ ہوتی رہے +

والاعضاء القویة تدفع فضولها الی جاراتها الضعیفة کدفع القلب الی الابطین والدماغ الی ما خلف الاذنین والکبد الی الاربیتین +

شذرہ اعضائے قویہ اپنے فضلات کو اپنے کمزور پڑوسیوں کی طرف دھکیل دیا کرتے ہیں، جس طرح قلب اپنے فضلات کو بغل کی (گلٹیوں کی) طرف، و دماغ کان کے پیچھے (کی گلٹیوں) کی طرف، اور جگر کنج ران (اُربیہ کی گلٹیوں) کی روانہ کر دیا کرتے ہیں +

> اس کے بعد "پانچ جملے" اعضائے مفردہ کی تشریح کے ہیں، جنکو میں ترجمہ میں کلیات کی کتاب سے مصلحتاً جدا کر رہا ہوں۔ اگر خدا نے موقعہ دیا، تو میں تشریحی حصہ کو الگ شائع کروں گا، جس میں اعضائے مفردہ کے ساتھ اعضائے مرکبہ کو بھی اکٹھا کر دوں گا، جو متفرق مقامات پر ہیں + مترجم

التعليم السادس

تعلیم ششم۔ قویٰ و افعال

وهو فی القوی والافعال جملة وفصل

اس تعلیم میں ایک جملہ اور ایک فصل ہے +

الجملة فی القوی

جملہ۔ قویٰ

وهو ستة فصول

جملہ میں قویٰ کا تذکرہ ہے، جس میں چھ فصلیں ہیں +

الفصل الاول منها فی اجناس القوی بقول کلی

فصل اوّل۔ اجناس[له] قویٰ کا کلی بیان

ان القوی والافعال يعرف بعضها من بعض اذ كان كل قوة مبدأ فعل ما وكل فعل انما يصدر عن قوة فلهذا جمعناهما فی تعليم واحد فاجناس القوى واجناس الافعال الصادرة عنها عند الاطباء ثلثة جنس القوى النفسانية وجنس القوى الطبيعية وجنس القوى الحيوانية

قویٰ اور افعال کی معرفت ایک دوسرے سے حاصل ہو جاتی ہے (قویٰ کا علم افعال سے، اور افعال کا علم قویٰ سے حاصل ہو جایا کرتا ہے) کیونکہ ہر قوت کسی نہ کسی فعل کا مبدأ ہوتی ہے؛ اور ہر فعل کسی نہ کسی قوت ہی سے صادر ہوا کرتا ہے۔ اسی وجہ سے ہمنے قویٰ اور افعال کو ایک تعلیم میں اکٹھا کر دیا ہے۔ چنانچہ قویٰ کی جنسیں (قسمیں) اور افعال کی جنسیں، جو قویٰ ہی سے صادر ہوتے ہیں، اطباء کے نزدیک تین ہیں: قوائے نفسانیہ کی جنس، قوائے طبیعیہ کی جنس، اور قوائے حیوانیہ کی جنس +

وكثير من الفلاسفة وعامة الاطباء وخصوصا جالينوس يرى ان لكل واحدة من القوى عضوا رئيسا هو معدنها وعنه يصدر افعالها فيرون ان القوة النفسانية مسكنها ومصدر فعلها

اطباء کی رائے: بیشتر فلاسفہ، عام اطباء اور خصوصاً جالینوس کی رائے ہے کہ مذکورہ بالا تینوں اجناس قویٰ کے لئے ایک ایک عضو رئیس ہے، جو اس جنس قوت کا معدن (اور مخزن) ہوتا ہے، اور اسی عضو رئیس سے اس قوت کے افعال صادر ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کا خیال ہے کہ قوت نفسانیہ کا مسکن (مقام) اور اس کے

[له] اجناس سے مراد یہاں بڑی قسمیں ہیں، جنکے تحت میں دوسری چھوٹی قسمیں (انواع) ہوں +

الدماغ

افعال کا مصدر[1] (مرکز) دماغ ہے +

وان القوة الطبيعية لها نوعان نوع غايته حفظ الشخص وتدبيره وهو المتصرف فی امر الغذاء ليغذو البدن الی نهاية بقائه وينميه الی نهاية نشوه ومسکن هذا النوع ومصدر فعله هو الکبد ونوعٌ غايته حفظ النوع وهو المتصرف فی امر التناسل ليفصل من امشاج البدن جوهر المنی ثم يصوره باذن الخالق تعالی ومسکن هذا النوع ومصدر افعاله هو الانثيان

اور **قوت طبعیہ** کی دو قسمیں ہیں: **ایک قسم** کی غایت (غرض) حفاظتِ شخص اور اس کی تدبیر ہے۔ یہ قسم غذا کے کاموں میں اس لئے مشغول ہوتی ہے کہ بدن کا تغذیہ اُس وقت تک کرتی رہے جب تک یہ باقی رہے اور اسے اُس وقت تک بڑھاتی چلی جائے (تنمیہ) جب تک نمو اپنی انتہا کو نہ پہونچ جائے۔ اس قسم کا مسکن اور اس کے فعل کا مصدر **جگر** ہے۔ **دوسری قسم** کی غایت نوع کی حفاظت ہے جو تناسل کے کاموں میں اس لئے مشغول ہوتی ہے کہ امشاج بدن سے (رطوباتِ بدن سے) جوہر منی کو جدا کرے (یعنی رطوبات بدن سے خاص اجزا لیکر انہیں منی بنا دے)، اور اس جوہر کو اپنے خالق کے حکم سے مخصوص صورت پہنا دے (یعنی منی کو جنین کی صورت پہنا دے)۔ اس قسم کا مسکن اور اس کے فعل کا مصدر دونوں **خصیے** (اُنثیین) ہیں +

والقوة الحيوانية وهی التی تدبر امر الروح الذی هو مرکب الحس والحرکة وتهيئه لقبوله اياهما اذا حصل فی الدماغ وتجعله بحيث يعطی ما يفشو فيه الحيوة ومسکن هذه القوة ومصدر فعلها هو القلب

رہی **قوت حیوانیہ** تو اس کا کام اُس روح کی تدبیر[2] ہے جو حس و حرکت کی مرکب (حامل۔ سواری) ہے، اور اُس روح کو اس امر کے لئے تیار اور آمادہ کرنا ہے کہ جب وہ دماغ میں پہونچے تو وہ حس و حرکت کو قبول کرلے، اور اُس روح کو اس قابل بنا دینا ہے کہ جس (حصۂ بدن) میں وہ پھیلے، اُسے حیات بخشے۔ اس قوت حیوانیہ کا مسکن اور اس کے فعل کا مصدر **قلب** ہے (یہ خیالات تو اکثر فلاسفہ اور عام اطباء کے ہیں) +

[1] مصدر اور مسکن دو لفظ یہاں آئے ہیں، بقول گیلانی لفظ مصدر مسکن کی تفسیر ہے (مسکن۔ قوت کے رہنے کا مقام۔ مصدر جہاں سے قوت کا فعل صادر ہو) + [2] روح کی تدبیر سے مراد روح کو فساد سے بچانا اور روح کی اصل [illegible] کرنا ہے کہ وہ اعضاء میں نفوذ کرے +

واما عظیم الفلاسفة وهو ارسطو طالیس فیری ان مبدأ جمیع هذه القوی هو القلب الا ان لظهور افعاله الاولیة هذه المبادی المذکورة کما ان مبدأ الحس عند الاطباء هو الدماغ ثم لکل حاسة عضو منفرد منه لیظهر فعلها

ارسطو کی رائے

رہا عظیم الفلاسفہ یعنی ارسطا طالیس تو اس کی رائے یہ ہے کہ ان تمام مذکورہ بالا قوتوں کا مبدأ (مرکز حقیقی) **قلب** ہے۔ ہاں ان قویٰ کے افعال اولیہ[1] کے ظہور کے لئے یہی مذکورہ (اعضاء ثلاثہ) مبادی ہیں (یعنی تمام قوتوں کا حقیقی مبدأ و مرکز تو قلب ہے؛ مگر ان قوتوں کے افعال کا ظہور الگ الگ تینوں اعضاء میں ہوتا ہے)۔ جس طرح اطباء کے نزدیک (بھی مثلاً) ساری حس کا مبدأ دماغ ہے؛ پھر ہر ایک قوت حاسہ کے لئے الگ الگ اعضاء ہیں، جہاں ان کے افعال ظاہر ہوتے ہیں +

حس بصر کے لئے آنکھ ہے، حس سمع کے لئے کان ہے، حس شم کے لئے ناک ہے، حس ذوق کے لئے زبان ہے، اور حس لمس کے لئے جلد ہے، جہاں ان تمام احساسات کے افعال ظاہر ہوتے ہیں؛ حالانکہ سارے احساسات کا مرکز حقیقی دماغ ہی ہے +

ثم اذا فُتِّشَ عن الواجب وحُقِّقَ وُجِدَ الامر علی ما یراه ارسطو طالیس دونهم ویوجد اقاویلهم منتزعةً من مقدمات مقنعة غیر ضروریة انما یتبعون فیها ظاهر الامور

پھر اگر سچائی کا کھوج لگایا جائے، اور پورے طور پر تحقیق کی جائے، تو بات وہی صحیح نکلے گی جو ارسطا طالیس کی رائے ہے؛ نہ کہ دوسرے لوگوں کی رائے؛ اور یہ ثابت ہوگا کہ ان لوگوں کے اقوال کا مدار غیر یقینی (مُقْنِعَہ[2]) اور غیر ضروری مقدمات پر ہے، جن میں یہ ظاہری باتوں کی طرف چلے گئے ہیں (حقیقت کا کھوج نہیں لگایا ہے) +

لکن الطبیب لیس علیه من حیث هو طبیب ان یتعرف الحق من هذین الامرین بل ذلك علی الفیلسوف او علی الطبیعی والطبیب اذا سُلِّمَ له

لیکن طبیب کو بحیثیت طبیب ہونے کے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے کہ یہ جاننے کی کوشش کرے کہ ان دونوں میں سے حق بات کیا ہے؛ بلکہ یہ تو فیلسوف (فلسفی) یا طبیعی (علم طبعیات کے ماہر) کا منصب ہے۔ طبیب کو جبکہ یہ بطور مسلمات کے بتا دیا گیا کہ یہ اعضاء مذکورہ (دل،

---

[1] افعال اولیہ سے مراد افعال حیات، افعال حس و حرکت، افعال تغذیہ و تنمیہ و تولید مثل ہے +

[2] مقدمات مُقْنِعَہ اصطلاح منطق میں اُن مقدمات یا دلائل کو کہتے ہیں جن سے نتیجہ برآمد ہونا یقینی نہیں +

ان هذه الاعضاء المذكورة مبادٍ مّا لهذه القوى فلا عليه فيما يحاوله من امر الطب كانت هذه مستفيدة عن مبدأ قبلها او لم يكن لكن جهل ذلك مما لا يرخص فيه للفيلسوف

دماغ، اور جگر) ان قُوٰی کے لئے مبادی ہیں، خواہ کسی طرح ہوں (حقیقی مبادی ہوں، یا ظاہری مبادی ہوں) تو طب کا جو کچھ عملی مقصد ہے، اس میں کوئی حرج واقع نہ ہوگا؛ خواہ یہ قوتیں کسی ایسے مبدأ سے حاصل ہوئی ہوں، جو ان سے قبل ہو، یا ایسا نہ ہو (یعنی مثلاً خواہ قوت نفسانی کا حقیقی مرکز دماغ ہو، یا یہ کہ دماغ سے پہلے اسکا حقیقی مرکز قلب ہو، اور قلب سے منتقل ہو کر دماغ میں آئی ہو، اور یہاں آکر اس کے افعال ظاہر ہونے لگے ہوں)۔ ہاں فیلسوف کو ایسی باتوں سے جاہل رہنا نہ چاہیے (فیلسوف پر اس مسئلہ کی تحقیق کرنی واجب ہے؛ طبیب کی طرح اُسے اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی کہ وہ اس مسئلہ پر غور نہ کرے) +

الفصل الثاني في القوى الطبيعية المخدومة

فصل دوم قُوائے طبعیہ مخدومہ

واما القوى الطبيعية فمنها خادمة ومنها مخدومة

قوائے طبعیہ کی دو قسمیں ہیں: خادمہ اور مخدومہ +

اگر کسی قوت کا فعل دوسری قوت کے فعل کے لئے ہو، تو اُسے خادمہ کہتے ہیں، اور اگر اُس کا فعل دوسری قوت کے لئے نہ ہو، بلکہ اُس کا فعل مقصود بالذات ہو، تو اُسے مخدومہ +

والمخدومة جنسان جنس يتصرف في الغذاء لبقاء الشخص

پھر مخدومہ کی دو جنسیں (قسمیں) ہیں: ایک جنس غذاء میں بقائے شخص کے لئے تصرف کرتی ہے اور دوسری جنس غذاء میں بقائے نوع کے لئے کام کرتی ہے۔

وينقسم الى نوعين الى الغاذية والنامية وجنس يتصرف في الغذاء لبقاء النوع وهو ينقسم الى نوعين الى المولدة والمصورة

جنس اول کی دو قسمیں ہیں: غاذیہ اور نامیہ؛ اسی طرح جنس دوم کی دو قسمیں ہیں: مُولّدہ اور مصورہ +

واما القوة الغاذية فهي التي تحيل الغذاء الى مشابهة المغتذي ليخلف بذلك بدل ما يتحلل

قوت غاذیہ وہ قوت ہے جو غذاء کو بدل کر (اس میں استحالہ و تغیر پیدا کرکے) غذاء حاصل کرنے والے عضو (مغتذی) کے مانند بنا دیتی ہے، تاکہ بدن کا جو حصہ تحلیل ہو گیا ہے، اس کے عوض میں اس عمل سے اسکو خلیفہ اور

قائم مقام بنا دے (ماتحلل کا بدل اور عوض بنا دے) ۔

واما النامیة وهی الزائدة فی اقطار الجسم علی التناسب الطبیعی لیبلغ تمام النشو بما یدخل فیه من الغذاء

قوت نامیہ وہ قوت ہے جو جسم کے قطروں (لمبائی، چوڑائی اور موٹائی) کو طبعی تناسب کے مطابق، غذا رکو اسکے اندر داخل کرکے بڑھاتی ہے، تاکہ وہ جسم اپنے نشو و نما کی حد تک پہونچ جائے (اور جتنا اُسے قدرتاً بڑھنا چاہیے، اُتنا وہ بڑھ جائے) ۔

والغاذیة تخدم النامیة والغاذیة تورد الغذاء تارة مساویا لما یتحلل وتارة انقص وتارة ازید والنمو لا یکون الا بان یکون الوارد ازید من المتحلل لا انه لیس کلما کان کذلک کان نموًا فان السمن بعد الهزال فی سن الوقوف هو من هذا القبیل ولیس هو بنمو انما النمو ما کان علی تناسب طبیعی فی جمیع الاقطار لیبلغ به تمام النشو ثم بعد ذلک لا نمو البتة وان کان سمن کما انه لا یکون قبل الوقوف ذبول وان کان هزال علی ان ذلک البعد وعن الواجب اخرج

قوت غاذیہ قوت نامیہ کی خدمت کرتی ہے (یعنے نامیہ کے لئے سامانِ غذا رمہیا کرتی ہے، تاکہ نامیہ اپنا فعل جاری رکھ سکے)۔ یعنی قوت غاذیہ کبھی تو تحلل کے برابر غذا ر مہیا کرتی ہے، کبھی اس سے کم، اور کبھی اس سے زیادہ۔ لیکن نمو اُسی وقت ہو سکتا ہے، جبکہ غذا رتحلل سے زیادہ مہیا ہو، لیکن یہ نہیں ہے کہ جب ایسا ہو تو نمو ضرور ہو (جب غذا رتحلل سے زیادہ مہیا ہو، تو لازمی طور پر نمو ہی ہو)، کیونکہ سنّ وقوف میں لاغری کے بعد بدن کا فربہ ہو جانا اسی قبیلے سے ہے (یعنی اس وقت غذا رتحلل کی مقدار سے زیادہ آتی ہے، ورنہ فربہی حاصل نہ ہوتی)، حالانکہ اس قسم کی فربہی کا نام نمو نہیں ہے۔ نمو کے تو معنے یہ ہیں کہ طبعی تناسب کے مطابق جسم کے تمام اقطار میں افزائش ہو، جس سے وہ اپنے نشو و نما کی حد تک پہونچ جائے۔ جس کے بعد (یعنی اس حدِّ کمال تک پہونچ چکنے کے بعد) پھر کوئی نمو ہوتا ہی نہیں! ہاں! البتہ اس وقت فربہی ہو سکتی ہے، جس طرح سنّ وقوف سے پہلے ہزال ہو سکتا ہے، مگر (طبعًا۔ بیماری وغیرہ کے بغیر) ذبول نہیں ہو سکتا (جس میں اعضار اصلیہ تینوں اقطار میں گھٹ جاتے ہیں)۔

(پھر یہ دونوں باتیں اگرچہ بعید ہیں، نہ سن وقوف کے

بعد نمودار ہوا کرتا ہے، اور نہ سِنّ وقوف سے قبل ذبول، مگر یہ زیادہ بعید اور واجب سے (طبیعت سے) زیادہ خارج ہے (یعنی سِنّ وقوف سے قبل ذبول کا واقع ہونا بمقابلہ دوسری صورت کے زیادہ بعید ہے) +

ہزال سمن (فربہی) کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے، اور ذبول نمو کے مقابلہ میں؛ اس لئے ذبول کے معنے ہوئے "اعضاء اصلیہ کا تینوں اقطار میں گھٹ جانا" اور یہ ظاہر ہے کہ سِنّ وقوف سے پہلے اعضائے اصلیہ تینوں اقطار میں گھٹا نہیں کرتے؛ بلکہ بعض اوقات بچے باوجود دُبلے ہونے کے لمبائی میں برابر بڑھتے چلے جاتے ہیں +

والغاذیة یتم فعلها بافعال جزئیة ثلثة

غاذیہ کا فعل تین افعال جزئیہ سے (تین چھوٹے فعال سے جو غاذیہ کے فعل کے اجزاء ہیں) پورا ہوتا ہے:

احدها تحصیل جوهر البدل وهو الدم والخلط الذی هو بالقوة القریبة من الفعل شبیهٌ بالعضو وقد یخل به کما یقع فی علة یسمی اُطرونیا وهو عدم الغذاء

(۱) **تحصیل** (جوہرِ بدل کا حاصل کرنا) یعنی اُس خون اور خلط کا حاصل کرنا جو بالقوة القریبہ[1] عضو کے مشابہ ہے (یعنی خون اور اخلاط بمقابلہ بیرونی غذاء کے عُضو سے قریب ترین مشابہت رکھتے ہیں) + گاہے قوت غاذیہ کے اس فعل میں خلل آجاتا ہے، جیسا کہ اُس مرض میں واقع ہوتا ہے، جسے اطرونیا کہا جاتا ہے، جو حقیقت میں عدم غذاء (غذاء کا نہ ملنا) ہے +

اطرونیا[2] ق کے ساتھ صحیح ہے، اگرچہ قانون اور اس کی شروح میں قاف سے لکھا ہوا ملتا ہے۔ یہ یونانی لفظ ہے، جس کے معنے گیلانی نے ہُلاس یعنی ہزال بدن بتائے ہیں +

والثانی الالزاق وهو ان یجعل هذا الحاصل غذاء بالفعل التام ای صایرًا جزء عضو

(۲) **الزاق** (چپکانا): جو غذاء (پہلے فعل سے) حاصل ہوئی ہے، اُسے پورے طور پر بالفعل غذاء بنا دی جائے، یعنی اُسے جزء عضو (حصہ عُضو) بنا دیا جائے۔

---

[1] روٹی اور گوشت وغیرہ جو ہم کھاتے ہیں، یہ بھی عضو سے بالقوہ مشابہ ہے، اور اس سے جو خون وغیرہ بنتا ہے، یہ بھی عضو سے بالقوہ مشابہ ہے۔ مگر پہلی چیزیں بالقوۃ البعیدہ مشابہ ہیں، اور دوسری چیزیں بالقوۃ القریبہ +

[2] اطرونیا ہی ڈاکٹری اصطلاح میں "اٹروفی" کے تلفظ سے بولا جاتا ہے، اور اس سے یہی معنے مراد لئے جاتے ہیں مترجم

فقد یخل به کما فی الاستسقاء اللحمی

گا ہے غاذیہ کے اس فعل میں خلل آجاتا ہے، جیسا کہ استسقاء لحمی میں واقع ہوتا ہے (جس میں غذا بدن کے ساتھ چپکتی نہیں ہے، اور بدن کا گوشت ڈھیلا ڈھیلا سا رہتا ہے) +

والثالث التشبیه وهو ان یجعل هذا الحاصل عند ما صار جزءً من العضو شبیهًا به من کل جهة حتی فی قوامه ولونه وقد یخل به کما فی البرص والبهق فان البدل والالزاق موجودان فیهما والتشبیه غیر موجود

(۳) تشبیہ (عضو کے مشابہ بنا دینا) اس سے مراد یہ ہے کہ جب یہ (خون وغیرہ) عضو کا حصہ بن جائے، تو اُسے ہر لحاظ سے حتیٰ کہ قوام اور رنگ کے لحاظ سے عضو کے مُشابہ بنا دیا جائے۔ گا ہے غاذیہ کے اس فعل میں خلل آجاتا ہے، جیسا کہ بَرَص اور بَہَق میں ہوتا ہے؛ چنانچہ ان دونوں صورتوں میں بدل (غذا) اور الزاق دونوں موجود ہیں (غذا حاصل ہو کر آئی ہے، اور وہ چپک بھی گئی ہے) مگر تشبیہ موجود نہیں ہے (ورنہ جلد کی رنگت خراب نہ ہوتی) +

غاذیہ کی جس قوت سے پہلا فعل، تحصیل بدل، حاصل ہوتا ہے، اُسے مُحَصِّلَہ کہا جاتا ہے، اور جس سے دوسرا فعل صادر ہوتا ہے اُسے مُلْزِقَہ، اور جس سے تیسرا فعل صادر ہوتا ہے اُسے مُشَبِّہَہ +

وهذا الفعل للقوة المغیرة من قوی الغاذیة وهی واحدة فی الانسان بالجنس او بالمبدأ الاول ویختلف بالنوع فی الاعضاء المتشابهة الاجزاء اذ فی کل

یہ فعل (تشبیہ) قوت مغیرہ کا فعل ہے جو غاذیہ کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے۔ یہ قوت مغیرہ بدن انسان میں بلحاظ جنس کے (بلحاظ بڑی قسم ہونے کے) یا بلحاظ مبدأ اول کے (یعنی بلحاظ نفس کے، جس سے تمام قوتیں حاصل ہوتی ہیں) ایک ہے؛ اور بلحاظ نوع کے تمام اعضاء متشابۃ الاجزاء

---

۵۱ برص اور بہق دونوں جلدی امراض ہیں جن میں جلد کی طبعی رنگت قائم نہیں رہتی ہے؛ یعنی خون وغیرہ جو تغذیہ میں صرف ہوتا ہے، وہ اگرچہ ساخت میں داخل ہو کر چپک جاتا ہے، مگر وہ رنگ کے لحاظ سے پورے طور پر عضو کے مشابہ نہیں بنتا +

۵۲ جنس اس بڑی قسم کو کہتے ہیں، جس کے تحت میں دوسرے بہت سے اقسام ہوتے ہیں، جنکو انواع کہا جاتا ہے۔ چنانچہ قوت مغیرہ بلحاظ مختلف اعضاء کے بہت سی قسم کی ہے، یعنی اس کے انواع بہت سے ہیں۔ لیکن سب کو قوت مغیرہ ہی کہا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے قوت مغیرہ ایک بڑی جنس ہوئی، جس کے تحت میں بہت انواع مختلفہ ہیں۔ ہڈی میں جدا، کُری میں جدا، لحم میں جدا، اور شحم میں جدا۔ ہر جگہ اس کا کام الگ ہے۔ ہڈی میں جو قوام اور رنگ بنا لیتی ہے، وہ لحم اور شحم میں نہیں + وعلیٰ ہذا +

عضو منها بحسب مزاجه قوة تغير الغذاء الى تشبيه مخالف لتشبيه القوة الاخرى لكن المغيرة فى الكبد تفعل فعلاً مشتركاً لجميع البدن

میں الگ الگ اور مختلف ہے، کیونکہ ہر عضو میں اس کے مزاج کے مطابق ایک قوت ہوتی ہے، جو غذار میں تغیر کرکے اس میں ایک خاص قسم کی تشبیہ (مثلاً رنگ وقوام) پیدا کردیتی ہے، جو دوسرے عضو کی قوت کی تشبیہ سے جداگانہ ہوتی ہے۔ لیکن جگر میں جو قوتِ مغیرہ ہے، وہ ایک ایسا فعل کرتی ہے، جو سارے بدن کے لئے مشترک ہے (یعنے جگر کے اندر جو اس کی قوت مغیرہ سے مادہ تیار ہوتا ہے، اس سے سارے اعضار تغذیہ حاصل کرتے ہیں) +

واما القوة المولدة فهى نوعان نوع يولد المنى فى الذكر والانثى ونوع يفصل القوى التى فى المنى فيمزجها تمزيجات بحسب عضو عضو فيخص للعصب مزاجاً خاصاً وللشرائين مزاجاً خاصاً وللعظم مزاجاً خاصاً وذلك من منى متشابه الاجزاء ومتشابه الامتزاج

قوت مُوَلِّدَہ کی دو قسمیں ہیں: ایک قسم مرد اور عورت میں منی بناتی ہے (محصلہ)، اور دوسری قسم منی کی مختلف قوتوں کو (مختلف قوتوں کے مواد کو) الگ الگ کرکے ہر ہر عضو کے لحاظ سے مختلف طور پر ترکیب دیتی ہے، جس سے مثلاً عصب کا ایک مخصوص مزاج، شرائین کا ایک مخصوص مزاج اور ہڈی کا ایک مخصوص مزاج حاصل ہوجاتا ہے (اسکو قوت مفصلہ یعنی جدا کرنے والی قوت کہتے ہیں) + (اجزار کے جدا جدا کرنے کا) یہ کام منی میں ہوتا ہے، جس کے اجزار حقیقت میں متشابہ ہوتے ہیں (سارے اجزار حقیقت میں ایک جیسے اور یکساں ہوتے ہیں، جیسا کہ ارسطو کا مذہب ہے)؛ یا اس کے اجزار یکساں ملے ہوئے ہیں (مُتَشَابِہُ الامتزاج ہیں) +

وهذه القوة تسميها الاطباء القوة المغيرة الاولى

اس قوت کو اطبار قوت مُغَیِّرَۂ اُولیٰ کہتے ہیں (اور اس کے مقابلہ میں غاذیہ کی قوت مغیرہ کو مغیرہ ثانیہ)، کیونکہ بچہ کے بدن میں قوت مغیرہ اولیٰ کا عمل پہلے ہوتا ہے (اور مغیرہ ثانیہ کا بعد میں؛ پہلے بچہ بن لیتا ہے، اس کے بعد اس کے بدن میں قوت غاذیہ کے عمل سے تغذیہ کے فعل کا

تسلسل جاری ہوتا ہے) +

فاما المصورة الطابعة فهي التي تصدر عنها باذن خالقها تبارك وتعالى تخطيط الاعضاء وتشكيلاتها وتجويفاتها وثقبها وملاستها وخشونتها واوضاعها ومشاركاتها وبالجملة الافعال المتعلقة بنهايات مقاديرها

قوت مُصَوِّرَہ :- رہی قوت مصورہ طابعہ[۵۱] (چھاپنے والی، اعضاء کی بنانے والی) تو یہ وہ قوت ہے، جس سے حسب حکم خالق بزرگ و برتر اعضاء کی تخطیط (تمیز)، ان کی تشکیل (شکل) ان کے جوف اور گڑھے، ان کے سوراخ، ان کی ملاست اور خشونت (چکنا ہونا اور کھردرا ہونا)، انکے اوضاع (کہ یہ کہاں رہیں، بیچ میں رہیں، یا کنارے میں) ان کی باہمی مشارکت (عروق و اعصاب وغیرہ کے لحاظ سے) الغرض تمام وہ کام جو ان اعضاء کی مقدار[۵۲] و حجم کی نہایت (کنار) سے متعلق ہیں، سب اسی قوت سے انجام پذیر ہوتے ہیں (اسی وجہ سے اس کا نام رکھا گیا ہے: مصورہ۔ صورت و شکل پہنانے والی) +

والخادمة لهذه القوة المتصرفة في الغذاء لسبب حفظ النوع هي القوة الغاذية والنامية +

یہ قوت جو غذا میں حفظ نوع کے لئے کام کرتی ہے، اسکی خادم قوت غاذیہ اور نامیہ ہیں (غاذیہ تو سامان غذا مہیا کرتی ہے، اور نامیہ اعضاء تولید و تناسل کو بڑھا کر اس قابل کر دیتی ہے کہ وہ اپنے افعال انجام دے سکیں).

---

[۵۱] آملی نے طابعہ کا ترجمہ کیا ہے "بالطبع اور بلا شعور کام کرنے والی" جو میرے خیال میں زیادہ موزوں نہیں ہے، اور یہاں اس کے ذکر کرنے کی کوئی تخصیص نہیں ہے. بلکہ میں نے جو معنے لکھے ہیں وہ زیادہ لگتے ہوئے ہیں. لغت میں طبع کے کئی معنے آتے ہیں: چھاپنا۔ مٹی سے برتن بنانا۔ مہر کرنا وغیرہ +

[۵۲] حجم و مقدار کی نہایت (انتہاء. یا کنارہ) سطح پر ہوتی ہے، اور سطح سے جو کام وابستہ ہیں، وہ سب اسی قوت سے انجام پاتے ہیں +

الفصل الثالث في القوى الطبيعية الخادمة

فصل سوم ۔ قوائے طبعیہ خادمہ

اما الخادمة الصرفة فهي خوادم القوى الغاذية وهي قوى اربع الجاذبة والماسكة والهاضمة والدافعة فالجاذبة خلقت لتجذب النافع وتفعل ذلك بليف العضو الذي هي فيه الذاهب على الاستطالة

قوائے طبعیہ میں جو خالص[1] خادم (خادمہ صرفہ) ہیں یہ وہ قوتیں ہیں جو غاذیہ کی خدمت کرتی ہیں، اور جو چار ہیں: جاذبہ، ماسکہ، ہاضمہ اور دافعہ۔ جاذبہ اس لئے پیدا کی گئی ہے کہ وہ نافع (نفع بخش مادہ) کو جذب کرے (خواہ وہ بظاہر نافع ہو، یا حقیقت میں نافع ہو)۔ قوت جاذبہ کا یہ عمل (اکثر اوقات) عضو کے اُن ریشوں کے ذریعہ سے پورا ہوتا ہے، جو اس میں طولاً چلتے ہیں (لمبوترے ریشے) +

والماسكة خلقت لتمسك النافع ريثما يتصرف فيه القوة المغيرة له الممتارة منه ويفعل ذلك بليف مورب ربما اعانه المستعرض

قوت ماسکہ اس لئے بنائی گئی ہے کہ وہ اُس نافع (مادۂ نافع) کو اُس وقت تک روکے رکھے، جب تک تغیر پیدا کرنے والی قوتیں اس میں عمل کرتی ہیں اور اس سے غذا حاصل کرتی رہیں۔ قوت ماسکہ کا یہ عمل (اکثر اوقات) ترچھے ریشوں کے ذریعہ ہوتا ہے، جس کی امداد گاہے آڑے ریشوں سے بھی ہوتی ہے (بلکہ بعض اوقات صرف آڑے ریشے ہی اس خدمت کو انجام دیتے ہیں) +

واما الهاضمة فهي التي تحيل ما جذبته الجاذبة وامسكته الماسكة الى قوام مهيأ لفعل القوة المغيرة فيه والى مزاج صالح للاستحالة الى الغذائية بالفعل

ہاضمہ وہ قوت ہے کہ جس (مادہ) کو قوت جاذبہ نے جذب کیا اور قوت ماسکہ نے روکا ہے، اسے (تغیرات کے بعد) ایسے قوام میں تبدیل کردے کہ وہ مادہ قوت مغیرہ کے فعل کے لائق ہو جائے؛ اور ایسے مزاج میں تبدیل کردے کہ وہ بالفعل غذا بننے کے قابل ہو جائے +

هذا فعلها في النافع ويسمى هضما واما فعلها في الفضول فان تحيلها

قوت ہاضمہ کا یہ عمل تو نافع میں (مادۂ مفیدہ میں) ہوا کرتا ہے، جسے هَضْم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ رہا

[1] خالص خادم ہونے سے یہاں مراد یہ ہے کہ جس کی غایت وغرض کسی دوسری قوت کے فعل کی تیاری کرنی ہو۔ اگرچہ وہ خود بھی کسی طور پر مخدوم ہو۔ اس لحاظ سے قوت ہاضمہ بھی محض خادم ہے؛ کیونکہ اسکا کام غاذیہ کے فعل کے لئے تیاری کرانا ہے +

ان امكن الى هذه الهيئة ويسمى ايضا هضما او يسهل سبيلها الى الاندفاع من العضو المحتبس فيه بدافع من الدافعة بترقيق قوامها ان كان المانع الغلظ او تغليظها ان كان المانع الرقة او تقطيعها ان كان المانع اللزوجة وهذا الفعل يسمى الانضاج وقد يقال الهضم والانضاج على سبيل الترادف

اس کا وہ عمل جو فضلات میں ہوتا ہے، تو وہ یہ ہے کہ اگر اُس کے امکان میں ہو (اور اُس کا بس چلے) تو ان فضلات کو بھی اسی ہیئت مذکورہ میں تبدیل کردے (اور تغذیۂ بدن کے کام میں اُنہیں لے آئے)۔ اس کے اس عمل کو بھی ھضم ہی کہا جاتا ہے۔ ورنہ وہ (فضلات) جس عضو میں بند ہیں وہاں سے انکے نکلنے کا راستہ آسان کردے کہ قوت دافعہ ان کو دفع کردے؛ جس کی صورت یہ ہے کہ سہولتِ خروج کا مانع اور اس کی رکاوٹ اگر مادہ کی غلظت ہو، تو اس کے قوام کو رقیق کردے؛ اور اگر یہ رکاوٹ مادہ کی رقت (کی وجہ سے) ہو، تو اُسے غلیظ کردے؛ اور اگر یہ رکاوٹ مادہ کی لزوجت ہو، تو تقطیع کے ذریعہ اس کے لیس کو توڑدے؛ قوت ہاضمہ کا یہ عمل اِنْضَاج (پکانا) کہلاتا ہے اگرچہ گاہے "ہضم" اور "انضاج" دونوں بطور مرادف (ہم معنے) کے بولے جاتے ہیں (اور دونوں کے مواقع استعمال میں مذکورہ تفریق نہیں کی جاتی)۔

واما الدافعة فانها تدفع الفضل الباقي من الغذاء الذي لا يصلح للاغتذاء او يفضل عن المقدار الكافي في الاغتذاء او يستغنى عنه ويستفرغ من استعماله في الجهة المرادة مثل البول

دافعہ اُس فضلہ کو دفع کردیتی ہے جو غذا سے باقی رہ جاتا ہے، اور جو تغذیہ بخشنے کی صلاحیت نہیں رکھتا (مثلاً براز) یا وہ (تغذیہ کی صلاحیت تو ضرور رکھتا ہے، لیکن وہ) بلحاظ اُس مقدار کے، جو اُس عضو کے تغذیہ کے لئے کافی ہے، فاضل ہوتا ہے (مثلاً دودھ چھاتیوں میں، اور منی خصیوں میں)، یا اب اُس کی حاجت نہیں رہتی، اور جس مقصد سے اُسے استعمال کیا گیا تھا، وہ پورا ہوگیا، مثلاً پیشاب (جو دراصل وہ پانی ہے جو غذا کو باریک رگوں میں نفوذ کرانے کے لئے استعمال کیا گیا تھا، اور جب یہ مقصد پورا ہوگیا، تو اب یہ ایک فضلہ ہے، جسکی ضرورت

نہ رہی، اسلئے اسے خارج ہوجانا چاہیئے) +

وهذه القوة تدفع هذه الفضول اما من جهات ومنافذ معدة لها و اما ان لم يكن هناك منافذ معدة فانها تدفع من العضو الاشرف الى العضو الاخس ومن الاصلب الى الارخى

قوت دافعہ ان فضلات کو گاہے اُن راستوں اور اُن منافذ سے دفع کرتی ہے، جو ان کے لئے قدرتًا بنے ہوئے ہیں؛ اور جب وہاں اس قسم کے بنے ہوئے منافذ نہیں ہوتے تو قوت دافعہ اشرف عضو سے خسیس عضو کی طرف یا سخت عضو سے نرم عضو کی طرف مادہ کو دفع کر دیا کرتی ہے +

واذا كانت جهة الدفع هي جهة ميل مادة الفضل لم تصرفها القوة الدافعة عن تلك الجهة ما امكن

جب اِن فضلات کے دفع کرنے کا رُخ وہی ہوتا ہے جدھر مادّہ کا میلان ہے، تو حتی الامکان قوت دافعہ اس رُخ کو بدلا نہیں کرتی ہے +

مثلاً آنتوں کے مواد کا رُخ طبعًا نیچے کی طرف ہوتا ہے، توجب تک کوئی سبب مانع نہ ہو، قوت دافعہ ان مواد کو نیچے ہی کی طرف دفع کرے گی۔ اور اگر کوئی مانع ہوگا، مثلاً آنتوں میں سُدّہ ہوگا، تو پھر ان مواد کو نیچے کی بجائے اوپر کی طرف خارج کرے گی، اور قے کی صورت میں یہ مواد باہر آئینگے، جیسا کہ ایلاؤس نامی مرض میں ہوتا ہے +

وهذه القوى الطبيعية الاربع تخدمها الكيفيات الاربع الاولى اعني الحرارة والبرودة والرطوبة واليبوسة اما الحرارة فخدمتها بالحقيقة مشتركة للاربع

ان چاروں طبعی قوٰی کی خدمت چاروں کیفیات اولیہ کرتی ہیں: یعنی حرارت، برودت، رطوبت، اور یبوست؛ حرارت کی خدمت حقیقت میں چاروں قوتوں کے لئے مشترک ہے +

واما البرودة فقد تخدم بعضها خدمة بالعرض لا بالذات فان الامر الذي بالذات للبرودة ان تكون مضادة لجميع القوى لان افعال جميع القوى هي بالحركات اما في الجذب والدفع فذلك ظاهر واما في الهضم فان الهضم يستكمل بتفريق اجزاء ما غلظ وكثف

رہی برودت، تو یہ بعض قوتوں کی خدمت کرتی ہے؛ اور وہ بھی بالذات نہیں، بلکہ بالعرض؛ کیونکہ برودت کا جو کام بالذّات ہے (برودت کا جو فعل ذاتی ہے) وہ تو تمام قوتوں کے مضاد اور سب کا دشمن ہے۔ اس لئے کہ تمام قوتوں کے افعال (حقیقت میں) حرکات ہیں؛ جذب ودفع میں تو یہ بات بالکل ظاہر ہے (ان دونوں کے کام تو صریحًا حرکت ہیں)؛ رہا ہضم میں، تو اس لئے کہ عمل ہضم اُسی وقت پورا ہوتا ہے جبکہ مادّہ کے غلیظ اور کثیف اجزاء

وجمعها مع مارق ولطف وهذه تحريكات تفريقية وتمزيجية

متفرق ہو جائیں، اور رقیق و لطیف اجزاء اکٹھے ہو جائیں۔ اور یہ دراصل حرکات تفریقیہ و تمزیجیہ ہیں (توڑنے اور جوڑنے یا جدا کرنے اور ملانے کی حرکات ہیں) +

واما الماسكة فهي تفعل بتحريك الليف المورب الى هيئة من الاشتمال متقنة والبرودة مميتة مخدرة مانعة عن جميع هذه الافعال الا انها تنفع في الامساك بالعرض بان تحبس الليف على هيئة الاشتمال الصالح فتكون غير داخلة في فعل القوة الماسكة بل مهيئة للآلة تهيئة تحفظ بها فعلها

رہی **قوت ماسکہ**، تو وہ اس طرح کام کرتی ہے کہ وہ ترچھے ریشوں کو اس طور پر حرکت دیتی ہے کہ اشتمال (سمیٹ) کی مستحکم ہیئت پیدا ہو جاتی ہے (یعنی عضو کے ریشے اس طور پر سمٹتے ہیں کہ اُن کے گھیرے میں اُس عضو کی غذا آجاتی ہے)۔ (غرض یہ کہ ان تمام قوتوں کے افعال حرکات ہیں) اور برودت کا کام مارڈالنا (اماتت) بے حس کر دینا (تخدیر)، اور اس قسم کے تمام افعال کو روکنا ہے۔ لیکن یہ بالعرض امساک کے فعل میں اس طرح فائدہ پہنچاتی ہے کہ برودت ریشوں کی مذکورہ بالا اشتمالی ہیئت کو (سمیٹ یا گھیر کی صورت کو) اسی حالت پر روک لیتی ہے؛ اس لحاظ سے برودت قوت ماسکہ کے نفس فعل میں داخل نہ ہوئی؛ بلکہ وہ آلۂ امساک (یعنی مخصوص ریشوں) کو اس طرح آمادہ اور تیار کرتی ہے جس سے یہ آلہ قوت ماسکہ کے فعل کی حفاظت کرتا ہے +

واما الدافعة فتنتفع بالبرودة بما تمنع من تحليل الريح المعينة للدفع وبما تعين في تغليظها وبما تجمع الليف العرضي العاصر وتكثفه وهذا ايضا تهيئة للآلة لا معونة في نفس الفعل

اسی طرح **قوت دافعہ** بھی برودت سے فائدہ حاصل کرتی ہے، جس کی چند صورتیں ہیں؛ (۱) برودت اُس ریح کو تحلیل ہونے سے روکتی ہے جو دفع فضلہ میں معاون ثابت ہوتی ہے (یہ صورت آنتوں میں ہوتی ہے)؛ (۲) اس ریح کے غلیظ بنانے میں برودت اعانت کرتی ہے؛ (۳) آڑے ریشوں کو جو نچوڑنے (عصر) کا کام کرتے ہیں، سمیٹتی اور کثیف کرتی ہے؛ یہ عمل بھی دراصل آلہ کو آمادہ اور تیار کرنا ہے، نفس فعل میں امداد کرنا نہیں ہے +

فالبرد انما يدخل في خدمة

الغرض برودت ان قوتوں کی خدمت میں بالعرض

هذه القوى بالعرض ولو دخل في نفس فعلها لاضرّ ولاخمد الحركة واما اليبوسة فالحاجة اليها في افعال قوى ثلث الناقلتان والماسكة اما الناقلتان وهما الجاذبة والدافعة فلما في اليبس من فضل تمكين من الاعتماد الذى لابد منه في الحركة اعنى حركة الروح الحاملة لهذه القوى نحو فعلها باندفاع قوى يمنع عن مثله الاسترخاء الرطوبي اذا كان في جوهر الروح او في جوهر الآلة واما الماسكة فللقبض واما الهاضمة فحاجتها الى الرطوبة امس

حصہ لیتی ہے۔ اگر ان کے نفس فعل میں داخل ہو تو (مفید ہونے کی بجائے) ضرر پہنچائے، اور حرکت کو بند کر دے +

یبوست کے محتاج تین قوتوں کے افعال ہیں: دونوں وہ قوتیں جو سامان منتقل کرنے کا کام کرتی ہیں (ناقلہ ہیں)، اور ایک قوت ماسکہ۔ سامان منتقل کرنے والی دونوں قوتیں جاذبہ اور دافعہ ہیں۔ ان دونوں کی امداد یبوست سے اس طور پر ہوتی ہے کہ یبوست کی وجہ سے (روح اور آلہ میں) مزید تقویت حاصل ہو جاتی ہے؛ یعنی ایک قسم کا اعتماد[1] اور سہارا مل جاتا ہے، جو حرکت کے لئے ایک ضروری چیز ہے؛ یہاں حرکت سے ہماری مراد روح کی حرکت ہے، جو ان قوتوں کی حامل ہوتی ہے، جس کی حرکت ان قوتوں کے فعل کی طرف (یبوست کی وجہ سے) قوی اندفاع[2] کی صورت میں ہوتی ہے (یعنی روح ان قوتوں کے جھٹکے سے تیزی کے ساتھ دور چلی جاتی ہے، جدھر یہ قوتیں اسکو روانہ کرنا چاہتی ہیں)۔ اگر رطوبت کی وجہ سے جوہر روح میں یا جوہر آلہ میں استرخاء اور ڈھیلا پن پیدا ہو جائے، تو اس قسم کی تیز اور قوی حرکت ہرگز نہ ہو سکے۔ یبوست سے قوت ماسکہ کی امداد اس وجہ سے ہوتی ہے کہ یبوست ریشوں کے انقباض

[1] اعتماد (اوٹ) سے مراد جسم کی وہ کیفیت ہے جسکی وجہ سے جسم کسی مانع حرکت کی مدافعت اور مقابلہ کر سکتا ہے۔ روح اور آلہ میں جب یبوست پیدا ہو جاتی ہے، تو قوت دافعہ وجاذبہ سے یہ بہ آسانی متحرک ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ سخت چیز جھٹکہ کو زیادہ قبول کرتی ہے، اور نرم چیز بہت کم +

[2] اندفاع کے معنے دور ہو جانا، اور تیز چلنا۔ خلاصہ یہ ہے کہ یبوست کی وجہ سے روح میں ایک قسم کی غلظت پیدا ہو جاتی ہے، اور ڈھیلا پن دور ہو جاتا ہے۔ ڈھیلی چیز کو اگر جھٹکے سے دور پھینکا جائے، تو وہ زیادہ دور نہ جا سکیگی، اور اسکے برعکس سخت کو اگر پھینکا جائے، تو وہ بہت جلد اور تیزی کیساتھ دور چلی جائیگی۔ اسی امر کو یہاں "اندفاع قوی" کے لفظ سے بتایا گیا ہے (اندفاع قوی۔ تیزی اور قوت کے ساتھ دور چلا جانا) +

میں امداد کرتی ہے۔ رہی قوت ہاضمہ، تو یہ بمقابلہ یبوست کے رطوبت کی زیادہ محتاج ہے (رطوبت کی وجہ سے مواد میں استحالات وتغیرات تیزی سے ہوتے ہیں)۔

ثم اذا قايست بين الكيفيات الفاعلة والمنفعلة في حاجة هذه القوى اليها صادفت الماسكة حاجتها الى اليبس امس واكثر من حاجتها الى الحرارة لان مدة لتسكين الماسكة اكثر من مدة تحريكها الليف المورب الى القبض لان مدة تحريكها وهي المحتاج فيها الى الحرارة قصيرة وسائر زمان فعلها مصروف الى الامساك والتسكين ولما كان مزاج الصبيان اميل كثيرا الى الرطوبة ضعفت فيهم هذه القوة

پھر اگر ان کیفیات فاعلہ ومنفعلہ کے درمیان ان قوتوں کی احتیاج کے لحاظ سے موازنہ کیا جائے، (کہ کس قوت میں کس کیفیت کی ضرورت کم یا زیادہ ہے) تو **قوت ماسکہ** میں بمقابلہ حرارت کے یبوست کی حاجت زیادہ ثابت ہوگی کیونکہ قوت ماسکہ جتنی مدت تک سکون قائم رکھتی ہے، وہ اُس مدت سے زیادہ ہے جتنی دیر تک وہ ترچھے (اور آڑے) ریشوں میں سکیڑ کی حرکت پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ ماسکہ کی مدت تحریک بہت چھوٹی ہے، جس میں حرارت کی ضرورت ہوتی ہے، اور اس کے فعل کا بیشتر زمانہ امساک (روک) اور سکون میں مصروف رہتا ہے۔ بچوں کے مزاج میں چونکہ رطوبت کا غلبہ ہوتا ہے، اس لئے ان میں قوت ماسکہ کمزور ہوا کرتی ہے (یہ اس امر کا بیّن ثبوت ہے کہ یبوست قوت ماسکہ کی امداد کرتی ہے، اور رطوبت اسکے لئے مضعف ہے)۔

واما الجاذبة فان حاجتها الى الحرارة اشد من حاجتها الى اليبس لا لان الحرارة قد تعين في الجذب بل لان اكثر مدة فعلها هو التحريك وحاجتها الى التحريك امس من حاجتها الى لتسكين اجزاء آلتها وتقبيضها باليبوسة ولان هذه القوة ليست تحتاج الى حركة كثيرة فقط بل قد

قوت جاذبہ بمقابلہ یبوست کے حرارت کی زیادہ محتاج ہے؛ نہ (صرف) اسلئے کہ حرارت فعل جذب میں امداد کیا کرتی ہے (یعنی نہ فقط اس لئے کہ حرارت رطوبت کو چوس لیا کرتی ہے) بلکہ اس لئے بھی کہ قوتِ جاذبہ کے فعل کی زیادہ مدت تحریک میں صرف ہوتی ہے۔ یعنی قوت جاذبہ تحریک کی زیادہ محتاج ہے، اور اجزاء آلہ (ریشوں) کو سکون دینے اور سکیڑنے کی کم محتاج ہے، جو یبوست کے ذریعہ حاصل ہوا کرتے ہیں؛ اور اس لئے کہ یہ قوت نہ صرف حرکتِ کثیرہ کی محتاج ہے، بلکہ کثرتِ حرکت کے ساتھ قوتِ

تحتاج الی حرکة قویة

حرکت اور شدتِ حرکت کی بھی محتاج ہے (بہر حال حرارت کی ضرورت بچند وجوہ اس میں زیادہ ہے) +

والاجتذاب یتم اما بفعل القوة الجاذبة کما فی المقناطیس التی بها یجذب الحدید واما باضطرار الخلاء کانجذاب الماء فی الزراقات واما للحرارة کجذب السراج الزیت وان کان هذا القسم الثالث عند المحققین یرجع الی اضطرار الخلاء بل هو هو بعینه فاذن متی کان مع القوة الجاذبة معاونة الحرارة کان الجذب اقوی

عمل اجتذاب (رطوبات کے جذب ہونے اور کھینچنے کا کام) کئی طور پر ہوا کرتا ہے: (۱) گاہے کسی **قوت جاذبہ** (جذب کرنے والی اور کھینچنے والی قوت) کے ذریعہ یہ عمل پورا ہوتا ہے؛ جس طرح مقناطیس کی قوت جاذبہ لوہے کو کھینچ لیا کرتی ہے؛ (۲) گاہے **ضرورت خلار** کی وجہ سے مواد کھینچ جایا کرتے ہیں (خلار چونکہ طبعًا ناممکن ہے، اس لئے خلار رطوبات وغیرہ کو اپنی طرف کھینچ لیا کرتی ہے)۔ جس طرح پچکاریوں (زراقات) میں پانی کھنچ جایا کرتا ہے۔ (۳) گاہے حرارت کی وجہ سے رطوبات منجذب ہوجایا کرتی ہیں؛ جس طرح چراغ میں تیل کھنچا کرتا ہے۔ اگرچہ یہ قسم اخیر بھی محققین کے نزدیک "ضرورت خلار" ہی کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ بلکہ دونوں بالکل ایک ہی ہیں۔ بہر حال اب ہمیں یہ کہنا ہے کہ جب قوتِ جاذبہ کے ساتھ حرارت کی امداد بھی شریک ہوگی، تو جذب کا فعل یقینًا زیادہ قوی ہوگا +

واما الدافعة فان حاجتها الی الیبس اقل من حاجتهما اعنی الجاذبة والماسکة لانها لا یحتاج الی قبض الماسکة ولا لزوم الجاذبة وقبضها واحتوائها علی المجذوب بامساك جزء من الالة یلحق به جذب الجزء الآخر وبالجملة لا حاجة بالدافعة الی التسکین البتة بل الی التحریك والی قلیل تکثیف لیعین العصر الدفع

رہی **قوتِ دافعہ**، تو یبوست کی جتنی محتاج قوت جاذبہ اور ماسکہ ہیں، اتنی قوت دافعہ اس کی محتاج نہیں ہے؛ کیونکہ قوت دافعہ میں نہ اتنے سکیڑ (قبض) کی ضرورت ہے، جتنی ماسکہ میں ہوتی ہے؛ اور نہ اس میں قوت جاذبہ کی طرح اس امر کی ضرورت ہے کہ بعض ریشوں کو سکیڑ کر کے مجذوب (مادہ) پر اس طرح چمٹ جائے۔۔ اور حاوی ہوجائے اور اس طرح گرفت میں لیلے کہ آلہ کے ایک جزء کے بعد دوسرا جزء اسکو پکڑلے (کچھ ریشوں کی گرفت کے بعد دوسرے ریشے اسکو پکڑلیں)۔ خلاصہ یہ ہے کہ قوت دافعہ کے عمل

لا بمقدار ما یبقی به الالة حافظة لهیئة شکل العصر او القبض کما فی الماسکة زماناً طویلاً وفی الجاذبة زماناً یسیراً ریثما یتلاحق جذب الاجزاء فلهذا حاجتها الی الیبس قلیلة

میں سکون کی ضرورت بالکل نہیں ہے، بلکہ اس میں تحریک کی اور کسی قدر تکثیف کی ضرورت ہے؛ یعنی صرف اسقدر تکثیف کی ضرورت ہے کہ وہ نچوڑنے (عَصر) اور دفع کرنے میں امداد کرے؛ نہ اسقدر کہ نچوڑ اور سکیڑ کی شکل پر ریشوں کو قائم رکھے؛ خواہ بہت دیر تک، جیساکہ ماسکہ میں ہوتا ہے؛ خواہ تھوڑی دیر تک، یعنی اتنی دیر تک کہ دوسرے ریشے مادہ کو گرفت میں لے لیں، جیساکہ قوت جاذبہ میں ہوتا ہے۔ اس لئے قوت دافعہ میں یبوست کی ضرورت محض قلیل ہے +

امر محقق مترجم کے نزدیک یہ ہے کہ ریشوں کا جو عمل اور جس طور پر قوت جاذبہ میں ہوتا ہے؛ بعینہ اسی طرح قوت دافعہ کے فعل کے وقت ہوتا ہے +

واحوجها کلها الی الحرارة هی الهاضمة ولا حاجة لها الی الیبوسة بل انما تحتاج الی الرطوبة لتسیل الغذاء وتهیئه للنفوذ فی المجاری والقبول للاشکال

ان تمام قوتوں میں حرارت کی محتاج تر قوت ہاضمہ ہے؛ جسے یبوست کی بالکل حاجت نہیں؛ بلکہ اُسے تو رطوبت کی ضرورت ہے؛ تاکہ وہ غذا میں سیلان (بہاؤ) پیدا کرے، (تنگ) مجاری میں نفوذ کرنے کے لئے اُسے آمادہ کردے، اور مختلف شکلوں کے قبول کرنے کی اس میں استعداد بخشدے +

ولیس لقائل ان یقول ان الرطوبة لو کانت معینة للهضم لکان الصبیان لا یعجز قواهم عن هضم الاشیاء الصلبة فان الصبیان لیسوا یعجزون عن ذلک والشبان یقدرون علیه لهذا السبب بل لسبب آخر هو المجانسة والبعد عن المجانسة فما کان من الاشیاء صلباً لم یجانس مزاج الصبیان فلم تقبل علیها

کوئی کہنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ "اگر رطوبت ہضم کی معین و مددگار ہوتی، تو بچوں کے قُویٰ سخت چیزوں کے ہضم سے عاجز نہ ہوتے"؛ کیونکہ بچے اگر اس سے عاجز ہیں، اور جوان اگر اسپر قادر ہیں، تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے (اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ بچوں کی قوت ہاضمہ کمزور ہے، اور جوانوں کی قوی) بلکہ اس کی ایک دوسری وجہ ہے؛ اور وہ وجہ "مجانست" (مشابہت) اور "عدم مجانست" (عدم مشابہت) ہے۔ چنانچہ سخت چیزیں چونکہ بچوں کے مزاج کے مشابہ نہیں ہوتی ہیں، اس لئے ان کی قوت ہاضمہ اور اسی طرح قوت

قواهم الهاضمة ولم تقبلها قواهم الماسكة ودفعتها بسرعة قواهم الدافعة واما الشبان فذلك موافق لمزاجهم صالح لتغذيتهم

ماسکہ ان چیزوں کی طرف توجہ نہیں کرتی (یا انہیں قبول نہیں کرتی)، بلکہ ان کی قوت دافعہ ان کو تیزی کے ساتھ دفع کر دیتی ہے۔ رہے جوان، تو ایسی چیزیں ان کے مزاج کے موافق ہوتی ہیں، اور ان کے تغذیہ کے لائق +

فيجتمع من هذه ان الماسكة تحتاج الى قبض والى ثبات هيئة قبض زمانا طويلا والى معونة يسيرة في الحركة والجاذبة الى قبض والى ثبات هيئة قبض زمانا يسيرا جليا والى معونة كثيرة في الحركة والدافعة الى قبض فقط من غير ثبات يعتد به والى معونة على الحركة والهاضمة الى اذابة وتمزيج فلذلك يتفاوت هذه القوى في استعمالها للكيفيات الاربع واحتياجها اليها

مذکورہ بالا بیانات کا مختصر خلاصہ یہ ہوا کہ **قوت ماسکہ** اس بات کی محتاج ہے کہ ریشے سکڑیں، اور یہ دیر تک اسی طرح سکڑے رہیں، اور یہ کہ قوت ماسکہ میں حرکت کی بہت تھوڑی امداد کی ضرورت ہے؛ **قوت جاذبہ** میں بھی اس کی ضرورت ہے کہ اس کے ریشے سکڑیں، اور سکیڑ کی حالت (ہیئتِ قبض) میں قائم رہیں، مگر بہت ہی تھوڑی دیر تک، اور یہ کہ اس میں حرکت کی اعانت کی بہت ضرورت ہے؛ **قوت دافعہ** میں بغیر کافی قیام کے محض سکیڑ کی ضرورت ہے، نیز یہ حرکت کی امداد کی بھی محتاج ہے؛ اور ہاضمہ اذابت اور تمزیج (گھلانے اور ملانے) کی محتاج ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ قوتیں ان چاروں کیفیات کے استعمال کرنے میں، اور ان کیفیات کی ضرورت کے لحاظ سے باہم اختلاف رکھتی ہیں +

الفصل الرابع في القوى الحيوانية

فصل چہارم۔ قوائے حیوانیہ

واما القوة الحيوانية فيعنون بها القوة التي اذا حصلت في الاعضاء هيأتها لقبول قوة الحس والحركة وافعال الحيوة ويضيفون اليها حركات الخوف والغضب لما يجدون في ذلك من الانقباض والانبساط العارضين للروح المنسوب الى

قوت حیوانیہ سے اطباء کی مراد وہ قوت ہے کہ جب وہ اعضاء میں حاصل ہوتی ہے، تو اعضاء کو حس و حرکت کی قوت اور افعالِ حیات کو قبول کرنے کے لئے آمادہ کر دیتی ہے۔ پھر اسی قوت کی طرف اطباء حرکاتِ خوف اور حرکاتِ غضب کو بھی منسوب کرتے ہیں؛ کیونکہ ان حالات میں اُس روح کے اندر انبساط و انقباض عارض ہوتا ہے جو اس قوت کی طرف منسوب ہے (یعنی روح حیوانی میں انبساط

هذه القوة ولنفصل هذه الجملة

اور انقباض لاحق ہوتا ہے)۔ اس مجمل کلام کی ہمیں تفصیل کرنی چاہیے (جس سے روح کی حقیقت اور کیفیتِ تولد وغیرہ معلوم ہوسکے) +

فنقول انه كما قد يتولد من كثافة الاخلاط بحسب مزاج ما هو جوهر كثيف هو العضو او جزء من العضو فقد يتولد من بخارية الاخلاط ولطافتها بحسب مزاج ما هو جوهر لطيف هو الروح وكما ان الكبد عند الاطباء معدن لتولد الاول كذلك القلب معدن لتولد الثاني

چنانچہ ہم بیان کرتے ہیں کہ جس طرح حسب مزاج کثافتِ اخلاط (اخلاط کثیفہ) سے جوہر کثیف یعنی عضو (عضو مرکب) یا عضو کا حصہ (عضو مفرد) بنتا ہے؛ اسی طرح حسب مزاج اخلاط کی بخاریت اور لطافت سے (اخلاط کے بخارات سے) جوہر لطیف یعنی روح بنتی ہے؛ اور جس طرح جگر پہلی چیز (اخلاط کثیفہ) کی پیدائش کا معدن ہے، اسی طرح قلب دوسری چیز (اخلاط لطیفہ۔ بخارات) کی پیدائش کا معدن ہے +

وهذا الروح اذا حدثت على مزاجه الذي ينبغي ان يكون له استعد لقبول قوة تلك القوة تعد الاعضاء كلها لقبول القوى الاخرى النفسانية وغيرها

یہ روح جب اپنے مناسب مزاج پر پیدا ہوجاتی ہے، تو ایک قوت کے قبول کرنے کی اس میں استعداد پیدا ہوجاتی ہے؛ پھر یہ قوت تمام اعضاء کو دوسری قوتوں، یعنی قوت نفسانیہ وغیرہ، کے قبول کرنے کے لئے آمادہ اور تیار کردیتی ہے +

والقوى النفسانية لا تحدث في الروح والاعضاء الا بعد حدوث هذه القوة وان تعطل عضو من القوى النفسانية ولم يتعطل بعد من هذه القوى فهو حي الا ترى ان العضو الخدر والعضو المفلوج فاقد في الحال لقوة الحس والحركة لمزاج فيه يمنع عن قبولهما او سدة عارضة بين الدماغ

علیٰ ہذا قوت نفسانیہ روح اور اعضاء میں اُسوقت پیدا ہوتی ہے جبکہ روح میں یہ قوت پیدا ہولیتی ہے۔ اگر کسی عضو سے قوت نفسانیہ معطل اور بیکار ہوجائے، لیکن اب تک یہ قوت (قوت حیوانیہ) اس میں موجود ہو، تو وہ عضو زندہ ہے (ابتک وہ مردہ نہیں ہے)؛ کیا تم نہیں دیکھتے کہ عضو خدر (وہ عضو جو سُن ہوگیا ہو) اور عضو مفلوج میں قوت حس و حرکت فی الحال (بحالت موجودہ) مفقود ہوتی ہے؛ جس کی وجہ خواہ یہ ہوتی ہے کہ اس میں ایک ایسا مزاج (سوء مزاج) لاحق ہوگیا ہے جو حس و حرکت

وبينه في الاعصاب المنبثة فيه وهو مع ذلك حي والعضو الذي يعرض له الموت فاقد للحس والحركة ويعرض له ان يفسد و يعفن

کو قبول کرنے سے مانع ہوتا ہے، یا اس کی وجہ کوئی سُدّہ ہوتا ہے جو دماغ اور اس عضو کے درمیان اُن اعصاب میں واقع ہو جائے، جو اس عضو میں پھیلتے ہیں؛ مگر پھر بھی وہ عضو (باوجود عدم حس و حرکت کے) زندہ رہتا ہے (کیونکہ وہ فاسد اور متعفن نہیں ہوتا ہے)۔ اور جو عضو مردہ ہو جاتا ہے، وہ حس و حرکت کو بھی کھو دیتا ہے، اور فاسد و متعفن بھی ہونے لگتا ہے۔

فاذن في العضو المفلوج قوة تحفظ حيوته حتى اذا زال العائق فاض اليه قوة الحس والحركة وكان مستعدا لقبولهما بسبب صحة القوة الحيوانية فيه وانما المانع هو الذي يمنعه عن قبولهما بالفعل ولا كذلك العضو الميت

اس سے ثابت ہو گیا کہ عضو مفلوج (اور عضو خدر) میں ایک قوت ضرور رہتی ہے، جو اس کی حیات کی حفاظت کرتی ہے؛ حتی کہ جب سبب عائق (سبب مانع) دور ہو جاتا ہے، تو اس میں حس و حرکت لوٹ آتی ہے، اور اس عضو میں قوت حیوانیہ کے صحیح اور درست ہونے کی وجہ سے اس امر کی استعداد باقی رہتی ہے کہ (جب موقعہ آئے تو) حس و حرکت کو قبول کرلے۔ سبب مانع نے صرف یہ کیا تھا کہ بالفعل اُس کو حس و حرکت قبول کرنے سے روک دیا تھا (نہ کہ ہمیشہ کے لئے اس کی استعداد باطل ہو گئی تھی)۔ اس کے برعکس مُردہ عضو میں یہ بات نہیں ہوتی (نہ اُس میں بالفعل حس و حرکت کے قبول کرنے کی استعداد ہوتی ہے اور نہ بالقوہ؛ وہ تو ہمیشہ کے لئے اس سے محروم ہو جاتا ہے)۔

وليس هذا المعد هو قوة التغذية وغيرها حتى اذا كانت قوة التغذية

اعضاء کے اندر استعداد پیدا کرنے والی مذکورہ قوت "قوت تغذیہ[1] وغیرہ" نہیں ہو سکتی، حتی کہ جب تک

[1] شیخ اعضاء کی تقسیم میں اپنا فیصلہ بتا چکے ہیں کہ "ہڈی اور گوشت وغیرہ میں ایک قوت ہوتی ہے، خواہ یہ ابتداء میں جگر سے حاصل ہوئی ہو یا ان کی ذاتی قوت ہو، جس سے یہ تغذیہ کے افعال انجام دیتے ہیں۔ اگر ان کے پاس غذاء موجود ہو، اور جگر کا راستہ درمیان میں مسدود بھی ہو جائے، تو ان کے فعل تغذیہ میں خرابی نہیں آتی"۔ یہی خیال صحیح ہے کہ ہر عضو زندہ ہے، اور اپنی حیات کو اُس وقت تک (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۰ پر)

باقیۃ کان حیا و اذا بطلت کان میتًا فان ھذا الکلام بعینہ قد یتناول قوۃ التغذیۃ فربما بطل فعلھا فی بعض الاعضاء و یبقی حیا و ربما بقی فعلھا و العضو الی الموت

عضو میں قوت تغذیہ باقی ہو، اُس وقت تک وہ زندہ رہے، اور جب قوت تغذیہ باطل ہو جائے تو وہ مردہ ہو جائے کیونکہ مذکورہ بالا کلام (دلیل) اسی طرح قوت تغذیہ پر بھی جاری ہو سکتا ہے؛ اس لئے کہ قوت تغذیہ کا فعل بعض اعضاء میں باطل ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ زندہ رہتا ہے اور بعض اوقات قوتِ تغذیہ کا فعل باقی رہتا ہے حالانکہ عضو موت کے قریب ہوتا ہے +

اس سے ثابت ہوا کہ اعضاء کے اندر حیات کسی اور قوت سے حاصل ہوتی ہے، اور تغذیہ کسی دوسری قوت سے حاصل ہوتا ہے۔ اگر قوتِ تغذیہ سے دونوں باتیں حاصل ہوتیں، تو مذکورہ بالا دونوں فعل کسی عضو میں ایک ہی وقت میں باطل ہوتے، اور جب حاصل ہوتے، تو دونوں ساتھ حاصل ہوتے +

ولو کانت القوۃ المغذیۃ بما ھی قوۃ مغذیۃ تعد للحس و الحرکۃ لکان النبات قد یستعد لقبول الحس و الحرکۃ فبقی ان یکون المعد امرًا اخر یتبع مزاجًا خاصًا و یسمی قوۃ حیوانیۃ و ھو اول قوۃ تحدث فی الروح اذا احدث الروح من لطافۃ الامشاج

اور اگر (بفرض محال) قوت مغذیہ بحیثیت قوت مغذیہ ہونے کے اعضاء میں حس و حرکت کی استعداد پیدا کرتی، تو نباتات میں بھی حس و حرکت کی استعداد پیدا ہو جاتی (کیونکہ قوت تغذیہ نباتات میں بھی اسی طرح پائی جاتی ہے، حالانکہ نباتات میں بقول قدمائے فلاسفہ حس و حرکت کی استعداد نہیں ہوتی)۔ ان دلائل کے بعد اب صرف یہی بات باقی رہی کہ استعداد پیدا کرنے والی یہ قوت (قوت مُعدّہ) کوئی اور چیز ہے، جو کسی خاص مزاج کے تابع ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ اسی چیز کا نام قوت حَیَوانیہ ہے؛ یہ سب سے پہلی قوت ہے جو لطافت اخلاط سے تیار ہوتے ہی روح میں پیدا ہوتی ہے +

یہ مذہب تو اطباء کا تھا؛ رہا فلاسفہ کا مذہب، تو اسکو شیخ اس طرح بیان کرتا ہے:

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۹) قائم رکھ سکتا ہے، جب تک اسکے پاس مناسب سامانِ غذاء پہونچتا رہے؛ یہ صورت کسی وقت ممکن نہیں کہ فعل تغذیہ کلیۃً بند ہو، اور وہ عضو زندہ ہو + مترجم

ثم ان الروح يقبل بها عند الفيلسوف ارسطاطاليس المبدأ الاول النفس الاولى التي تنبعث عنها سائر القوى الا ان افعال تلك القوى لا تصدر عن الروح في اول الامر كما انه ايضا لا يصدر الاحساس عند الاطباء عن الروح النفساني الذي في الدماغ ما لم ينفذ الى الجليدية او الى اللسان او غير ذلك فاذا حصل قسم من الروح في تجويف الدماغ قبل مزاجا يصلح لان يصدر عنه افعال القوة الموجودة فيه بديا وكذلك في الكبد و في الانثيين

مذہب ارسطو فیلسوف ارسطاطالیس کا مذہب یہ ہے کہ اس روح (روح حیوانی، روح قلبی) کی طرف مبدأ اول[1] اور نفس اُولیٰ توجہ کرتا ہے جس سے بدن کی تمام قوتیں پیدا ہوجاتی ہیں؛ لیکن ان تمام قوتوں کے انعال روح سے شروع ہی میں (قلب ہی سے) صادر نہیں ہوتے؛ جس طرح اطباء کے نزدیک بھی دماغ کی روح نفسانی سے احساس کا فعل اُس وقت تک صادر نہیں ہوتا جب تک وہ (آنکھ میں) رطوبت جلیدیہ کی طرف، یا زبان کی طرف، یا دوسرے اعضاء کی طرف نہ جائے۔ چنانچہ جب اس روح (روح قلبی) کا ایک حصہ دماغ کی تجویف (بطون دماغ) میں پہنچتا ہے، تو وہ (روح) ایک ایسا مزاج حاصل کرلیتی ہے جس سے اُس قوت کے انعال نمایاں طور پر صادر ہونے لگتے ہیں، جو اُس میں پہلے سے موجود ہوتی ہے۔ یہی صورت جگر میں ہوتی ہے، اور یہی صورت خصیوں میں ہوتی ہے +

مذہب ارسطو کا خلاصہ یہ ہوا کہ جب روح قلب میں تیار ہوتی ہے، تو اس کے ساتھ نفس کا تعلق ہوجاتا ہے، جو ساری قوتوں کی جڑ ہے۔ مگر قلب میں صرف قوت حیوانیہ کا فعل ظاہر ہوتا ہے۔ باقی قوتوں کے انعال پوشیدہ رہتے ہیں۔ پھر جب یہ روح دماغ اور جگر وغیرہ میں جاتی ہے، اور وہاں جاکر اس روح میں ایک نیا مزاج حاصل ہوجاتا ہے، تو دوسری قوتوں کے انعال ظاہر ہوجاتے ہیں۔ مثلاً دماغ میں قوت نفسانیہ کے انعال، اور جگر میں قوت طبعیہ کے انعال، وعلیٰ ہذا +

وعند الاطباء ما لم يستحل الروح عند الدماغ الى مزاج آخر لم يستعد لقبول النفس التي هي مبدأ الحس والحركة وكذلك في الكبد وان كان

اطباء کا مذہب اور اطباء کا خیال یہ ہے کہ جب تک یہ روح (قلبی روح) دماغ میں جاکر دوسرا مزاج نہ حاصل کرلے اُس وقت تک وہ کسی ایسے نفس کو قبول نہیں کرتی جو حس وحرکت کا مبدأ ہو۔ اور یہی صورت جگر میں بھی ہوتی ہے یعنی جس طرح پہلے امتزاج سے (پہلے مزاج سے، جو قلب

---

[1] پہلی جڑ، یعنی تمام قوتوں کی جڑ، جسکو نفس اُولیٰ (پہلا نفس) بھی کہا جاتا ہے +

الامتزاج الاول قد افاد قبول القوة الاولی الحیوانیة وکذلك فی کل عضو کان لکل جنس من الافعال عندهم نفسا اخری ولیست النفس واحدة یفیض عنها القوی اوکان النفس مجموع هذه الجملة

میں حاصل ہوتا ہے) روح میں پہلی قوت، یعنی قوت حیوانیہ کے قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے؛ اسی طرح ہر عضو میں (دماغ میں، جگر میں، اور خصیوں میں جب تک دوسرا مزاج حاصل نہ ہولے، اُس وقت تک یہ قوتیں روح میں پیدا نہیں ہوتیں)۔ گویا اطباء کے نزدیک افعال کے ہر جنس (حیوانیہ، نفسانیہ اور طبعیہ) کے لئے ایک ایک الگ نفس ہے (ہر قوت کے لئے ایک مخصوص نفس ہے: نفس حیوانی نفس نفسانی، اور نفس طبعی)۔ یہ نہیں ہے کہ ایک ہی نفس سے تمام قوتیں پیدا ہوں (جیسا کہ فلاسفہ کا خیال ہے)؛ یا یہ کہ نفس اس جملہ کے مجموعہ کا نام ہے (جملہ قوتوں، حیوانی، نفسانی اور طبعی، کے مجموعہ کا نام نفس ہے) +

وانه وان کان الامتزاج الاول قد افاد قبول القوة الاولی الحیوانیة حیث حدثت روح وقوة هی کماله لکن هذه القوة وحدها لا تکفی عندهم لقبول الروح بها سائر القوی الاخری مالم یحدث فیها مزاج خاص

اسی طرح اگرچہ پہلے امتزاج سے (روح کے پہلے مزاج سے، جو قلب میں حاصل ہوتا ہے) پہلی قوت یعنے قوت حیوانیہ کے قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے؛ یعنی جب روح پیدا ہوتی ہے، تو ایک قوت بھی پیدا ہو جاتی ہے، جو اُس روح کا کمال ہے۔ لیکن اطباء کے نزدیک تنہا یہ قوت اس امر کے لئے کافی نہیں ہے کہ روح اس قوت کی وجہ سے دوسری قوتوں کو بھی قبول کرلے تا وقتیکہ اس میں ایک خاص مزاج پیدا نہ ہولے +

کمال وہ چیز ہے جو کسی شئے کے لئے مناسب اور لائق ہو، اور اُس سے وہ بالقوہ سے بالفعل حاصل ہو جائے۔ حکماء کے مسلمات میں سے ہے کہ جب کسی مرکب میں کوئی نیا مزاج پیدا ہوتا ہے، تو وہ مزاج جس کمال کا مستحق ہوتا ہے، بلا تاخیر اُسے یہ کمال مل جاتا ہے۔ خواہ وہ کمال صورت نوعیہ ہو یا کوئی قوت ہو۔ چنانچہ اس وقت روح میں جو نئی قوت حاصل ہوگی، وہ روح کے لئے کمال کہلائیگی +

قالوا وهذه القوة مع انها مهیئة

اطباء کہتے ہیں کہ یہ قوت (قوت حیوانیہ) جس طرح اعضاء کو حیات کے لئے آمادہ اور تیار کرتی ہے، اسی طرح

للحیوۃ فھی ایضاً مبدأ حرکۃ الجوھر الروحی اللطیف الی الاعضاء ومبدأ بسطه وقبضه للتنسیم والتنقی علی ما قیل کانها بالقیاس الی الحیوۃ یفید انفعالاً و بالقیاس الی افعال النفس والنبض یفید فعلاً

یہ قوت روحی لطیف جوہر کی حرکت کے لئے بھی مبدأ ہے، جس سے روح اعضاء کی طرف جا سکتی ہے، اور روح کے بسط اور قبض (پھیلانے اور سکیڑنے) کا بھی مبدأ و مرکز ہے جس سے روح کو نسیم ملتی ہے، اور یہ پاک و صاف ہو جاتی ہے، جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے۔ پس اگر اس قوت کو بلحاظ افعالِ حیات کے دیکھا جائے، تو یہ روح کو انفعال (متأثر ہونے) کی قوت بخشتی ہے (یعنی روح کو دوسری قوتوں کے قبول کرنے کے لئے تیار کرتی ہے)، اور اگر نفس اور نبض کے افعال کے لحاظ سے دیکھا جائے، تو یہ روح کو فعل (تاثیر کرنے) کی قوت بخشتی ہے (یعنی روح کو اس قابل بنا دیتی ہے کہ وہ عروق کو جذب نسیم کے لئے پھیلائے، اور اخراج دُخان کے لئے سکیڑے) +

روح کے بسط اور قبض سے مراد قلب و عروق کا پھیلنا اور سکڑنا ہے، جس سے نسیم حاصل ہوتی ہے اور بخارات دخانیہ خارج ہو جاتے ہیں +

روح کا دوسری قوتوں کو قبول کرنا انفعال ہے، اور عروق کو حرکت دینا فعل ہے +

وھذہ القوۃ تشبه القوی الطبیعیۃ لعدمها الارادۃ فیما یصدر عنها وتشبه القوی النفسانیۃ لتفنن افعالها لانها تقبض وتبسط معاً و تحرك حرکتین متضادتین

قوت حیوانیہ اس لحاظ سے قوت طبعیہ سے مشابہ ہے کہ جو افعال اس سے صادر ہوتے ہیں، وہ ارادہ (اور شعور) سے نہیں ہوتے (جیسا کہ قوت طبعیہ کا حال ہے)، اور اس لحاظ سے قوت نفسانیہ سے مشابہ ہے کہ قوت نفسانیہ کی طرح اس کے افعال بھی متفنن (متعدد) ہیں، کیونکہ یہ (استعداد حیات پیدا کرنے کے علاوہ آلاتِ روح میں) انقباض و انبساط دونوں پیدا کرتی ہے، اور اس سے دو متضاد حرکتیں (حرکت انقباض و انبساط) ظہور میں آتی ہیں +

الا ان الفلاسفۃ اذا قالوا النفس للنفس الارضیۃ عنوا به کمال

(یہ تینوں قوتیں اگرچہ اطباء کے نزدیک گویا ایک ایک نفس ہیں) لیکن فلاسفہ جب کسی ارضی نفس (خاکی نفس)

جسمٍ طبیعی آلی وإذا دوامبدأ　کو "نفس" کہتے ہیں، تو اس سے اُن کی مراد "جسم طبیعی آلی
کل قوۃ تصدر عنها بعینها حرکات　کا کمال" ہوا کرتی ہے؛ اور کمال سے اُن کی مراد یہ ہے
وأفاعیل متخالفة　کہ وہ اُن تمام قوتوں کا مبدأ ہے، جس سے مختلف حرکات
اور مختلف افعال صادر ہوتے ہیں ✦

فلاسفہ کے نزدیک نفس کی دو قسمیں ہیں: (۱) نفس فلکی یا سماوی (آسمانی نفس) اور (۲) نفس ارضی۔ پھر نفس ارضی کی تین قسمیں ہیں: (۱) نفس نباتی (۲) نفس حیوانی، اور (۳) نفس انسانی۔ کمال کی تعریف اس سے پہلے مذکور ہے۔ "نفس جسم طبیعی آلی کا کمال ہے"۔ جسم طبیعی کہنے سے مصنوعی جسم نکل گیا؛ مصنوعی جسم مثلاً تخت کی کوئی خاص خوبی اُس کے لئے کمال ضرور ہے، مگر اس کے کمال کو نفس نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ یہ جسم مصنوعی ہے۔ پھر "جسم آلی" کہنے سے عناصر کی صورت نوعیہ نکل گئی۔ عناصر کی صورت نوعیہ اگرچہ ان کے لئے کمال ہے، مگر اس کو نفس نہیں کہا جاتا؛ چنانچہ جسم آلی ایسے جسم کو کہتے ہیں، جو مختلف آلات رکھتا ہو، اور ان مختلف آلات سے مختلف کام انجام پاتے ہوں۔ مثلاً تغذیہ، تنمیہ، ادراک و شعور اور حرکت ارادیہ۔ یہاں کمال سے "کمال اول" مراد ہے، کیونکہ قُوىٰ بھی دراصل ایسے اجسام کے کمالات ہیں، مگر قُوىٰ کمالات ثانیہ میں سے ہیں، کیونکہ یہ کمال اول، یعنی نفس سے پیدا ہوتے ہیں۔ جسم آلی نباتات اور حیوانات کے اجسام کو کہا جا سکتا ہے، جس میں انسان بھی داخل ہے ✦

فتكون هذه القوة على مذهب الفلاسفة قوة نفسانية كما أن القوى الطبيعية التي ذكرناها تسمى عندهم قوة نفسانية	اس لحاظ سے قوت حیوانیہ بھی فلاسفہ کے نزدیک دراصل قوت نفسانیہ (نفس سے پیدا ہونے والی قوت) ہے؛ جیسا کہ قوت طبعیہ بھی، جس کا ذکر ہم کر چکے ہیں، قوت نفسانیہ ہی کہلاتی ہے (کیونکہ یہ بھی نفس ہی سے پیدا ہوتی ہے)۔
وأما إذا لم يُرَدْ بالنفس هذا المعنى بل عنى به قوة هي مبدأ إدراك وتحريك يصدر عن إدراك ما بإرادة ما وأريد بالطبيعة كل قوة يصدر عنها فعل في جسمها على خلاف هذه الصورة لم	لیکن اگر نفس سے یہ معنے مراد نہ لئے جائیں (جو فلاسفہ مراد لیتے ہیں) بلکہ نفس سے (مخصوص طور پر) وہ قوت مراد لی جائے جو ادراک اور ایسی تحریک کی مرکز (مبدأ) ہو جو ادراک اور ارادہ کے تابع ہے (یعنی وہ قوت حس اور حرکت ارادی کی مبدأ ہو)؛ اور طبیعت سے ایک ایسی قوت مراد لی جائے جس سے کوئی فعل جسم میں اس صورت کے خلاف صادر ہوتا ہو (یعنی جس کے افعال حس اور ارادی

لکن ھذہ القوۃ نفسانیۃ بل کانت طبیعیۃ واعلی درجۃ من القوۃ التی تسمیہا الاطباء طبیعیۃ

حرکت سے خالی ہوں)، تو یہ قوت (قوت حیوانیہ) نفسانیہ نہ کہلا سکیگی، بلکہ یہ طبعیہ کہلائیگی (کیونکہ اس کے افعال ادراک اور ارادہ کے ساتھ نہیں ہوتے ہیں). اور اس کا درجہ اُس قوت (قوت تولید و قوت غذار) سے بلند رہیگا، جسکو اطبار اپنی اصطلاح میں طبعیہ کہتے ہیں (کیونکہ قوت حیوانیہ روح میں تصرفات کرتی ہے، اور قوت طبعیہ غذار میں مشغول رہتی ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ روح بمقابلہ غذار کے اشرف ہے)

واما ان سمی بالطبیعۃ مایتصرف فی امر الغذاء واحالتہ سواء کان لبقاء الشخص اولبقاء النوع لم تکن ھذہ طبیعیۃ وکانت جنسا ثالثا

اور اگر **قوت طبعیہ** اُس قوت کا نام رکھا جائے جو غذار کے کاموں میں مصروف رہے، اور اس میں تغیرات و استحالات کی خدمت انجام دے، خواہ بقائے شخص کے لئے ہو یا بقائے نوع کے لئے؛ تو اس صورت میں قوت حیوانیہ "طبعیہ" نہ کہلا سکے گی، بلکہ ایک تیسری جنس (تیسری قسم) بن جائیگی (ایک قسم طبعیہ، دوسری قسم نفسانیہ، اور تیسری قسم حیوانیہ) +

ولان الغضب والخوف وما اشبہہا انفعال لہذہ القوۃ وان کانت مبدأہا الحس والوھم والقوی الدراکۃ کانت منسوبۃ الی ھذہ القوۃ

اور چونکہ غصہ اور خوف اور اسی قسم کے دیگر نفسانی عوارض اس قوت کے تأثرات (انفعالات) ہیں، اس لئے ان نفسانی عوارض کو اس قوت کی طرف منسوب کیا گیا ہے؛ اگرچہ ان نفسانی عوارض کا مبدأ حس (حس مشترک) اور وہم اور دوسری قوائے مدرکہ (دماغیہ) ہیں +

عوارض نفسانیہ کو اطبار نے قوت حیوانیہ کی طرف کیوں منسوب کیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب اطبار نے یہ دیکھا کہ عوارض نفسانیہ کی حالت میں روح حیوانی کبھی اندر کی طرف اور کبھی باہر کی طرف اور کبھی دونوں طرف حرکت کرتی ہے، اور ہر روح کی حرکت اُسی قوت سے ہوا کرتی ہے جو اُس روح میں موجود ہوتی ہے، اس لئے اطبار نے ان امور کو اسی روح حیوانی کی قوت کی طرف منسوب کر دیا، اور اس امر کے قائل ہو گئے کہ یہی قوت ان حرکات کی علت و سبب ہے. اگرچہ یہ قوت حس مشترک اور وہم سے متأثر ہوتی ہے. یعنی پہلے مثلاً کوئی شخص کوئی خطرناک شکل دیکھتا ہے، اور ڈرتا ہے، اس کے بعد قلب کی قوت حیوانیہ اس سے متأثر ہوتی ہے، اور وہ روح کو اندر کی طرف حرکت دیتی ہے +

وتحقیق بیان هذه القوة وانها واحدة او فوق واحدة هو الی العلم الطبیعی الذی هو جزء من الفلسفة

رہی اس بیان کی چھان بین کہ قوت حیوانیہ ایک ہے، یا ایک سے زیادہ، یہ علم طبعی کے متعلق ہے، جو کہ فلسفہ کا ایک حصہ ہے (نہ کہ علم طب کا) +

الفصل الخامس فی القوی النفسانیة المدرکة

فصل پنجم۔ قوائے نفسانیہ مُدرکہ

والقوة النفسانیة تشتمل علی قوتین هی کالجنس لهما احدهما قوة مدرکة والاخری قوة محرکة والقوة المدرکة کالجنس لقوتین قوة مدرکة فی الظاهر وقوة مدرکة فی الباطن

قوت نفسانیہ کی دو قسمیں ہیں، ان دونوں قسموں کے لئے یہ جنس[1] کے مانند ہے: ایک قوت مدرکہ ہے، اور دوسری قوت محرکہ۔ پھر قوت مدرکہ بھی دو قوتوں کے لئے ایک جنس کے مانند ہے (یعنی قوت مدرکہ کی بھی دو قسمیں ہیں): قوت مدرکہ فی الظاہر اور قوت مدرکہ فی الباطن +

والقوة المدرکة فی الظاهر هی الحسیة وهی کالجنس لقوی خمس عند قوم وثمان عند قوم واذا اخذت خمسا کانت قوة الابصار وقوة السمع وقوة الشم وقوة الذوق وقوة اللمس

قوت مُدرِکہ فی الظاہر (بیرونی حواس، یعنی جن قوتوں کے آلات باہر واقع ہیں، جیسے آنکھ، کان، ناک، زبان، اور جلد وغیرہ)۔ یہ حسی قوت ہے (یعنی بیرونی محسوسات کا ادراک کرتی ہے)۔ یہ ایک گروہ کے نزدیک پانچ قوتوں کے لئے جنس کے مانند ہے، اور دوسرے گروہ کے نزدیک آٹھ قوتوں کے لئے جنس کے مانند ہے، (یعنی ایک گروہ کے نزدیک اس کی پانچ قسمیں ہیں اور دوسرے گروہ کے نزدیک اسکی آٹھ قسمیں ہیں)۔ اگر انہیں پانچ شمار کیا جائے، تو وہ یہ ہیں:۔ (۱) قوتِ ابصار (دیکھنے کی قوت) (۲) قوتِ سمع (سُننے کی قوت) (۳) قوتِ شَمّ (سونگھنے کی قوت)۔ (۴) قوتِ ذوق (چکھنے کی قوت) (۵) قوتِ لمس (چھونے کی قوت) +

---

[1] جنس کے تحت میں بہت سے انواع ہوتے ہیں، مثلاً حیوان جنس ہے، جس کے تحت میں انسان کی نوع، بندر کی نوع، گھوڑے کی نوع، اور دوسرے بہت سے انواع شامل ہیں۔ اسی طرح قوت نفسانیہ گویا ایک جنس ہے جسکے دو انواع ہیں، مدرکہ۔ اور محرکہ +

واما اذا اخذت ثمانیا فالسبب فی ذلک ان اکثر المحصلین یرون ان اللمس قوی کثیرۃ بل قوی اربع ویخصون کل جنس من الملموسات الاربع بقوۃ علی حدۃ الا انہا مشترکۃ فی العضو الحساس کالذوق واللمس فی اللسان وکالابصار واللمس فی العین وتحقیق ھذا الی الفیلسوف

رہا ان کا آٹھ شمار کرنا، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اکثر محققین کی رائے ہے کہ قوت لامسہ متعدد قوتیں ہیں یعنی چار قوتیں ہیں؛ ملموسات کی چاروں جنس کے لئے وہ ایک ایک علیحدہ قوت مانتے ہیں، (حرارت وبرودت کے لئے ایک، رطوبت ویبوست کے لئے ایک، خشونت اور ملاست کے لئے ایک، اور صلابت ولیونت کے لئے ایک؛) اگرچہ وہ چاروں قوتیں ایک ہی عضو حساس میں مشترک طور پر پائی جاتی ہیں؛ جس طرح قوت ذائقہ اور قوت لامسہ دونوں یکجا زبان کے اندر، اور قوت باصرہ اور قوت لامسہ دونوں یکجا آنکھ کے اندر پائی جاتی ہیں (اسی طرح چاروں قوت لامسہ جلد میں پائی جاتی ہیں) + (ان دونوں اقوال میں سے صحیح قول کیا ہے) اسکی تحقیق فیلسوف کے متعلق ہے +

والقوۃ المدرکۃ فی الباطن اعنی الحیوانیۃ ھی کالجنس لقوی خمس

قوت مدرکہ فِی الباطن (اندرونی پانچوں حواس) سے ہماری مراد قوت حیوانیہ ہے (یہ فلاسفہ کی اصطلاح ہے؛ وہ اندرونی پانچوں حواس کو "قوت حیوانیہ" کہتے ہیں، جس طرح وہ قوت طبیعیہ کو "قوت نباتیہ" کے نام سے پکارتے ہیں)۔ یہ پانچ قوتوں کے لئے جنس کے مانند ہے (یعنی اس کی پانچ قسمیں ہیں[2]، اگرچہ اطباء کے نزدیک حواس باطنہ کی تین قسمیں ہیں: متخیلہ۔ مفکرہ اور متذکرہ) +

احدٰہما القوۃ التی تسمی الحس المشترک والخیال وھی عند الاطباء قوۃ واحدۃ وعند المحصلین

حِس مشترک اور خیال

ان میں سے ایک[1] قوت "حِس مشترک" اور "خیال" کہلاتی ہے۔ یہ اطباء کے نزدیک ایک قوت ہے، اور محققین فلاسفہ کے نزدیک دو؛ چنانچہ

---

[1] حس مشترک۔ خیال۔ واہمہ۔ متصرفہ۔ حافظہ +

[2] شیخ نے طرز بیان ایسا رکھا ہے کہ دونوں مذہبوں کی رعایت ہوگئی ہے، اطباء کے خیال سے ان قوتوں کو شمار تو تین کیا ہے، اور بیان پانچوں کا ہوگیا ہے +

من الفلاسفة قوتان فالحس المشترك هو الذی یتادی الیه المحسوسات کلها وینفعل عن صورها و تجتمع فیه والخیال هو الذی یحفظها بعد الاجتماع ویمسکها بعد الغیبوبة عن الحس

حس مشترک وہ قوت ہے جہاں سارے محسوسات (پانچوں بیرونی حواس کے محسوسات) پہونچتے ہیں؛ یہ قوت ان محسوسات کی صورتوں سے متاثر ہوتی ہے (انکا ادراک کرتی ہے)؛ اور سارے محسوسات کی صورتیں یہاں اکٹھی ہوتی ہیں۔ اور خیال وہ قوت ہے جو ان صورتوں کی، حس مشترک میں اکٹھے ہونے کے بعد، حفاظت کرتی ہے، اور حس مشترک سے غائب ہونے کے بعد ان صورتوں کو پکڑ کر (خزانہ کے طور پر) رکھ لیتی ہے +

اس لحاظ سے حس مشترک قوت قابلہ ہوئی، اور خیال قوت حافظہ: یعنی پہلی قوت محسوسات سے متاثر ہونے والی، اور قبول کرنے والی ہے، اور دوسری قوت ان محسوسات کی حفاظت کرنے والی ہے +

والقوة القابلة منها غیر الحافظة وتحقیق الحق فی هذا هو ایضا الی الفیلسوف وکیف کان فان مسکنهما ومبدأ فعلهما هو البطن المقدم من الدماغ

اس لئے قوت قابلہ کو قوت حافظہ سے جُدا ہونا چاہئے اس بارہ میں بھی سچائی کی تحقیق فیلسوف کے ذمہ ہے۔ پھر یہ کیسی بھی ہو (خواہ ایک قوت ہو، یا دو)، اس قوت کا مسکن (جائے رہائش) اور اس کے فعل کا مبدأ دماغ کا بطن مقدم ہے +

والثانیة القوة التی تسمیها الاطباء مفکرة والمحققون یسمونها تارة متخیلة وتارة مفکرة فان استعملتها القوة الوهمیة الحیوانیة التی سنذکرها بعد او نهضت هی بنفسها لفعلها سموها متخیلة وان اقبلت علیها القوة النطقیة وصرفتها

دوسری قوت وہ ہے جسے اطباء "مُفَکِّرَہ" کہتے ہیں۔ رہے محققین، تو وہ اسے گاہے "مُتَخَیِّلَہ" کہتے ہیں۔ اور گاہے "مُفَکِّرَہ"۔ چنانچہ جب اسے قوت وہمیہ حیوانیہ[1] استعمال کرتی ہے (یعنی جب قوت واہمہ اس سے خدمت لیتی ہے) جسکا ذکر ہم اس کے بعد کرنے والے ہیں، یا جب یہ خود اپنے فعل کے لئے کھڑی ہو جاتی ہے[2]، تو اسے مُتَخَیِّلَہ کہتے ہیں۔ اور جب اسکی طرف

[1] قوت "واہمہ" کو "حیوانیہ" اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ قوت حیوانات میں وہ درجہ رکھتی، جو نفس ناطقہ انسان میں رکھتا ہے۔ گویا حیوان کی بہترین قوت یہی قوت واہمہ ہے +

[2] جیسا کہ خواب میں نئی نئی گھڑی ہوئی صورتیں نظر آیا کرتی ہیں +

علے ماتستفعر ھی بہ منہا سمیت مفکرۃ　قوت نُطقیہ (نفس ناطقہ) توجہ کرتی ہے، اور اس طور پر اس سے کام لیتی ہے کہ نفس ناطقہ کو اس سے (اپنے کاموں میں) نفع پہونچتا ہے، تو اسے مُفکِّرَہ کہتے ہیں +

اس قوت کا کام جُزئی صورتوں اور جُزئی معانی میں ترکیب وتفصیل کرنا یعنی جوڑ توڑ کرنا ہے۔ پھر ان نئی صورتوں اور نئے معانی پر احکام صادر کرنا قوت واہمہ کا کام ہے۔ نفس ناطقہ اس قوت سے کیونکر خدمت لیتی ہے؟ اس کی مثال یہ ہے کہ جُزئی محسوسات سے (جو ان حواس دماغیہ سے محسوس ہوا کرتے ہیں) نفس ناطقہ کلیات اخذ کر لیتا ہے۔ کلیات کا ادراک فلاسفہ کے خیال کے مطابق محض عقل، یا نفس ناطقہ کر سکتا ہے۔ دماغی حواس محض جزئیات کا ادراک کرتے ہیں۔ اور کلیات یعنی معانی کلیہ کا خزانہ عقل فعال ہے، حافظہ یا خیال نہیں۔

والفرق بین ھذہ القوۃ وبین الاولی کیف ما کانت ان الاولی قابلۃ او حافظۃ لما یتادی الیہا من الصور المحسوسۃ و اما ھذہ فانہا تتصرف علی المستودعات فی الخیال تصرفا تہا من ترکیب وتفصیل فتستحضر صورًا علے نحو ما تأدی من الحس وصورا مخالفۃ لہا کانسان یطیر وجبل من زمرد واما الخیال فلا یحضرہ الا المقبول من الحس　اس میں اور پہلی قوت (حس مشترک اور خیال) میں فرق یہ ہے، خواہ پہلی قوت ایک ہو، یا دو، کہ جو صُوَر محسوسہ پہلی قوت کے پاس پہونچتی ہیں، انکو یہ یا قبول کرتی ہے (ادراک کرتی ہے)، یا ان صورتوں کی حفاظت کرتی ہے (پہلا کام حس مشترک کا ہے، اور دوسرا خیال کا)؛ رہی یہ قوت (قوت متخیلہ یا مفکرہ) تو جو صورتیں خزانۂ خیال میں سونپ دی گئی ہیں (خزانۂ خیال میں جو صورتیں جمع ہیں) ان صورتوں میں اپنے جوڑ توڑ (ترکیب وتفصیل) سے اُیر پھیر کیا کرتی ہے (اپنے مخصوص تصرفات کیا کرتی ہے)۔ چنانچہ اس عمل سے یہ کبھی ایسی صورتیں پیش کر دیا کرتی ہے، جیسی حس سے (حس مشترک سے) پہونچا کرتی ہیں، اور کبھی ایسی صورتیں بنا کر پیش کر دیا کرتی ہے، جو اس سے مخالف ہوتی ہیں، مثلاً اڑتا ہوا انسان، اور زمرد کا پہاڑ۔ (اسی طرح یہ قوت معانی جُزئیہ میں بھی جوڑ توڑ لگایا کرتی ہے، نیز مختلف صورتوں کو مختلف معانی سے ملا یا جلایا کرتی ہے)۔ رہی قوت خیال، تو یہ محض اُنہی صورتوں کو پیش کر سکتی ہے، جن کو

اس نے حس مشترک سے قبول کیا ہے +

اور حس مشترک کے پاس وہی صورتیں پہونچتی ہیں، جو بیرونی حواس سے محسوس ہوتی ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ بیرونی حواس جو کچھ ادراک کرتے ہیں، یہ واقعات کے مطابق ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس قوت متخیلہ ایسی صورتیں بھی بنا بنا کر پیش کر سکتی ہے، جو محض من گھڑت اور فرضی ہوتی ہیں، جیسے زمرد کا پہاڑ اور سونے کا ہاتھی۔ یا ہوا میں اُڑتے ہوئے گھوڑے وغیرہ +

ومسكن هذه القوة هو البطن الاوسط من الدماغ

اس قوت (قوت متخیلہ) کا مسکن دماغ کا بطن اوسط ہی (جو دودہ یا سریر بصری میں ہوتا ہے) +

وهذه القوة هي آلة لقوة هي بالحقيقة المدركة الباطنة في الحيوان وهو الوهم

یہ قوت (متخیلہ) اُس قوت کے لئے آلہ ہے جو فی الحقیقت حیوانات میں اندرونی مُدرک ہے، یعنی وہم +

وهي القوة التي تحكم في الحيوان بان الذئب عدوٌّ وان الولد حبيب وان المتعهد بالعلف صديق لا ينفر عنه وهو على سبيل غير نطقي والعداوة والمحبة غير محسوستين اذ ليس يدركهما الحس من الحيوان فاذن انما يحكم بهما ويدركهما قوة اخرى وان كان ليس بالادراك النطقي الا انه لا محالة ادراك ما غير النطقي

وہم (واہمہ) وہ قوت ہے جو حیوانات میں یہ حکم لگاتی ہے کہ بھیڑیا ان کا دشمن ہے (جس سے بھاگ جانا چاہئے)، بچہ محبوب ہے؛ اور چرواہا دوست ہے، جس سے نفرت نہ کرنی چاہئے (بلکہ چرواہے کے بلانے پر جانور دوڑتا ہوا چلا آتا ہے)۔ اگرچہ حیوانات کا یہ مذکورہ حکم نُطقی طور پر نہیں ہے (یہ احکام عقلی طور پر نہیں ہیں، کیونکہ یہ احکام امور جزئیہ[1] کے ساتھ وابستہ ہیں؛ امور کلیہ کے احکام نہیں ہیں، جنکو عقل یا نفس ناطقہ ادراک کرتا ہے)۔ اور یہ ظاہر ہے کہ عداوت اور محبت ایسی چیزوں میں سے نہیں ہیں جو (بیرونی حواس سے) محسوس ہو سکیں، اس لئے کہ بیرونی حواس اور حیوان کا حس مشترک ان دونوں چیزوں کو ادراک نہیں کرتا ہے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ ان دونوں باتوں کو کوئی

[1] امور جزئیہ کی مثال کسی خاص شخص کی عداوت فرض کرو، جسکو دیکھتے ہی تم سمجھ جاتے ہو کہ یہ شخص ہمارا دشمن ہے۔ یہ عداوت امر جزئی ہے، یا عداوت جزئی۔ اسی طرح عداوت کا ایک عام مفہوم ہے، جسکو ہم سمجھتے ہیں اور جو کسی خاص ذات سے وابستہ نہیں ہوتی۔ یہ امر کلی یا عداوت کلیہ ہے۔ پہلی چیز کا ادراک جُزئی کہلائیگا، اور دوسری کا ادراک کُلّی۔ وہم پہلی چیز کا مدرک ہے، اور عقل دوسری کی +

دوسری قوت ادراک کرتی ہے، اور وہی ان دونوں باتوں کے متعلق حکم لگا سکتی ہے (کہ مثلاً وہ ہمارا دوست ہے یا دشمن ہے؛) اگرچہ یہ ادراک نطقی نہیں ہے (ادراک کلی اور ادراک عقلی نہیں ہے) لیکن بہر حال یہ کسی قسم کا ادراک ضرور ہے، خواہ غیر نطقی ہو +

والانسان ایضاً قد یستعمل هذه القوة فی کثیر من الاحکام ویجری فی ذلك مجری الحیوان الغیر الناطق

انسان بھی اس قوت (قوت متخیلہ) کو اپنے بہت سے احکام میں استعمال کرتا ہے، اور اس بارہ میں انسان اور حیوان غیر ناطق[1] دونوں برابر ہیں +

قوت واہمہ کو دماغ کی تمام قوتوں کا بادشاہ کہا جاتا ہے، اور اس کا مقام سارا دماغ ہے. لیکن اس کی سلطنت (دار السلطنت) بطن اوسط کے پچھلے حصے میں ہے. گیلانی

وهذه القوة تفارق الخیال لان الخیال یستثبت المحسوسات وهذه تحکم فی المحسوسات بمعانٍ غیر محسوسة

یہ قوت (قوت واہمہ) خیال سے اس طرح جدا ہے کہ قوت خیال محسوسات (صُوَرِ محسوسہ) کی گرفت کرتی ہے (اور انہیں پکڑ کر رکھ لیتی ہے؛) اور یہ قوت (واہمہ) ان محسوسات کے ساتھ ایسے معانی وابستہ کرتی ہے (حکم لگاتی ہے) جو محسوسات میں سے نہیں ہوتے (مثلاً کسی شخص کو دیکھکر یہ کہنا کہ جو صورت سامنے آئی ہے، یہ میری دشمن ہی)+

وتفارق التی تسمی مفکرة ومتخیلة بان افعال تلك لا یتبعها حکم ما وافعال هذه یتبعها حکم ما بل هی احکام ما وافعال تلك ترکیب فی المحسوسات وفعل هذه هو حکم فی المحسوس فی معنی خارج عن المحسوس وکما

علاوہ ازیں قوت واہمہ اُس قوت سے بھی جدا ہے جسے مفکرہ یا متخیلہ کہا جاتا ہے؛ کیونکہ مفکرہ یا متخیلہ کے افعال کے ساتھ کوئی حکم نہیں ہوتا (اس کا تو کام محض صورتوں کو توڑ جوڑ کرکے سامنے لے آنا ہے؛ اس کے بعد یہ فیصلہ کرنا قوت واہمہ کا کام ہے کہ یہ صورت مثلاً دوست کی ہے، یا دشمن کی؛) اور قوت واہمہ کے افعال کے ساتھ کوئی نہ کوئی حکم، بلکہ احکام ہوا کرتے ہیں. اُس کا فعل (قوت

[1] انسان کو حیوان ناطق کہا جاتا ہے، اور باقی حیوانات کو غیر ناطق. انسان کلیات اور جزئیات دونوں کا ادراک کرتا ہے، اور دوسرے حیوانات محض جزئیات کا ادراک کرسکتے ہیں +

ان الحس فی الحیوان حاکم علی صور المحسوسات کذلك الوهم فیه حاکم علی معانی تلك الصور التی تتأدی الی الوهم ولا تتأدی الی الحس

تخیلہ کا فعل) محسوسات کو ترکیب دینا ہے (توڑ جوڑ کرکے ملانا ہے)، اور قوت واہمہ کا فعل محسوسات میں کسی ایسے معنے کا حکم لگانا ہے جو محسوس نہیں ہو سکتا؛ اور جس طرح حیوانات میں حسّ مشترک محسوسات کی صورتوں[1] کی حاکم (حکم لگانے والی) ہے، اسی طرح حیوانات میں قوت واہمہ اُن صورتوں کے معانی کی حاکم ہے، جو (معانی) محض قوت واہمہ تک پہونچ سکتے ہیں، حسّ مشترک تک نہیں پہونچ سکتے (مثلاً دوستی اور دشمنی معانی ہیں، جو بیرونی حواس اور حسّ مشترک سے ادراک نہیں کئے جاسکتے؛ ان کی مدرک محض قوت واہمہ ہے) +

ومن الناس من یتجوز فیسمی هذه القوة تخیلا وله ذلك اذ لا منازعة فی الاسماء بل یجب ان یفهم المعانی والفروق

بعض لوگ مجازاً اس قوت (واہمہ) کا نام تخیُّل رکھتے ہیں، جس کا انہیں حق ہے. کیونکہ ناموں میں کوئی جھگڑا نہیں ہے. ضروری چیز جو ہے وہ یہ ہے کہ ان کے (اصلی) معانی اور مفہوم سمجھے جائیں، اور (حقیقتاً) باہم جو فرق ہو، اُسے معلوم کیا جائے +

وهذه القوة لا یتعرض الطبیب لتعرفها وذلك لان مضار افعالها تابعة لمضار افعال قوی اخری قبلها مثل الخیال والتخیل والذکر الذی سنقوله بعدُ والطبیب انما ینظر فی القوی التی اذ لحقها مضرة فی فعلها کان ذلك مرضا فان

قوت واہمہ کے جاننے اور اس کے پہچاننے کی اطباء پرواہ نہیں کرتے. کیونکہ قوت واہمہ کے افعال کے نقصانات کا دارومدار اُن دوسری قوتوں کے افعال کی خرابیوں پر ہے، جو اس سے قبل ہیں؛ مثلاً خیال اور تخیل (قوت متخیلہ)، اور قوت ذکر (قوت حافظہ) کی خرابی پر ہے، جس کا ہم اس کے بعد ذکر کرنے والے ہیں. اطباء تو اُن قوتوں سے بحث کرتے ہیں، کہ جن کے فعل میں اگر

[1] پانچوں بیرونی حواس سے جو جو چیزیں دریافت کی جاتی ہیں، وہ سب صورت کہلاتی ہیں. (صورت کی جمع صُوَر ہے) صورت سے صرف شکل مراد نہیں ہے، جیسا کہ عرفاً بولا جاتا ہے. بلکہ اس میں شکلیں، رنگتیں، مزے، آوازیں، بوئیں، اور سارے ملموسات شامل ہیں +

كانت المضرة تلحق فعل قوة بسبب مضرة لحقت فعل قوة قبلها وكانت تلك المضرة تتبع سوء مزاج او فساد تركيب في عضو فما يكفيه ان يعرف ان لحوق ذلك الضرر بسبب سوء مزاج ذلك العضو او فساده حتى يتداركه بالعلاج او يتحفظ عنه ولا عليه ان يعرف حال القوة التي انما يلحقها ما يلحقها بواسطة اذا كان قد عرف حال التي يلحقها بغير واسطة

کوئی مضرت لاحق ہو تو وہ مضرت مرض بن جائے؛ چنانچہ اگر کسی قوت کے فعل کی خرابی کسی ایسی خرابی کی وجہ سے پیدا ہوئی ہو جو کسی پہلی قوت میں لاحق ہو چکی ہو، اور یہ خرابی عضو کے سوءِ مزاج یا فسادِ ترکیب کے تابع ہو، تو طبیب کے لئے محض اسقدر جان لینا کافی ہے کہ یہ خرابی اُس عضو کے سوءِ مزاج کی وجہ سے یا اُس عضو کے فساد (فسادِ ترکیب) کی وجہ سے لاحق ہو گئی ہے؛ تاکہ وہ علاج سے اُسکا تدارک کر سکے، یا اُس خرابی سے اُسے بچا سکے۔ طبیب پر اُس قوت کی حالت کا جاننا ضروری نہیں ہے جسے اگر کوئی خرابی لاحق ہوتی ہے، تو بالواسطہ لاحق ہوتی ہے؛ کیونکہ اُس نے تو اُس قوت کا حال معلوم کر لیا جس میں براہِ راست (بغیر واسطہ کے) خرابی لاحق ہوئی ہے؛ (جب اُس نے اصل کو معلوم کر لیا، تو اس کی خرابی کے دور کرنے سے وہ حالات خود بخود درست ہو جائینگے جو بطور عوارض کے پیدا ہو جاتے ہیں) +

والثالثة مما يذكره الاطباء وهي في الحقيقة والرابعة عند التحقيق وهي القوة الحافظة والمتذكرة وهي خزانة لما يتادى الى الوهم من معان في المحسوسات غير صورها المحسوسة كما ان الخيال خزانة لما يتادى الى الحس من الصور المحسوسة وموضعها البطن المؤخر من بطون الدماغ وههنا موضع نظر فلسفي في انه هل هو القوة الحافظة المتذكرة

تیسری قوت جسکا ذکر اطباء کرتے ہیں، اور جو حقیقت میں پانچویں یا چوتھی[1] قوت ہے، یہ **قوتِ حافظہ** اور **مُتَذَکِّرَہ** ہے۔ یہ قوت محسوسات کے اُن معانی کے لئے خزانہ (کا کام کرتی) ہے جو وہم تک پہونچتے ہیں؛ یہ صُوَرِ محسوسہ کے لئے خزانہ نہیں ہے؛ جس طرح خیال اُن صُوَرِ محسوسہ کے لئے خزانہ ہے جو حِسِ مشترک تک پہونچتے ہیں۔ قوتِ حافظہ کا مقام بطونِ دماغ میں سے پچھلا بطن (بطنِ مؤخر) ہے + بنظرِ فلسفہ یہ غور و بحث کا مقام ہے کہ **قوتِ حافظہ** (یاد رکھنے والی) اور قوتِ متذکرہ (یاد دلانیوالی)

[1] بعض فلاسفہ قوتِ مفکرہ اور وہم کو ایک کہتے ہیں۔ اس صورت میں یہ قوت چوتھی ہوگی +

المسترجعة لما غاب عن الحفظ من مخزونات الوهم قوة واحدة ام قوتان ولكن ليس ذلك مما يلزم الطبيب اذ كانت الآفات التي تعرض لايتهما كانت هي متجانسة وهي الآفات العارضة للبطن المؤخر من الدماغ اما من جنس المزاج واما من جنس التركيب

جو قوت واہمہ کے اکٹھا کئے ہوئے ذخیرہ میں سے اُن معانی کو لوٹا کر واپس لے آتی ہے، جو حفظ (یاد) سے غائب ہوتے ہیں، آیا یہ ایک قوت ہے یا دو قوتیں ہیں (بایں معنے کہ حفاظت کرنا اور کام ہے، اور لوٹا کر لانا دوسرا کام ہے، اور جب یہ دو کام ہیں، تو قوتیں بھی دو ہونی چاہئیں). لیکن یہ طبیب کے فرائض لازمہ میں سے نہیں ہے؛ کیونکہ جو آفتیں لاحق ہوا کرتی ہیں، خواہ ان دو میں سے کسی قوت کو لاحق ہوں، وہ متجانس (ایک جیسی) ہوا کرتی ہیں. چنانچہ یہ وہ آفتیں ہیں جو مزاج کی جنس سے (سوء مزاج) یا ترکیب کی جنس سے (فساد ترکیب) دماغ کے بطن مؤخر میں لاحق ہوا کرتی ہیں +

واما القوة الباقية من قوى النفس المدركة فهي الانسانية الناطقة ولما سقط نظر الاطباء عن القوة الوهمية لما شرحناها من العلة فهو اسقط عن هذه القوة بل نظرهم مقصور على افعال القوى الثلث لا غير

رہی نفس کے قوائے مدرکہ کی باقی قوت، تو وہ "قوت انسانیہ ناطقہ" ہے (جو محض انسان میں پائی جاتی ہے، اور جسکو "قوت عاقلہ انسانیہ" کہا جاتا ہے، جس کی وجہ سے انسان دیگر حیوانات سے اشرف ہو گیا ہے، اور جس کی وجہ سے انسان میں "تمیز اور فکر" (سوچ بچار) کی قوت حاصل ہو جاتی ہے). اطبار جبکہ قوت وہمیہ سے بحث نہیں کرتے جس کی وجہ ہم بتا چکے ہیں، تو اس قوت سے تو انہیں بدرجہ اَتم گریزاں ہونا چاہئے (کیونکہ یہ قوت تو اعضاء کے کسی خاص حصے کے ساتھ وابستہ بھی نہیں ہے، کہ اُسکی آفت سے اس کے افعال میں خرابی آجائے، اور اُس کی تدبیر کی ضرورت ہو). بلکہ اطبار کی نظر محض انہیں مذکورہ بالا تین قوتوں کے افعال تک محدود رہا کرتی ہے؛ اس سے زیادہ نہیں +

الفصل السادس فی القوی النفسانیة المحرکة

واما القوة المحرکة فھی التی تشنج الاوتار وترخیھا فتحرک بھا الاعضاء والمفاصل بسطھا وتثنیھا ومنفذھا فی العصب المتصل بالعضل وھی جنس یتنوع بحسب تنوع مبادی الحرکات فیکون فی کل عضلة طبیعة اخری وھی تابعة لحکم الوھم الموجب للاجماع

فصل ششم۔ قوائے نفسانیہ محرکہ

قوت محرکہ وہ ہے جو اوتار میں تشنج (سکیڑ) پیدا کرتی اور انہیں ڈھیلا کر دیتی ہے، جس سے اعضاء اور مفاصل میں حرکت واقع ہوتی ہے، یعنی قوت محرکہ کے عمل سے یہ اعضاء یا پھیل جاتے یا مڑ جاتے ہیں (سکڑ جاتے ہیں)۔ قوت محرکہ کا منفذ (راستہ) اُن اعصاب میں ہوتا ہے جو عضلات سے اتصال رکھتے ہیں۔ قوت محرکہ ایک جنس[1] ہے، جس کے اقسام مبادی حرکات (عضلات) کے لحاظ سے بہت سے ہیں۔ چنانچہ ہر عضلہ میں ایک دوسری طبیعت (مخصوص طبیعت[2]) ہوا کرتی ہے۔ قوت محرکہ قوت واہمہ کے اُس حکم کے تابع ہوا کرتی ہے، جو اجماع (عزم قوی) کا موجب ہوتا ہے۔

خیال یا وہم میں جو نقوش چھپتے ہیں، وہ شوق یا عزم قوی کے موجب ہوتے ہیں۔ یہی شوق اور عزم قوت محرکہ کے فعل کا باعث ہوتا ہے۔ مثلاً سانپ کو دیکھ کر یہ ارادہ مستحکم ہو جاتا ہے کہ اسے مار ڈالنا چاہئے۔ اس ارادہ کے استحکام کے بعد قوت محرکہ کام کرتی ہے، اور سانپ کے مارنے کے لئے اعضاء میں مناسب حرکت دیتی ہے۔

الفصل الاخیر من ھذا التعلیم وھو فی الافعال

نقول ان من الافاعیل المفردة ما یتم بقوة واحدة مثل الھضم مثلاً ومنھا ما یتم بقوتین مثل شھوة الطعام فانھا تتم بقوة

فصل اخیر۔ افعال

بعض افعال مفردہ وہ ہیں جو محض ایک قوت سے پورے ہو جاتے ہیں، مثلاً ہضم (قوت ہاضمہ سے پورا ہو جاتا ہے؛ ایسے افعال کو اطباء "افعال مفردہ" کہتے ہیں) اور بعض افعال مفردہ وہ ہیں جو دو قوتوں سے مکمل

۱؎ قوت محرکہ ایک جنس ہے، یعنی اس کے تحت میں بہت سے انواع واقسام ہیں۔ مثلاً چبانا ایک نوع حرکت ہے، اور چلنا پھرنا دوسری نوع حرکت۔ وعلیٰ ہذا جتنے عضلات ہیں، اُسی قدر حرکت کے انواع ہیں۔

۲؎ مخصوص طبیعت ہوتی ہے، یعنی اس سے ایک مخصوص حرکت صادر ہوتی ہے۔

جاذبة طبيعية وبقوة حساسة في فم المعدة اما الجاذبة فبتحريكها الليف المطاول متقاضية لما يجذب به وامتصاصها ما يحضر من الرطوبات واما الحساسة فباحساسها بهذه الافعال وبلذع السوداء المنبهة للشهوة المذكورة قصتها

ہوتے ہیں[1] مثلاً کھانے کی خواہش (شہوت[2] طعام) دوقوتوں سے پوری ہوا کرتی ہے: ایک طبعی قوت جاذبہ، دوم فم معدہ کی قوتِ حسّاسہ (ایسے افعال مفردہ کو جو دو قوتوں سے مکمل ہوں، اطباء "افعال مرکبہ" کہتے ہیں) قوت جاذبہ تو بھوک میں اس طرح امداد کرتی ہے کہ یہ طولانی ریشوں کو حرکت دیکر غذاء کا تقاضا کرتی ہے؛ نیز یہ (فم معدہ اور معدہ کی) موجودہ رطوبات کو چوس لیتی ہے۔ قوت حسّاسہ بھوک کے احساس میں اس طرح امداد کرتی ہے کہ وہ ان افعال مذکورہ (قوت جاذبہ کا تقاضا کرنا اور رطوبات کا چوس لینا) کا ادراک کرتی ہے، نیز اُسے سوداء کے لذع (سوزش۔ دغدغہ) کا احساس ہوتا ہے، جو بھوک کو جگا دیا کرتا ہے، اور جسکا قصہ (اخلاط میں) گذرچکا +

وانما كان هذا الفعل مما يتم بقوتين لان الحساسة اذا عرض لها آفة بطل المعنى الذي يسمى جوعا وشهوة فلم تشته الطعام وان كان للبدن اليه حاجة

بھوک کا احساس ایک ایسا فعل ہے جو دو قوتوں ہی سے پورا ہو سکتا ہے۔ اسپر دلیل یہ ہے کہ قوت حاسہ میں جب کوئی آفت لاحق ہو جاتی ہے، تو وہ بات جاتی رہتی ہے، جسے ہم جُوع (بھوک) اور شہوت (خواہشِ غذاء) کہا کرتے ہیں؛ چنانچہ ایسی حالت میں کھانے کی خواہش پیدا ہی نہیں ہوتی، خواہ بدن غذاء کا (پورا) محتاج ہو +

وكذلك الازدراد يتم بقوتين احدهما الجاذبة الطبيعية والاخرى الجاذبة الارادية والاولى يتم فعلها بالليف المطاول

اسی طرح ازدراد (نگلنے) کا حال ہے، جو دو قوتوں سے پورا ہوتا ہے: ایک[3] جاذبہ طبعیہ، اور دوم جاذبہ ارادیہ۔ جاذبہ طبعیہ کا فعل تو طولانی ریشوں سے مکمل ہوتا ہے جو فم معدہ اور مری میں ہوتے ہیں (اور جو لقمہ کو

---

[1] یہ ترجمہ جیلانی کی شرح اور تفسیر کے مطابق ہے۔ یعنی ایک فعل (فعل مفرد) گاہے ایک ہی قوت سے پورا ہو جاتا ہے، اور گاہے دو قوتوں سے۔ پہلی صورت میں مفرد کہا جاتا ہے، اور دوسری صورت میں مرکب۔ [2] بھوک کے احساس کو فعل مرکب بنانے میں ابن ابی صادق وغیرہ کو شبہہ ہے۔ [3] بعض نسخوں میں "دافعہ ارادیہ" مرقوم ہے +

الذي في فم المعدة والمرئ والثانية يتم فعلها بليف عضل الازدراد واذا ابطل احدى القوتين عسر الازدراد بل اذا لم تكن بطلت الا انها لم تنبعث بعدُ لفعلها عسر الازدراد الا ترى انه اذا كانت الشهوة لم تصدق عسر علينا ابتلاع ما لا نشتهيه بل اذا كنا نعاف شيئا ثم اردنا ابتلاعه فنفرت عنه القوة الجاذبة الشهوانية صعب على الارادية ابتلاعه

گرفت میں لیکر نیچے کی طرف لے جاتے ہیں)۔ اور جاذبہ[1] ارادیہ کا فعل اُن عضلات کے ریشوں سے پورا ہوتا ہے جو ازدراد (نگلنے) کا کام کرتے ہیں۔ جب ان دو میں سے کوئی ایک قوت بھی باطل ہو جاتی ہے، تو ازدراد کا فعل دُشوار ہو جاتا ہے؛ بلکہ اگر پورے طور پر باطل نہ ہو، لیکن اپنے فعل کے لئے ابھی کھڑی نہ ہو تو بھی نگلنا دُشوار ہو جاتا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب بھوک سچی نہیں ہوتی ہے، تو ہمیں اُس غذاء کا نگلنا دُشوار ہو جاتا ہے، جو بلا خواہش کے کھائی جاتی ہے۔ بلکہ (باوجود بھوک کے) جب ہمیں کسی چیز کے کھانے سے کراہت ہوتی ہے، پھر اُسے ہم نگلنا چاہتے ہیں، تو قوت جاذبہ اس سے نفرت کرتی ہے، اور قوت ارادیہ پر اُس کا حلق سے فرو کرنا دُشوار ہو جاتا ہے +

وعبور الغذاء ايضا يتم بقوتين قوة دافعة من العضو المنفصل عنه وقوة جاذبة من العضو المتوجه اليه وكذلك اخراج الفضل من السبيلين

غذاء کا عبور (کسی عضو سے دوسری عضو کی طرف غذاء کا جانا) بھی دو قوتوں سے مکمل ہوتا ہے: ایک قوت تو اس غذاء کو اُس عضو سے دھکیلتی ہے جہاں سے یہ جا رہی ہے (قوت دافعہ)، اور جدھر یہ غذاء جا رہی ہے، اُس کی دوسری قوت (قوت جاذبہ) اسے اپنی طرف کھینچتی ہے۔ اسیطرح دونوں راستوں (اگلے پچھلے یا قبل و دُبر) سے فضلات کا اخراج بھی (دو قوتوں سے مرکب ہوتا ہے؛ ایک قوت دافعہ طبعیہ، اور دوسری قوت حساسہ) +

وربما كان الفعل مبدئه قوتين نفسانية وطبيعية وربما كان سببه قوة وكيفية مثل التبريد المانع للمواد فانه يعاون الدافعة على مقاومة الخلط

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ فعل کا مبدأ دو قوتیں ہوتی ہیں، ان میں سے ایک قوت نفسانیہ ہوتی ہے، اور دوسری طبعیہ۔ (چنانچہ اوپر کی بیشتر مثالوں میں یہی صورت ہے۔ ایک قوت طبعیہ ہے، اور دوسری نفسانیہ، مثلاً حساسہ یا محرکہ۔) + علیٰ ہذا بعض افعال کی تکمیل میں ایک قوت کام

[1] بعض نسخوں میں "دافعہ ارادیہ" مرقوم ہے +

المنصب الى العضو ومنعه ودفعه فى وجهه

کرتی ہے، اور ایک کیفیت۔ اس کی مثال تبرید (برودت پہنچانا) ہے، جس کا کام مواد کا روکنا (یعنی کسی عضو میں مادہ کو آنے نہ دینا) ہے؛ کیونکہ برودت قوت دافعہ کی اُس خلط کے مقابلہ پر امداد کرتی ہے جو کسی عضو میں گرنے والی ہے، اور خلط کے اُسی طرف دفع کرنے پر امداد کرتی ہے (جدھر سے وہ آنے والی ہے) +

خلاصہ یہ ہوا کہ مثلاً ردع مادہ (مادہ کا لوٹانا) ایک فعل ہے، جو دو چیزوں سے پورا ہوتا ہے: اول عضو کی قوت اور طبیعت، جو مادہ کو دفع کرنے کی کوشش کرتی ہے؛ اور دوم برودت، جو مادہ کے لوٹانے پر قوت دافعہ کی امداد کرتی ہے۔ برودت سے وہاں کی رگیں تنگ ہو جاتی ہیں، جس سے آنے والا مادہ آنے سے رُک جاتا ہے، اور آیا ہوا مادہ جگہ کی تنگی سے بھاگنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ورم حار کی ابتدا میں ٹھنڈے پانی اور برف سے عضو میں ٹھنڈک پہونچائی جاتی ہے +

والكيفية الباردة تمنع بشيئين بالذات اى بتغليظ جوهر ما ينصب وبتضييق المسام وبشئ ثالث هو مما بالعرض وهو اطفاء الحرارة الجاذبة والكيفية الحارة تجذب بما تقابل هذه الوجوه المذكورة

کیفیت باردہ مادّہ کو تین طور پر روکا کرتی ہے: ان میں سے دو چیزیں تو **بالذّات** ہیں: یعنی گرنے والی خلط کو غلیظ کر کے اور مسامات (اور باریک عروق) کو تنگ کر کے؛ اور تیسری چیز **بالعرض** ہے: یعنی حرارت کو بجھا کر، جسکا کام (مواد کا) جذب کرنا ہے۔ اور **کیفیت حارہ** کے جذب کرنے کی صورتیں مذکورہ بالا صورتوں کی مقابل ہیں (مثلاً مواد کو رقیق بنانا اور مسامات اور عروق دقیقہ کو پھیلانا) +

والكيفية الحارة واضطرار الخلاء انما يجذب بان اولا ما لطف ثم ما كثف واما القوة الجاذبة الطبيعية فانها تجذب الاوفق لطبيعة موضوعها او الذى يخصها فى طبعها وجذبها فربما كان الاكثف هو الاوفق

کیفیت حارّہ اور خلاء کی مجبوری سے جو مواد منجذب ہوا کرتے ہیں، تو ان دونوں صورتوں میں پہلے رقیق ترین مواد کھنچا کرتے ہیں، اس کے بعد اس سے غلیظ۔ اسکے برعکس قوت جاذبہ طبیعیہ جو مادہ کو جذب کیا کرتی ہے، تو اس میں یہ صورت نہیں ہوتی (کہ پہلے رقیق ترین مواد ہی منجذب ہوں، بلکہ مخصوص طور پر) یہ محض اُس مادہ کو جذب کیا کرتی ہے جو عضو کی طبیعت کے لئے زیادہ مناسب اور لائق ہو؛ یا

والاخص

مخصوص طور پر محض اُس مادہ کو جذب کیا کرتی ہے، جسے خصوصیت کے ساتھ طبعًا جذب کرنے کے لئے یہ (قوت جاذبہ) بنائی گئی ہے. چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ وہ مخصوص اور مناسب مادہ (رقیق نہیں ہوتا، بلکہ) غلیظ تر ہوتا ہے +

تم الفن الاول من الکتاب الاول من القانون فی الطب والحمد للہ والصلوٰۃ علی نبیہ واٰلہ

قانون کی کتاب اول کا فن اول تمام ہوا. والحمد للہ والصلوٰۃ علی نبیہ وآلہ +

الفن الثانی

فن ثانی

فی ذکر الامراض والاسباب والاعراض الکلیۃ وھو تعالیم ثلثۃ التعلیم الاول فی الامراض والثانی فی الاسباب والثالث فی الاعراض

فن ثانی میں امراض کلیہ، اسباب کلیہ اور اعراض کلیہ کا ذکر ہے. اس میں تین تعلیمیں ہیں. "تعلیم اول" امراض میں، "تعلیم دویم" اسباب میں، اور "تعلیم سویم" اعراض میں +

التعلیم الاول

تعلیم اوّل

ثمانیۃ فصول

اس میں آٹھ فصلیں ہیں +

الفصل الاول فی تعلیم السبب والمرض والعرض

فصل اوّل تعریف سبب، مرض و عرض

نقول ان السبب فی کتب الطب ھو ما یکون اولا فیجب عنہ وجود حالۃ من حالات بدن الانسان او ثباتھا والمرض ھیئۃ غیر طبیعیۃ فی بدن الانسان یجب عنھا بالذات آفۃ فی الفعل وجوبا اولیا وذلك اما مزاج غیر طبیعی واما ترکیب

ہم کہتے ہیں: طبی کتابوں میں سبب اُسے کہتے ہیں جو مقدم ہو، اور اُس سے کوئی نئی حالت بدن انسان کے حالات (صحت و مرض) میں سے پیدا ہو جائے، یا اُس کی وجہ سے اُس حالت کا قیام ہو جائے. اور مرض بدن انسان کی وہ غیر طبعی ہیئت ہے جس سے بدن کے فعل میں کوئی آفت بالذّات پیدا ہو جائے، اور یہ آفت جو پیدا ہو، وہ بالواسطہ نہ پیدا ہو، بلکہ بلاواسطہ پیدا ہو.

غیر طبیعی — چنانچہ مرض یا غیر طبعی مزاج ہوتا ہے، یا غیر طبعی ترکیب +
"بالذّات" کے کہنے سے کسی مرض کے مرض کو اس تعریف سے نکالنا مقصود ہے۔ کیونکہ عرض بالذّات کوئی آفت نہیں پیدا کر سکتا، جب تک وہ خود مرض کی صورت اختیار نہ کرلے، اور خود وہ مستقل طور پر مرض نہ بن لے۔
"بالواسطہ نہ پیدا ہو" کے کہنے سے اسباب امراض کو مرض کی تعریف سے خارج کرنا مقصود ہے؛ کیونکہ اسباب امراض سے بھی بدنی افعال میں خلل ضرور پڑا کرتا ہے، مگر کب؟ جبکہ ان اسباب سے بدن کے اندر امراض پیدا ہو لیتے ہیں۔ الغرض اسباب سے کوئی آفت اگر پیدا ہوتی ہے، تو بلا واسطہ نہیں ہوتی، بلکہ بواسطۂ امراض ہوتی ہے +

والعرض هو الشئ الذی یتبع هذه الهیئة وهو غیر طبیعی سواء کان مضادًا للطبیعی مثل الوجع فی القولنج او غیر مضاد مثل افراط حمرة الخد فی ذات الریه

عرض وہ چیز ہے جو اس ہیئت غیر طبعی (مرض) کی وجہ سے تبعاً پیدا ہو جاتی ہے۔ عرض بھی دراصل غیر طبعی ہی چیز ہے (کیونکہ یہ مرض کی وجہ سے ہوا کرتا ہے)؛ خواہ وہ امر طبعی کے مضاد (دشمن) ہو مثلاً قولنج کے اندر درد (قولنج مرض ہے، اور درد اس کا عرض ہے، جو طبیعت کے لئے دشمن ہے۔ درد کی وجہ سے طبعی افعال خراب ہو جاتے ہیں)؛ اور خواہ وہ (طبیعت کے لئے) مضاد نہ ہو (دشمن طبیعت نہ ہو)؛ مثلاً مرض ذات الریہ (پھیپھڑے کے ورم) میں رخساروں کا سُرخ ہو جانا (رخساروں کی سُرخی ایک مرض کا عرض ہے، مگر اس سُرخی سے کوئی خاص تکلیف نہیں پہونچتی ہے) +

مثال السبب العفونة مثال المرض الحمی مثال العرض العطش والصداع

سبب کی مثال عفونت ہے؛ مرض کی مثال حُمّیٰ (بخار) ہے (جو عفونتِ اخلاط سے پیدا ہوتا ہے)؛ اور عرض کی مثال پیاس اور دردِ سر ہے (پیاس اور دردِ سر بخار کے اعراض میں سے ہیں) +

وایضًا مثال السبب امتلاء فی الاوعیة المنحدرة الی العین مثال المرض السدة فی

سبب کی دوسری مثال اُن رگوں کا ممتلی (پُر) ہونا ہے جو آنکھ کی طرف اُترتی ہیں (آنکھ کی طرف آئی ہیں)؛ مرض کی مثال عنبیہ (ثقبۂ عنبیہ یعنی پُتلی) کا

العنبية هو مرض آلى تركيبي مثال العرض فقدان الابصار

سُدّہ[1] ہے (جو عروق چشم کی امتلاء کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے) جو ایک مرض آلی ترکیبی ہے (یعنی مرض ترکیب ہے جو اعضائے آلیہ یا اعضائے مرکبہ میں ہوا کرتا ہے)؛ اور عرض کی مثال بینائی کا کھو جانا ہے (جو اس سُدّہ کا عرض ہے) +

وایضًا مثال السبب نزلة حارة مثال المرض قرحة فى الرية مثال العرض حمرة الوجنتين وانجذاب الاظفار

سبب کی تیسری مثال نزلہ حارہ (گرم نزلہ) ہے، اور مرض کی مثال پھیپھڑے کا قرحہ ہے (جو نزلہ حارہ سے ہوجایا کرتا ہے)، اور عرض کی مثال رخساروں کی سُرخی اور ناخنوں کا خمیدہ ہوجانا ہے، (یہ دونوں چیزیں قرحۂ مذکورہ کے عوارض میں سے ہیں) +

والعرض يسمى عرضا باعتبار ذاته وبقياسه الى المعروض له ويسمى دليلا باعتبار مطالعة الطبيب اياه وسلوكه منه الى معرفة ماهية المرض

عرض کو گاہے عرض اور گاہے دلیل (علامت) کہا جاتا ہے؛ عرض تو اُس وقت کہا جاتا ہے جبکہ اسکی ذات کا لحاظ[2] کیا جاتا ہے، یا جبکہ "معروض لہٗ" سے اسکا مقابلہ کیا جاتا ہے (یعنی معروض لہ یا اصل مرض کے مقابلہ میں اسے عرض کہا جاتا ہے)۔ اور اسے "دلیل" (رہنما۔ رہبر) اس لئے کہا جاتا ہے کہ طبیب اسے مطالعہ کرتا، اور اس کی رہبری سے ماہیت مرض تک پہونچ جاتا ہے +

وقد يصير المرض سببا لمرض اخر كالقولنج للغشى او للفالج او للصرع بل قد يصير العرض سببا للمرض كالوجع الشديد يصير فى القولنج سببا لحدوث الغشى او كالوجع الشديد يصير سببا للورم

ایک مرض گاہے دوسرے مرض کا سبب بن جایا کرتا ہے، مثلاً قولنج گاہے غشی یا فالج یا صرع (مرگی) کا باعث ہوجایا کرتا ہے؛ بلکہ گاہے عرض بھی دوسرے مرض کا سبب ہوجاتا ہے، جیسا کہ قولنج کا درد شدید غشی کا سبب بن جاتا ہے۔ اسی طرح گاہے درد کی شدت ورم کا سبب

[1] یہاں عنبیہ کے سُدّہ سے مراد نزول الماء ہے، جسکے متعلق شیخ کا خیال ہے کہ اس کی رطوبت ثقبۂ عنبیہ میں ہوتی ہے، اور ثقبۂ عنبیہ اس کی وجہ سے مسدود ہوجاتا ہے۔ یہاں عنبیہ سے طبقۂ عنبیہ مراد لینا مناسب نہیں معلوم ہوتا، جیسا کہ شارح گیلانی نے سمجھا ہے + مترجم

[2] کیونکہ عرض کے معنے یہی ہیں کہ جس کا وجود کسی دوسری چیز کے تابع ہو +

لانصباب المواد الی موضع الوجع

بن جاتی ہے، کیونکہ (درد کی وجہ سے مقام درد کی طرف مواد دوڑ جاتے ہیں) +

وقد یصیر العرض بنفسه مرضًا کالصداع العارض عن الحمی فانه ربما استقر واستحکم حتی یصیر مرضا

گاہے خود عرض بھی مرض ہو جایا کرتا ہے، مثلاً وہ دردِ سر جو بخار کی وجہ سے عارض ہوتا ہے، گاہے قائم ہو کر اسقدر مستحکم ہو جاتا ہے کہ مرض بنجاتا ہے +

وقد یکون الشئ بالقیاس الی نفسه والی شئ قبله والی شئ بعده مرضًا وعرضا وسببًا مثل الحمی السلیة فانها عرض لقرحة الریة ومرض فی نفسها وسبب لضعف المعدة مثلا ومثل الصداع الحادث عن الحمی اذا استحکم فانه عرض للحمی ومرض فی نفسه وربما جلب السرسام فصار سببا له وعلی هذا المثال یدور السبب والمرض والعرض

بعض مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی چیز اپنی ذات کے لحاظ سے، اپنے ماقبل اور اپنے مابعد کے لحاظ سے مرض بھی ہوتی ہے، عرض بھی، اور سبب بھی؛ مثلاً حُمّیٰ سلیہ (سل کا بخار) بھیپھڑے کے قرحہ کا عرض ہے، فی نفسہ مرض ہے، اور مثلاً ضعف کا سبب ہے۔ اور دوسری اسی قسم کی مثال اُس دردِ سر کی ہے جو بخار کی وجہ سے لاحق ہو، اور مستحکم ہو جائے؛ یہ بخار کا عرض ہے، خود مرض ہے، اور گاہے یہ سرسام پیدا کر دیتا ہے، تو ایسی صورت میں یہ (سرسام کا) سبب بھی ہے۔ اسی مثال کے مطابق سبب، مرض، اور عرض (یہ تینوں الفاظ) گھوما کرتے ہیں +

الفصل الثانی فی اقسام احوال البدن واجناس الامراض

فصل دوم۔ احوال بدن کی قسمیں اور مرض کی جنسیں[1]

احوال بدن الانسان عند جالینوس ثلث

جالینوس کے نزدیک بدن انسان کے حالات تین ہیں: صحت، مرض، اور تیسری حالت +

الصحة وهی هیئة یکون بها بدن الانسان فی مزاجه وترکیبه بحیث یصدر عنه الافعال کلها صحیحة

صحت وہ ہیئت ہے جس کی وجہ سے بدن انسان کا مزاج اور اس کی ترکیب (ساخت) اس طور پر رہتی ہے کہ بدن کے سارے افعال صحیح وسالم رہتے ہیں۔ اور

[1] یعنی مرض کی وہ بڑی قسمیں، جنکے تحت میں اور بہت سی قسمیں ہیں +

سلیمة والمرض وهو هیئة فی بدن الانسان مضادة لهذه وحالة عنده لیست بصحة ولا مرض اما لعدم الصحة فی الغایة او المرض فی الغایة کابدان الشیوخ والناقهین والاطفال

مرض بدن کی وہ ہیئت ہے جو مذکورہ بالا ہیئت کے مضاد ہوتی ہے (جس سے بدن کے سارے افعال ماؤف ہوجاتے ہیں)۔ جالینوس کے نزدیک ایک **حالت** اور بھی ہے (**حالت ثالثہ**) جو نہ صحت ہے، اور نہ مرض (جس میں سارے افعال نہ صحیح ہوتے ہیں اور نہ سارے ماؤف)۔ اس حالت (حالت ثالثہ) کے پیدا ہونے کے اسباب متعدد ہیں؛ مثلاً (۱) کسی بدن میں نہ پوری صحت ہو اور نہ پورا مرض (نہ صحت غایت درجہ کی ہو، اور نہ مرض غایت درجہ کا)؛ مثلاً بڈھے، ناقہین (وہ لوگ جو بیماری سے ناتواں ہوگئے ہوں) اور اطفال کے بدن +

او لاجتماع من الامرین فی وقت واحد اما فی عضوین او فی عضو ولکن فی جنسین متباعدین مثل ان یکون صحیح المزاج مریض الترکیب او فی عضو وفی جنسین متقاربین مثل ان یکون صحیحًا فی الشکل لیس صحیحًا فی المقدار والوضع او یکون صحیحًا فی الکیفیتین المنفعلتین لیس صحیحًا فی الفاعلتین

(۲) دونوں چیزیں (صحت و مرض) ایک ہی وقت میں جمع ہوجائیں، خواہ یہ دو اعضاء میں جمع ہوں، یا ایک ہی عضو میں؛ (اگر دو اعضاء میں جمع ہوں، تو اس کی مثال اندھے کی ہے جو لنگڑا بھی ہو)؛ اگر ایک ہی عضو میں دونوں اکٹھے ہوں، تو اس کی پھر دو صورتیں ہیں، دونوں دور کی دو جنسوں میں جمع ہوں، مثلاً ایک شخص مزاج کے لحاظ سے صحیح ہو، لیکن ترکیب کے لحاظ سے مریض (مزاج اور ترکیب اجناس متباعدہ[له] یعنی دور کے اجناس ہیں)۔ یا دونوں اگر ایک ہی عضو میں جمع ہوں، تو قریب کی دو جنسوں (اجناس متقاربہ) میں ہوں؛ مثلاً ایک شخص شکل کے لحاظ سے صحیح ہو، مگر مقدار کے لحاظ سے یا وضع کے لحاظ سے مریض ہو (شکل اور عدد و وضع باہم اجناس قریبہ ہیں، کیونکہ یہ تینوں ترکیب کی شاخیں یا قسمیں ہیں)۔ یا یہ کہ مثلاً ایک

[له] اجناس متباعدہ وہ ہیں جو کسی تیسری جنس کے تحت میں نہ ہوں، چنانچہ ترکیب اور مزاج اسی قسم کی متبائن چیزیں ہیں جنکے اوپر کوئی تیسری جنس نہیں، جو دونوں پر حاوی ہو +

شخص دونوں کیفیت منفعلہ (رطوبت و یبوست) میں صحیح ہو، اور دونوں کیفیت فاعلہ میں صحیح نہ ہو (اس صورت میں صحت و مرض دونوں ایک ہی عضو میں جمع ہیں، مگر دو اجناس قریبہ میں۔ کیونکہ کیفیت فاعلہ اور کیفیت منفعلہ دونوں مزاج کے تحت میں ہیں) +

او لتعاقب من الامرين فی وقتين مثل من يصح شتاءً و يمرض صيفاً

(۳) دونوں چیزیں (صحت اور مرض) آگے پیچھے دو وقت میں آئیں؛ مثلاً کوئی شخص موسم سرما میں صحیح رہتا ہو، اور موسم گرما میں مریض ہو جاتا ہو +

والامراض منها مفردة ومنها مركبة والمفردة هی التی تكون نوعاً واحداً من انواع مرض المزاج او نوعاً واحداً من انواع مرض التركيب الذی نذكره بعد والمركبة هی التی يجتمع منها نوعان فصاعداً يتحد منها مرض واحد

امراض کی دو قسمیں ہیں: مفردہ اور مرکبہ۔ امراض مُفرَدَہ وہ ہیں جو مرضِ مزاج کے انواع (اقسام) میں سے کوئی ایک نوع (قسم) ہو، یا مرض ترکیب کے انواع میں سے کوئی ایک نوع ہو، جسکو ہم اس کے بعد بیان کرنے والے ہیں۔ اور امراض مرکبہ وہ ہیں کہ انواع مذکورہ (اقسام مذکورہ) میں سے دو قسمیں یا زیادہ اکٹھی ہو جائیں اور یہ ملکر ایک مرض بن جائیں +

فلنبدأ اولاً بالامراض المفردة

لہذا ہمیں پہلے امراض مفردہ کو شروع کرنا چاہیے۔

فنقول ان اجناس الامراض المفردة ثلثة الاول جنس الامراض المنسوبة الی الاعضاء المتشابهة الاجزاء وهی اصناف سوء المزاج وانما نسبت الی الاعضاء المتشابهة الاجزاء لانها اولاً و بالذات تعرض لمتشابهة الاجزاء ومن اجلها تعرض للاعضاء المركبة حتی انها يمكن

چنانچہ ہم بیان کرتے ہیں: امراض مفردہ کی تین قسمیں (جنسیں) ہیں: اوّل اُن امراض کی جنس جو اعضاء مفردہ (اعضائے متشابہۃ الاجزاء) کی طرف منسوب ہیں؛ دویم اُن امراض کی جنس جو اعضائے مرکبہ (اعضائے آلیہ) کیطرف منسوب ہیں؛ سویم مشترک امراض کی جنس (جو دونوں قسم کے اعضاء کو لاحق ہوتے ہیں)۔ جنس اول میں سوء مزاج کے امراض (اور اس کی قسمیں) داخل ہیں۔ ان امراض کو اعضائے مفردہ کیطرف اسلئے منسوب کیا گیا ہے کہ یہ امراض اولاً (بلا واسطہ) اور بالذات یعنی ذاتی طور پر اعضائے مفردہ ہی میں لاحق ہوتے ہیں اور اعضائے

ان تتصور حاصلةً موجودةً فی ای عضو من الاعضاء المتشابهة الاجزاء شئت والمرکبة لایمکن فیها ذلك	مرکبہ کو اگر لاحق ہوتے ہیں تو انکی وجہ لاحق ہوتے ہیں جبکہ جس عضو مفرد میں ہم انکے وجود کو تصور کرنا چاہیں، تو ہم تصور اور فرض کر سکتے ہیں، برعکس اسکے امراض مرکبہ (یعنی امراض ترکیب) میں یہ صورت ممکن نہیں +

یعنی سوء مزاج کی ہر قسم کو ہر عضو مفرد میں ہم اس طرح تصور کر سکتے ہیں کہ وہ اس عضو میں موجود ہوا اور دوسرا عضو مفرد اس سے خالی ہو۔ اسکے برعکس امراض ترکیب میں یہ صورت ممکن نہیں ؛ مثلاً امراض ترکیب میں سے مرض عدد کو فرض کرو کہ ہاتھ میں پانچ انگلیوں کی بجائے چھ ہو گئیں۔ اس صورت میں مجموعہ مرکب یعنے ہاتھ کو مریض کہہ سکتے ہیں، مگر یہ مرض ہر انگلی میں نہیں ہے۔ اپنی اپنی جگہ پر باقی انگلیاں تندرست ہیں۔ مگر سوء مزاج ہر انگلی اور انگلی کے ہر ایک جزو میں فرض کیا جا سکتا ہے +

والثانی جنس الامراض المنسوبة الی الاعضاء الالیة وهی امراض الترکیب الواقعة فی اعضاء مؤلفة من الاعضاء المتشابهة الاجزاء التی هی الات للافعال	**دوسری جنس** جو اعضائے مرکبہ (آلیہ) کی طرف منسوب ہے، ان کو **امراض ترکیب** کہتے ہیں، جو ان اعضاء میں لاحق ہوتے ہیں جو اعضاء مفردہ سے مرکب ہیں اور جو حقیقت میں افعال کے آلات ہیں (یہی وجہ ہے کہ اعضائے مرکبہ کو "اعضائے آلیہ" کہا جاتا ہے) +
والثالث جنس الامراض المشترکة التی تعرض للمتشابهة الاجزاء بما هی متشابهة الاجزاء وتعرض للالیة بما هی الیة من غیر ان یتبع عروضها للالیة عروضها للمتشابهة الاجزاء وهو الذی یسمونه تفرق الاتصال وانحلال المفرد فان تفرق الاتصال قد یعرض للمفصل من غیر ان یعرض	**تیسری جنس** ان مشترک امراض کی ہے جو اعضاء مفردہ میں "مفردہ" ہونے کی حیثیت سے، اور اعضاء مرکبہ میں "مرکبہ" ہونے کی حیثیت سے لاحق ہوتے ہیں؛ یہ نہیں ہے کہ اعضاء مرکبہ میں انکا عارض ہونا اعضائے مفردہ میں عارض ہونے کے تابع ہوتا ہے (یعنی دونوں قسم کے اعضاء میں بالذات اور بلا واسطہ لاحق ہو سکتے ہیں)۔ اس قسم کے امراض **تفرق اتصال**[1] اور "انحلال فرد[2]" کہلاتے ہیں۔ چنانچہ تفرق اتصال کا ہے مفصل (جوڑ) میں اس طور پر لاحق ہوتا ہے کہ وہ اعضائے مفردہ، جو

[1] تفرق اتصال ۔ اتصال کا ٹوٹ جانا +

[2] انحلال فرد ۔ فردیت اتصال یعنی وحدت اتصال کا کھل جانا ۔ وحدت کا کھو جانا +

للمتشابهة الاجزاء التي تركب منها المفصل البتة وقد يعرض مثل العصب والعظم والعرق وحدها

جوڑ کی ترکیب میں شامل ہوتے ہیں، اس سے بالکل بچے رہتے ہیں؛ اور گاہے تنہا عصب، ہڈی، اور عروق میں لاحق ہوتا ہے (پہلی مثال عضو مرکب میں لاحق ہونے کی ہے، اور دوسری مثال عضو مفرد میں لاحق ہونیکی ہے) +

وبالجملة الامراض ثلثة اجناس امراض تتبع سوء المزاج و امراض تتبع سوء هيئة التركيب وامراض تتبع تفرق الاتصال

خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ امراض کی تین جنسیں ہیں: (۱) وہ امراض جو سوءِ مزاج (مزاج کی خرابی) کے تابع ہوں۔ (۲) وہ امراض جو سوءِ ہیئتِ ترکیب (ترکیب یا ساخت کی ہیئت کی خرابی) کے تابع ہوں۔ (۳) وہ امراض جو تفرقِ اتصال کے تابع ہوں +

وكل مرض يتبع واحداً من هذه ويكون عنه ينسب اليه وامراض المزاج معروفة وهي ستة عشر وقد ذكرناها

جو مرض ان تینوں چیزوں (سوءِ مزاج، سوءِ ترکیب اور تفرقِ اتصال) میں سے جس چیز کے تابع ہوتا ہے، وہ اُسی کی طرف منسوب ہوتا ہے (چنانچہ نسبت دیکر اس طرح کہا جاتا ہے: سوءِ مزاج کے امراض، سوءِ ترکیب کے امراض، اور تفرقِ اتصال کے امراض)۔ چنانچہ مزاج کے امراض (یا سوءِ مزاج کے امراض) مشہور ہیں، جو عدداً سولہ[١٦] ہیں، جنکا ذکر (آخر فصل مزاج میں) ہو چکا ہے (ان میں آٹھ سوءِ مزاج سادہ ہیں، اور آٹھ سوءِ مزاج مادی) +

الفصل الثالث في امراض التركيب

فصل سوم۔ امراض ترکیب

وامراض التركيب تنحصر في اربعة اجناس امراض الخلقة وامراض المقدار وامراض العدد وامراض الوضع

امراض ترکیب چار جنسوں میں منحصر ہیں (چار جنسوں میں گھرے ہوئے ہیں): امراض خلقت، امراض مقدار، امراض عدد، اور امراض وضع +

وامراض الخلقة تنحصر ايضاً في اربعة اجناس امراض الشكل وهو ان يتغير الشكل عن مجراه الطبيعي

پھر امراض خلقت بھی چار جنسوں میں منحصر (بند) ہیں: امراض شکل، امراض مجاری، امراض اوعیہ، اور امراض صفائح (۱) امراض شکل سے مراد یہ ہے کہ کسی

فیحدث تغیر و آفة فی الفعل کاعوجاج المستقیم واستقامة المعوج وتربیع المستدیر واستدارة المربع ومن هذا الباب تسفیط الرأس[1] اذا عرض منه ضرر وشدة استدارة المعدة وعدام الفرطحة[2] فی الحدقة

عضو کی) شکل طبعی حالت سے بدل جائے، جس سے اُس کے فعل میں کوئی آفت پیدا ہو جائے، مثلاً سیدھے عضو کا ٹیڑھا ہو جانا، اور ٹیڑھے کا سیدھا ہو جانا، گول کا چوکور (مربع) ہو جانا اور چوکور کا گول ہو جانا۔ تسفیط الراس[1] (سر کا مسفط ہو جانا) بھی اسی قبیل (مرض شکل) سے ہے، بشرطیکہ اس سے کوئی ضرر پیدا ہو جائے۔ اسی طرح معدہ کا زیادہ گول ہو جانا، اور رُتیلی کے پاس) کرۂ چشم[2] کے چپٹے پن (فرطحہ) کا کھو جانا +

والثانی امراض المجاری وهی ثلثة اصناف لانها اِمّا ان تتسع کانتشار العین وکالسبل وکالدوالی او تضیق کضیق ثقب العین ومنافذ النفس والمری او تنسد کانسداد الثقبة العنبیة وعروق الکبد وغیرها

(۲) امراض مجاری کی تین صنفیں (قسمیں) ہیں: (۱) مجاری (راستے) کشادہ ہو جائیں، مثلاً انتشار عین (رُتیلی کا پھیل جانا)، اور مثلاً سبل (جالہ۔ جس میں آنکھ کی عروق پھیل جاتی ہیں، اگرچہ کچھ نئی رگیں بھی آنکھ کی سطح پر بن جاتی ہیں)، اور مثلاً دوالی (جس میں پنڈلی کی وریدیں پھیل جاتی ہیں)۔ (۲) مجاری تنگ ہو جائیں، مثلاً ثقبۂ عین (رُتیلی) کا تنگ ہو جانا، سانس کے منافذ کا تنگ ہو جانا (جیسا کہ دمہ کے مرض میں ہوتا ہے)، اور مری (مجرائے غذا) کا تنگ ہو جانا۔ (۳) مجاری بند ہو جائیں، مثلاً ثقبۂ عنبیہ کا بند ہو جانا (جیسا کہ بخیال شیخ موتیا بند میں پُتلی بند ہو جاتی ہے) اور جگر وغیرہ کی رگوں کا مسدود ہو جانا +

والثالث امراض الاوعیة والتجاویف وهی علی اصناف اربعة فانها امّا ان تکبر وتتسع کاتساع کیس الانثیین او ان تصغر وتضیق کضیق المعدة وضیق بطون الدماغ

(۳) امراض اَوعیہ و امراض تجاویف (ظروف اور جوفوں کے امراض) کی چار قسمیں ہیں: (۱) عضو کا ظرف اور اسکا جوف بڑا اور کشادہ ہو جائے، مثلاً کیس خصیتین کا کشادہ ہو جانا۔ (۲) عضو کا ظرف اور اس کا جوف چھوٹا اور تنگ ہو جائے، مثلاً معدہ کا تنگ ہو جانا، اور مری کے

---

[1] تسفیط الراس۔ سر کی اگلی بلندی یا پچھلی بلندی کا کم ہو جانا + [2] کرۂ چشم میں طبقۂ عنبیہ اس طرح قائم ہے کہ وہاں ایک چپٹی اور ہموار سطح بن گئی ہے۔ اور یہ اس کی طبعی شکل ہے +

عند الصرع او تتسدد و تمتلی	وقت بطونِ دماغ کا تنگ ہو جانا۔ (۳) عضو کا ظرف اور
کا نسداد بطون الدماغ عند السکتۃ	جوف بند ہو جائے، اور بھر جائے، مثلاً سکتہ کے وقت
او تستفرغ و تخلو تخلو تجا و یف	بطونِ دماغ کا بند ہو جانا۔ (۴) عضو کا ظرف اور جوف
القلب عن الدم عند شدۃ	فارغ اور خالی ہو جائے، مثلاً شدتِ فرحت کے وقت،
الفرح المھلکۃ او شدۃ اللذۃ	یا مہلک خوشی (شادی مرگ) کے وقت، اور اسی طرح لذت
المھلکۃ	کی شدت کے وقت یا مہلک لذت کی حالت میں قلب کے جوفوں کا خون سے خالی ہو جانا +
والرابع امراض صفائح الاعضاء	(۴) امراض صفائح اعضاء (اعضاء کی سطوں
اما بان یتملس ما یجب ان یخشن	کے امراض) کی دو صورتیں ہیں: (۱) جن سطحوں کو خَشِن
کالمعدۃ والامعاء اذا تملستا	(کھردرا) ہونا چاہئے، وہ چکنی ہو جائیں، مثلاً معدہ اور
او یخشن ما یجب ان یتملس کقصبۃ	آنتوں (کی اندرونی سطح) کا چکنا اور ہموار ہو جانا (اور اسکے
الریۃ اذا اخشنت ــــ ھذا	شکنوں کا غائب ہو جانا)۔ (۲) جن سطحوں کو چکنا ہونا چاہئے اُنکا خَشِن (کھردرا) ہو جانا، مثلاً قصبۃ الریہ (کی اندرونی سطح مخاطی) کا کھردرا ہو جانا +
واما امراض المقدار فھی صنفان	امراض مقدار کی دو صنفیں ہیں: (۱) جنس
فانھا اما ان یکون من جنس الزیادۃ	زیادت سے ہو (جس میں مقدار زیادہ ہو گئی ہو)، مثلاً
کداء الفیل وکعظم القضیب وھی	داء الفیل (فیلپا) اور مثلاً قضیب کا بڑا ہو جانا (عظم قضیب)
علۃ یسمی فریسموس وکما عرض	جسکو یونانی میں "فریسموس"[1] کہا جاتا ہے؛ اور مثلاً وہ مرض جو
لرجل یسمی لیقوماخس وھو ان	"لیقوماخس" نامی شخص کو لاحق ہوا تھا، جس میں اُس کے
عظمت اعضاءہ کلھا حتی عجز	سارے اعضاء اسقدر بڑے (موٹے) ہو گئے تھے کہ وہ حرکت
عن الحرکۃ واما ان یکون من	سے عاجز ہو گیا تھا (اور اس مریض کا علاج بقول جالینوس
جنس النقصان کضمور اللسان	اسقلیناؤس نے کیا تھا) + (۲) جنسِ نقصان سے ہو
والحدقۃ وکالذبول	(جس میں مقدار گھٹ گئی ہو)، مثلاً زبان کا یا کرۂ چشم کا لاغر ہو جانا، اور مثلاً ذبول (تمام بدن کا لاغر ہو جانا) +

[1] بعض نسخوں میں "فریافیوس" ہے، جس میں شدت کا انتشار دائم ہوتا ہے۔ آملی +

واما امراض العدد فاما ان یکون من جنس الزیادة وتلك اما طبیعیة کالسن الشاغیة والاصبع الزائدة او غیر طبیعیة کالسلعة والحصاة

امراضِ عدد (جن میں اعضاء عدداً کم و بیش ہوجاتے ہیں) کی دو قسمیں ہیں: (۱) وہ امراض عدد جو **زیادتی** کی جنس سے ہوں (جن میں عدداً اعضاء زیادہ ہوجاتے ہیں)؛ اسکی پھر دو قسمیں ہیں: (الف) یہ **زیادتی طبعی** ہو (طبعی زیادتی سے مراد یہ ہے کہ اُس قسم کی ساخت بدن میں موجود ہو) مثلاً سِنِّ شاغیہ (زائد دانت جو بے موقعہ نکل آتے ہیں) اور زائد انگلی (جو پانچ سے زائد ہو)۔ (ب) یہ **زیادتی غیر طبعی** ہو (ایسی چیز کی زیادتی ہو کہ اُس قسم کی چیز بدن میں طبعاً موجود نہ ہو) مثلاً رسولی اور حصاتؔ[1] (پتھری)۔

واما من جنس النقصان سواء کان النقصان نقصانا فی الطبع کمن لم یخلق له اصبع او نقصانا لا فی الطبع کمن قطعت اصبعه

(۲) وہ امراض عدد جو **کمی** کی جنس سے ہوں (جنہیں عدداً اعضاء کم ہوجاتے ہیں): ان کی پھر دو قسمیں ہیں: (الف) وہ **نقصان یا کمی طبعاً** ہو (پیدائشی کمی ہو) مثلاً وہ شخص جس کی خلقتاً کوئی انگلی کم ہو۔ (ب) وہ نقصان طبعاً نہ ہو (پیدائشی نہ ہو، بلکہ بعد کو کسی وجہ سے کمی آگئی ہو) مثلاً وہ شخص کہ جس کی انگلی کٹ گئی ہو۔

واما امراض الوضع فان الوضع عند جالینوس یقتضی الموضع و یقتضی المشارکة فامراض الموضع اربعة انخلاع العضو عن موضعه او زواله عن موضعه من غیر انخلاع کما فی الفتق المنسوب الی الامعاء او حرکته فیه لا علی المجری الطبیعی او الارادی

امراضِ وضع: جالینوس کے نزدیک "وضع" دو چیزوں پر مشتمل ہے: (۱) موضع (مقامِ عضو) اور (۲) مشارکت ("مشارکت" سے مراد اعضاء کی باہمی نسبت قُرب و بعد کے لحاظ سے)۔ چنانچہ **امراض موضع** چار ہیں (ا) کسی عضو کا اپنے مقام سے (پورے طور پر) ٹل جانا (اکھڑ جانا)۔ (ب) انخلاع کے بغیر (پورے طور پر اپنے مقام کو چھوڑے بغیر) عضو کا اپنی جگہ سے ٹل جانا؛ جیسا کہ فتق الامعاء (آنتوں کے فتق) میں ہوتا ہے۔ (ج) کسی عضو کا اپنے

---

[1] قرشی کہتا ہے کہ "امراض عدد کی یہ مثال غلط ہے؛ کیونکہ حصات اور سلعات اعضاء میں سے نہیں ہیں"؛ قرشی کا یہ قول بہت دقیع ہے۔

کالرعشة اولزومه موضعه فلا یتحرك عنه كما یعرض عند تحجر المفاصل فی مرض النقرس

مقام میں غیر طبعی طور پر اور غیر ارادی طور پر متحرک ہونا؛ جیسا کہ مرض رعشہ میں ہوتا ہے۔ (د) کسی عضو کا اپنے مقام کو اس طرح پکڑ لینا کہ وہ حرکت نہ کر سکے، جیسا کہ مرض نقرس میں تحجر مفاصل (جوڑوں کے پتھرا جانے) کے وقت ہوتا ہے +

وامراض المشارکة وهی تشتمل علی کل حالة تکون للعضو بالقیاس الی عضو مجاور له من مقاربته اومباعدته لا علی المجری الطبیعی وهو صنفان احدهما ان یعرض له امتناع حرکته الیه اوتعسرها بعد ان کان ذلك ممکنا له مثل الاصبع اذا امتنع تحرکها الی ملاصقة جارتها اویعرض لها امتناع تحرکها عنها ومفارقتها ایاها بعد أن کان ذلك ممکنا اوتعسر تباعدها وذلك مثل استرخاء الجفن واسترخاء المفاصل فی الفالج اوتعسر بسط الکف وفتح الجفن

امراض مشارکت: امراض مشارکت میں تمام وہ حالات شامل ہیں جو بلحاظ قرب و بعد کسی عضو میں اپنے پڑوسی عضو کے لحاظ سے غیر طبعی طور پر پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) کسی عضو کا اپنے پڑوسی کی طرف جانا اور حرکت کرنا ناممکن یا دشوار ہو جائے، درانحالیکہ پہلے یہ ممکن ہو۔ مثلاً کسی انگلی کا اس طرح بے حرکت ہو جانا کہ وہ اپنے پاس کی انگلی کی طرف حرکت نہ کر سکے، اور اس سے نہ مل سکے۔ (۲) کسی عضو کا اپنے پڑوسی سے ہٹنا اور دور ہونا ناممکن یا دشوار ہو جائے، درانحالیکہ پہلے یہ امر ممکن (اور سہل) ہو۔ مثلاً پپوٹے کا ڈھیلا ہو جانا (استرخاء الجفن) اور فالج میں جوڑوں کا ڈھیلا ہو جانا (استرخاء المفاصل)، یا مثلاً وہ حالت کہ جس میں مٹھی کا کھولنا یا جس میں پپوٹہ کا کھولنا دشوار ہو جائے +

الفصل الرابع فی امراض تفرق الاتصال

فصل چہارم۔ امراض تفرق اتصال

واما امراض تفرق الاتصال فقد یقع فی الجلد ویسمی خدشا وسحجا

تفرق اتصال کے امراض گاہے جلد میں لاحق ہوتے ہیں، جنکو خدش (خراش) اور سحج (چھل جانا) کہتے ہیں +

یہ دونوں اگرچہ مرادف الفاظ ہیں، لیکن مشہور یہ ہے کہ ”سحج“ اُس وقت بولتے ہیں جبکہ جلدی تفرق اتصال پھیلا ہوا ہو، ورنہ اُسے ”خدش“ کہتے ہیں، مثلاً وہ خراش جو لکیر کی صورت میں ہو، جیسا کہ سوئی کی نوک سے جلد پر لمبی سی خراش دار لکیر پڑ جائے۔ پھر مواقع استعمال کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ سحج کوئی جلد کے ساتھ مخصوص

نہیں ہے، بلکہ آنتوں کی اندرونی سطح یا سطح مخاطی کے لئے بھی لفظ سحج بولا جاتا ہے +

وقد یقع فی اللحم والقریب العہد منہ الذی لم یتقیح یسمی جراحۃ والذی تقیح یسمی قرحۃ

گاہے تفرق اتصال گوشت میں واقع ہوتا ہے، چنانچہ اگر یہ زیادہ دیرینہ نہیں ہوتا، اور اس میں اب تک پیپ نہ پڑی ہوتی ہے، تو اسے جراحت کہا جاتا ہے، اور جب اس میں پیپ پڑ جاتی ہے، تو اسے قُرحہ کہتے ہیں۔

ویحدث فیہ القیح لانہ فاع الفضول الیہ لضعفہ وعجزہ عن استعمال غذائہ وھضمہ فیستحیل ایضا فضلا فیہ

پیپ اس میں (گوشت میں یا کسی عضو میں) اس لئے پڑتی ہے کہ ضعف کی وجہ سے اس کی طرف فضلات چلے جاتے ہیں، نیز یہ اپنی غذا کے استعمال کرنے اور ہضم کرنے سے عاجز ہوتا ہے، اس لئے اس کی غذا بھی فضلہ (پیپ) میں تبدیل ہو جاتی ہے +

وربما قیلت الجراحۃ والتفرق لتفرق اتصال یعرض فی غیر اللحم

گاہے جراحت اور تفرق اُس تفرق اتصال کو بھی کہا جاتا ہے جو گوشت کے سوا کسی دوسرے عضو میں ہو +

وقد یقع فی العظم اما کاسرا الی جزئین او اجزاء کبار واما مفتتا واما واقعا فی طولہ صادعا

گاہے تفرق اتصال ہڈی میں واقع ہوتا ہے، تو اگر ہڈی دو حصوں یا بڑے بڑے چند حصوں میں منقسم ہو جائے، تو اسے "کاسر" کہتے ہیں (کسر- توڑنا)، ورنہ مُفَتِّت (جس میں ہڈی کے بہت سے ٹکڑے ہو جاتے ہیں۔ در تفتیت' ریزہ ریزہ بنا دینا)۔ اور اگر تفرق اتصال ہڈی کی لمبائی میں ہو تو اسے "صَادِع[1]" کہتے ہیں +

اگر ہڈی میں تفرق اتصال بیرونی اسباب سے واقع نہ ہو، بلکہ اس کا کوئی اندرونی سبب ہو، مثلاً ہڈی کے اندر کوئی ردی مادہ داخل ہو کر اسے تدریجاً کھانا شروع کرے، تو اسے ریاحُ الشَّوکَہ کہا جاتا ہے، ۱۲

وقد یقع فی الغضاریف علی الاقسام الثلثۃ

گاہے تفرق اتصال کُرّیوں میں انہی تینوں اقسام کے مطابق واقع ہوتا ہے (جنہیں کاسر، مفتت اور صادع کہا جاتا ہے) +

وقد یقع فی العصب فان وقع

گاہے یہ اعصاب میں واقع ہوتا ہے، چنانچہ

[1] صدع کے لغوی معنے چیرنے کے ہیں +

عرضاً يسمى بتراً وان وقع طولاً ولم يكن عدده كثيراً يسمى شقاً وان كان عدده كثيراً يسمى شدخاً

اگر یہ عرضاً (آڑے طور پر) واقع ہو تو اسے بَتْرٌ[1] کہا جاتا ہے، اور اگر طولاً (اعصاب کی لمبائی میں) واقع ہو، اور اُسکی تعداد زیادہ نہ ہو، تو اسے شَقّ کہتے ہیں (شق-چیرنا)؛ اور اگر اس کی تعداد زیادہ ہو تو اسے شَدْخ کہتے ہیں (شدخ چرجانا-پھٹ جانا) +

وقد يقع في اجزاء العضلة فان وقع على طرف العضلة يسمى هتكا سواء كان في عصبة او وتر وان وقع في عرض العضلة يسمى حزّاً وان وقع في الطول وقل عدده وكثر غوره يسمى فدغاً وان كثر اجزائه وفشا وغار سمي رضاً وفسخاً

گاہے تفرق اتصال عضلہ کے اجزاء میں واقع ہوتا ہے، چنانچہ اگر یہ عضلہ کے سرے میں واقع ہو تو اسے ہَتْک کہتے ہیں (ہتک-توڑنا)، خواہ یہ عضلہ کے عصب میں ہو، یا اس کے وتر میں؛ اور اگر یہ عضلہ کے عرض میں واقع ہو، تو اسے حَزّ کہتے ہیں (حزّ-کاٹنا-رخنہ ڈالنا)؛ اور اگر عضلہ کے طول میں واقع ہو، اور اس کی تعداد کم ہو، اور گہرائی زیادہ ہو تو اسے فَدْغ کہتے ہیں (فدغ-پھاڑنا)؛ اور اگر تفرق اتصال کے اجزاء (اعداد) زیادہ ہوں، نیز وہ پھیلا ہوا اور گہرا ہو تو اسے رَضّ اور فَسْخ کہتے ہیں ("رض"-کچل جانا، "فسخ"-توڑنا) +

وربما قيل الفسخ والرض والفدغ لكل ما يتفق في وسط العضلة كيف كان

گاہے فسخ، رض، اور فدغ بلا امتیاز اُس تفرق اتصال کو کہتے ہیں جو عضلہ کے وسط میں واقع ہو، خواہ وہ کسی قسم کا بھی ہو +

وان وقع في الشرائين سمي ام الدم وان وقع في الاوردة سمي انفجاراً ثم اما ان يعترضها فيسمى قطعاً وفصلاً وينفذ في طولها فيسمى صدعاً ويكون ذلك على سبيل تفتح فوهاتها فيسمى

اگر تفرق اتصال شرائین میں واقع ہو، تو اسے اُمُّ الدَّم کہا جاتا ہے ("ام الدم"-خون کی ماں)؛ اور اگر وریدوں میں واقع ہو تو اسے اِنْفِجار کہتے ہیں (انفجار-پھوٹ پڑنا، جس سے کوئی سیال بہ نکلے)۔ پھر اگر تفرق اتصال شریانوں یا وریدوں کے عرض میں واقع ہو تو اسے قَطْع (کاٹنا) اور فَصْل (جدا کرنا) کہتے ہیں۔

[1] بتر-بریدن-کاٹنا (صراح) +

بثقا

اور اگر یہ تفرق اتصال ان رگوں کے طول میں واقع ہو، تو اسے صَدْع (پھاڑنا) کہتے ہیں؛ اور اگر یہ تفرق اتصال اس طور پر واقع ہو کہ ان رگوں کے مُنہ کھل جائیں (عروق شعریہ کٹ جائیں) تو اسے بَثْق (چھید کرنا) کہتے ہیں +

وان کان فی الشرائین ولم یلتحم وکان الدم یسیل منه الی الفضاء الذی یحویه حتی یمتلی ذلك الفضاء واذا عصر عاد الی العرق یسمی ام الدم وقوم یقولون ام الدم لکل انفجار شریانی

اگر تفرق اتصال شرائین میں واقع ہو، اور یہ مندمل نہ ہو، نیز شریانوں سے خون نکلکر ایک فضاء میں جمع ہوجائے حتی کہ یہ فضاء اس خون سے بھر جائے، اور جب اس کو نچوڑا جائے تو خون لوٹ کر رگ کی طرف چلا جائے، تو اسے اُمُّ الدَّم (انورسا) کہتے ہیں. لیکن اس کے خلاف ایک گروہ (بلا امتیاز) شریان کے ہر انفجار (پھوٹ پڑنے) کو اُمّ الدَّم کہتا ہے +

واعلم انه لیس کل عضو یحتمل الخلال الفرد فان القلب لا یحتمله ویکون معه الموت

تمہیں یہ جاننا چاہئے کہ ہر عضو انحلال فرد (تفرق اتصال) کو برداشت نہیں کیا کرتا ہے؛ چنانچہ قلب اسی قسم کا عضو ہے جو اسکو برداشت نہیں کرسکتا، اور اس کے ساتھ ہی موت آجاتی ہے +

واما ان یقع فی الاغشیة والحجب فیسمی فتقا واما ان یقع بین جزئین من عضو مرکب فینفصل احدهما عن الآخر من غیر ان ینال العضو المتشابه الاجزاء تفرق اتصال فیسمی انفصالا وخلعًا

اگر تفرق اتصال جھلیوں (اغشیہ) اور پردوں (حجاب) میں واقع ہو تو اُسے فَتْق کہتے ہیں. اور اگر تفرق اتصال کسی عضو مرکب کے دو اجزاء کے درمیان واقع ہو، جس سے ایک جزء دوسرے جزء سے اس طور پر جُدا ہوجائے کہ اسکے کسی عضو مفرد میں تفرق اتصال لاحق نہ ہو، تو اسے اِنْفِصَال (جُدا ہوجانا) اور خَلْع (جوڑ اوکھڑنا) کہتے ہیں +

واذا کان ذلك فی عصب زال عن موضعه یسمی فکًّا

اور اگر تفرق اتصال کسی عصب میں ہو، جس سے وہ اپنی جگہ سے ٹل جائے، تو اسے فَکّ کہتے ہیں +

وقد یکون تفرق الاتصال

گاہے تفرق اتصال مجاری میں لاحق ہوتا ہے،

فی المجاری فتتوسع وقد یکون فی غیر المجاری فیحدث مجاری لم تکن

جس سے یہ کشادہ ہوجاتے ہیں۔ اور گاہے غیر مجاری میں لاحق ہوتا ہے، جس سے نئے مجاری (جو پہلے نہ تھے) بن جاتے ہیں +

وزوال الاتصال والتقرح ونحوه اذا وقع فی عضو جید المزاج صلح بسرعة وان وقع فی عضو ردی المزاج استعصی حینا ولاسیما فی ابدان مثل ابدان الذین بهم الاستسقاء وسوء القنیة او الجذام

زوال اتصال (تفرق اتصال) اور تقرح وغیرہ جب کسی ایسے عضو میں لاحق ہوتا ہے، جسکا مزاج بہتر ہو، تو وہ بہت جلد درست ہوجاتا ہے؛ اور جب یہ کسی ردی المزاج عضو میں عارض ہوتا ہے، تو یہ کچھ عرصہ تک پریشان کرتا ہے، علی الخصوص استسقاء، سوء القنیہ اور جذام کے مریضوں میں +

واعلم ان القروح الصیفیة اذا تطاولت وقعت الی الاکلة

معلوم ہونا چاہئے کہ قروح صیفیہ (موسم گرما کے قروح) جب عرصہ تک قائم رہ جاتے ہیں، تو آکِلَہ بنجاتے ہیں (آکلہ- کھانے والا- گلانے والا) +

وانت ستجد فی کتب التفصیل استقصاء لامر تفرق الاتصال موخراً الیها

امراض تفرق اتصال کا پورا بیان تمہیں آخر میں تفصیلی کتابوں (کتاب سویم وچہارم) میں ملیگا +

الفصل الخامس فی الامراض المرکبة

فصل پنجم- امراض مرکبہ

فاما الامراض المرکبة فلنقل فیها ایضاً قولاً کلیا

امراض مرکبہ میں بھی (امراض مفردہ کی طرح) ہیں کلی طور پر گفتگو کرنی چاہئے +

نقول انا لسنا نعنی بالامراض المرکبة ای امراض اتفقت مجتمعة بل الامراض التی اذا اجتمعت حدث من جملتها شئ هو مرض واحد وهذا هو مثل الورم والبثور من جنس الورم فان البثور اورام صغار کما

ہم کہتے ہیں: ہماری مراد "امراض مرکبہ" سے یہ نہیں ہے کہ کسی قسم کے چند امراض (کسی طور پر) اتفاقاً بدن میں جمع ہوجائیں۔ بلکہ ہماری مراد اس سے یہ ہے کہ چند امراض ایسے طور پر اکٹھے ہوجائیں کہ مجموعہ سے (جملہ سے) ایک ایسی چیز (ایسی حالت) پیدا ہوجائے، جو حقیقت میں "ایک مرض" ہو، (اس لئے اس کا علاج بھی ایک ہی ہو) ایسے مرض کی مثال ورم ہے۔ علے ہذا بثور (پھنسیاں) بھی

ان الاورام بثور کبار

اورام ہی کی جنس (قسم) سے ہیں، کیونکہ بثور دراصل چھوٹے چھوٹے اورام ہیں، جس طرح اورام دراصل بڑے بڑے بثور ہیں +

والورم یوجد فیه اجناس الامراض کلها فیوجد فیه مرض المزاج لانه لا ورم الا ویحدث من سوء مزاج مع مادة ویوجد فیه مرض الهیئة والترکیب فانه لا ورم الا وهناك آفة فی الشکل والمقدار وربما کان معه امراض الوضع ویوجد فیه المرض المشترك وهو تفرق الاتصال فانه لا ورم الا وهناك تفرق الاتصال فانه لا شك انه قد یتفرق الاتصال لما انصبت المواد الفضلیة الی العضو الوارم وسکنت بین اجزائه مفرقة بعضها عن بعض حتی تاخذ لانفسها امکنة

ورم کے اندر امراض کے سارے اجناس (تینوں اجناس) پائے جاتے ہیں: مرض مزاج، مرض ترکیب، اور مرض تفرق اتصال۔ چنانچہ **مرض مزاج** (سوء مزاج) کے پائے جانے کی وجہ یہ ہے کہ ورم سوء مزاج مادی کے بغیر پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ **مرض ہیئت اور مرض ترکیب** کے پائے جانے کی دلیل یہ ہے کہ ورم اُس وقت تک ہو ہی نہیں سکتا، جب تک کہ عضو کی شکل اور مقدار کے اندر کوئی آفت نہ آئے۔ علیٰ ہذا بسا اوقات اس کے ساتھ امراض وضع بھی موجود ہوتے ہیں۔ **مرض مشترک یعنی تفرق اتصال** کے پائے جانے کی وجہ یہ ہے کہ ورم اُس وقت تک ہو ہی نہیں سکتا، جب تک وہاں تفرق اتصال نہ ہو۔ کیونکہ جب مواد فضلیہ متورم عضو کی طرف آ کر اس کے اجزاء کے درمیان ٹھہر جاتے ہیں، تو بلا شک وشبہہ اتصال میں تفرق واقع ہو جاتا ہے؛ اس لئے کہ یہ مواد ان اجزاء کو پھاڑ کر اور جُدا کر کے اپنے لئے جگہ بناتے ہیں +

والورم یعرض للاعضاء اللینة وقد یعرض شئ شبیه بالورم فی العظام یغلظ له حجمها ویزداد رطوبتها ولا یغرب ان یکون القابل للزیادة بالغذاء یقبلها بالفضل اذا نفذ فیه او حدث فیه

ورم (عموماً) نرم اعضاء میں پیدا ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ ورم جیسی ایک چیز گاہے ہڈیوں میں بھی پیدا ہو جاتی ہے، جس سے انکا حجم دبیز ہو جاتا، اور ان کی رطوبت بڑھ جاتی ہے۔ اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ جو اعضاء غذاء کی وجہ سے زیادتی کو قبول کر سکتے ہیں، وہ فضلات کی وجہ سے زیادتی کو قبول کر سکیں، خواہ فضلات باہر سے آکر ان میں نفوذ کریں، یا وہیں یہ پیدا ہو جائیں (چنانچہ ہڈی

جب غذا، کی وجہ سے بڑھ سکتی ہے تو فضلات کی وجہ سے یہ کیوں نہ بڑھ سکے، اور ورم ان میں کیوں نہ ہو سکے) +

وکل ورم لیس له سبب بادٍ فثمّ سببه البدنی یتضمن انتقال مادة من عضو الی عضو تحته ویسمی نزلة

یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر ورم کے لئے کوئی سبب بادی ہو (خارجی سبب ہو، بلکہ بدنی یعنی اندرونی اسباب سے بھی ورم پیدا ہوا کرتا ہے)۔ پھر ورم کے اسباب بدنیہ میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مادہ کسی عضو سے دوسرے زیرین عضو کی طرف منتقل ہو کر آجائے؛ ایسے انتقالِ مادہ کو **نزلہ** کہا جاتا ہے (یہ اصطلاح محض شیخ کی ہے۔ گیلانی)۔

وربما کان السبب المادی الذی یتولد منه الاورام والبثور مغمورا فی اخلاط اخری غیر موذیة فی کیفیتها فاذا استفرغت الاخلاط الجیدة فی وجوه من الاستفراغ اما الطبیعی کما یعرض للنفساء فی الارضاع واما غیر الطبیعی کما یعرض لجراحة تسیل دما محمودا بقیت تلك الاخلاط الردیة خالصة مفردة فتاذی بها الطبع فدفعها وربما کان وجه دفعها الی الجلد فحدثت فیها اورام وبثور

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اورام و بثور جن اسباب مادیہ (جن مواد) سے پیدا ہوتے ہیں، وہ ایسے دوسرے مواد میں دبے ہوئے ہوتے ہیں جنکی کیفیت موذی نہیں ہوتی (یعنی ردی مواد اچھے مواد میں دبے ہوئے ہوتے ہیں)۔ چنانچہ جب یہ اچھے اخلاط کسی طور پر بدن سے خارج ہو جاتے ہیں، خواہ طبعی استفراغ کے طور پر، جیسا کہ زچہ[1] عورتوں کو دودھ پلانے کی صورت میں ہوتا ہے؛ خواہ غیر طبعی استفراغ کے طور پر، جیسا کہ زخم (جراحت) کی وجہ سے اچھے خون کے بہ جانے کی صورت میں ہوتا ہے (بہر حال جب ان صورتوں سے اچھے اخلاط بدن سے خارج ہو جاتے ہیں) تو تنہا اور خالص مواد ردیہ بدن میں باقی رہ جاتے ہیں، جس سے طبیعت متاذی ہوتی ہے، اور ان کو دفع کرتی ہے؛ اور بیشتر اوقات ان مواد کے دفعیہ کا رُخ جلد کی طرف ہوتا ہے، جس سے جلد میں اورام و بثور پیدا ہو جاتے ہیں +

والاورام قد تنفصل بفصول

تقسیم اورام اورام مختلف امتیازات (فصول) سے منقسم

[1] زچگی کے زمانہ میں استفراغ دو طور پر ہوتا ہے: خون نفاس جاری رہتا ہے اور دودھ کے ذریعہ موادِ بدن خارج ہوتے ہیں +

مختلفة الا ان اولى فصولها بالاعتبار هي الفصول الكائنة عن اسبابها وهي المواد التي تكون عنها الاورام والمواد التي تكون عنها الاورام ستة الاخلاط الاربعة والمائية والريحية

ہو سکتے ہیں، لیکن بہترین قابل اعتبار امتیازات وہ ہیں جو انکے اسباب سے ہو سکتے ہیں؛ اور ان کے اسباب وہ مواد ہیں جن سے اورام کی پیدائش ہوتی ہے۔ چنانچہ وہ مواد جن سے اورام پیدا ہوا کرتے ہیں، چھ ہیں: چاروں اخلاط، مائیت اور ریحیت (ریح) +

والورم اما ان يكون حارا واما ان لا يكون ولا ينبغي ان يظن ان الورم الحار هو الكائن عن دم او مرة فقط بل عن كل مادة كانت حارة بجوهرها او عرضت لها الحرارة بالعفونة

ورم حار اور ورم غیر حار

ورم کبھی حار (گرم) ہوتا ہے، اور کبھی حار نہیں ہوتا (خواہ بارد ہو یا بارد نہ ہو)۔ یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ ورم حار محض وہی ہے جو خون یا صفراء (مرہ) سے پیدا ہوتا ہے؛ بلکہ ورم حار ہر اُس مادہ سے پیدا ہو سکتا ہے جو بجوہرہ حار ہو (جسکا جوہر ہی حار ہو)، یا اُس میں عفونت کی وجہ سے حرارت عارض ہوگئی ہو +

وان كانت هذه الاجناس ايضا قد تنقسم بحسب انقسام انواع كل مادة وذلك بالقول النوعي في الاورام اولى

ورم کی مذکورہ بالا جنسیں (جو مواد مذکورہ کے لحاظ سے چھ ہیں) ہر مادہ کی قسموں کے لحاظ سے اور بھی منقسم ہوتی ہیں (تقسیم در تقسیم کو قبول کرتی ہیں) لیکن ان قسموں کا تذکرہ (تذکرۂ نوعی۔ تذکرہ جزئی) "بحث اورام" میں ہونا چاہیے +

وعادتهم ان يسموا الدموي المحض فلغمونيا والصفراوي المحض حمرة والمركب منهما باسم مركب ويقدمون الاغلب منهما فيقولون مرة فلغموني حمرة ومرة حمرة فلغمونية واذا جمع سمي خراجا

اطباء کی عادت ہے کہ خالص ورم دموی کو فلغمونی کہا کرتے ہیں، اور خالص صفراوی کو حمرہ! اور ان دونوں کے مرکب کو مرکب نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور ان دونوں ناموں میں سے پہلے وہی نام لاتے ہیں جو غالب ہوتا ہے؛ چنانچہ گاہے فلغمونی حمرہ اور گاہے حمرہ فلغمونیہ کہا کرتے ہیں۔ پھر ورم میں جب پیپ پڑ جاتی ہے، تو اسے خراج (پھوڑا) کہا جاتا ہے +

واذا وقع الخراج في اللحوم الرخوة

جب ورم گلٹیوں (لحوم رِخوۃ) میں ہوتا ہے، مثلاً مَغابن[1]

[1] "مَغابن": بغل، کنج ران اور کان کے پیچھے کی گلٹیاں۔ لیکن یہاں شیخ کی مراد محض بغل کی گلٹیاں ہیں +

کالمغابن والنغانغ وخلف الاذن وللاربیة وکان من جنس فاسد وسنذکرہ فی موضعہ الجزئی یسمی طاعونا

نغانغ[ف] کان کے پیچھے اور کنج ران کی گلٹیاں، نیز یہ ورم بُری قسم (جنس فاسد) کا ہوتا ہے، جسے ہم اس کے جزئی مقام میں (معالجات امراض جزئیہ میں) بتائیں گے، تو اسے **طاعون** کہا جاتا ہے +

وللاورام الحارة ابتداء فیه یندفع الخلط ویظهر الحجم ثم تزید فیتزید معه الحجم ویمتد ثم وقوف عند غایة الحجم ثم تأخذ فی الانحطاط فتنضج فتتحلل او تتقیح

ورم حار کے اوقات

ورم حار کے چار اوقات ہوا کرتے ہیں: ابتداء، تزید، وقوف، اور انحطاط۔ **وقت ابتداء** میں خلط عضو ماؤف کی طرف آنے لگتی ہے، اور حجم (ورم کا حجم) نمودار ہونے لگتا ہے۔ **وقت تزید** میں حجم بڑھتا جاتا، اور پھیلتا جاتا ہے، **وقت وقوف** وہ زمانہ ہے جبکہ ورم کا حجم بڑھکر اپنی انتہا کو پہونچ جاتا ہے، اور **وقت انحطاط** وہ زمانہ ہے جبکہ وہ گھٹنے لگتا ہے؛ یعنی مادہ نضج پاکر ورم تحلیل ہو جاتا ہے، یا اس میں پیپ پڑ جاتی ہے +

ومآل امرہ اما التحلل واما جمع مدة واما استحالة الی الصلابة

ورم کے تین انجام ہوا کرتے ہیں: (۱) تحلیل ہو جانا (۲) پیپ پڑ جانا۔ (۳) صلابت (سختی) کی طرف منتقل ہو جانا +

واما الاورام الغیر الحارة فاما ان تکون من مادة سوداویة او بلغمیة او مائیة او ریحیة

اورام غیر حارّہ گاہے مادۂ سوداویہ سے، گاہے مادہ بلغمیہ سے، گاہے مائیت سے، اور گاہے ریحیت (ریح) سے پیدا ہوا کرتے ہیں +

والکائنة عن مادة سوداویة ثلثة اجناس الصلابة والسرطان والاکثر هما خریفیة واجناس الغدد التی تکون منها الخنازیر والسلع

پھر جو **اورام مادۂ سوداویہ** سے پیدا ہوتے ہیں، انکی تین جنسیں ہیں: (۱) صلابت اور (۲) سرطان؛ جو بیشتر موسم خریف میں ہوا کرتے ہیں؛ (۳) وہ گلٹیاں جن سے خنازیر اور سلع (رسولیاں) ہوا کرتے ہیں +

والفرق بین اجناس الغدد وبین الجنسین الآخرین ان اجناس

گلٹیوں میں اور صلابت وسرطان میں یہ فرق ہے کہ گلٹیاں اپنے ماحول اور گرد کی ساختوں سے الگ ہوتی

لف: نغانغ سے یہاں مراد غالباً لوزتین ہیں +

الغدد تكون متبرئة عما يجاورها مثل الغدد المحضة او متشبثة به بظاهرها فقط مثل الخنازير واما تلك الأخر فتكون مخالطة مداخلة لجوهر العضو الذي هي فيه

ہیں، (چپاں نہیں ہوتی ہیں)، مثلاً سادہ گلٹیاں (غدد محضہ۔ غیر موذی گلٹیاں جو نئی پیدا ہو جاتی ہیں)؛ یا وہ گلٹیاں وہاں کی ساخت کی محض بیرونی سطح سے چپاں ہوتی ہیں، جیسے خنازیر۔ رہی صلابت اور سرطان، تو یہ دونوں جس عضو میں ہوتے ہیں، اُس عضو کے جوہر کے ساتھ مخلوط اور اُس کے اندر گھسے ہوئے ہوتے ہیں +

والفرق بين الصلابة والسرطان ان الصلابة ورم ساكن هادئ مبطل للحس او ألفٌ فيه لا وجع معه والسرطان متحرك متزيد موذٍ[1] اصول ناشية في الاعضاء ليس يجب ان يبطل معه الحس الا ان يطول مدته فيميت العضو ويبطل حسه وليس يبعد ان يكون الفصل بين السرطان والصلابة بعوارض لازمة لا بفصول جوهرية

صلابت و سرطان میں باہمی فرق یہ ہے کہ صلابت ایک ساکن، غیر متحرک ورم ہے جو حس کو باطل یا ماؤف کر دیتا ہے، اور اس کے ساتھ کوئی درد نہیں ہوتا؛ اور سرطان ایک متحرک، بڑھنے والا، اور موذی (مرض) ہے، جس کی چند جڑیں بھی ہوتی ہیں، جو اعضاء کے اندر بڑھ جاتی ہیں؛ اس کے ساتھ یہ ضروری نہیں ہے کہ حس بھی باطل ہو جائے؛ ہاں اگر اس کی مدت دراز ہو جاتی ہے، تو یہ عضو کو مردہ کر کے حس کو باطل کر دیتا ہے؛ اور یہ بھی بعید نہیں ہے (بلکہ قرینِ قیاس ہے) کہ سرطان اور صلابت کے درمیان فرق جوہری امتیازات کی وجہ سے نہ ہو (ان کے اسباب مادیہ کی وجہ سے نہ ہو)، بلکہ محض اُن عوارض[1] لازمہ کی وجہ سے فرق ہو (کیونکہ اطباء کا خیال ہے کہ ان دونوں کا مادّہ وہی سوداء ہے، جو دونوں میں ایک ہے) +

والاورام الصلبة السوداوية قد تبتدي في اول كونها صلبة وقد تنتقل الى الصلابة وخصوصًا الدموية وقد

اورام سوداویہ جو سخت ہوا کرتے ہیں، گاہے شروع ہی سے سخت ہوتے ہیں، اور گاہے یہ اورام صلابت کی طرف (بتدریج) منتقل ہو جاتے ہیں (اور ان میں سختی بعد کو آجاتی ہے)؛ چنانچہ خصوصیت کے ساتھ اورام دمویہ

---

[1] وہ عوارض جو ان دونوں امراض کے ساتھ لازماً پیدا ہوتے ہیں +

یعرض ذلک ایضا فی البلغمیة احیانا

(اورام سوداویہ دمویہ) صلابت کی طرف منتقل ہوجایا کرتے ہیں؛ اگرچہ گاہے ایسا انتقال اورام بلغمیہ (اورام سوداویہ بلغمیہ) میں بھی ہوا کرتا ہے +

ویفارق الغدد والسلع وما یشبههما من تعقد العصب بان التعقد الزم لموضعه وملمسه عصبی واذا بدّد بالغمز عاد واذا بدّد بدواء قوی غیر الغمز لم یعد

گلٹیاں (غدد) اور رسولیاں اور اسی قسم کی دوسری بیماریاں تعقد عصبی (عصبی گرہ اور وتری گرہ) سے یہ فرق رکھتی ہیں کہ تعقد اپنی جگہ کو خوب پکڑے ہوئے ہوتا ہے (ہلانے سے نہیں ہلتا ہے) نیز اس کا لمس عصبی ہوتا ہے، اور جب اسے دبا کر منتشر کردیا جاتا اور پھیلا دیا جاتا ہے، تو یہ پھر عود کر آتا ہے، اور جب اسے دباؤ کے علاوہ کسی قوی دوا سے منتشر کردیا جاتا ہے تو لوٹتا نہیں کرتا +

اس کے برعکس گلٹیوں کا لمس عصبی نہیں ہوتا، اور نہ یہ دبانے سے دبتی ہیں کہ پراگندہ اور منتشر ہوکر پھر لوٹ آئیں۔ علیٰ ہذا رسولیاں دبانے سے دب جاتی ہیں، اور پھر لوٹ آتی ہیں، اور جب کسی قوی دوا سے انہیں منتشر کردیا جاتا ہے، تو بھی یہ لوٹ آتی ہیں۔ آملی +

واکثرها یحدث عن التعب ویبطل بطلانا بالمثقلات من الاسرب ونحوه

علاوہ ازیں تعقد (گرہ) اکثر اوقات تعب (کثرتِ حرکت) کی وجہ سے ہوا کرتا ہے، اور بھاری چیزوں مثلاً سیسہ وغیرہ کے دباؤ سے (پورے طور پر) باطل ہوجایا کرتا ہے +

واما جنس الاورام البلغمیة فینقسم الی نوعین الورم الرخو والسلع اللینة ویتفاصلان بان السلع متمیزة فی غلف والورم الرخو مخالط غیر متمیز واکثر اورام الشتاء بلغمیة حتی الحارة منها تکون بیض الالوان

اورام بلغمیہ کی دو قسمیں ہیں: ورم رِخو (نرم ورم) اور نرم رسولیاں۔ پھر ان دونوں میں باہم یہ فرق ہے کہ رسولیاں اپنے غلاف میں ہوتی ہیں، اور ممتاز (الگ) رہتی ہیں، اور ورم رِخو (نرم ورم) (اعضاء کی ساختوں کے ساتھ) مخلوط ہوتا اور ممتاز نہیں ہوتا (الگ نہیں ہوتا ہے)؛ موسم سرما کے بیشتر اورام بلغمی ہوا کرتے ہیں، حتی کہ موسم سرما کے گرم اورام بھی سفید رنگ کے ہوتے ہیں (یعنی گرم اورام کے آثار بھی رنگ وغیرہ کے لحاظ سے موسم سرما میں

بلغمی اورام کے مانند ہوتے ہیں)۔

واعلم ان الاورام البلغمية تختلف بحسب غلظ البلغم ورخاوته ورقته حتى تشبه تارة السوداوية وتارة الريحية وتارة المائية وكثيرا ما ينزل البلغم الرقيق في النوازل في خلل ليف الاعصاب حتى تبلغ الى مثل عضلات الحنجرة السفلى منها فما دونها

جاننا چاہئے کہ بلغمی اورام بلغم کی غلظت اور نرمی اور رقت کے لحاظ سے مختلف ہوا کرتے ہیں؛ حتیٰ کہ یہ گاہے سوداوی اورام جیسے ہوتے ہیں، گاہے ریحی اورام جیسے، اور گاہے مائی اورام جیسے۔ بسا اوقات نزلہ کی صورتوں میں رقیق بلغم اعصاب کے ریشوں میں اتر کر حنجرہ کے زیرین عضلات وغیرہ تک اتر جاتا ہے (جس سے ان میں ایسے اورام پیدا ہوجاتے ہیں جو مائی اورام سے مشابہ ہوتے ہیں)۔

واما الاورام المائية فهي كالاستسقاء والقيلة المائية والورم الذي يعرض في القحف من المائية وما يشبه ذلك

اورام مائیہ کی مثال استسقاء (استسقائے زقی) اور قیلہ مائیہ (فوطوں میں پانی کا بھر جانا) ہے۔ علیٰ ہذا اس کی مثال وہ ورم بھی ہے جو کھوپڑی میں مائیت (اجتماع مائیت) سے پیدا ہوتا ہے (جسکو بقول گیلانی "عطاس الصبیان" کہا جاتا ہے)؛ علیٰ ہذا اس کے مانند دوسرے اورام بھی ہیں جو اورام مائیہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔

واما الاورام الريحية فهي ايضا تتنوع الى نوعين احدهما التهبج والآخر النفخة والفرق بين التهبج وبين النفخة من وجهين احدهما القوام والثاني المخالطة وبيان هذا ان الريح في التهبج مخالطة لجوهر العضو وفي النفخة مجتمعة ممادة غير مخالطة للعضو وان التهبج ليستلينه الحس والنفخة تقاوم المدافع مقاومة كثيرة اوقليلة

اورام ریحیہ کی بھی دو قسمیں ہیں: (۱) تہبج یعنے بھربھراہٹ اور (۲) نفخہ (اپھارہ)۔ تہبج اور نفخہ میں دو طور پر فرق ہے: (۱) قوام کے لحاظ سے؛ (۲) اختلاط کے لحاظ سے۔ اس کی وضاحت اور تفسیر یہ ہے کہ تہبج کی صورت میں ریح عضو کے جوہر کے ساتھ مخلوط اور ملی ہوئی ہوتی ہے اور نفخہ کی صورت میں ریح ایک جگہ اکٹھی ہوتی، تناؤ پیدا کرتی اور عضو کے ساتھ مخلوط نہیں ہوتی ہے۔ قوام کے لحاظ سے یہ فرق ہے کہ تہبج چھونے سے نرم محسوس ہوتا ہے، اور نفخہ (بمقابلہ تہبج کے آسانی سے دبتا نہیں بلکہ) دباؤ کا کم وبیش مقابلہ کرتا ہے۔

ف یہ عبارت بعض نسخوں میں ہے۔ اگر یہ عبارت نہ ہو تو بہتر ہے۔

والبثور أيضاً على عدد الأورام فمنها دموية كالجدري وصفراوية محضة كالشرى الصفراوي والجاورسية ومختلطة كالحصبة والنملة والمسامير والجرب والثآليل وغير ذلك وقد تكون مائية كالنفاطات وريحية كالنفاخات

بثور یعنی پھنسیوں کے اعداد (اقسام) بھی مادہ کے لحاظ سے اورام کے مطابق ہیں، چنانچہ بثور دمویہ کی مثال جُدری (چیچک) ہے۔ خالص صفراوی بثور کی مثال شرے صفراوی (صفراوی پتی) اور جاورسیہ نامی بثور ہیں (جو چھوٹے چھوٹے باجرے جیسے سرخ رنگ کے بثور ہیں، جنکے سرے سفید اور جڑیں سرخ ہوتی ہیں)۔ اُن بثور کی مثال جو مخلوط صفراء سے پیدا ہوتے ہیں، حصبہ (کھسرہ)، نملہ[1]، مسامیر[2] اور مثلاً جرب (خارش کے دانے)، اور ثآلیل (مسّے) وغیرہ (بقول گیلانی مسامیر زیادہ تر بلغمی ہوا کرتے ہیں، اور ثآلیل زیادہ سوداوی)۔ اسی طرح بثور کاہے مائی (پانی کے) ہوتے ہیں، مثلاً نفاطات (آبلے) اور کاہے ریحی (ہوائی) ہوتے ہیں، مثلاً نفاخات (ہوائی آبلے) +

وانت تجد في الكتاب الرابع تفصيل الأحوال الأورام والبثور وما يليق بذلك الموضع بالاستقصاء

تمہیں چوتھی کتاب میں اورام اور بثور کے حالات کی پوری تفصیل ملے گی، جو اُسی مقام کے لئے موزوں ہے +

الفصل السادس في أمور تعد مع الأمراض

فصل ششم چند امور جو امراض کیساتھ گنے جاتے ہیں

وههنا أمور خارجة عن الأمراض وتعد فيها وهي الأمور الداخلة في الزينة أحدها في الشعر والثاني في اللون والثالث

جہاں طبیب امراض کو گناتا ہے، وہاں چند ایسے امور کا بھی ذکر کیا جاتا ہے، جو اگرچہ امراض سے خارج ہیں مگر امراض کے ساتھ شمار ضرور کئے جاتے ہیں (کیونکہ یہ امور دراصل ایسے اعراض ہیں جو مخفی امراض پر دلالت کرتے ہیں)

[1] نملہ (چیونٹی) وہ بثور ہیں جو سوزش اور جلن کے ساتھ ہوتے ہیں، اور چیونٹی کی طرح سے بدن میں ادھر ادھر رینگتے رہتے اور جگہ بدلتے رہتے ہیں؛ [2] مسامیر (میخ) وہ چھوٹی چھوٹی سخت پھنسیاں ہیں جنکے سرے بڑے اور جڑیں پتلی ہوتی ہیں، اور بدن کے اندر اس طرح گھسی رہتی ہیں گویا میخ ٹھکی ہوئی ہے۔ آملی۔

فی الرائحة والرابع فی السحنة بعد اللون	یہ امور دراصل امور زینت ہیں (خوبصورتی سے متعلق ہیں)۔ (۱) بالوں کے متعلق (۲) بدن کے رنگ کے متعلق (۳) رائحہ (بو) کے متعلق (۴) رنگ کے بعد سحنہ (ڈیل ڈول) کے متعلق۔
واجناس امراض الشعر التناثر والتمرط والقصر والقلة والشقاق والدقة والغلظ وافراط الجعودة وافراط السبوطة والشیب واستحالة اللون کیف کان	**بالوں کے امراض** حسب ذیل ہیں: (۱) تناثر اور تمرُّط یعنی بالوں کا گرنا (تناثر اور تمرط میں فرق یہ ہے کہ تناثر میں بال متفرق مقامات سے جھڑتے ہیں، جیسا کہ امراض مزمنہ کے بعد ہوا کرتا ہے، اور تمرط میں بال ایک ہی مقام سے اسقدر گرجاتے ہیں کہ اصلی جلد نکل آتی ہے، جیسا کہ داء الثعلب میں ہوتا ہے) (۲) قصر یعنی بالوں کا چھوٹا ہوجانا (۳) قلت یعنی بالوں کا کم ہوجانا (۴) شقاق یعنی بالوں کا چر جانا (۵) دِقّت یعنی بالوں کا باریک ہوجانا (۶) غلظت یعنی بالوں کا موٹا ہوجانا (۷) افراط جعودت یعنی زیادہ گھونگھریالے ہوجانا (۸) افراط سبوطت یعنی طبعی حالت سے زیادہ بالوں کا سیدھا ہونا (۹) شیب یعنی بالوں کا سفید ہوجانا (۱۰) بالوں کی رنگت میں کسی اور قسم کی تبدیلی کا واقع ہونا +
وآفات اللون تدخل فی اربعة اجناس جنس استحالته عن سوء مزاج بمادة کالیرقان او بغیر مادة کالجصیة العارضة للون عن مزاج بارد مفرد والصفرة التی ربما کانت عن سوء مزاج حار مفرد	**آفات کون** (بدن کے رنگ کے امراض) چار جنسوں (چار قسموں) میں تقسیم کئے گئے ہیں: اوّل سوء مزاج کی وجہ سے بدن کی رنگت کا تبدیل ہوجانا، خواہ سوء مزاج مادہ کے ساتھ ہو، جیسا کہ یرقان میں (بدن کا رنگ زرد ہوجاتا ہے)، یا سوء مزاج مادہ کے بغیر ہو، جیسا کہ سوء مزاج بارد مفرد کی وجہ سے بدن کا رنگ جصّی (چونے جیسا سفید) ہوجاتا ہے؛ اور جیسا کہ سوء مزاج حار مفرد کی وجہ سے گا ہے بدن کا رنگ زرد ہوجاتا ہے +

[1] سحنہ۔ بدن کی حالت لاغری اور فربہی کے لحاظ سے، یا لاغری، فربہی اور رنگ کے لحاظ سے +

وجنس استحالته عن اسباب بادية كما تسفع الشمس والبرد والريح اللون

دوم اسباب بادیہ کی وجہ سے بدن کی رنگت کا تبدیل ہو جانا، جیسا کہ دھوپ، ٹھنڈ، اور ہواء کی وجہ سے بدن کی رنگت بدل جایا کرتی ہے +

وجنس انبساط اجسام غريبة اللون على الجلد الحامل للون كالبهق الاسود وانتقاطها فيه كالخيلان والنمش والبرش والكلف

سوم جلد پر جو کہ اصلی رنگ کی حامل ہے غیر طبعی رنگ کے اجسام کا پھیل جانا، مثلاً سیاہ بہق (چھیپ)، جلد پر (غیر طبعی رنگ کے) نقطوں کا ہونا جیسے خیلان (تل)، نمش (گول سیاہ سرخی مائل دھبے ہوتے ہیں جو جلد پر پیدا ہو جاتے ہیں)، برش[1] (چھوٹے چھوٹے سیاہ یا سرخی مائل نقطے ہوتے ہیں، جو عموماً چہرہ پر پیدا ہو جاتے ہیں)، اور کلف[2] (چہرہ کے رنگ کا سیاہی مائل ہو جانا) +

وجنس الآثار العارضة من التيام تفرق اتصال عرض كآثار الجدري واندباب القروح

چہارم۔ وہ آثار اور نشانات جو تفرق اتصال (اور زخموں) کے اندمال سے پیدا ہو جاتے ہیں، مثلاً چیچک کے داغ، اور اندباب قروح (قرحوں کے نشانات) +

وآفات الرائحة كالصنان ونحوه من الروائح الكريهة التي تفوح من الابدان

آفات رائحہ یعنی بو کے امراض، مثلاً صنان (گندگی بغل) اور اسی قسم کی دوسری مکروہ بوئیں جو بدن سے نکلا کرتی ہیں +

وآفات السحنة بعد اللون اما الهزال المفرط واما السمن المفرط

رنگ کے بعد سحنہ (ڈیل ڈول) کے آفات مثلاً لاغری کی زیادتی، اور فربہی کی زیادتی +

الفصل السابع في اوقات الامراض

فصل ہفتم۔ اوقاتِ امراض

اعلم ان لاكثر الامراض اربعة اوقات وقت الابتداء ووقت التزيد

اکثر امراض[1] میں چار اوقات ہوا کرتے ہیں: وقت ابتداء، وقت تزید، وقت منتہی، اور وقت انحطاط، اور

ف(۱) بعض نسخوں میں یہ لفظ نہیں ہے + ف(۲) بعض کتابوں میں یہ لفظ نہیں ہے +

ف۱ اکثر امراض میں چار زمانے ہوتے ہیں، سارے امراض میں نہیں، کیونکہ بہت سے امراض چاروں زمانے ختم بھی نہیں کرنے پاتے ہیں کہ مریض مرجاتا ہے، اور بہت سے امراض خلقی ہوتے ہیں، جن میں چار زمانے کسی طرح نہیں نکل سکتے، مثلاً انگلیوں کا چھ ہونا +

ووقت المنتهی و وقت الانحطاط وما خرج من هذه فهی من اوقات الصحة

جو ان چاروں اوقات سے باہر ہیں (مثلاً زمانۂ نقاہت) وہ دراصل اوقات صحت[1] میں شامل ہیں +

ولیس نعنی بوقت الابتداء والانتهاء طرفان لا یستبان فیهما حال المرض بل لکل واحد منهما زمان محسوس یکون له حکم مخصوص

وقت ابتدار اور انتہار سے ہماری مراد ایسے کنارے (سرے، اطراف) نہیں ہیں جن میں مرض کا حال ظاہر نہیں ہوتا (یعنی ابتدار اور انتہار کوئی آنِ واحد نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا ہے) بلکہ ابتدار اور انتہار کے لئے ایک محسوس (اور مخصوص) زمانہ ہوتا ہے، جن میں (علاج معالجہ کے لحاظ سے) خاص احکام ہوتے ہیں (مثلاً کہا جاتا ہے کہ ورم حار کے ابتدا میں روادع لگائے جائیں، اور انتہار میں محللات مرخیہ) +

ووقت الابتداء هو الذی یظهر فیه المرض و یکون کالمتشابه فی احواله لا یستبان فیه تزیده

وقت ابتدار وہ زمانہ ہے جس میں مرض ظاہر اور نمایاں ہوتا ہے، اور جس میں مرض کے حالات (گویا) ایک جیسے ہوتے ہیں (یعنی) اس زمانہ میں مرض کی زیادتی (نمایاں طور پر) ظاہر نہیں ہوتی ہے (ورنہ حقیقت میں مرض بڑھتا ہی رہتا ہے) +

والتزید هو الوقت الذی یستبان فیه اشتداده فی کل وقت بعد وقت

وقت تزید وہ وقت ہے جس میں ہر لحظہ اور ہر گھڑی مرض شدت پکڑتا جاتا اور بڑھتا جاتا ہے +

ووقت الانتهاء هو الوقت الذی یقف فیه المرض فی جمیع اجزائه علی حالة واحدة

وقت انتہار وہ وقت ہے جس کے پورے زمانہ میں مرض ایک حالت پر قائم رہتا ہے (نہ اس میں زیادتی ہوتی ہے، اور نہ کمی) +

والانحطاط وهو الزمان الذی یظهر فیه انتقاصه وکلما امعن کان الانتقاص اظهر

وقت انحطاط وہ زمانہ ہے جس میں مرض کے اندر کمی ظاہر ہونے لگتی ہے، اور جسقدر زمانہ گزرتا چلا جاتا ہے، اُسی قدر مرض میں کمی ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے +

---

[1] اس سے جالینوس کے خیال کی تردید مدنظر ہے۔ ایام نقاہت کو جالینوس نہ صحت کے زمانہ میں گنتا ہے اور نہ مرض کے زمانہ میں، بلکہ اسے حالت ثالثہ شمار کرتا ہے +

وھذہ الاوقات قد تکون بحسب المرض من اولہ الی اٰخرہ فی نوائبہ وتسمی اوقاتا کلیۃ وقد تکون بحسب نوبۃ نوبۃ وتسمی اوقاتا جزئیۃ

یہ اوقات مذکورہ گاہے اول سے آخر تک پورے مرض کے لحاظ سے ہوتے ہیں، جس میں ساری باریاں اور نوبتیں آجاتی ہیں، ایسی صورت میں انکو اوقات کُلّیہ (بڑے اوقات) کہتے ہیں۔ اور گاہے ہر ہر نوبت کے لحاظ سے لئے جاتے ہیں (یعنی ہر روزانہ اور ہر باری میں چاروں زمانے پائے جاتے ہیں) ایسی صورت میں انکو اوقات جُزئیہ کہا جاتا ہے +

پہلی صورت میں چاہے ایک مرض کی سیکڑوں باریاں آجائیں، مگر اس مرض کے زمانے چار ہی ہونگے اور دوسری صورت میں ہر باری کے وقت چاروں زمانے پائے جائینگے۔ باری کے شروع ہونے کا وقت بڑھنے کا وقت، انتہار کا وقت، اور باری کے اوتھنے کا وقت +

الفصل الثامن فی تمام القول فی احوال الامراض — فصل ہشتم امراض کی بارہ میں آخری تذکرہ

ان الامراض قد یلحقہا التسمیۃ من وجوہ

(یعنی احوال امراض کا بقیہ بیان) امراض کے نام جو رکھے جاتے ہیں، تو تسمیہ میں مختلف وجوہ (اور مختلف خیالات) دخیل ہوتے ہیں +

اما من الاعضاء الحاملۃ لہا کذات الجنب وذات الریۃ

(۱) گاہے اُن اعضاء کے لحاظ سے نام رکھا جاتا ہے، جس میں مرض واقع ہوتا ہے (جو اعضاء حامل امراض ہوتے ہیں)؛ مثلاً ذات الجنب (پہلو میں ہوتا ہے) ذات الریہ (پھیپھڑے کا ورم جو پھیپھڑے میں ہوتا ہے) +

واما من اعراضہا کالصرع

(۲) گاہے مرض کا نام اُس مرض کے عرض کے نام پر رکھا جاتا ہے، مثلاً صرع (مرگی کا نام ہے، حالانکہ "صرع" کے اصلی معنے گر پڑنے کے ہیں) +

واما من اسبابہا کقولنا مرض سوداوی

(۳) گاہے مرض کا نام اس کے سبب کے نام پر رکھا جاتا ہے، جیسا کہ مالنخولیا کو ہم "مرض سوداوی" کہتے ہیں +

واما من التشبیه کقولنا داء الاسد وداء الفیل

(۴) گاہے مرض کا نام کسی تشبیہ کے لحاظ سے رکھا جاتا ہے، مثلاً داء الاسد (جذام کو) اور داء الفیل (فیلپایہ کو)۔

"داء الاسد" یعنے "شیر کی بیماری" جذام کو اسلئے کہا جاتا ہے کہ جذامی کا چہرہ بہت سی باتوں میں شیر کے مانند ہو جاتا ہے، علی الخصوص جذامی کی ناک شیر کی ناک سے بہت مشابہ ہو جاتی ہے۔

واما منسوباً الی اول من بذکر انه عرض له وذلك کقولهم قرحة طیلانسیة منسوبة الی رجل یسمی طیلانس

(۵) گاہے مرض کا نام اُس شخص کی طرف منسوب کرکے رکھا جاتا ہے، جس شخص کے بارہ میں مشہور رہے کہ سب سے پہلے اُسے یہ مرض لاحق ہوا تھا، مثلاً قرحۂ طیلانسیہ "طیلانس" نامی شخص کی طرف منسوب ہے (قروح طیلانسیہ خاص قسم کے متعفن قروح ہیں جن سے خون اور صدید یعنی زرداب بہتا رہتا ہے)۔

واما منسوباً الی بلد یکثر حدوثه فیه کقولهم القروح البلخیة

(۶) گاہے مرض کا نام اُس شہر کی طرف منسوب کرکے رکھا جاتا ہے جس میں کثرت سے وہ مرض لاحق ہوا کرتا ہے، مثلاً قروح بلخیہ۔

"قروح بلخیہ" بلخ نامی شہر کی طرف منسوب ہیں، جو بری قسم کے سعفہ (گنج) کے قبیلے سے ہیں؛ ان قروح پر کھرنڈ ہوتے ہیں، اور ان سے زرداب یا صدید بہتا رہتا ہے۔ کیا عجب ہے کہ دہلی میں جو "اورنگ زیبی پھوڑا" مشہور رہے، وہ اسی قسم کے قروح کی جنس سے ہو۔

واما منسوباً الی من کان مشهوراً بالانجاح فی معالجاتها کالقرحة الخیرونیة

(۷) گاہے مرض کا نام اُس شخص کی طرف منسوب کرکے رکھ دیا جاتا ہے، جو اسکے علاج میں "دست شفا" رکھنے کی شہرت رکھتا ہو؛ مثلاً قرحۂ خیرونیہ۔

قرحہ خیرونیہ خیرون نامی طبیب کی طرف منسوب ہے، جو اسکے علاج میں مشہور تھا، جیسا کہ جالینوس نے بتایا ہے۔ قروح خیرونیہ خاص قسم کے مزمن نہایت خراب قسم کے قروح ہیں جو بمشکل اندمال پذیر ہوتے ہیں۔

واما من جواهرها وذواتها کالحمی والورم

(۸) گاہے مرضوں کے نام ان کے جوہروں (ماہیتوں) اور ان کی ذات کے نام پر رکھے جاتے ہیں، مثلاً حمّی (بخار)، اور ورم (ان دونوں الفاظ کے جو لغوی معانی

ہیں، وہی ان کی ذات اور ماہیت ہے) +

قال جالینوس ان الامراض اما ظاهرة فتعرف حسًا واما باطنة سهلة الوقوف عليها كاوجاع المعدة والرئة او عسرة الوقوف عليها كآفات الكبد ومجاري الرئة واما غير مدركة الا بالتخمين كالآفات العارضة لمجاري البول

امراض ظاہرہ وباطنہ جالینوس کہتا ہے کہ بعض امراض بیرونی (ظاہرہ) ہوتے ہیں، جو حسًا معلوم کرلئے جاتے ہیں (مثلاً بیرونی اورام، بثور، اور پھوڑے وغیرہ) اور بعض امراض اندرونی (باطنہ) ہوتے ہیں، خواہ اُنکا پہچاننا آسان ہو، جیسے معدہ کا درد، اور پھیپھڑے کا درد، اور خواہ اُنکا پہچاننا مشکل ہو، مثلاً جگر کے آفات، اور پھیپھڑے کی نالیوں (مجاری ریہ) کے آفات؛ اور خواہ ایسے ہوں کہ محض تخمین (اندازہ اور اٹکل) سے معلوم کئے جاسکیں، مثلاً وہ آفات جو مجاری بول میں لاحق ہوں +

والامراض قد تكون خاصة وقد تكون بالشركة والعضو يشارك عضوًا في مرضه اما لانهما متواصلان بالطبع يتصل بينهما آلات كالدماغ والمعدة يصل العصب بينهما والرحم والثدي تصل الاوردة بينهما

امراض خاصّہ وامراض شرکیہ امراض بعض اوقات خاصّہ (اصلیہ) ہوتے ہیں، اور بعض اوقات شرکیہ۔ جب کوئی عضو دوسرے عضو کی کسی مرض میں شرکت کرتا ہے تو اس کی بہت سی وجہیں ہیں: (۱) دونوں اعضاء طبعًا آلات کے ذریعہ باہم اتصال رکھتے ہوں، مثلاً معدہ اور دماغ اعصاب کے ذریعہ دونوں اتصال رکھتے ہیں (معدہ اور دماغ عصب راجع کے ذریعہ اتصال رکھتے ہیں۔ عصب راجع کی وجہ سے معدہ میں حسّی قوت حاصل ہوتی ہے، جس سے اس میں بھوک کا احساس ہوتا ہے)، اور رحم اور پستان وریدوں کے ذریعہ باہم اتصال رکھتے ہیں +

واما لان احدهما طريق الى الثاني كالاربيتين لورم الساقين

(۲) ایک عضو دوسرے عضو کے لئے راستہ ہو، مثلاً کنج ران (اربیہ) پنڈلی کے ورم کے لئے (راستہ ہے، پنڈلی کے ورم کے وقت کنج ران کی گلٹیاں لگا ہے پھول جاتی ہیں) +

واما لانهما متجاوران كالرقبة والدماغ فكل يُشارك الآخر وخصوصًا اذا كان احدهما جارًا ضعيفًا فيقبل الفضل من صاحبه كالآباط للقلب	(۳) ایک عضو دوسرے عضو کے قرب اور پڑوس میں ہو، مثلاً گردن اور دماغ، ایسی صورت میں ہر عضو دوسرے عضو کے مرض میں شریک ہو جاتا ہے، علی الخصوص جبکہ ان دونوں میں سے ایک پڑوسی کمزور ہو، تو وہ اپنے ساتھی کے فضلات کو قبول کرلیا کرتا ہے، جس طرح قلب کے لئے بغل (بغل کی گلٹیاں ضعیف مجاور ہیں، جو قلب کے فضلات کو قبول کرلیا کرتی ہیں) ۔
واما لان احدهما مبدأ واصل لفعل الثاني كالحجاب للرئة في التنفس	(۴) ایک عضو دوسرے عضو کے فعل کا مبدأ اور جڑ ہو، مثلاً حجاب حاجز پھیپھڑے کے لئے تنفس کے بارہ میں (مبدأ اور جڑ ہے) ۔

بقول جالینوس حجاب حاجز پھیپھڑے کی حرکت کے لئے اصل ہے، اور تنفس میں اتنا کام کرتا ہے کہ بعض اوقات سارے عضلات تنفس کے قائم مقام ہوجاتا ہے۔ بقول جالینوس پھیپھڑے کی ذاتی کوئی حرکت نہیں، کیونکہ جب حجاب کی حرکت بند ہو جاتی ہے، تو پھیپھڑے بھی معطل ہو جاتے ہیں۔ نیز جب سینہ میں کوئی سوراخ ہو جاتا ہے، تو حجاب کی حرکت سے سینے کے اندر اسی بیرونی سوراخ سے ہوا، داخل ہوجاتی ہے، اور پھیپھڑے بے حرکت ہوجاتے ہیں ۔

واما لان احدهما يخدم الثاني كالعصب للدماغ	(۵) ایک عضو دوسرے عضو کا خادم ہو، مثلاً اعصاب دماغ کے خادم ہیں (جب مخدوم کسی آفت میں مبتلا ہوتا ہے، تو خادم اس سے متاثر ہوتا ہے) ۔
واما لانهما يشاركان عضوا ثالثًا مثل الدماغ يشارك الكلية بسبب ان كل واحد منهما يشارك الكبد	(۶) دونوں اعضاء کسی تیسرے عضو سے شرکت رکھتے ہوں، مثلاً دماغ گردہ سے اس لئے شرکت رکھتا ہے کہ یہ دونوں جگر سے شرکت رکھتے ہیں ۔

اس لئے مثلاً گردہ کی آفت سے دماغ ماؤف ہوجائیگا، کیونکہ جب گردہ ضعیف ہوجائیگا، تو وہ مائیت بولیہ اور فضلات بولیہ کو جگر سے جذب نہ کرسکیگا، اس لئے یہ خون رقیق اور خراب ہوکر جگر کی وساطت سے دماغ تک پہونچے گا، اور دماغ میں اسکا اثر ہوگا ۔

شذرہ (جب کوئی آفت ایک عضو سے دوسرے شریک

وربما عادت الشركة وبالاً مثل ان الدماغ إذا ألم فشاركته المعدة فضعف هضمها فارسلت اليه ابخرة ردية وغذاء غير منهضم فزادت في ألم الدماغ نفسه

عضو کی طرف سرایت کرتی ہے، تو یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ موجب تخفیف ہی ہو، بلکہ) **شرکت** بسا اوقات اور بھی وبال بن جایا کرتی ہے (اور آفت بڑھ جاتی ہے) مثلاً جب دماغ ماؤف ہوتا ہے، اور اسکی شرکت سے معدہ متأثر ہوتا ہے، تو معدہ کا فعل ہضم ضعیف ہوجاتا ہے، اس لئے اب معدہ سے دماغ کی طرف بخارات ردیہ اور غذاء غیر منہضم (غذاء فاسد) پہونچتی ہے، جس سے دماغ کی آفت اور بھی بڑھ جاتی ہے +

والمشاركة تجري على احكام الأصل في الدوام وفي الدور

شذرہ مرض شرکی کے دوام وقیام اور اس کے دوروں کے احکام مرض اصلی کے احکام کے مطابق ہوتے ہیں (یعنی مرض شرکی مرض اصلی کے قیام کے ساتھ قائم رہتا ہے، اور اس کے دوروں کے ساتھ دورہ کرتا ہے، بشرطیکہ مرض اصلی دوروں کا مرض ہو) +

ومراتب الابدان فيما بين الصحة والمرض ست: بدن في غاية الصحة وبدن في الصحة دون الغاية وبدن لا صحيح ولا مريض كما قد قيل ثم البدن المسقام القابل للسقم سريعاً ثم البدن المريض مرضاً يسيراً ثم البدن المريض في الغاية

مدارجِ صحت و مرض صحت و مرض کے درمیان بدن کے چھ **مراتب** (مدارج) ہوتے ہیں: (۱) نہایت تندرست بدن (۲) بدن جو صحیح ہو، لیکن غایت درجہ کی تندرستی نہ ہو۔ (۳) بدن جو نہ صحیح ہو اور نہ مریض، جیسا کہ پہلے بتایا گیا۔ (۴) **بدن مِسْقَام**، یعنی ایسا بدن جو مرض کو بآسانی قبول کرنے والا ہو۔ (۵) **بدن مریض** جو خفیف طور پر مرض میں مبتلا ہو۔ (۶) نہایت مریض بدن (جو پورے طور پر مریض ہو) +

وكل مرض اما مسلم واما غير مسلم والمسلم هو المرض الذي لا عائق عن المعالجة كما ينبغي وغير المسلم هو الذي يقترن به عائق ولا يرخص في صواب تدبيره

مرض مُسَلَّم و غیر مسلم ہر مرض یا مسلم (بے خطر) ہوگا، یا غیر مسلم۔ **مرض مُسَلَّم** وہ ہے جسکے مناسب علاج میں کوئی امر مانع نہ ہو؛ اور غیر مُسَلَّم وہ ہے کہ جس کے ساتھ کوئی امر مانع شریک ہو، اور صحیح تدبیر وعلاج کا موقعہ

مثل الصداع اذا قارنته النزلة

نہ دے؛ مثلاً وہ درد سر جس کے ساتھ نزلہ بھی موجود ہو۔

واعلم ان المرض المناسب للمزاج والسن والفصل اقل خطرًا من الذی لا یناسبه ولا یحدث الا عن عظم سببه

شذرہ جاننا چاہیئے کہ جو مرض مزاج، عمر، اور موسم کے مناسب (ہم کیفیت) ہوتا ہے؛ وہ بمقابلہ اُس مرض کے کم خطرناک ہوتا ہے جو ان کے مخالف (غیر مناسب) ہو۔ اور ایسا غیر مناسب مرض کسی سبب قوی کے بغیر پیدا ہی نہیں ہوتا (مثلاً کسی بلغمی شخص میں گرم مرض، اور بڑھاپے میں گرم مرض، اور موسم سرما میں گرم مرض اُسی وقت پیدا ہو سکتا ہے، جبکہ کوئی قوی سبب ہو)۔

واعلم ان امراض کل فصل یرجی ان تنحل فی ضده من الفصول

شذرہ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ ہر موسم کے امراض میں یہ اُمید ہوتی ہے کہ مخالف موسموں میں یہ امراض زائل ہو جائینگے (بشرطیکہ وہ مستحکم نہ ہوئے ہوں۔ مثلاً موسم سرما میں یہ امید ہوتی ہے کہ موسم گرما کے امراض زائل ہو جائیں)۔

واعلم ان من الامراض امراضًا تنتقل الی امراض اخری وتقلع هی ویکون فیها خیرة فیکون مرض واحد شفاء من امراض اخری مثل الربع فانه کثیرًا ما یشفی من الصرع والنقرس والدوالی واوجاع المفاصل والجرب والحکة والبثور ومن التشنج وکذلك الذرب من الرمد ومن زلق الامعاء ومن ذات الجنب وکذلك انفتاح عروق المقعدة ینفع من کل مرض سوداوی ومن وجع الورك ومن

شذرہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض امراض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ دوسرے امراض کیطرف منتقل ہو جاتے، اور خود فی نفسہ زائل ہو جاتے ہیں، جو (برائی کا ذریعہ نہیں ہوتا، بلکہ) بھلائی کا سبب بن جاتا ہے۔ چنانچہ بعض امراض ایسے ہیں کہ وہ دراصل دوسرے بہت سے امراض کے لئے "شفا" ہیں، مثلاً ربع (چوتھیا بخار) بسا اوقات صرع (مرگی) نقرس، دوالی، گٹھیا (وجع مفاصل)، جرب (کھجلی) حکہ، بثور، اور تشنج سے نجات بخشدیتا، اور شفار کا ذریعہ بن جاتا ہے؛ اسی طرح گاہے ذربؔ[1] (اسہال مزمن) کی وجہ سے رمد یعنی آشوب چشم، زلق الامعار (آنتوں سے غذار کا پھسل جانا) اور ذات الجنب دور ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح مقعد کے عروق کا کھل جانا (جیسا کہ بواسیر میں ہوتا ہے) سارے

[1] ذرب۔ بقول گیلانی اسہال معدی مزمن کا نام ہے جس میں طبیعت اس کی عادی ہو جاتی ہے۔

اوجاع الكلى والارحام

امراض سوداویہ میں سودمند ہوتا، اور وجع الورک (کولھے کے درد اور مرض) اور گردے کے دردوں (مرضوں) اور رحم کے دردوں کو فائدہ بخشتا +

وقد ينتقل بعض الامراض الى امراض اخرى فيصير الحال لذلك اشد ردأة مثل انتقال ذات الجنب الى ذات الرية وانتقال فرانيطس الى ليثرغس

شذرہ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک مرض کا انتقال دوسرے مرض کی طرف (بھلائی کا ذریعہ نہیں بنتا، بلکہ) ردائت اور خرابی کا ذریعہ بن جاتا ہے، مثلاً جب کہ ذات الجنب ذات الریہ کی طرف، یا جبکہ فرانیطس[۵۱] (سرسام گرم) سرسام بلغمی[۵۲] (لیثرغس) کی طرف منتقل ہو جائے +

ومن الامراض امراض معدية مثل الجذام والجرب والجدرى والحمى الوبائية والقروح العفنة وخصوصاً اذا ضاقت المساكن وكذا اذا كان المجاور فى اسفل الريح ومثل الرمد وخصوصاً الى متأمله بعينه ومثل الضرس حتى ان تخيل الحامض يفعله ومثل السل ومثل البرص

امراض متعدیہ امراض میں سے بعض امراض مُعدِیَہ ہیں (جو ایک شخص سے عدوی کے ذریعہ دوسرے شخص تک پہونچ جاتے ہیں)۔ مثلاً جَرب، جُذام، متعفن قروح، حمیات وبائیہ (وبا کے بخار مثلاً طاعون اور حمیات نزلیہ وبائیہ) جُدری یعنی چیچک؛ ان امراض معدیہ کا عدوی اُس وقت خصوصاً ہوتا ہے، جبکہ مساکن (آبادی) تنگ ہوں؛ اور اسی طرح اُس وقت جبکہ شخص مجاور (دوسرا پڑوسی شخص) پست ترین ہوا میں ہو (یعنی مریض کے مقابلہ میں دوسرا شخص کسی پست مقام پر ہو، جہاں کی ہوا زیادہ صاف نہ ہو سکتی ہو)۔ مرض معدی کی دوسری مثال رمد یعنی آشوب چشم ہے، جو خاص طور پر اُس شخص کی آنکھ میں منتقل ہو جاتا ہے جو غور سے دُکھتی آنکھ کو دیکھے[۵۳]۔ علی ہذا مرض ضَرَس[۵۴] (دانتوں کا کند

[۵۱] فرانیطس فے کے ساتھ صحیح ہے، نہ کہ قاف کے ساتھ + [۵۲] یہ مقام شک ہے کہ سرسام حار سے سرسام بارد کا ہو جانا زیادہ بُرا ہے حالانکہ اگر اسکے برعکس کہا جائے تو شائد زیادہ مناسب ہو۔ کیونکہ سرسام حار کے عوارض زیادہ شدید ہوتے ہیں + [۵۳] دُکھتی آنکھ کو غور سے صرف دیکھنا ہی عدوی کے لئے کافی نہیں ہے۔ بلکہ مادۂ مرض کا کسی نہ کسی طور پر داخل ہونا ضروری ہے، مثلاً مکھی کے ذریعہ جو بیمار آنکھ پر بیٹھکر آئی ہو اور دوسرے شخص کی آنکھ پر آکر بیٹھ جائے + [۵۴] مرض ضرس جس میں ترشی کے تخیل سے بھی دانت کھٹے ہو جاتے ہیں اسکو مرض معدی گننا مشکوک امر ہے +

اور کھٹا ہو جانا) بھی مرض معدی کی ایک مثال ہے جس میں ترشی کے خیال سے بھی دانت کھٹے ہو جاتے ہیں۔ علےٰ ہٰذا مرض سل اور مرض برص (جلد کے سفید داغ) بھی امراض مُعدیہ میں سے ہیں +

ومن الامراض امراض تتوارث فی النسل مثل البرص والقرع الطبیع والسل والنقرس والجذام

امراض متوارثہ بعض امراض نسل کے ذریعہ بطور توارث (وراثت) کے چلتے ہیں، مثلاً برص، قرع طبعی (صلع - چندیاپہ بالوں کا نہ ہونا)، سل، نقرس، اور جذام +

ومن الامراض امراض جنسیۃ تختص بقبیلۃ او بسکان ناحیۃ اوتکثر فیھم

امراض جنسیّہ امراض میں سے بعض "امراض جنسیّہ" ہوتے ہیں، جو کسی خاص قبیلے (گروہ) یا خاص خطّۂ ملک کے باشندوں کے ساتھ مخصوص ہوتے، یا ان میں کثرت سے لاحق ہوتے ہیں (مثلاً کالا آزار ملک بنگال اور آسام کے لئے اور اورنگ زیبی زخم دہلی اور لاہور وغیرہ کے لئے) +

واعلم ان ضعف الاعضاء تابع لسوء المزاج اولتخلخل البنیۃ

شذرہ جاننا چاہئے کہ اعضاء میں ضعف صرف دو باتوں کی وجہ سے ہوا کرتا ہے، یا اس میں سوءِ مزاج لاحق ہو گیا ہو، یا اُسکی ساخت پولی (تخلخل) ہو گئی ہو +

التعلیم الثانی من الفن الثانی

تعلیم دویم - اسباب

وھو جملتان الجملۃ الاولی فی الاشیاء التی تحدث عن سبب من الاسباب العامۃ وھی تسعۃ عشر فصلاً

اس تعلیم میں دو جملے ہیں، پہلے جملہ میں اُن چیزوں کا تذکرہ ہے جو **اسباب عامّہ** سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس میں اُنیس فصلیں ہیں +

الفصل الاول قول کلی فی الاسباب

پہلی فصل - اسباب کا کُلّی تذکرہ

اسباب احوال البدن وھی الثلثۃ المذکورۃ وقد قدمنا ذکرھا اعنی الصحۃ والمرض والحالۃ المتوسطۃ بینھما ثلثۃ السابقۃ

بدن کے حالات تین ہیں، جنکو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں: یعنی صحت، مرض، اور تیسری حالت جو ان دونوں کے بیچ میں ہے؛ چنانچہ ان کے اسباب بھی تین ہی ہیں:

والبادیة والواصلة

اسباب سابقہ، اسباب واصلہ، اور اسباب بادیہ +

وتشترك السابقة والواصلة فی انهما امور بدنیة اعنی خلطیة او مزاجیة او ترکیبیة والاسباب البادیة هی من امور خارجة عن جوهر البدن اما من جهة اجسام خارجة مثل ما یحدث عن الضرب وسخونة الجو والطعام الحار والبارد الواردین علی البدن

اسباب سابقہ اور واصلہ دونوں اس بارہ میں توشریک اور متحد ہیں کہ یہ دونوں "بدنی امور" میں سے ہوا کرتے ہیں، یعنی یہ دونوں اسباب یا "خلطی" ہوا کرتے ہیں، یا "مزاجی"، یا "ترکیبی"۔ اس کے برعکس اسباب بادیہ (بیرونی یا خارجی اسباب) بیرونی امور ہوا کرتے ہیں جو جوہر بدن سے باہر ہوتے ہیں؛ **خواہ وہ خارجی امور بیرونی اجسام کے قبیلے سے ہوں**، جیسا کہ ضربہ (چوٹ) کی صورت میں ہوتا ہے، اور جیسا کہ ہوا، جو (بیرونی ہواء) کا گرم ہو جانا، ٹھنڈے یا گرم غذا کا وارد بدن ہونا (یہ سب بیرونی اجسام ہیں، جو احوال بدن کے اسباب بنتے ہیں) +

واما من جهة النفس فان النفس شئ آخر غیر البدن مثل یحدث عن الغضب والخوف وما اشبههما

اور خواہ وہ بیرونی امور نفس کے قبیلے سے ہوں، کیونکہ "نفس" اور چیز ہے، اور بدن اور چیز ہے، جیسا کہ غصہ (غضب) اور خوف، اور اسی قسم کے دیگر اعراض نفسانیہ (نفس کے حالات سے بدن میں مختلف حالات واثرات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ غرض ان نفسانی امور کو بھی اسباب بادیہ میں شمار کیا جاتا ہے، نہ کہ اسباب بدنیہ میں) +

والاسباب السابقة والبادیة تشترك فی انه قد یکون بینهما وبین هذه الاحوال واسطة ما

اسی طرح اسباب سابقہ اور اسباب بادیہ دونوں اس بارہ میں شریک اور متحد ہیں کہ ان اسباب کے اور اُن حالات کے درمیان (جو ان اسباب سے پیدا ہوتے ہیں) گاہے کوئی واسطہ ہوتا ہے (اسباب سابقہ میں ہمیشہ اور اسباب بادیہ میں کبھی واسطہ ہوتا ہے، اور کبھی نہیں ہوتا ہے) +

اسباب سابقہ سے کوئی حالت بلا واسطہ پیدا ہی نہیں ہو سکتی، ورنہ انہیں اسباب سابقہ نہ کہا جائے۔

بلکہ "واصلہ" کہا جائے۔ اور اسباب بادیہ سے بعض اوقات کوئی حالت بلا واسطہ پیدا ہوتی ہے، اور بعض اوقات کوئی واسطہ کے ذریعہ سے! بلا واسطہ کی مثال تلوار سے کٹ جانا اور واسطہ کی مثال چوٹ سے تھوڑی دیر کے بعد ورم کا پیدا ہو جانا۔ چوٹ سبب بادی ہے، اسکی وجہ سے وہاں مواد آتے ہیں، جو ورم پیدا کرتے ہیں۔ غرض چوٹ اور ورم کے درمیان مادہ کا اجتماع ایک واسطہ ہے، جو ورم کے لئے "سبب واصل" ہوگا +

والاسباب البادیة والواصلة قد تشترك فی انه قد لا یکون بینها وبین الحالة المذکورة واسطة لکن الاسباب السابقة تنفصل من الاسباب الواصلة بان الاسباب السابقة لا یلیها الحالة بل بینها اسباب اخری اقرب الی الحالة من السابقة

اسی طرح **اسباب واصلہ اور اسباب بادیہ** دونوں اس بارہ میں شریک اور متحد ہیں کہ ان دونوں اسباب کے درمیان اور اُن حالات مذکورہ کے درمیان (جو ان اسباب سے پیدا ہوتے ہیں) گاہے واسطہ نہیں ہوتا ہے + لیکن اسباب سابقہ اسباب واصلہ سے اس طور پر جُدا ہیں کہ اسباب سابقہ (کوئی حالت بلا واسطہ پیدا ہی نہیں کر سکتے، یعنی اسباب سابقہ) اور حالات دونوں مل نہیں سکتے، بلکہ ان دونوں کے درمیان دوسرے اسباب حائل ہوا کرتے ہیں، جو بمقابلہ اسباب سابقہ کے ان پیدا شدہ حالات سے زیادہ قرب رکھتے ہیں +

یعنی اسباب سابقہ اُس وقت تک کوئی حالت پیدا نہیں کر سکتے، جب تک کہ درمیان میں دوسرے قریب ترین اسباب نہ آجائیں، مثلاً گائے یا بھینس کا گوشت یا بادی غذاؤں کا کھانا بعض اوقات بخار کا سبب سابق اس طور پر بنتا ہے کہ اس سے اخلاط میں لزوجت اور فساد آتا ہے، اور لزوجت شدہ کا سبب بن جاتا ہے اور شُدہ امتلاء مواد کا، اور امتلاء مواد عفونت کا، اور عفونت بخار کا سبب بنجاتا ہے جو بخار کے لئے سبب واصل ہے +

والاسباب السابقة تنفصل من البادیة بانها بدنیة وایضًا بان الاسباب السابقة قد تکون بینها وبین الحالة واسطة لا محالة والاسباب البادیة

اور **اسباب سابقہ** اسباب بدنیہ سے اس بارہ میں اختلاف رکھتے ہیں کہ اسباب سابقہ دراصل بدنی (بدنی امور میں سے) ہوا کرتے ہیں (اور اسباب بادیہ خارج از بدن)! اور اس طرح بھی اختلاف رکھتے ہیں کہ اسباب سابقہ اور حالات کے درمیان (جو ان

ليس يجب فيها ذلك	اسباب سے پیدا ہوتے ہیں) لازمی طور پر کوئی نہ کوئی واسطہ ہوا کرتا ہے۔ لیکن اسباب بادیہ میں واسطہ کا ہونا ضروری نہیں ہے (گاہے واسطہ ہوتا ہے، اور گاہے نہیں ہوتا) +
والاسباب الواصلة تنفصل من الاسباب البادية بانها بدنية وايضا بان الاسباب الواصلة لا تكون بينها وبين الحالة واسطة البتة والاسباب البادية ليس يجب فيها ذلك بل الامران فيها ممكنان	اور اسباب واصلہ اسباب بادیہ سے اس بات میں جدا اور مختلف ہیں کہ اسباب واصلہ بدنی ہوا کرتے ہیں۔ نیز اسباب واصلہ اور اُن حالات کے درمیان (جو ان سے پیدا ہوتے ہیں) ہرگز کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ برخلاف ازیں اسباب بادیہ میں یہ ضروری نہیں ہے (کہ واسطہ نہ ہو) بلکہ ان میں دونوں باتیں ممکن ہیں (واسطہ کا ہونا اور نہ ہونا دونوں ممکن ہیں) +
فالاسباب السابقة هى اسباب بدنية اعنى خلطية اومزاجية اوتركيبية هى الموجبة للحالة ايجابا غير اولى اعنى توجبها بواسطة والاسباب الواصلة اسباب بدنية توجب احوالا بدنية ايجابا اوليا اى بغير واسطة والاسباب البادية اسباب غير بدنية توجب احوالا بدنية ايجابا اوليا اوغير اولى	چنانچہ (مذکورہ بالا بیانات سے واضح ہوا کہ) اسباب سابقہ وہ بدنی اسباب ہیں، یعنی وہ خلطی، یا مزاجی، یا ترکیبی اسباب ہیں، جو کسی حالت کو کسی واسطہ کے ذریعہ سے پیدا کرتے ہیں، اوّلی طور پر (بلا واسطہ) پیدا نہیں کرتے؛ اور اسباب واصلہ وہ بدنی اسباب ہیں جن سے بدنی حالات بغیر واسطہ کے (اوّلی طور پر) پیدا ہوا کرتے ہیں؛ اور اسباب بادیہ وہ غیر بدنی اسباب ہیں جن سے بدنی حالات دونوں طور پر، اوّلی طور پر (بلا واسطہ) اور غیر اوّلی طور پر (بالواسطہ) پیدا ہوا کرتے ہیں +
مثال الاسباب السابقة الامتلاء للحمى وامتلاء اوعية العين لنزول الماء فيها	”اسباب سابقہ“ کی مثال بخار کے لئے امتلاء مواد ہے؛ اور نزول الماء (موتیا بند) کے لئے آنکھ کی رگوں کا مواد سے پُر ہونا ہے +
ومثال الاسباب الواصلة العفونة	اسی طرح ”اسباب واصلہ“ کی مثالیں یہ ہیں:

للحمی والرطوبة السائلة الی الثقبة للسدة والسدة للعمی

بخار کے لئے عفونت (اخلاط کا متعفن ہو جانا)، اور ثقبۂ عنبیہ کے سدہ کے لئے (سبب واصل) وہ رطوبت ہے جو ثقبۂ مذکورہ کی طرف جا کر اس راستہ کو بند کر دیتی ہے۔ اور نابینائی کے لئے (سبب واصل) وہی مذکورہ سُدّہ ہے (جس سے پتلی بند ہو جاتی ہے)۔

ومثال الاسباب البادیة حرارة الشمس او شدة الحرکة او الغم او السہر او تناول شیٔ مسخن کالثوم کل ذلك للحمی او الضربة للانتشار ونزول الماء فی العین

"اسباب بادیہ" کی مثالیں یہ ہیں: دھوپ کی گرمی، شدّتِ حرکت وریاضت، غم، بیداری، یا لہسن جیسی کسی گرم چیز کا کھانا، یہ سب چیزیں بخار کے لئے سبب بادی ہیں۔ اسی طرح آنکھ پر چوٹ کا لگنا انتشار کے لئے (یعنی پتلی کے پھیل جانے کے لئے) اور آنکھ میں پانی اُترنے کے لئے (یعنی موتیا بند پیدا ہو جانے کے لئے) سبب بادی ہے۔

وکل سبب اما سبب بالذات کالفلفل یسخن والافیون یبرد واما بالعرض کالماء البارد اذا سخن بالتکثیف وبحقن الحرارة والماء الحار اذا برد بالتحلیل والسقمونیا اذا برد باستفراغ الخلط المسخن

ہر سبب گاہے **بالذات** سبب ہوتا ہے اور گاہے **بالعرض** (یعنے گاہے اُس کا اثر ذاتی ہوتا ہے، اور اُسکی طبیعت کا تقاضا یہی ہوتا ہے، اور گاہے اُسکا یہ اثر ذاتی نہیں ہوتا، اور مقتضائے طبع کے موافق نہیں ہوتا)۔ پہلی صورت (بالذات) کی مثال فلفل (مرچ) کا گرمی پیدا کرنا اور افیون کا سردی پیدا کرنا، اور دوسری صورت کی مثال ٹھنڈے پانی سے بدن میں گرمی کا پیدا ہونا جسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ٹھنڈے پانی سے بدن کے مسامات بند ہو جاتے (تکثیف مسام) اور حرارت اندر گھٹ جاتی ہے (اور نکلنے کا راستہ اُسے نہیں ملتا ہے)۔ علی ہذا گرم پانی سے بدن میں تحلیل کی وجہ سے برودت کا حاصل ہونا بھی بالعرض اثر کی مثال ہے۔ اسی طرح دوسری صورت (بالعرض) کی مثال سقمونیا کا بدن میں برودت پہنچانا ہے، جس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ سقمونیا (گو گرم ہے، مگر یہ) گرم خلط کو بدن سے بذریعہ اسہال

خارج کرتا ہے +

ولیس کل سبب یصل الی البدان یفعل فیہ بل قد یحتاج مع ذلك الی امور ثلثة الی قوة من قوته الفاعلة وقوة من قوة البدان الاستعدادیة وتمکن من ملاقاة احدھما الآخر زمانا فی مثله یصدر ذلك الفعل عنه

اسباب کے لئے شرائط تاثیر ہر سبب کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ بدن میں پہونچتے ہی اپنا اثر ضرور کرے ؛ بلکہ اس کے لئے تین امور کی ضرورت ہوتی ہے : (۱) اس سبب کی قوت فاعلہ (قوت مؤثرہ) قوی ہو۔ (۲) بدن کی قوت استعدادیہ قوی ہو (بدن میں اس سبب کے اثر کو قبول کرنے کی کافی استعداد ہو)۔ (۳) ان دونوں کی ملاقات (بدن اور سبب کی ملاقات) بھی اتنی دیر تک قائم رہے کہ اُس عرصہ میں اُسکا اثر ظاہر ہو جائے۔ (ان تینوں شرطوں میں سے کوئی ایک شرط کے غائب ہونے سے بسا اوقات یہ اسباب اپنا اثر ظاہر نہیں کرسکتے) +

وقد یختلف احوال الاسباب عند موجباتھا فربما کان السبب واحدا وتقتضی فی ابدان شتی امراضا شتی وفی اوقات شتی امراضا شتی وقد یختلف فعله فی الضعیف والقوی وفی شدید الحس وضعیف الحس

شذرہ اسباب کے حالات ان کے اثرات کے لحاظ سے گاہے مختلف ہوا کرتے ہیں۔ چنانچہ بعض اوقات ایک ہی سبب مختلف لوگوں میں مختلف امراض پیدا کرتا، یا مختلف اوقات میں مختلف امراض پیدا کرتا ہے (یعنی اسباب کی تاثیر قابلیت اور استعداد کے اختلاف کی وجہ سے مختلف ہوجایا کرتی ہے)۔ علیٰ ہذا گاہے سبب کا فعل طاقتور انسان میں کچھ ہوتا ہے، مگر درونا تواں میں کچھ اور، ذکی الحس میں کچھ ہوتا ہے، اور ضعیف الحس میں کچھ اور +

ومن الاسباب ما ھو مخلف ومنھا ما ھو غیر مخلف والمخلف ھو الذی اذا فارق بقی تاثیرہ وغیر المخلف ھو الذی یکون البرء مع مفارقته

اسباب مُخَلِّفَہ وغیر مخلفہ اسباب میں سے بعض مُخَلِّفَہ ہوتے ہیں اور بعض غیر مُخَلِّفَہ۔ **اسباب مخلفہ** وہ ہیں جنکے جُدا ہونے پر اُنکا اثر باقی رہے ؛ اور **اسباب غیر مخلفہ** وہ ہیں جن کے دور ہونے پر اُن کا اثر بھی دور ہوجائے +

ونقول ان الاسباب المغیرة

اسباب ضروریہ وغیر ضروریہ (نئے سرے سے) میں ایک بات

لأحوال الابدان او الحافظة لها اما ضرورية لا يتأتى للانسان التقصى عنها فى حيوته واما غير ضرورية والضرورية ستة اجناس

کہتا ہوں کہ: جو اسباب حالاتِ بدن میں تغیر پیدا کرتے یا ان کی حفاظت کرتے ہیں (اسباب مغیرہ یا اسباب حافظہ) وہ دو قسم کے ہیں: ضروریہ اور غیر ضروریہ۔ اسباب ضروریہ تو وہ ہیں کہ جن سے انسان کو اپنی مدتِ حیات تک چھٹکارہ نہیں۔ (اور غیر ضروری اسباب ان کے خلاف ہیں) چنانچہ اسباب ضروریہ کی چھ جنسیں (چھ قسمیں) ہیں :-

جنس الهواء المحيط وجنس ما يؤكل ويشرب وجنس الحركة والسكون البدنيين وجنس الحركات النفسانية وجنس النوم واليقظة وجنس الاستفراغ والاحتباس فلنقل اولا فى جنس الهواء

(۱) جنس ہوا محیط ـــ (۲) جنس ماکول و مشروب ـــ (۳) جنس حرکت و سکون بدنی ـــ (۴) جنس حرکات نفسانیہ (و سکونات نفسانیہ) ـــ (۵) جنس نوم و یقظہ (نیند و بیداری) ـــ (۶) جنس استفراغ و احتباس ۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ پہلے میں جنس ہوا کا تذکرہ کروں ۔

الفصل الثانى

دوسری فصل ۔ ہوائے محیط کی تاثیر

فى تاثير الهواء المحيط بالابدان

اس فصل میں اُس ہوا کی تاثیر کا ذکر ہے، جو ہمارے گرد و پیش ہے (اور جو ہم پر محیط ہے، اور جس میں ہم ہر وقت رہتے اور سانس لیتے رہتے ہیں) ۔

الهواء عنصر لابداننا وارواحنا ومع انه عنصر لابداننا وارواحنا فهو مدد يصل الى ارواحنا ويكون علة لصلاحها لا كالعنصر فقط لكن كالفاعل اعنى المعدل وقد بيّنا ما نعنى بالروح فيما سلف

یہ ہوا، ہمارے بدنوں (بدن کے اعضاء) اور ہماری روحوں کے لئے عنصر ہے (یعنی یہ بیرونی ہوا، جس طرح ہمارے اعضاء کی ترکیب و ساخت اور اس کے بنانے میں شریک ہے، اسی طرح یہ ہوا، ہماری روح کے بنانے میں شریک ہے) پھر یہ ہوا، ہمارے ابدان اور ارواح کا عنصر (مادہ ۔ جزء) ہونے کے علاوہ ایک مدد ہے، جو مسلسل ہماری روحوں تک (بذریعہ تنفس) پہونچتی رہتی ہے، اور ان کے لئے صلاح و فلاح کا سبب

بنتی رہتی ہے، نہ صرف عنصر ہونے کی حیثیت سے بلکہ فاعل اور مؤثر ہونے کی حیثیت سے، یعنی اس حیثیت سے کہ اس سے روح کی تعدیل حاصل ہوتی ہے (روح کی حرارت ہوا کی موجودہ برودت سے کم ہوجاتی ہے) +

ولسنا نعنی به ما یسمیه الفلاسفة النفس وهذا التعدیل الذی یصدر عن الهواء فی ارواحنا یتعلق بفعلین هما الترویح والتنقیة

روح سے جو کچھ ہم (اطباء) مراد لیا کرتے ہیں، اسے ہم گذشتہ بیان میں واضح کرچکے ہیں؛ اس سے ہماری مراد وہ چیز نہیں ہے، جسے فلاسفہ نفس (جان۔ جیو) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ یہ تعدیل جو ہمارے ارواح میں ہوا سے حاصل ہوتی ہے، دو افعال سے پوری ہوتی ہے: ترویح اور تنقیہ +

والترویح هو تعدیل مزاج الروح الحار اذا افراط بالاحتقان فی الاکثر وبغیره فی الاقل

ترویح[51] سے مراد روح کے گرم مزاج کی تعدیل ہے (یعنی ٹھنڈک پہونچا کر اسکی گرمی کو توڑنا ہے)؛ جس کی گرمی بسا اوقات احتقان[52] کی وجہ سے (روح کے گھُٹ جانے اور بند ہوجانے کی وجہ سے) اور کمتر کسی دوسری وجہ سے (مثلاً غصہ اور ریاضت کی وجہ سے) زیادہ ہوجایا کرتی ہے +

واعنی بالتعدیل التعدیل الاضافی الذی علمته

تعدیل سے (یہاں) مراد تعدیل اضافی ہے، جسے تم پہلے جان چکے ہو +

یعنی تعدیل سے یہ مراد نہیں ہے کہ ہوا کے ذریعہ روح کو معتدل حقیقی بنا دیا جاتا ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ روح کی زائد گرمی کو زائل کرکے اسے اس کے اصلی مزاج پر، یعنی اعتدال طبی پر، لایا جاتا ہے، حالانکہ روح اپنے اعتدال پر آنے کے باوجود بہت گرم رہتی ہے، کیونکہ اس کا طبعی مزاج اور اصلی اعتدال یہی ہے کہ یہ زیادہ گرم ہو +

وهذا التعدیل یفیده الاستنشاق من الریة ومن مسام منافس

روح کو یہ تعدیل استنشاق سے حاصل ہوتی ہے (استنشاق ہوا کا اندر داخل کرنا یا اندر کیطرف کھینچنا) جسکے

---

[51] ترویح کے لغوی معنے "پنکھا کرنا" یا "ہوا پہونچانا" ہیں + [52] احتقان سے مراد یہاں روح کا احتقان ہے۔ اگرچہ اس صورت میں حقیقی طور پر روح کا احتقان نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ احتقان سے یہاں مراد روح کی وہ کیفیت ہے جو احتقانی کیفیت سے مشابہ ہوتی ہے، یعنی روح کے مزاج کی گرمی۔ گیلانی +

النبض المتصلة بالشرائین

دو راستے ہیں: پھیپھڑے سے، اور مَنافس نبض (عروق صغار کے دہانے) کے مسامات سے جو شریانوں سے اتصال رکھتے ہیں +

والهواء الذی یحیط بنا بارد جداً بالقیاس الی مزاج الروح الغریزی فضلاً عن المزاج الحادث بالاحتقان فاذا وصل الیه صدمة الهواء وخالطه منعه عن الاستحالة الی الناریة الاحتقانیة المؤدیة الی سوء مزاج یزول به عن الاستعداد لقبول التاثیر النفسانی فیه الذی هو سبب الحیوة والی تحلل نفس جوهره البخاری الرطب

ہوا، جو ہمارے بدن کو گھیرے ہوئے ہے (اور ہم پر محیط ہے) یہ روح کے طبعی مزاج کے مقابلہ میں بہت بارد ہے، چہ جائیکہ اگر روح کے اُس مزاج سے مقابلہ کیا جائے، جو احتقان (گھُٹ جانے) سے پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جب ہوا کا صدمہ (جھونکا) روح تک پہونچتا ہے، اور ہوا روح کے ساتھ مل جاتی ہے، تو روح کو اس امر سے باز رکھتی ہے کہ وہ "ناریت احتقانیہ" میں تبدیل ہو جائے (یعنی ہوا، روح کو اس سے روک دیتی ہے کہ وہ احتقان کی وجہ سے اور گھُٹ کر نار کی طرح زیادہ گرم ہو جائے)؛ ورنہ ناریت کے دو ہی نتیجے ہونگے، **ایک تو** یہ کہ روح میں سوءِ مزاج لاحق ہو جائیگا، جس سے روح میں قوت نفسانی (قوت حس وحرکت) کی تاثیر قبول کرنے کی استعداد نہ رہیگی جو کہ زندگی اور حیات کا ذریعہ ہے۔ **دوئم** یہ کہ (ناریت وشدتِ حرارت کی وجہ سے) خود روح کا جوہر بخاری تحلیل ہو جائیگا، جو کہ رطب ہوا کرتا ہے +

واما التنقیة فهی باستصحابه عند رد النفس ما تسلمه الیه القوة الممیزة من البخار الدخانی الذی نسبته الی الروح نسبة الخلط الفضلی الی البدن

تنقیہ (پاک کرنا) سے تعدیل اس طرح حاصل ہوتی ہے کہ سانس جب لوٹتا ہے (اور باہر کی طرف پھینکا جاتا ہے) تو ہوا کے ساتھ بخار دخانی بھی باہر آجاتے ہیں، جسکو قوت ممیزہ جُدا کر کے ہوا کے سپرد کر دیتی ہے؛ اس بخار دخانی کی نسبت روح کے ساتھ ایسی ہی ہے، جیسی کہ خلط فضلی کو بدن کے ساتھ (جس طرح بدن کے فضلات کارآمد نہیں رہتے، اسی طرح یہ بخارات دخانیہ کارآمد نہیں رہتے، اور

افعال حیات میں مدد نہیں دے سکتے) +

فالتعديل موجود ورود الهواء على الروح عند الاستنشاق والتنقية بصدوره عنه عند رد النفس وذلك لان الهواء المستنشق انما يحتاج اليه في تعديله اول وروده ان يكون باردا بالفعل فاذا استحال الى كيفية الروح بالتسخن لطول مكثه بطلت فائدته فاستغنى عنه واحتيج الى هواء جديد يدخل ويقوم مقامه فاحتيج ضرورة الى اخراجه لاخلاء المكان لمعاقبه ولينفذ معه فضول جوهر الروح

الغرض "تعدیل" تو سانس کھینچنے کے وقت روح کی طرف ہوا کے آنے سے حاصل ہوتی ہے؛ اور "تنقیہ" سانس پھینکنے کے وقت ہوا کے باہر جانے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس تنقیہ کی (اور سانس باہر پھینکنے کی) ضرورت اس لئے ہے کہ جس ہوا کو سانس کے ذریعہ اندر کھینچا جاتا ہے (ہوائے مستنشق) اُس کی ضرورت وحاجت تعدیل کے لئے محض اُسی وقت تک رہتی ہے، جب تک وہ اول اول اندر داخل ہوتی، اور اُسوقت تک وہ بالفعل بارد ہوتی ہے. اس کے بعد جب وہ دیر تک اندر رہنے سے گرم ہو جاتی، اور روح کی کیفیت (حرارت) اس میں آجاتی ہے، تو ہوا کا وہ فائدۂ تعدیل باطل ہو جاتا ہے، اور اب اسکی ضرورت نہیں رہتی، بلکہ اب اسکی حاجت ہوتی ہے کہ نئی ہوا اندر داخل ہو کر پہلی ہوا کے قائم مقام ہو جائے۔ اس لئے اسکو باہر نکالنا پڑتا ہے، تاکہ پیچھے آنے والی ہوا کے لئے جگہ بنائی جائے، اور تاکہ اس خارج ہونے والی ہوا کے ساتھ ساتھ جوہر روح کے فضلات (بخارات دخانیہ) بھی نکل جائیں +

والهواء مادام معتدلا وصافيا ليس يخالطه جوهر غريب مناف لمزاج الروح فهو فاعل للصحة وحافظ اياها فاذا تغير فعل ضد فعله

ہوا جب تک معتدل اور صاف رہتی ہے، اور اس کے ساتھ جوہر غریب (بیرونی اجسام) جو روح کے مزاج کے منافی اور مخالف ہو، مخلوط نہیں ہوتا ہے، اُس وقت تک وہ صحت کی بنانے والی (فاعل صحت) اور اس کی حفاظت کرنے والی (حافظ صحت) رہتی ہے؛ اور جب یہ متغیر ہو جاتی ہے، تو اُس وقت یہ اس عمل کے خلاف کام کرتی ہے (نہ صحت بناتی، اور نہ حفاظت کرتی ہے) +

والهواء يعرض له تغيرات طبيعية وتغيرات غير طبيعية وتغيرات خارجة عن المجرى الطبيعي مضادة لها والتغيرات الطبيعية هي التغيرات الفصلية فانه يستحيل عند كل فصل الى مزاج اخر

ہوا میں تین قسم کے تغیرات ہوا کرتے ہیں: (۱) تغیرات طبعیہ (تغیرات عادیہ، جو عادتاً ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں)؛ (۲) تغیرات غیر طبعیہ (معمولی تغیرات جو مہلک نہ ہوں)؛ (۳) تغیرات جو مجرائے طبعی سے خارج ہوں، اور مجرائے طبعی کے مضاد یعنی سخت دشمن اور مخالف ہوں (جیسے وبائی تغیرات)۔ چنانچہ **تغیرات طبعیہ** (تغیرات عادیہ) سے مراد تغیرات فصلیہ (موسمی تغیرات) ہیں؛ کیونکہ ہر موسم کے وقت ہوا کے مزاج میں ایک خاص تبدیلی ہوجایا کرتی ہے +

"تغیرات مُضادہ" اگرچہ غیر طبعی تغیرات ہی میں شامل ہیں، مگر ان کو الگ اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ ان کے تاثیرات بہت اہم اور بہت تفصیل طلب ہیں۔ گیلانی

الفصل الثالث في طبائع الفصول — تیسری فصل۔ طبائع فصول (موسموں کے مزاج)

واعلم ان هذه الفصول عند الاطباء غيرها عند المنجمين فان الفصول الاربعة عند المنجمين هي ازمنة انتقالات الشمس في ارباع من فلك البروج مبتدئة من النقطة الربيعية

اطباء کے نزدیک موسم اور ہیں، اور منجمین (نجومیوں) کے نزدیک اور۔ چنانچہ منجمین کے نزدیک چاروں فُصول در اصل وہ چار زمانے ہیں، جن میں آفتاب فلک البروج (آٹھویں آسمان) کی ایک ایک چوتھائی کو طے کرتا ہے، اور جو نقطۂ ربیعی (نقطۂ اعتدال ربیعی) سے شروع ہوتا ہے (اور نقطۂ اعتدال ربیعی برج حمل کی ابتداء میں واقع ہے، جہاں آفتاب پہونچتا ہے، تو دن رات برابر ہوجاتے ہیں، اور ربیع شروع ہوجاتی ہے) +

الغرض منجمین کے نزدیک موسم چار ہیں، اور چاروں موسم بُرجوں کے لحاظ سے تین تین ماہ کے ہیں۔ یعنی بلحاظ مدت تقریبًا سب برابر برابر ہیں۔ مگر اطباء کے نزدیک یہ موسم برجوں کے لحاظ سے نہیں ہیں، کہ یہ بلحاظ مدت برابر برابر ہوں؛ بلکہ دیگر آثار کے لحاظ سے، مثلاً سردی و گرمی، اور درختوں کے نشو و نما کے لحاظ سے، بیان کئے جاتے ہیں؛ اسی وجہ سے بعض موسم چھوٹے ہیں اور بعض بڑے +

آٹھویں آسمان کے بڑے دائرہ کو مِنْطَقَةُ البروج کہا جاتا ہے۔ اس دائرہ کو بارہ حصوں میں تقسیم کیا گیا

ہے. انہی بارہ حصوں کو بروج کہا جاتا ہے. اسی وجہ سے اس دائرہ کا نام "منطقۃ البروج" رکھا گیا ہے. بارہ برجوں کے نام یہ ہیں: حَمل، ثَور، جوزا، سرطان، اَسد، سُنبلہ، میزان، عقرب، قَوس، جَدی، دَلو، حُوت +

واما عند الاطباء فان الربيع هو الزمان الذي لا يحوج في البلاد المعتدلة الى ادثار يُغتذ به من البرد وترويح يعتذ به من الحر ويكون فيه ابتداء نشو الاشجار وان يكون زمانه زمان ما بين الاستواء الربيعي قبله او بعده بقليل الى حصول الشمس في نصف من الثور

رہے اطباء تو ان کے نزدیک ربیع بلاد معتدلہ (معتدل ممالک۔ مثلاً اقلیم چہارم) میں وہ زمانہ ہے، جس میں نہ زیادہ سردی ہوتی ہے کہ گرم کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہو، اور نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے کہ زیادہ ترویح کی ضرورت ہو، نیز اس موسم میں درختوں کا نشوونما شروع ہوجاتا ہے اسکا زمانہ استوار ربیعی (اعتدال ربیعی) سے یا اس کے کسی قدر قبل یا بعد سے شروع ہوتا، اور اُس وقت تک قائم رہتا ہے جب تک آفتاب نصف برج ثور تک پہونچتا ہے (اس لحاظ سے موسم ربیع تقریباً ڈیڑھ ماہ کا ہوا، پورا برج حمل اور نصف برج ثور) +

ويكون الخريف هو المقابل له في مثل بلادنا

اور خریف ہمارے ممالک (بخارا۔ اقلیم چہارم) جیسے ملکوں میں وہ زمانہ ہے جو ربیع کے مقابل ہوتا ہے +

یعنی منطقۃ البروج کے جن برجوں میں آفتاب کے گذرنے سے موسم ربیع حاصل ہوتا ہے، ان برجوں کے مقابل اور محاذی برجوں میں آفتاب کے گذرنے سے موسم خریف حاصل ہوتا ہے. چنانچہ اس زمانہ میں درختوں کے پتے جھڑنے شروع ہوجاتے ہیں. اسکا زمانہ اعتدال خریفی سے یا اس سے کسی قدر قبل یا بعد شروع ہوتا، اور اس وقت تک قائم رہتا ہے کہ آفتاب نصف برج عقرب کو قطع کرے. اس لحاظ سے موسم خریف بھی تقریباً ڈیڑھ ماہ کا ہوا۔ پورا برج میزان اور نصف برج عقرب +

ويجوز في بلاد اخرى ان يتقدم الربيع ويتاخر الخريف

دوسرے ملکوں میں (بلاد معتدلہ یعنی اقلیم چہارم کے علاوہ) یہ امر ممکن ہے کہ ربیع وقت مذکور سے کچھ پہلے شروع ہوجائے (مقدم ہوجائے) اور خریف وقت مذکور سے کچھ آگے بڑھ جائے (مؤخر ہوجائے) +

والصيف هو جميع الزمان الحار والشتاء هو جميع الزمان البارد

صَیف (موسم گرما) گرمی کا سارا زمانہ ہے، اور شِتاء (سرما) پورا ٹھنڈا زمانہ ہے. اس لحاظ سے

فيكون زمان الربيع والخريف كل واحد منهما عند الاطباء اقصر من كل واحد من الصيف والشتاء والشتاء زمان مقابل للصيف او اقل او اكثر منه بحسب البلاد

معلوم ہوا کہ اطباء کے نزدیک ربیع اور خریف بمقابلہ موسم سرما اور گرما کے بہت چھوٹے ہیں۔ اور شتاء (سرما) کا زمانہ ملکوں کے لحاظ سے صیف کے مقابل (برابر) ہوتا ہے، یا اس سے کم یا زیادہ +

فيشبه ان يكون الربيع زمان الازهار وابتداء الاثمار والخريف زمان تغير لون الورق وابتداء سقوطه وما سواهما شتاء وصيف

الغرض ربیع شاید پھولوں اور پھلوں کا زمانہ ہے (درختوں میں پھل آنے شروع ہوتے ہیں) اور خریف شائد وہ زمانہ ہے، جس میں پتوں کے رنگ بدل جاتے، اور یہ جھڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور ان دونوں کے سوا باقی زمانہ سرما یا گرما کا زمانہ ہے +

فنقول ان مزاج الربيع وهو المزاج المعتدل وليس على ما يظن انه حار رطب وتحقيق ذلك بكنهه هو الى الجزء الطبيعي من الفلسفة بل ليسلم ان الربيع معتدل

اب ہم کہتے ہیں کہ ربیع کا مزاج معتدل ہے، اسکا مزاج حار رطب نہیں ہے، جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں؛ اس مسئلہ کی پوری تحقیق فلسفہ کے حصۂ طبعیات کے متعلق ہے؛ طبیب کو اتنا مان لینا چاہئے کہ ربیع معتدل ہے (خواہ یہ فی الواقع معتدل ہو، یا یہ ہمارے بدن کے لحاظ سے معتدل ہو) +

والصيف حار لقرب الشمس من سمت الرؤس وقوة الشعاع الفائض عنها الذي يتوهم انعكاسه في الصيف اما على زوايا حادة جدا واما ناكسة على اعقابها في الخطوط التي نفذت فيها فيكثف عندها الشعاع

موسم گرما (صیف) کا مزاج اس لئے گرم ہوا کرتا ہے کہ اس موسم میں آفتاب سمت الراس (سر کی سیدھ) کے قریب آ جاتا ہے، اور قرب آفتاب کی وجہ سے اس کی شعاعیں قوی (شدید) ہوتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے (یا ایسا خیال ہوتا ہے) کہ موسم گرما میں یہ شعاعیں نہایت ہی حادّ زاویوں پر منعکس ہوا کرتی ہیں (یہ اُس وقت ہوتا ہے جبکہ آفتاب سمت الراس کے قریب آ جاتا ہے) یا یہ اپنی ہی پشت پر لوٹ جاتی ہیں؛ یعنی جن خطوط پر یہ شعاعیں آتی ہیں، اُنہیں خطوط پر اُلٹی لوٹ جاتی ہیں (یہ اُس وقت ہوتا ہے جبکہ آفتاب پورا سمت الراس پر آ جاتا ہے، اس لئے شعاعیں

سیدھی پڑتی ہیں نہ سیدھی لوٹ جاتی ہیں۔ ان خطوط
سے اگر جمع ہو کر لوٹیں، تو ان سے زیادہ حرارت بڑھ جائے)
اس لئے ان خطوط کے پاس شعاعیں اکٹھی ہو جاتی ہیں اور کثیف
ہو جاتی ہیں، جس سے گرمی بڑھ جاتی ہے۔ اور جس قدر
شعاعیں پھیلی ہوئی، اور شعاعی خطوط دور دور ہوتے ہیں
اسی قدر گرمی کم ہوتی ہے) +

اس دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ موسم گرما میں شعاعیں کثیف (مجتمع) ہو جاتی ہیں۔ اور یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ شعاعیں جس قدر اکٹھی (کثیف) ہوں گی، اسی قدر روشنی زیادہ ہوگی، اور اسی قدر گرمی زیادہ ہوگی اگرچہ گرمی کا سبب [illegible] روشنی کی زیادتی ہے۔ اس کا تجربہ [illegible] آتشی شیشہ سے [illegible] کر سکتے ہیں جب اس کو دھوپ کے سامنے رکھ کر شعاعوں کو ایک نقطہ پر [illegible] جیسے مثلاً کپڑا [illegible] تو وہ چیز جل اٹھتی ہے۔ اور وہاں روشنی بھی تیز ہوتی ہے [illegible]۔ یہی حال موسم گرما کا ہے کہ اس میں آفتاب سر پر یا سر کے قریب آجاتا ہے۔ جب سر پر آجاتا ہے تو اس کی شعاعیں [illegible] سیدھی پڑتی ہیں۔ اور پھر اسی سیدھ میں لوٹ جاتی ہیں۔ یعنی [illegible]۔ اور جب آفتاب سمت الراس کے

دور ہوتا ہے تو آفتاب سمت الراس سے [illegible] اس لئے شعاع کو [illegible] زاویہ حادہ بنانا پڑتا ہے +

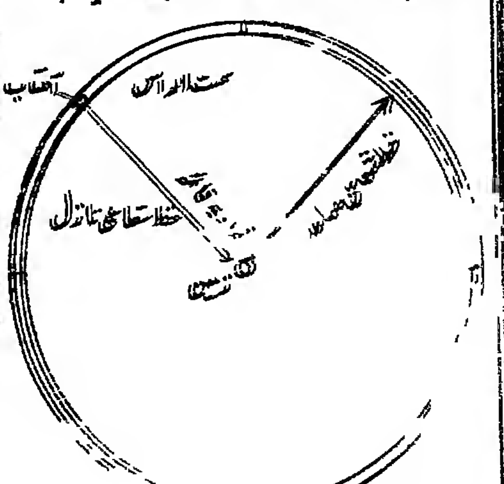

اس نقشہ میں آفتاب سمت الراس سے ہٹا ہوا ہے اسلئے یہاں زاویہ حادہ بن رہا ہے

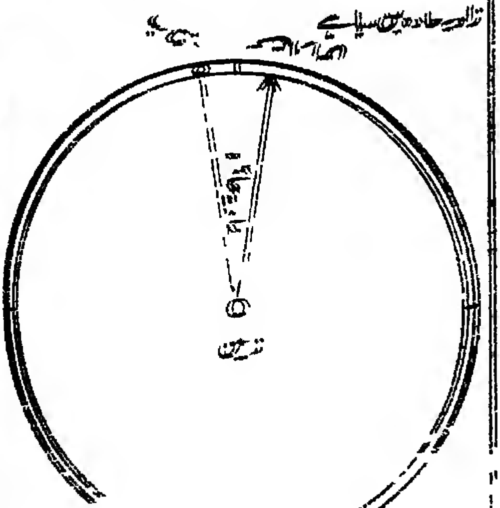

قریب ہوتا ہے، ٹھیک سر پر نہیں ہوتا، تو اس کی شعاعیں زمین پر گرنے کے بعد واپس لوٹتی ہوئی زاویہ حادہ بناتی ہیں۔ بشرطیکہ سمت الراس سے آفتاب کا بُعد (دوری) دائرہ کے آٹھویں حصے (ثمن دائرہ) سے کم ہو۔ جب آفتاب سمت الراس سے پورے دائرہ کے آٹھویں حصے کے برابر دور ہو جائے گا، تو اس وقت زاویہ قائمہ بنیگا، نہ کہ زاویہ حادہ۔ کیونکہ آسمان سے جتنی ترچھی شعاع گریگی، واپسی میں چڑھتے وقت اُسی قدر ترچھی ہوکر جانب مقابل کی طرف رُخ کریگی، اس لئے دو ثُمن (۲/۸) ملکر چوتھائی ہو جائے گی۔ اور چوتھائی دائرہ کے خطوط سے زاویہ قائمہ بنتا ہے، نہ کہ حادہ +

وسبب ذلك في الحقيقة هو ان مسقط شعاع الشمس منه ما هو بمنزلة مسقط السهم من الاسطوانة والمخروط كانه ينفذ من مركز جرم الشمس الى ما هو محاذيه ومنه ما هو بالمنزلة البسيط والمحيط او المقارب للمحيط	اس کا حقیقی سبب یہ ہے (یعنی اس امر کا حقیقی سبب کہ شعاعیں مختلف طور پر منعکس ہوکر مختلف تاثیرات پیدا کرتی ہیں، یہ ہے) کہ سطح زمین پر جہاں شعاع گرتی ہے (مَسقطِ شعاع یا موقع شعاع) اس کا **ایک حصہ** تو گویا شعاعی اسطوانہ یا شعاعی مخروط کا مسقط سہم (مرکز) ہے جو گویا جرم آفتاب کے مرکز سے نکلکر اپنے محاذی (مقابل) جسم کی طرف جارہا ہے۔ اور اس کا **دوسرا حصہ** گویا شعاعی اسطوانہ یا شعاعی مخروط کی سطح (بسیط) ہے، یا اسکا محیط ہے، یا محیط کے قریب کا حصہ ہے

آفتاب اگرچہ کُرۂ زمین سے بہت بڑا ہے؛ لیکن چونکہ وہ چھوٹا دکھائی دیتا ہے، اسلئے سطح زمین بمنزلہ قاعدۂ مخروط کے ہے۔ آفتاب کی جو شعاعیں زمین پر آکر پڑتی ہیں، تو گویا وہ مخروطی شکل پر آتی ہیں۔ اس مخروط کا قاعدہ زمین کی سطح پر آکر پڑجاتا ہے، جس سے زمین پر ایک گول روشن سطح بن جاتی ہے، جو ایک دائرہ سے گھری رہتی ہے۔ اس گول سطح یا دائرہ کے مرکزی حصے کو اس موقع پر "مَسقطِ سہم"، کہا گیا ہے۔ اس سطح کا دائرہ (گھیرا) "محیط" ہے، اور "بسیط" سے مراد وہ سطح ہے جو مرکز سے محیط تک واقع ہے۔ پھر جو حصے دائرہ (محیط) کے اندر اور اس کے پاس واقع ہیں، اُن کو "قریب محیط" (گھیرے کے قریب کا حصہ) کہا گیا ہے؛ کیونکہ ان کا حکم بھی وہی ہے، جو محیط کا حکم ہے۔ پھر مرکز کے پاس گرمی زیادہ ہوتی ہے، اور محیط کے پاس کم۔ اور ان دونوں کے درمیان اوسط درجہ کی +

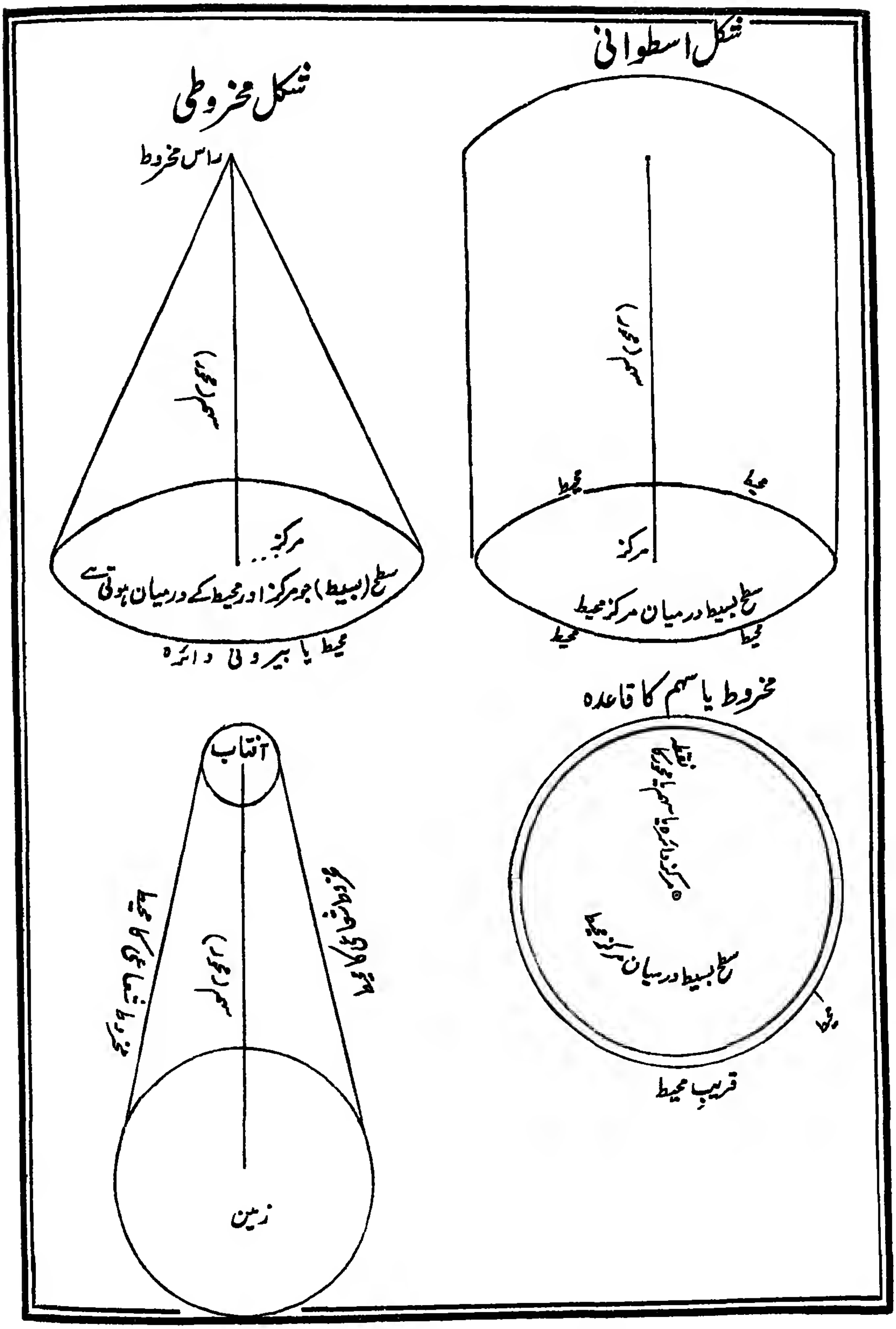
شکل اسطوانی
سطح بسیط درمیان مرکز محیط
محیط
مرکز
شکل مخروطی
راس مخروط
مرکز
سطح (بسیط) جو مرکز اور محیط کے درمیان ہوتی ہے
محیط یا بیرونی دائرہ
مخروط یا سہم کا قاعدہ
قریب محیط
آفتاب
زمین

وان قوته عند سمه اذ التاثير
يتوجه اليه من الاطراف كلها واما
ما يلي الاطراف فهو اضعف
ونحن في الصيف واقعون في السمت
او بقرب منه ويداوم ذلك
علينا اعني سكان العروض الشمالية
وفي الشتاء بحيث نقرب من المحيط
ولذلك ما يكون الضوء
في الصيف انور مع ان المسافة
من مقامنا الى مقام الشمس
في قرب اوجها ابعد

اس شعاع کی قوت اور تیزی (بلحاظ گرمی اور روشنی کے) سمہ کے پاس زیادہ ہوتی ہے (یعنی شعاعی مخروط جو آفتاب سے زمین پر آتا ہے، تو زمین کا سارا حصہ ایک جیسا گرم نہیں ہوتا، بلکہ اس شعاعی اور روشن سطح کا بیچ کا حصہ، یا مرکزی حصہ، زیادہ گرم اور روشن ہوتا) اسلئے کہ تمام اطراف وجوانب اور کناروں سے شعاع کی تاثیریں سمہ (محور - یا مرکز) کی طرف متوجہ ہوتی ہیں، اس کے برعکس اطراف وجوانب اور کناروں کے پاس شعاعی قوت (بلحاظ حرارت اور روشنی کے) کمزور ہوتی ہے ۔ چنانچہ موسم گرما میں ہم لوگ شعاعی مخروط کے سمہ (محور) پر یا اس کے قریب ہی ہوا کرتے ہیں، اور ہمپر ——— یعنی شمالی ممالک کے باشندوں پر یہی

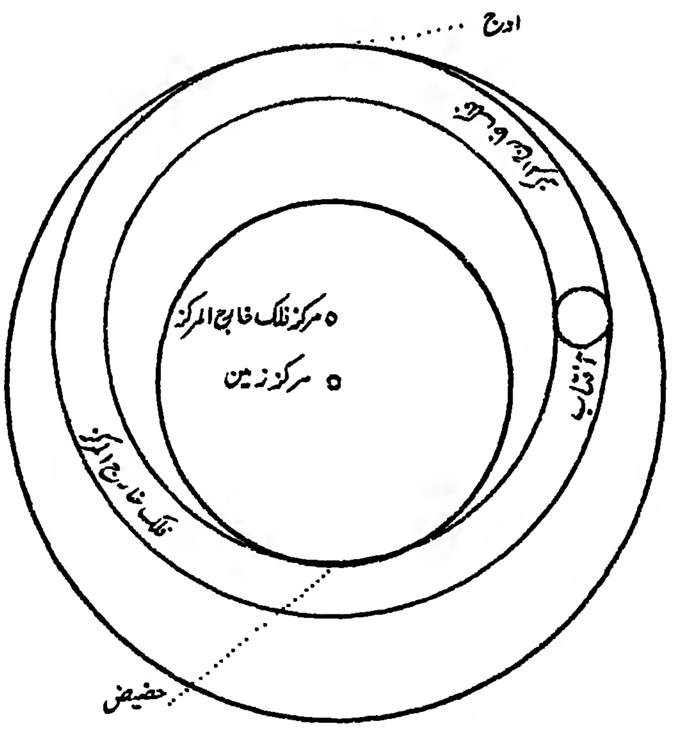

نقشہ فلک الشمس (چوتھا آسمان) جسکے اندر فلک خارج المرکز موجود ہے، جو اسی آسمان کا ایک حصہ ہے

حالت موسم گرما میں ایک عرصہ تک قائم رہتی ہے (خط استواء والوں کی طرح یہ نہیں ہوتا کہ آفتاب سر پر یا اس کے قریب آیا، اور جلد ہی دور چلا گیا۔ جب ہم لوگوں کے سر پر یا سر کے قریب آفتاب آتا ہے، تو ایک طویل مدت تک قائم رہتا ہے)، اور موسم سرما میں ہم لوگ اس شعاعی مخروط کے محیط (گھیرے۔ کنارے) کے پاس ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ موسم گرما میں دھوپ کی روشنی بہت تیز ہوا کرتی ہے؛ حالانکہ ہمارے اور آفتاب کے درمیان کی مسافت اُس وقت بہت زیادہ ہوا کرتی ہے، جبکہ آفتاب اپنے "اوج" کے قریب پہونچتا ہے (لیکن اُسی وقت ہمارے ملک میں موسم گرما ہوتا ہے)

چوتھے آسمان کے نقشے کو دیکھو۔ اسکو فلک الشمس (آفتاب کا آسمان) بھی کہا جاتا ہے۔ یہ پورا ایک آسمان ہے۔ اس کے اندر ایک چھوٹا آسمان اور ہے، جس میں آفتاب کو دکھلایا گیا ہے، اور جسکو فلک خارج المرکز کہا جاتا ہے۔ فلک خارج المرکز زمین کے مرکز پر نہیں گھومتا ہے، بلکہ اس کا مرکز دوسرا ہے۔ اب اگر غور کروگے، تو فلک خارج المرکز کا ایک مقام وہ ہے جو مرکز زمین سے بہت ہی نزدیک ہے۔ اسی کو حضیض کہا جاتا ہے؛ اور دوسرا مقام وہ ہے جو مرکز زمین (مرکز عالم) سے بہت ہی دور اور بلند ترین واقع ہے، اسکو اَوج کہا جاتا ہے (اَوج۔ بلندی۔ "حضیض" پستی)۔ اب سنو کہ آفتاب جب اپنے فلک کے اندر گردش کرتا ہوا اوج تک پہونچتا ہے، تو زمین سے بہت ہی دور ہو جاتا ہے، حالانکہ یہی زمانہ موسم گرما کا ہے۔ اس نقطہ اوج پر جب آفتاب آتا ہے، تو وہ برج سرطان میں داخل ہوتا ہے، اور سمت الراس سے قریب آ جاتا ہے؛ اگرچہ مسافت اور بلندی کے لحاظ سے ہم لوگوں سے اس وقت بعید تر ہو جاتا ہے، مگر سر کے سیدھ اور اس کے قُرب میں ضرور آ جاتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ گرمی کا مدار آفتاب کی مسافت کی دوری و نزدیکی پر نہیں ہے، بلکہ اس بات پر ہے کہ وہ سمت الراس سے کتنا قریب یا دور ہے؛ اور یہ کہ اس کی شعاعیں ترچھی پڑ رہی ہیں، یا سیدھی۔ موسم سرما میں شعاعیں ترچھی گرتی ہیں، اور گرما میں سیدھی، یا سیدھی کے قریب۔ یہی وجہ ہے کہ موسم صیف میں گرمی اور روشنی زیادہ ہوتی ہے، اور شتاء میں نہ گرمی زیادہ ہوتی ہے، اور نہ روشنی۔ مترجم +

ما نسبة هذا القرب والبعد فتتبين في الجزء النجومي من الجزء الرياضي من الفلسفة	اس قرب و بُعد (نزدیکی و دوری) کی نسبت فلسفہ کے حصۂ ریاضی کے حصۂ نجوم میں پورا بیان ہے +

یعنی یہ کہ آفتاب اپنے اوج کے قریب ہوتا ہے، تو ہم سے دور ہو جاتا ہے، اور جب وہ اوج کے قریب نہیں ہوتا، تو ہم سے بلحاظ مسافت قریب ہو جاتا ہے؛ اس مسئلہ کو واضح طور پر علم نجوم (علم ہیئت) میں ثابت کیا گیا ہے۔ علم نجوم ریاضی کا ایک حصہ ہے، اور ریاضی فلسفہ کا ایک حصہ۔ مترجم +

واما تحقيق اشتداد الحر لاشتداد الضوء فهو يتبين في الجزء الطبيعي من الفلسفة	رہی اس امر کی تحقیق کہ (موسم گرما میں) روشنی کی زیادتی اور شدّت سے گرمی میں زیادتی اور شدت کیوں ہو جاتی ہے، یہ فلسفہ کے حصۂ طبعی سے متعلق ہے، اور وہیں اسے ثابت کیا جاتا ہے ؛
والصيف مع انه حار فهو ايضا يابس لتحلل الرطوبات فيه من شدة الحرارة ولتخلخل جوهر الهواء ومشاكلته للطبيعة النارية ولقلة ما يقع فيه من الانداء والامطار	موسم گرما باوجود گرم ہونے کے خشک بھی ہے؛ اسلئے کہ شدتِ حرارت سے اس موسم میں رطوبتیں تحلیل ہو جاتی ہیں، اور اس لئے کہ اس موسم میں ہوا کا جوہر متخلخل (لطیف[1]، پھیلا ہوا) ہو جاتا ہے، اور ہوا کی طبیعت آگ کی طبیعت کے مانند ہو جاتی ہے؛ اور اس لئے کہ موسم گرما میں رطوبتیں (مثلاً شبنم) اور بارشیں کم ہوتی ہیں +

صیف کے یابس ہونے اور شتاء کے رطب ہونے کے معنے یہ ہیں کہ صیف کی ہوا میں بخارات مائیہ کم ہوتے، اور شتاء کی ہوا میں بخارات مائیہ زیادہ ہوتے ہیں۔ گیلانی +

والشتاء بارد رطب لضد هذه العلل	اور موسم سرما (شتاء) ان دلائل مذکورہ کے برعکس سرد تر ہے (بارد و رطب ہے) +

یعنی موسم سرما میں آفتاب سمت الراس سے دور ہو جاتا ہے ــــ شتاء کی ہوا میں بخارات مائیہ کی زیادتی ہو جاتی، اور وہ کثیف ہو جاتی ہے، اور اس کی طبیعت پانی کی طبیعت سے مشابہ ہو جاتی ہے ــــ موسم سرما میں تحلل کم ہوتا ہے، اور رطوبتوں اور بارشوں کی کثرت ہوا کرتی ہے۔ گیلانی +

واما الخريف فان الحر يكون قد	موسم خریف ایک ایسا زمانہ ہے، جس میں

[1] یعنی موسم گرما کی ہوا بخارات مائیہ سے خالی ہوتی ہے، اس لئے یہ کثیف ہونے کی بجائے لطیف اور متخلخل ہو جاتی ہے۔ اسلئے اس وقت یہ آگ سے اس بارہ میں مشابہ ہو جاتی ہے +

انتقص فیه والبرد لم يستحكم بعد وكانا قد حصلنا في الوسط من البعد بين السهم المذكور وبين المحيط فاذن هو قريب من الاعتدال في الحر والبرد الا انه غير معتدل في الرطوبة واليبوسة وكيف والشمس قد جففت الهواء ولم يحدث بعد من العلل المرطبة ما يقابل تجفيف العلة المجففة

(آفتاب کے دور ہونے کی وجہ سے) اگرچہ گرمی کم ہو گئی ہے۔ مگر ابھی تک برودت مستحکم (اور شدید) نہیں ہوئی ہے۔ گویا ہم لوگ مخروط شعاعی کے سہم (محور) اور محیط کے درمیانی مسافت میں آگئے ہیں (یعنی موسم خریف میں نہ ہم لوگ مخروط شعاعی کے محور کے قریب ہیں، جیسا کہ صیف میں اس کے قریب ہوا کرتے ہیں، اور نہ اس مخروط کے محیط کے قریب ہیں، جیسا کہ موسم سرما میں اسکے قریب ہوا کرتے ہیں)؛ اسلئے موسم خریف "حرارت و برودت میں" اعتدال کے قریب ہے۔ لیکن "رطوبت و یبوست میں" یہ معتدل نہیں ہے۔ اور ایسا ہو بھی کیونکر سکتا ہے درانحالیکہ آفتاب نے (خریف سے پہلے موسم گرما میں) ہوا، کو خشک کر دیا ہے، اور اب تک اسباب مرطبہ میں سے کوئی ایسا سبب مرطب پیدا نہیں ہوا ہے، جو سبب سابق (سبب مجفف) کا مقابلہ کرے (اور ہوا کی خشکی کو دور کر کے اسے رطب بنا دے) •

(پھر اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ موسم گرما کی ہوا، خریف کے موسم میں جب گرمی سے منتقل ہو کر سردی کی طرف آگئی، اور وہ گرمی و سردی میں معتدل ہو گئی؛ تو اسی طرح وہ یبوست سے منتقل ہو کر رطوبت کی طرف کیوں نہ آگئی، اور رطوبت و یبوست کے لحاظ سے بھی وہ

وليس الحال في التبريد كالحال في الترطيب لان الاستحالة الى البرودة تكون بسهولة والاستحالة الى الرطوبة لا تكون بتلك السهولة

معتدل کیوں نہ ہو گئی؟ اسکا جواب یہ ہے کہ) تبرید کا حال اور ہے، اور ترطیب کا حال اور، (کسی گرم چیز کا) برودت کی طرف منتقل ہو جانا آسان ہے، (کسی خشک چیز کا) رطوبت کی طرف منتقل ہونا اتنا آسان نہیں •

(پھر اگر کوئی شخص کہے کہ جس طرح خشکی حرارت

وایضا لیست الاستحالة الی الرطوبة بالبرد کالاستحالة الی الجفاف بالحر لان الاستحالة الی الجفاف بالحر تکون بسهولة فان ادنی الحر یجفف ولیس ادنی البرد یرطب بل ربما کان ادنی الحر اقوی فی الترطیب اذا وجد المادة من ادنی البرد فیه لان ادنی الحر یبخر ولا یحلل ولیس ادنی البرد یکثف ویحقن ویجمع

کی وجہ سے پیدا ہو جایا کرتی ہے، اسی طرح رطوبت کے اسباب میں سے برودت بھی ہے، تو کیوں نہ موسم خریف کی ہوا میں گرمی کے کم ہونے اور برودت کے آنے کے بعد "رطوبت" پیدا ہو گئی؟ اسکا جواب یہ ہے:- برودت کی وجہ سے "رطوبت" کا حاصل ہو جانا اور حرارت کی وجہ سے "یبوست" کا حاصل ہو جانا، دونوں ایک جیسے نہیں ہیں (بلکہ دونوں میں فرق ہے) کیونکہ کسی چیز کا (کسی تر چیز کا) حرارت کی وجہ سے خشک ہو جانا آسان ہے (مگر کسی خشک چیز کا برودت کی وجہ سے "تر" ہو جانا آسان نہیں ہے)، کیونکہ ادنیٰ اور معمولی حرارت خشکی پیدا کر دیا کرتی ہے لیکن ادنیٰ برودت رطوبت پیدا نہیں کیا کرتی، بلکہ اسکے برعکس گاہے ادنیٰ اور معمولی حرارت (یبوست پیدا کرنے کی بجائے) رطوبت پیدا کر دیا کرتی ہے بشرطیکہ مادہ موجود ہو، اور اتنی رطوبت پیدا کرتی ہے کہ ادنیٰ اور معمولی برودت اس بارہ میں اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی (یعنی معمولی برودت سے اتنی رطوبت پیدا نہیں ہو سکتی)۔ کیونکہ خفیف حرارت کی وجہ سے بخارات بنتے ہیں (جو ہوا میں پھیلکر اسکو تر بنا دیتے ہیں) لیکن خفیف حرارت سے رطوبات تحلیل نہیں ہوا کرتے (کہ اس سے خشکی آ جائے)۔ اس کے برعکس معمولی اور خفیف برودت کی وجہ سے نہ (کافی) تکثیف حاصل ہوتی ہے (جس سے ہوا کثیف ہو کر پانی کی طبیعت کے مشابہ ہو جائے، جیسا کہ موسم سرما میں شدتِ برودت کی وجہ سے ہوا کرتا ہے) اور نہ (کافی) حقن اور جمع (کہ جس سے ہوا میں رطوبت حاصل ہو جائے)۔ +

حقن اور جمع یعنی بند کرنا اور اکٹھا کرنا، یہ تحلیل و تفریق کے مقابلہ میں بولے گئے ہیں، جو حرارت کے ذاتی افعال ہیں، یعنی رطوبات کو تحلیل کرنا اور اجسام کو متفرق کرنا اور پھیلانا۔ اس کے برعکس برودت کا ذاتی فعل تحلیل کو باز رکھنا — حقن — اور پھیلانے کی بجائے سمیٹنا ہے۔

ولھذا الیس حال بقاء الربیع علیٰ رطوبۃ الشتاء کحال بقاء الخریف علیٰ یبوسۃ الصیف فان رطوبۃ الربیع یعتدل بالحر زمان لا یعتدل فیہ یبوسۃ الخریف بالبرد

یہی وجہ ہے کہ موسم شتار کی رطوبت (موسم شتار کے ہوا کی رطوبت) کا موسم ربیع میں باقی رہنا اور موسم صیف کی یبوست (موسم صیف کے ہوا کی یبوست) کا موسم خریف میں باقی رہنا دونوں برابر اور ایک جیسے نہیں ہیں (بلکہ شتا کی رطوبت ربیع میں کم باقی رہتی ہے، اور صیف کی یبوست خریف میں زیادہ باقی رہتی ہے)؛ کیونکہ ربیع کی "رطوبت" حرارت کی وجہ سے اتنے عرصہ میں معتدل (کم) ہوجاتی ہے کہ اُتنے زمانہ میں خریف کی "یبوست" برودت کی وجہ سے معتدل نہیں ہوا کرتی ہے (بلکہ خریف کی یبوست برودت کی وجہ سے ایک طویل عرصہ میں کم ہوا کرتی ہے)۔

ویشبہ ان یکون ھذا الترطیب والتجفیف شبیھًا بفعل ملکۃ وعدم لا بفعل ضدین

یہ ترطیب اور تجفیف (یعنی برودت کی وجہ سے رطوبت کا حاصل ہونا اور حرارت سے یبوست کا حاصل ہونا) شائد ملکہ اور عدم ملکہ کے فعل سے مشابہ ہوں، نہ کہ ضدّین (دونوں متضاد کیفیات) کے فعل سے۔

یعنی رطوبت اور یبوست کے درمیان تقابل تضاد ؓ نہیں ہے، کہ ان میں سے ہر ایک کا وجود وحصول

---

۵ تقابل یا مقابلہ: دو چیزوں کی باہمی مخالفت کو "تقابل" کہا جاتا ہے۔ شلاً سیاہی اور سفیدی باہم متقابل ہیں، بینائی اور نابینائی باہم متقابل ہیں؛ باپ ہونا اور بیٹا ہونا باہم متقابل ہیں؛ انسانیت اور عدم انسانیت دونوں باہم متقابل ہیں۔ یہ چار مثالیں ہیں۔ ان چاروں میں تقابل کی الگ الگ قسمیں پائی جاتی ہیں: تقابل کی چار قسمیں ہیں: تقابل تضاد، تقابل تضائف، تقابل ملکہ اور عدم ملکہ، اور تقابل ایجاب وسلب (اثبات ونفی)۔ (۱) اگر دونوں متقابل چیزیں وجودی ہوں (ایک وجودی اور ایک عدمی نہ ہو) اور ایک کا پہچاننا دوسری چیز پر موقوف نہ ہو، اور دونوں ایک وقت میں کسی جگہ اکٹھی نہ ہوسکتی ہوں، تو ایسی دو چیزوں کے تقابل کو "تقابل تضاد" کہا جاتا ہے، اور ان دونوں چیزوں کو ضِدَّین (مُتَضَادَّیْن) جیسے سیاہی اور سفیدی۔ (۲) اگر دونوں چیزیں وجودی (مثبت) ہوں اور ایک کا پہچاننا دوسری چیز کے پہچاننے پر موقوف ہو تو ایسی دو چیزوں کے تقابل کو "تقابل تضائف" کہا جاتا ہے، جیسے باپ ہونا، اور بیٹا ہونا، باپ وہ ہے جسکا کوئی بیٹا ہو، اور بیٹا وہ ہے جسکا کوئی باپ ہو۔ (۳) اگر دونوں چیزوں میں سے ایک وجودی ہو اور دوسری عدمی (ایک مثبت ہو، (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۵)

تمام علل واسباب اور پورے شرائط کا محتاج ہو۔ بلکہ ان دونوں میں ملکہ اور عدم کا تقابل ہے، رطوبت ملکہ اور امر وجودی ہے، اور یبوست اس کا عدم۔ ملکہ اور امر وجودی کے وجود وحصول کے لئے تو بیشک اس کے تمام اسباب وعلل اور شرائط کے پائے جانے کی ضرورت ہوا کرتی ہے، لیکن عدم ملکہ کے لئے محض یہی کافی ہوتا ہے کہ ان شرائط واسباب میں سے کوئی ایک بھی غائب ہوجائے۔ مثلاً بینائی کے لئے ضرورت ہے کہ آنکھ درست ہو، اس کے تمام طبقات ورطوبات درست ہوں، اعصاب بھی ٹھیک ہوں، دماغ بھی صحیح ہو، اور نفس کی توجہ بھی دیکھنے کی طرف مائل ہو۔ اور عدم بینائی کے لئے ان میں سے کسی ایک چیز کا معدوم ہوجانا بھی کافی ہوجائیگا۔ یہی حال ترطیب اور تجفیف کا ہے۔ ترطیب ملکہ ہے، اس کے حصول کے لئے علل واسباب اور شرائط کی ضرورت ہے، اور تجفیف کے لئے ان میں سے ایک چیز کا بھی کھوجانا کافی ہے +

لان التجفیف فی ھذا الموضع لیس ھو الا انفاد الجوھر الرطب — کیونکہ اس موقعہ پر تجفیف کے معنے محض یہ ہیں کہ (ہوا سے) جوہر رطب (اجزاء مائیہ) کو مفقود ومعدوم کردیا جائے۔

والترطیب لیس ھو انفاد الجوھر الیابس بل تحصیل الجوھر الرطب — اور ترطیب کے یہ معنے نہیں ہیں کہ (ہوا سے) جوہر یابس کو مفقود ومعدوم کردیا جائے، بلکہ ترطیب کے یہ معنے ہیں کہ جوہر رطب کو (اجزاء مائیہ کو ہوا میں) حاصل کیا جائے +

اس لئے ترطیب ملکہ ہوئی، اور تجفیف عدم۔ اور جب ایسا ہے، تو تجفیف یقیناً بمقابلہ ترطیب کے آسان ہوگی۔ کیونکہ عدم کے لئے تو محض یہی کافی ہوتا ہے کہ اس کے اسباب میں سے کوئی ایک بھی کھو جائے، اور وجود کے لئے متعدد امور کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ بگاڑنا آسان ہے، اور بنانا مشکل ہے +

لانا لسنا نقول فی ھذا الموضع ھواء رطب وھواء — کیونکہ ہم جو اس موقع پر کہا کرتے ہیں کہ "یہ ہوا تر ہے، اور یہ ہوا خشک ہے" تو اس سے ہماری مراد یہ نہیں ہوا کرتی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۴)۔ اور دوسری منفی)، اور منفی (عدمی) کے محل میں وجودی کی قابلیت ہو تو اس قسم کے تقابل کو "تقابل ملکہ وعدم ملکہ" کہتے ہیں۔ جیسے بینائی اور نابینائی۔ نابینا وہی کہلا سکتا ہے جس میں بینائی کی قابلیت ہو، پتھر اور دیوار کو نابینا نہیں کہا جاتا، کیونکہ ان میں بینائی کی قابلیت ہی نہیں ہے۔ (۴) اور اگر دونوں چیزوں میں سے ایک وجودی اور دوسری عدمی ہو، لیکن عدمی کے محل میں وجودی کی قابلیت کا ہونا شرط نہ ہو، تو ایسی چیزوں کے تقابل کو "تقابل ایجاب وسلب" (اثبات ونفی) کہا جاتا ہے، جیسے انسانیت اور عدم انسانیت (غیر انسانیت)۔ دنیا کی ساری چیزیں یا انسان ہونگی یا غیر انسان۔ ان دونوں باتوں سے کوئی چیز باہر نہیں ہوسکتی +

يابس ونذهب فيه الى صورته او كيفيته الطبيعية بل لا نتعرض لهذا في هذا الموضع او نتعرض تعرضا يسيرًا

ہے کہ یہ اُس کی صورت نوعیہ، یا یہ اُس کی طبعی کیفیت ہے (یعنی ہماری مراد اس سے یہ نہیں ہوا کرتی ہے کہ یہ رطوبت و یبوست اُسکی صورت نوعیہ کے تقاضے سے پیدا ہوتی ہے؛ جیسا کہ مبحث عناصر میں کہا اور سمجھا جاتا ہے؛ پانی کے رطب ہونے کے معنے یہی ہوا کرتے ہیں کہ پانی کی صورت نوعیہ رطوبت کو چاہتی ہے) بلکہ اس موقعہ پر ہمیں اس سے کوئی سروکار ہی نہیں ہے (کہ ہوا کی صورت نوعیہ کیا ہے، اور اُس کی طبعی کیفیت[1] کیا ہے) یا اگر سروکار ہوتا ہے، تو بہت ہی تھوڑا (اور وہ بھی شاذ و نادر، جیسا کہ بلند ترین ہوا کے متعلق، جو کُرۂ نار سے قریب ہے، کہا جا سکتا ہے کہ وہ گرم ہے؛ اس صورت میں اس کی گرمی اسکی طبعی کیفیت ہوگی) +

وانما نعني بقولنا هواء رطب اي هواء خالطته ابخرة كثيرة مائية او هواء استحال بتكثف الى مشاكلة البخار المائي ونقول هواء يابس اي هواء قد تفشش عنه ما يخالطه من البخارات المائية واستحال الى مشاكلة جوهر النار بالتخلخل او خالطته ادخنة ارضية تشاكل الارض في نشفها

چنانچہ جب ہم (اس موقعہ پر) کہا کرتے ہیں کہ یہ ہوا رطب ہے، تو اس سے ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ ایسی ہوا ہے، جس کے ساتھ بخارات مائیہ بکثرت مل گئے ہیں، یا وہ ایسی ہوا ہے کہ جو کثیف ہو کر بخارات مائیہ کے مشابہ ہو گئی ہے۔ اسی طرح جب ہم کہا کرتے ہیں کہ "وہ ہوا خشک ہے" تو اس سے ہماری مراد یہ ہوا کرتی ہے کہ وہ ایک ایسی ہوا ہے کہ جس سے وہ بخارات مائیہ جُدا ہو گئے ہیں جو اس سے ملگئے تھے، یا وہ ایسی ہوا ہے جو متخلخل ہو کر جوہر نار کے مشابہ ہوگئی ہے، یا یہ کہ اُس کے ساتھ ادخنہ ارضیہ (خاکی دھوئیں) ملگئے ہیں جو یبوست میں خاک سے مشابہت رکھتے ہیں +

فالربيع ينتقص عنه فضل الرطوبة الشتوية مع ادنى تحليلات فيه

(مذکورہ بالا بیانات کا حاصل یہ ہوا کہ ربیع (کی ہوا) سے موسم شتا کی زائد رطوبات اُس ادنیٰ حرارت کی وجہ سے

[1] اگر طبعی کیفیت سے سروکار ہو تو پھر یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ ربیع کی ہوا مرطوب ہوتی ہے، اور خریف کی خشک، کیونکہ ہوا کی طبعی کیفیت خشک نہیں ہے، بلکہ رطب ہے +

بمقاربة الشمس السمت والخريف ليس بادنى برد يحدث فيه ترطيب جوه

کم ہو جاتی ہیں، جو اس موسم میں سمت الراس (سر کی سیدھ) کے قریب آفتاب کے آجانے سے حاصل ہوتی ہے؛ لیکن خریف کی ادنیٰ برودت فضا کی ہوا (ہواءِ جوّ) کو رطب بنانے سے قاصر رہتی ہے +

واذا شئت ان تعرف هذا فتامل هل تندى الاشياء اليابسة فى الجو البارد كتجفف الاشياء الرطبة فى الجو الحار على ان تجعل البارد فى برده كالحار فى حره تقريبًا فانك اذا تاملت هذا وجدت الامر فيهما مختلفا

اگر تم اسے (تجربہ سے) معلوم کرنا چاہو، تو اس امر پر غور کرو کہ کیا جَو بارد میں (فضاء سرد میں) خشک چیزیں اسی طرح تر ہو جایا کرتی ہیں، جس طرح تر چیزیں جَو حار میں (فضاء گرم میں) خشک ہو جایا کرتی ہیں، بشرطیکہ فضاء بارد کی برودت تقریبًا اُتنی ہی کر دیجائے، جتنی فضاء حار کی حرارت ہو (مثلاً دو کپڑے لئے جائیں، ایک خشک ہو، اور دوسرا پانی سے تر۔ خشک کپڑے کو ہواء سرد میں لٹکا دیا جائے اور گیلے کپڑے کو ہواء گرم میں)؛ چنانچہ جب تم اس امر پر غور کروگے، تو دونوں میں تمھیں اختلاف نظر آئیگا (خشک کپڑے کے تر ہونے سے پہلے گیلا کپڑا خشک ہو جائیگا) +

اس تجربہ سے ثابت ہو گیا کہ شتاء کی رطوبت ربیع کی معمولی حرارت سے زائل ہو سکتی ہے؛ لیکن خریف کی معمولی برودت ہواء صیف میں ترطیب نہیں پیدا کر سکتی۔ یا یہ کہ حرارت کی وجہ سے کسی جسم کا خشک ہو جانا سہل ہے، لیکن برودت سے کسی جسم کا تر ہو جانا ایسا سہل نہیں +

على ان ههنا سببا آخر اعظم من هذا وهو ان الرطوبات لا تلبث فى الجو البارد والحار جميعًا الابدوام لحوق المدد والجفاف ليس يحتاج الى مدد البتة

علاوہ ازیں یہاں ایک اور اس سے بھی بڑی بات ہے (یا یہ کہ ایک اور اس سے بھی بڑا سبب ہے) اور وہ یہی کہ جَو بارد یا جَو حار میں رطوبات ایک عرصہ تک قائم نہیں رہا کرتی ہیں، تا وقتیکہ ان کی مدد برابر پہونچتی رہے؛ اس کے برعکس خشکی کے لئے کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے +

وانما صارت الرطوبة فى الاجساد المكشوفة للهواء او فى نفس الهواء لا تثبت الا بمدد لان الهواء

رہا یہ امر کہ رطوبت اُن جسموں میں جو ہواء میں کھلے ہوئے ہوں، یا خود ہواء میں؛ مدد کے بغیر ٹھہرا نہیں کرتی ہے؛ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے آس پاس کی ہواء ہر حالت میں

انما یقال له انه شدید البرد بالقیاس الی ابداننا ولیس یبلغ بردہ فی البلاد المعمورۃ قِبَلنا الی ان لا یحلل البتة بل هو فی الاحوال کلها محلل لما فیه من قوۃ الشمس والکواکب فمتی انقطع المدد واستمر التحلل اسرع الجفاف

اتنی گرم ضرور رہتی ہے کہ یہ (رطوبتوں کو تحلیل و پراگندہ کرے) باقی رہا یہ جو کہا جاتا ہے کہ "ہوا بہت ٹھنڈی ہے"، تو یہ محض ہم اپنے بدن کے مقابلہ میں کہا کرتے ہیں (کہ یہ ٹھنڈی ہے۔ فی الحقیقت یہ بارد نہیں ہوا کرتی ہے)، ہوا کی برودت ہمارے آس پاس کے آباد ممالک (بلاد معمورہ) میں اس حد تک نہیں پہونچا کرتی کہ وہ بالکل تحلیل نہ کرسکے (رطوبات کو بخارات کی شکل میں بالکل تبدیل نہ کرسکے)، بلکہ وہ ہر حالت میں آفتاب اور ستاروں کے اثر سے اس قابل رہتی ہے کہ وہ تحلیل کرسکے۔ چنانچہ جب (رطوبت کی) مدد بند ہوجایا کرتی ہے، اور تحلل کا سلسلہ برابر قائم رہتا ہے، تو ہوا خشک ہوجاتی ہے۔

وفی الربیع یکون ما یتحلل اکثر مما یتبخر والسبب فی ذلك ان التبخر یفعله امران حرارۃ لطیفة قلیلة فی ظاهر الجو وحرٌّ کامنٌ فی الارض قویٌّ یتادی منه شیئٌ لطیف الی ما یقرب من ظاهر الارض وفی الشتاء یکون باطن الارض حارا اشدید الحرارۃ کما قد تبین فی العلوم الطبیعیة الاصلیة وتکون حرارۃ الجو قلیلة فیجتمع اذن السببان للترطیب وهو التصعید ثم التغلیظ ولاسیما والبرد

ربیع کے موسم میں تحلل زیادہ ہوتا ہے، اور بخارات کم بنتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ ہے (ربیع میں تبخیر کے کم ہونے کی وجہ یہ ہے) کہ تبخیر کا عمل دو چیزوں سے ہوا کرتا ہے: (۱) ظاہر جو یعنی بیرونی ہوا میں لطیف اور ہلکی[له] حرارت ہو؛ (۲) زمین کے اندر قوی حرارت پوشیدہ ہو، جس سے محض لطیف چیزیں (بخارات مائیہ) سطح زمین کے آس پاس تک پہونچیں۔ موسم شتاء میں (یہ دونوں باتیں حاصل ہیں) زمین کا اندرونی حصہ نہایت گرم بھی ہوتا ہے، جیسا کہ علوم طبیعیہ اصلیہ میں ثابت ہوچکا ہے؛ اور بیرونی ہوا کی حرارت ہلکی بھی ہوتی ہے لہذا اس وقت (ترطیب کے) دونوں اسباب جمع ہوگئے: اولاً **تصعید** (اجزاء مائیہ کو بھاپ بناکر اڑانا) اور اس کے بعد **تغلیظ** (بخارات کو غلیظ کردینا۔ اگر بیرونی ہوا زیادہ گرم ہو تو یہ بخارات بہت جلد لطیف ہوجائیں، اور ہوا مرطوب

له اگر حرارت قوی ہوگی، جیسی کہ موسم گرما میں ہوتی ہے، تو ہوا میں رطوبت قائم نہ رہ سکیگی، بلکہ تحلیل رطوبت کی وجہ سے ہوا خشک ہوجائیگی۔

ایضًا یوجب فی جوہر الهواء نفسہ تکاثفًا واستحالۃ الی البخاریۃ

نہ ہے)، علاوہ ازیں موسم سرما کی برودت بھی بذات خاص جوہر ہوا میں تکاثف پیدا کر دیتی ہے، اور اسے بخاریت میں تبدیل کر دیتی ہے ◆

واما فی الربیع فان الهواء یکون تحلیلہ اقوی من تبخیرہ والحرارۃ الباطنۃ الکامنۃ تنقص جدًّا وایضًا تظهر منها ما یمیل الی بارز الارض دفعۃ شیٔ هو اقوی من المبخر ومما هو لطیف التبخیر لشدۃ استیلائہ علی المادۃ فیلطفها ویصادف تبخیرہ اللطیف زیادۃ حر فی الجو فیتم بہ التحلیل

لیکن موسم ربیع میں (مذکورہ اسباب کمزور ہو جاتے ہیں، اسلئے) ہوا میں تبخیر سے زیادہ تحلیل ہوا کرتی ہے (کیونکہ آفتاب اس موسم میں سمت الراس سے قریب آجاتا ہے، اس لئے ہوا میں گرمی زیادہ ہو جاتی ہے)، اور اس موسم میں زمین کی اندرونی پوشیدہ حرارت بھی بہت گھٹ جایا کرتی ہے (کیونکہ زمین کی بیرونی سطح کے مسامات برودت کے زائل ہونے کے بعد کھل جاتے ہیں) اور جو اس میں سے سطح زمین کی طرف مائل ہوتی ہے، وہ دفعۃً (بہت تھوڑی مدت میں) باہر نکل آتی ہے؛ جو بلحاظ درجہ کے حرارت مبخرہ سے زیادہ ہوتی ہے (اتنی شدید ہوتی ہے کہ تبخیر کی بجائے تحلیل کا کام کرتی ہے) یا[1] اتنی ہوتی ہے کہ (اسکی شدت کی وجہ سے) اس سے بخارات لطیفہ پیدا ہوتے ہیں (لطیف التبخیر ہوتی ہے)؛ کیونکہ جب وہ (حرارت) مادہ پر شدت سے غلبہ کرتی ہے، تو اُسے لطیف بنا دیتی ہے (مادہ کو لطیف بخارات میں تبدیل کر دیتی ہے)، پھر اس لطیف تبخیر کے ساتھ بیرونی ہوا میں گرمی بھی زیادہ ہوتی ہے، اس لئے یہ بخارات تحلیل ہو جاتے ہیں (ہوا میں یہ بخارات لطیف و پراگندہ ہو کر بکھر جاتے ہیں، اور ہوا میں رطوبات کم ہو جاتی ہیں) ◆

هذا بحسب الاکثر وبحسب انفراد هذہ الاسباب دون اسباب اخری توجب

یہ احکام جو ہمنے بیان کئے ہیں، اکثر یونہی ہوا کرتے ہیں، اور یہ اس وقت تک ہوتے ہیں، جب تک یہ اسباب تنہا ہوں (آزاد ہوں ◆ زمین اور آسمان کے) دوسرے

[1] یا زیادہ اتنی ہوتی ہے کہ اس سے تبخیر کم پیدا ہوتی (اور تحلیل زیادہ) یہ ترجمہ حسب توضیح گیلانی ہے ◆

اشیاء غیر ما ذکرناه ثم لا تکون هناك مادة کثیرة تلحق ما یصعد ویلطف فلهذا یجب ان یکون طبائع الربیع الی الاعتدال فی الرطوبة والیبس کما هو معتدل فی الحرارة والبرودة

اسباب نہ ہوں، جو مذکورہ امور کو بدل دیں۔ پھر (ربیع کے مذکورہ بالا حکم کے لئے) یہ بھی ضروری ہے کہ موسم ربیع میں مادہ کی اتنی کثرت بھی نہ ہو کہ بخارات بنکر اور لطیف ہوکر جو مادہ اوپر چڑھے، اُس کے پیچھے (بہ تسلسل) دوسرا مادہ آجائے (مثلاً اگر موسم ربیع میں غیر طبعی طور پر اولے پڑجائیں، یا برف باری ہوجائے، تو ربیع کی ہوا بہت زیادہ مرطوب ہوجائیگی، اور مذکورہ حکم قائم نہ رہیگا)۔ الغرض مذکورہ بیانات سے ثابت ہوا کہ ربیع جس طرح حرارت وبرودت کے لحاظ سے معتدل ہے۔ اسی طرح وہ رطوبت ویبوست کے لحاظ سے بھی مائل باعتدال ہے۔

علی انا لا نمنع ان یکون اوائل الربیع الی الرطوبة ما هی الا ان بُعدَ ذلك عن الاعتدال لیس کبعد مزاج الخریف فی الیبوسة عن الاعتدال

علاوہ ازیں ہم اس سے بھی انکار نہیں کرتے کہ اوائل ربیع (ربیع کا ابتدائی زمانہ) کسی حد تک رطوبت کی طرف مائل ہو، لیکن یہ (رطوبت میں) اعتدال سے اتنی بعید اور خارج نہیں ہے، جس قدر موسم خریف یبوست میں اعتدال سے دور ہے۔

ثم الخریف ان لم یحکم علیه بشدة الاعتدال فی الحر والبرد لم یبعد عن الصواب فان ظهائره صیفیة لان الهواء الخریفی شدید الیبس مستعد جدا القبول للتسخن والاستحالة الی مشاکلة الناریة بتهیئة الصیف ایاه بذلك ولیالیه وغدواته باردة لبعد الشمس

پھر اگر یہ کہا جائے کہ خریف حرارت وبرودت کے لحاظ سے بھی زیادہ معتدل نہیں ہے، تو یہ قول سچائی سے دور نہ ہوگا (غلط نہ ہوگا)؛ کیونکہ **خریف کی** دوپہر موسم گرما کی طرح (بہت گرم) ہوا کرتی ہے؛ اس وجہ سے کہ خریف کی ہوا میں بہت خشک ہونے کی وجہ سے اس امر کی بہت زیادہ استعداد ہوتی ہے کہ گرمی کو قبول کرے، اور آگ کے مانند ہوجائے؛ اسلئے کہ موسم گرما نے اس میں اس امر کی قابلیت وآمادگی پیدا کردی ہے۔ **اور خریف کی راتیں اور صبح کے اوقات** ٹھنڈے ہوا کرتے ہیں؛ کیونکہ خریف میں آفتاب ہمارے سمت الراس سے دور ہوجاتا ہے

في الخريف عن سمت الرؤوس ولشدة قبول اللطيف المتخلخل لتاثير ما يبرد

اسلئے خریف کی راتیں بڑی ہوا کرتی ہیں، اور رات کا بڑا ہونا برودت کا سبب ہے، اور اس لئے کہ لطیف اور متخلخل ہوا برودت پیدا کرنے والے سبب کو زیادہ شدت سے قبول کرلیا کرتی ہے ۔

اس دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ خریف کی ہوا چونکہ لطیف اور متخلخل ہے اس لئے دوپہر کے وقت شعاعوں کی وجہ سے جلد گرم ہوجایا کرتی ہے، اور رات اور صبح کے وقت زمین اور پانی کی برودت کی وجہ سے جلد ٹھنڈی بھی ہوجاتی ہے۔ کیونکہ جسم میں لطافت اور تخلخل کا پیدا ہوجانا اُسکو اثرات کے قبول کرنے کے لئے زیادہ آمادہ کردیتا ہے ۔

واما الربيع فهو اقرب الى الاعتدال في الكيفيتين لان جوه لا يقبل من السبب المشاكل للسبب في الخريف ما يقبله جو الخريف من التسخن والتبرد فلا يبعد ليله كثيرًا من نهاره

اسکے برعکس ربیع کا موسم دونوں کیفیتوں (حرارت وبرودت) میں اعتدال کے قریب ہے، اس لئے خریف کی ہوا جس قسم کے اسباب سے گرم یا سرد ہوجایا کرتی ہے، اس قسم کے اسباب سے ربیع کی ہوا اتنی گرمی یا سردی کو قبول نہیں کیا کرتی ہے؛ یہی وجہ ہے کہ ربیع کی راتیں اس کے دن سے (حرارت وبرودت میں) زیادہ دور نہیں ہوا کرتی ہیں ۔

فان قال قائل ما بال الخريف يكون ليله ابرد من ليل الربيع وكان يجب ان يكون هواءه اسخن لانه الطف فنجيبه ونقول ان الهواء الشديد التخلخل يقبل الحر والبرد اسرع وكذلك الماء الشديد التخلخل ولهذا اذا سخنت الماء وعرضته للاجماد كان اسرع جمودا من البارد لنفوذ التبريد فيه لتخلخله

اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ "اسکی کیا وجہ ہے کہ خریف کی راتیں ربیع کی راتوں سے ٹھنڈی ہوں، حالانکہ ہونا یہ چاہئے کہ خریف کی ہوا گرم ہو، کیونکہ خریف کی ہوا زیادہ لطیف ہے (اور جو چیز زیادہ لطیف ہوتی ہے، وہ زیادہ گرم بھی ہوا کرتی ہے)"۔ **تو اس وقت** اُسکا جواب دیتے ہوئے ہم کہینگے کہ (۱) جو ہوا زیادہ متخلخل اور لطیف ہوتی ہے، وہ حرارت اور برودت کو جلد قبول کرلیا کرتی ہے۔ چنانچہ پانی کا بھی یہی حال ہے کہ زیادہ لطیف اور متخلخل پانی گرمی اور سردی کو جلد قبول کرلیا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب پانی کو گرم کرکے جمایا جاتا ہے، تو وہ بمقابلہ اُس پانی کے جلد جم جاتا ہے جسے ٹھنڈے ہونے ہی کی حالت میں جمایا

جائے، کیونکہ گرم پانی میں تخلخل کی وجہ سے برودت جلد گھس جاتی ہے +

على ان الابدان لا تحس من برد الربيع ما تحس من برد الخريف لان الابدان فى الربيع منتقلة من البرد الى الحر متعودة للبرد وفى الخريف بالضد

(۲) علاوہ ازیں موسم ربیع میں ہمارے بدن کو اتنی سردی نہیں محسوس ہوا کرتی، جتنی کہ موسم خریف میں ہوا کرتی ہے، کیونکہ موسم ربیع میں ہمارا جسم سردی سے گرمی کی طرف منتقل ہوتا ہے، اور سردی کا پہلے سے عادی رہا ہے۔ اور خریف میں اسکا بالکل اُلٹا ہوتا ہے +

اور یہ ظاہر ہے کہ جب جسم کا کیفیت متضادہ کی طرف انتقال ہوتا ہے، تو اس کا احساس زیادہ ہوا کرتا ہے۔ اور جب کیفیت معتادہ کی طرف انتقال ہوتا ہے، تو اس کا احساس کم ہوا کرتا ہے +

وعلى ان الخريف متوجه الى الشتاء والربيع منافر عنه

(۳) علاوہ ازیں موسم خریف شتاء کی طرف متوجہ ہے (جو کہ بارد ہے) اور موسم ربیع اس سے بھاگ رہا ہے (جو بارد کی طرف جارہا ہو اُسکا احساس اُس کے مقابلہ میں زیادہ ہوگا، جو اس سے بھاگ رہا ہو) +

واعلم ان اختلاف الفصول قد يثير فى كل اقليم ضربا من الامراض ويجب على الطبيب ان يتعرف ذلك فى كل اقليم حتى يكون الاحتراز والتقدم بالتدبير مبنيا عليه

جاننا چاہئے کہ موسموں کا اختلاف ہر اقلیم میں مخصوص قسم کے امراض پیدا کردیا کرتا ہے (یعنی ہر موسم اگرچہ اپنے مناسب امراض پیدا کردیا کرتا ہے؛ لیکن اس میں مختلف اقلیموں کے لحاظ سے، نیز سمندروں، پہاڑوں کے قرب کے لحاظ سے، یا اس اقلیم کے باشندوں کی غذاؤں اور ان کی عادتوں کے لحاظ سے خصوصی اختلاف بھی ہوتا ہی اسی لئے طبیب کو ہر اقلیم کے متعلق اس کا علم ہونا چاہیئے (کہ کس موسم میں کس قسم کے امراض کس خاص اقلیم میں پیدا ہوا کرتے ہیں)، تاکہ اس کے مطابق پہلے سے بچاؤ کی تدبیریں کی جاسکیں +

وقد يشبه اليوم الواحد ايضا بعض الفصول دون بعض فمن

گاہے ایک دن بھی ایک خاص موسم کے مانند ہوا کرتا ہے؛ چنانچہ بعض ایام شتوی (موسم سرما کے سے

لا الایام ما هو شتوی ومنها ماهو صیفی ومنها ماهو خریفی ومنها ماهو یسخن ویبرد فی یوم واحد

سرد و تر) ہوتے ہیں؛ **بعض** دن صیفی (موسم گرما کے سے گرم خشک) ہوتے ہیں؛ اور **بعض** دن خریفی (موسم خریف کی طرح گرمی اور سردی میں مختلف) ہوتے ہیں؛ اور **بعض** ایام ایسے ہوتے ہیں کہ ایک ہی دن کے اندر (عادت سے زیادہ) گرمی بھی پیدا کرتے، اور سردی بھی (یعنی ایک وقت غیر معمولی طور پر گرمی اور دوسرے وقت غیر معمولی طور پر سردی)۔

الفصل الرابع فی احکام الفصول وتغائرها

چوتھی فصل موسموں کا اور انکے تغیرات کے احکام

کل فصل یوافق من به مزاج صحی مناسب له ویخالف من به سوء مزاج مناسب له الا اذا عرض خروج من الاعتدال جدًا فیخالف المناسب وغیر المناسب بما یضعف من القوة

ہر ایک موسم ایسے اشخاص کے لئے موافق ہوا کرتا ہے جنکے مزاج صحیح ہوں، اور یہ صحیح مزاج موسم کے مزاج کے مناسب ہو (ہم کیفیت ہو)؛ اور ایسے اشخاص کے لئے مخالف ہوا کرتا ہے، جنکے مزاج صحیح نہ ہوں (جنہیں سوء مزاج ہو) اور یہ سوء مزاج موسم کے مزاج کے مناسب ہو (سوء مزاج کی کیفیت اور موسم کی کیفیت ایک ہو، مثلاً اگر سوء مزاج گرم ہو تو موسم بھی گرم ہو)۔ لیکن اگر موسم کا مزاج اپنے اعتدال سے (اپنی ذاتی طبیعت اور اپنے مقتضا سے) بہت ہی زیادہ خارج ہو جائے تو وہ دونوں قسم کے اشخاص کے لئے مضر ہوگا، یعنی خواہ اُنکے مزاج موسم کے مزاج کے مناسب (ہم کیفیت) ہوں، یا مخالف۔ کیونکہ ایسا موسم قوتوں کو ضعیف کر دیتا ہے (چنانچہ مثلاً اگر موسم گرما بہت ہی گرم ہوگا، تو وہ جس طرح گرم مزاجوں کے لئے مضر ہوگا اسی طرح وہ سرد مزاجوں کے لئے بھی مضر ہوگا)۔

وایضا فان کل فصل یوافق المزاج المرضی

یہ بھی یاد رکھو کہ ہر موسم ایسے مرضی مزاج کے موافق ہوا کرتا ہے جس کی کیفیت موسم کی کیفیت سے متضاد ہو، مثلاً

المضاد له

مرضی مزاج سرد ہے، تو موسم گرما ایسے مزاج کے لئے موافق ہوگا، جیسا کہ استسقاء کے لئے) +

واذا خرج فصلان عن طبعهما وكان مع ذلك خروجهما متضادا ثم لم يقع افراط متماد مثل ان يكون الشتاء كان جنوبيا فورد عليه ربيع شمالي كان لحوق الثاني بالاول موافقا للابدان معدلا لها فان الربيع يتدارك جناية الشتاء

اگر دو موسم (جو ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں اور ایک دوسرے کے بعد آنے والے ہوں) اپنی طبیعتوں سے خارج ہوں، اور دونوں کا خروج ایک دوسرے سے متضاد ہو (مثلاً ایک اگر اپنی طبیعت سے خارج ہو کر گرم ہو جائے، تو دوسرا سرد) پھر یہ بھی شرط ہے کہ اس خروج میں افراط (اور بہت شدت) نہو اور نہ یہ بہت زیادہ عرصہ تک قائم رہے، مثلاً یہ کہ موسم شتاء جنوبی ہو جائے (یعنی سردی کے موسم میں جنوبی ہوا چلنے لگے، جو گرم تر ہوتی ہے)، پھر اس پر شمالی ربیع آجائے (یعنی ایسے سرما کے بعد ربیع کا موسم ایسا آئے کہ اس میں شمالی ہوا چلنے لگے، جو ربیع کی ذاتی حرارت و رطوبت کو برودت و یبوست میں تبدیل کر دے)، تو ایسی حالت میں پہلے موسم کے بعد دوسرے موسم کا آنا لوگوں کے لئے مناسب اور معتدل ثابت ہوگا۔ کیونکہ ایسی صورت میں ربیع کا موسم شتاء کی برائیوں کو دور کر دیگا +

وكذلك ان كان الشتاء يابسا جدا والربيع رطبا جدا فان الربيع يعدل تيبيس الشتاء ومالم يفرط الرطوبة ولم يطل الزمان لم يتغير فعله عن الاعتدال الى الترطيب الضار

اسی طرح اگر موسم سرما (خلافِ مقتضائے طبع) بہت ہی خشک ہو، اور (اسکے بعد) ربیع بہت ہی رطب ہو تو ربیع کا موسم سرما کی خشکی کو دور کر دیگا۔ اور جب تک (ربیع کی) رطوبت میں غیر معمولی طور پر زیادتی نہ ہوگی، اور ایک طویل عرصہ تک یہ زیادتی قائم نہ رہے گی، ربیع کا فعل اعتدال سے ہٹ کر نقصان دہ ترطیب کی صورت میں ہرگز ظاہر نہیں ہو سکتا +

وتغير الزمان في فصل واحد اقل جلبا للوباء من تغيره

ایک موسم کے اوقات میں تغیرات کا ہونا وبا کا باعث اتنا نہیں بنتا، جتنا کہ اگر یہی تغیرات متعدد موسموں

فی فصول کثیرة تغیرًا جالبًا للوباء لیس تغیرًا متدارکاً لما یجنیه التغیر الاول علی ما وصفناه

میں ہوں. بشرطیکہ یہ تغیرات ویسے نہ ہوں، جیسے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ پہلے موسم کے تغیر کی خرابیوں کو دوسرے موسم کا تغیر آکر زائل کردے؛ بلکہ وہ اس قسم کا تغیر ہو جو وبار کو کھینچ لائے (چنانچہ مثلاً اگر سرما بدل کر گرم تر ہوجائے، اور اس کے بعد سرد خشک ربیع آجائے، تو اس سے وبار نہیں پیدا ہوسکتی، خواہ اس قسم کے تغیرات کتنے ہی موسم میں کیوں نہ ہوں) +

واولی امزجة الهواء بان یستحیل الی العفونة هو مزاج الهواء الحار الرطب

متعفن ہونے کی قابلیت واستعداد سب سے زیادہ اُس ہوار میں ہوتی ہے، جو گرم تر ہو (جیسا کہ برساتی ہوار میں دن رات اسکا مشاہدہ کیا جاتا ہے) +

واکثر ما یعرض تغیرات الهواء انما هو فی الاماکن المختلفة الاوضاع والغائرة ویقل فی المستویة والعالیة خصوصًا

ہوار میں تغیرات زیادہ تر گہرے اور پست مقامات میں، اور اُن مقامات میں ہوا کرتے ہیں جو بلحاظ وضع کے ناہموار اور مختلف ہوں (کچھ حصہ پست ہو تو کچھ حصہ بلند)، اس کے برعکس ہموار مقامات میں (عموماً) اور بلند مقامات میں خصوصاً ایسے تغیرات کمتر ہوا کرتے ہیں +

ویجب ان یکون الفصول ترد علی واجباتها فیکون الصیف حارًا والشتاء باردًا وکذلك کل فصل فان انخرف ذلك فکثیرًا ما یکون سببًا لامراض ردیة

موسموں کے لئے مناسب یہی ہے کہ جب وہ آئے، تو اپنے مقتضائے طبیعت کے مطابق آئے یعنی موسم گرما میں گرمی پڑے، اور سرما میں سردی (یہ نہ ہو کہ گرما میں کما حقہٗ گرمی نہ پڑے، اور موسم سرما میں کما حقہٗ سردی نہ پڑے). اسی طرح ہر ایک موسم کو ہونا چاہئے. اگر اسکے خلاف ہوا، تو ممکن ہے کہ یہ موسم بُرے امراض کا سبب بن جائے +

والسنة المستمرة الفصول علی کیفیة واحدة سنة ردیة مثل ان یکون جمیع السنة رطبًا

ایسا سال بُرا ہوتا ہے، جس کے سارے موسم ایک ہی کیفیت (اور ایک مزاج) پر قائم رہیں، مثلاً یہ کہ سارا سال رطب رہے، یا سارا سال خشک رہے؛ اسی طرح

او یابسا او حارا او باردا فان مثل هذه السنة تکون کثیرة الامراض المناسبة لکیفیتها ثم یطول مدتها فان الفصل الواحد یثیر المرض اللائق به فکیف السنة مثل ان الفصل البارد اذا وجد بدنا بلغمیا حرک الصرع والفالج والسکتة واللقوة والتشنج وما یشبه ذلک والفصل الحار اذا وجد بدنا صفراویا اثار الجنون والحمیات الحادة والاورام الحارة فکیف اذا استمرت السنة علی طبع الفصل

مثلاً پورا سال گرم رہے، یا پورا سال ٹھنڈا رہے۔ اس قسم کے سال میں امراض بکثرت پیدا ہوتے ہیں، جنکی کیفیت سال کی کیفیت کے مناسب ہوتی ہے، (مثلاً اگر سارا سال گرم رہا ہے، تو اس میں گرم امراض بکثرت پیدا ہونگے) اور جنکی مدتیں دراز ہوتی ہیں، کیونکہ جب ایک موسم اپنے ہم کیفیت امراض پیدا کیا کرتا ہے، تو پورا سال کیوں نہ ایسا کریگا۔ مثلاً ٹھنڈا موسم جب کسی بلغمی بدن (بلغمی مزاج کے انسان) کو پاتا ہے، تو صرع، فالج، سکتہ، لقوہ اور تشنج جیسے امراض کو حرکت میں لے آتا ہے؛ اسی طرح گرم موسم جب صفراوی بدن کو پاتا ہے، تو جنون، حمیات حادہ اور اورام حارہ کو جوش میں لے آتا ہے، تو جب پورا سال کا سال ہی کسی ایک موسم کے مزاج پر قائم رہیگا، تو کیونکر وہ امراض نہ پیدا کرسکیگا +

واذا استعجل الشتاء استعجلت الامراض الشتویة وان استعجل الصیف استعجلت الامراض الصیفیة وتغیرت الامراض التی کانت قبلها بحکم الفصل

اگر موسم سرما جلد آجائیگا، تو موسم سرما کے امراض بھی جلد آجائینگے؛ اور اگر گرما جلد آجائیگا، تو موسم گرما کے امراض بھی جلد آجائینگے، اور موسم کے مطابق وہ امراض بدل جائینگے جو پہلے موجود تھے +

واذا طال فصل کثرت امراضه وخصوصًا الصیف والخریف

جب کوئی موسم دراز ہوجاتا ہے، تو اسکے امراض بھی زیادہ ہوجاتے ہیں۔ علی الخصوص موسم گرما اور خریف (اس بارہ میں پیش پیش ہیں) +

واعلم ان لانقلاب الفصول تاثیرًا لیس هو بسبب الزمان لانه زمان بل لما یتغیر معه

موسموں کا پلٹنا اور بدلنا حالات کے بدلنے اور متغیر کرنے میں بہت بڑا اثر رکھتا ہے۔ یہ اثر اس وجہ سے نہیں ہوتا کہ وہ زمانہ اور وہ وقت بلحاظ زمانہ اور[1] وقت ہونے کے

[1] کیونکہ اگر کیفیت نہ بدلے، تو زمانہ ہونے کے لحاظ سے سارے موسم ایک ہیں، اور ان میں باہمی کوئی امتیاز اور فرق نہیں +

من الكيفية هو تاثير عظيم في تغير الاحوال ولذلك لو تغير الهواء في يوم واحد من حر الى برد لتغير مقتضاهما في الابدان

اس کا متقاضی ہے، بلکہ یہ اثر اس وجہ سے ہوا کرتا ہے کہ موسم کے پلٹنے سے کیفیت بھی پلٹ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر ایک ہی دن کی ہوا، گرمی سے سردی میں تبدیل ہوجاتی ہے، تو لوگوں میں ان کے مختلف اثرات (سردی و گرمی کے اثرات) ظاہر ہوتے ہیں (دن کے ٹھنڈے وقت میں سردی کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں، مثلاً چھینکیں آنی شروع ہوجاتی ہیں، اور نزلہ و زکام کی تحریک ہوتی ہے، اور دن کے گرم وقت میں پیاس کی شدت ہوجاتی ہے، ہونٹھ اور زبان خشک ہوجاتے ہیں) +

واصح الزمان هو ان يكون الخريف مَطِيرًا والشتاء معتدلا ليس عادمًا للبرد ولكن غير مفرط فيه بالقياس الى البلد وان جاء الربيع مطيرًا ولم يخل الصيف عن مطر فهو اصح ما يكون

بہترین زمانہ (بدنی موافقت اور قلت امراض کے لحاظ سے) یہ ہے کہ موسم خریف میں بارش ہو، موسم سرما میں سردی اوسط درجہ کی پڑے، یہ نہ ہو کہ (سرے سے) سردی ہی نہ پڑے، ہاں سردی اس ملک کے لحاظ سے بہت زیادہ نہ پڑے۔ اگر ربیع میں بارش ہو، اور گرما بھی بارش سے خالی نہ رہے (یعنی اس میں بھی تھوڑی سی بارش ہو)، تو یہ ان دونوں موسموں کے لئے بہترین صورت ہے +

الفصل الخامس في الهواء الجيد

پانچویں فصل - اچھی ہوا

الهواء الجيد في الجوهر هو الهواء الذي ليس يخالطه من الابخرة والادخنة شئ غريب وهو مكشوف للسماء غير محقون بين الجدران والسقوف اللهم الا ان يكون في حال ما يصيب الهواء فساد عام فيكون المكشوف اقبل له

ہواء جیّد الجوہر (اچھے جوہر والی ہوا) وہ ہے جسکے ساتھ کوئی بیرونی جسم از قسم بخارات و دخانات شامل نہ ہوگیا ہو، آسمان کے لئے کھلی ہوئی ہو، دیواروں اور چھتوں سے بند نہ ہو (دیواروں اور چھتوں سے بند ہونے کی صورت میں اس کے ساتھ فاسد اجزاء اور حیوانات کے سانس مل جانیکا اندیشہ ہے، نیز بند ہونے کی صورت میں نہ اچھی ہوائیں اندر گزر سکینگی، اور نہ دھوپ پہونچیگی)

من المغموم والمحجوب وفي غير ذلك فان المكشوف افضل

ہاں اگر بیرونی ہوا، میں کوئی عمومی فساد موجود ہو تو ایسی صورت میں کھلی ہوا، (بہتر نہ ہوگی، کیونکہ وہ) بند ہوا، کے مقابلہ میں فساد کو زیادہ قبول کرے گی؛ لیکن دوسری حالتوں میں کھلی ہوئی ہوا، ہی بہتر ہے۔ (خواہ بند ہوا، کو کتنی ہی خوشبوؤں سے معطر کر دیا گیا ہو۔ گیلانی) +

فهذا الهواء الفاضل نقي صاف لا يخالطه بخار بطائح واجام وخنادق وارضين نزة ومباقل خصوصًا ما يكون فيه مثل الكرنب والجرجير واشجار لثقة واشجار خبيثة الجوهر مثل الشوحط والجوز والطين ولا رياح عفنة ومع ذلك يكون بحيث لا يحتبس عنه الرياح الفاضلة لان مهابها ارض عالية او مستوية وليس ذلك الهواء هواء محتبسا في وهدة يسخن مع طلوع الشمس ويبرد مع غروبها بسرعة ولا ايضًا محقونًا في جدران حديثة العهد بالصهاريج ونحوها لم يجف بعد تمام جفافها ولا عاصيا

الغرض یہ بہترین ہوا، وہ ہوگی جو پاک صاف ہو، اس کے ساتھ بطائح[۵۱] (جھیل)، اجام[۵۲] (نیستان)، خندقوں (گندہ خندقوں)، نمناک زمینوں، اور ترکاری کے کھیتوں کے بخارات نہ مل گئے ہوں، علی الخصوص اُن کھیتوں کے جن میں کرنب (کرم کلہ) اور جرجیر (تراتیزک) بوئے گئے ہوں؛ علیٰ ہٰذا گھنے درختوں (جو جھنڈ کے جھنڈ لگے ہوئے ہوں) اور خبیث الجوہر درختوں، مثلاً شوحط[۵۳]، اخروٹ، اور انجیر کے درختوں کے بخارات سے وہ پاک ہو؛ نیز اسکے ساتھ سڑی ہوئی ہوائیں نہ ملی ہوئی ہوں؛ اور ان تمام باتوں کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اچھی ہوائیں وہاں تک پہونچ سکتی ہوں؛ یعنی وہ بند اور گھُٹی ہوئی نہ ہو؛ اچھی ہوائیں (مثلاً شمالی ہوائیں ہمارے ملک میں) بلند اور ہموار مقامات سے آیا کرتی ہیں؛ نیز وہ ہوا، کسی گڑھے میں بند نہ ہو، جو طلوع آفتاب کے ساتھ تو گرم ہو جائے، اور غروب کے ساتھ بہت ہی جلد سرد ہو جائے۔ نیز وہ ہوا، نئی دیواروں سے بند نہ ہو، جنپر[۵۴] (چونہ وغیرہ سے ابھی) کہگِل اور لپائی کی گئی ہو، اور جواب تک

۵۱ "بطائح" بطیحہ کی جمع ہے۔ وہ مقام جہاں پانی جمع اور بند ہو۔ جھیل +

۵۲ "اجام" اجمہ کی جمع ہے۔ وہ مقام جہاں بانس بکثرت اُگے ہوئے ہوں۔ نیستاں +

۵۳ "شوحط" ایک پہاڑی درخت ہے، جس کی لکڑی سے کمانیں بناتے ہیں +

۵۴ دیواروں پر اگر اچھی مٹی کی لپائی اور کہگِل کرائی جائے، تو یہ تازہ ہونے کی صورت میں بھی مفید ہوتی ہے +

علی النفس کانما یقبض علی الحلق

پورے طور پر خشک بھی نہ ہوئی ہو، نیز وہ ہوا، سانس کے لئے تکلیف دہ نہ ہو، کہ جو گویا گلا گھونٹ دے ✦

وقد علمت ان تغیرات الهواء منها طبیعیة ومنها مضادة للطبیعة ومنها مالیس بطبیعی ولا خارج عنه

یہ تو تمھیں معلوم ہو چکا ہے کہ ہوا، کے بعض تغیرات تو طبعی (موسمی) ہوا کرتے ہیں، اور بعض طبیعت کے مضاد و اور دشمن، اور بعض نہ طبعی ہوتے ہیں، اور نہ طبعی سے (بہت زیادہ) خارج ہوتے ہیں (یعنی نہ طبعی ہوتے ہیں، اور نہ مضاد طبیعت ہوتے ہیں) ✦

واعلم ان تغیرات الهواء التی لیست عن الطبیعة کانت مضادة او غیر مضادة قد تکون بادوار وقد تکون غیر حافظة للادوار

جاننا چاہیئے کہ ہوا، کے غیر طبعی تغیرات، خواہ وہ مضاد ہوں، اور خواہ غیر مضاد، گاہے (مقررہ) دوروں کے ساتھ ہوتے ہیں، اور گاہے دوروں کے بغیر (بے ترتیب اور بے قاعدہ) ✦

واصح احوال الفصول ان تکون علی طبائعها فان تغیرها یجلب امراضا

موسموں کے لئے بہترین حالت یہ ہے کہ وہ اپنی ذاتی طبیعت پر قائم ہوں، اس لئے کہ جب یہ اپنی طبیعت سے خارج ہو جاتے ہیں، تو امراض پیدا کر دیتے ہیں ✦

الفصل السادس فی فعل کیفیات الاهویة ومقتضیات الفصول

چھٹی فصل۔ ہواؤں کی کیفیات کے اثرات اور موسم کے تقاضے

الهواء الحار یحلل ویرخی فان اعتدل حمّر اللون بجذب الدم الی خارج وان افرط صفّره بتحلیله لما یجذب وهو یکثر العرق ویقلل البول ویضعف الهضم ویعطش

گرم ہوا، (رطوبات اور ارواح کو) تحلیل کرتی اور اعضاء کو ڈھیلا کرتی ہے (مرخی ہے)۔ چنانچہ اگر اسکی گرمی اوسط درجہ کی ہو تو (بدن کے) رنگ کو باہر کی طرف خون جذب کر کے سُرخ کر دیتی ہے۔ اور اگر گرمی بہ افراط ہو، تو یہ بدن کے رنگ کو اس وجہ سے زرد کر دیتی ہے کہ جو خون جذب ہو کر باہر کی طرف آتا ہے، اُسے تحلیل کر دیتی ہے۔ نیز ایسی شدید گرم ہوا، پسینہ زیادہ لاتی، اور

پیشاب کم کر دیتی ہے (کیونکہ بدن کا پانی جب پسینہ سے زیادہ نکل جاتا ہے، تو پیشاب میں کم پانی خارج ہوا کرتا ہے). ہضم کو ضعیف کر دیتی ہے، اور پیاس زیادہ لگاتی ہے +

والهواء البارد يشدّ ويقوى على الهضم ويكثر البول لاحتقان الرطوبات وقلة تحللها بالعرق ونحوه ويقلل الثفل لانعصار عضل المقعدة ومساعدة المعاء المستقيم لهيئتها فلا ينزل الثفل بسهولة لفقدان مساعدة المجرى فيبقى كثيرا ويخلص مائيته الى البول

ٹھنڈی ہوا (ہوائے بارد) (بدن کو) سخت کرتی ہضم کو قوی کرتی، اور پیشاب زیادہ لاتی ہے، اس لئے کہ (ٹھنڈی ہوا میں) بدن کی رطوبتیں بدن ہی کے اندر بند رہتی ہیں، اور پسینہ وغیرہ کے ذریعہ کم تحلیل ہوتی ہیں. نیز سرد ہوا میں ثفل (براز) کی مقدار گھٹ جاتی ہے، جسکی وجہ یہ ہے کہ (**اول** تو ایسی ہوا میں ہضم اچھا ہوتا ہے، جس سے فضلات کم بنتے ہیں؛ **دوم** یہ کہ ایسی ہوا میں جس طرح ہضم اچھا ہوتا ہے، اسی طرح غذا کے خلاصہ کا انجذاب بھی بہت خوب ہوتا ہے، جس سے براز کی مقدار کم ہو جاتی ہے، **سوم** یہ کہ) برودت کی وجہ سے مقعد کے عضلات منقبض اور سکڑے ہوئے رہتے ہیں، اور اسکے ساتھ ساتھ معائے مستقیم کی بھی یہی حالت ہوتی ہے (اور اس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے)، اس لئے براز راستہ نہ ملنے کی وجہ سے آسانی کے ساتھ نہیں اترتا، اور آنتوں میں بہت دیر تک پڑا رہتا ہے، (جس سے رطوبتیں تحلیل ہو جاتیں، اور براز خشک ہو جاتا ہے). (**چہارم** یہ کہ) اسکی مائیت (آنتوں میں دیر تک رکے رہنے کی وجہ سے) چھن کر پیشاب کی طرف چلی جاتی ہے +

والهواء الرطب يلين الجلد ويرطب البدن واليابس يحلل البدن ويجفف الجلد والكدر يوحش النفس ويثور الاخلاط

ہوائے رطب (تر ہوا) جلد کو نرم اور بدن کو تر کرتی ہے، اور ہوائے **یابس** (خشک ہوا) بدن کو لاغر کرتی، اور جلد کو خشک کرتی ہے. **مکدر** ہوا نفس میں وحشت پیدا کرتی ہے (اس سے جی گھٹتا ہے) اور اخلاط کو جوش وحرکت میں لاتی ہے +

والهواء الكدر غير الهواء الغليظ فان الهواء الغليظ هو المتشابه في خثورة جوهره والكدر هو المخالط باجسام غليظة ويدل على الامرين قلة ظهور الكواكب الصغار وقلة لمعان ما يلمع من الثوابت كالمرتعش

یہ یاد رکھو کہ مکدر ہوا، اور چیز ہے، اور غلیظ ہوا، اور چیز، کیونکہ غلیظ ہوا، کا جوہر بلحاظ غلظت کے ہموار اور یکساں (متشابہ) ہوتا ہے؛ اور مکدر ہوا، اُسے کہتے ہیں جس میں غلیظ اجسام (اجسام غریبہ، بیرونی اجسام مثلاً گرد وغبار اور دھواں) مل جاتے ہیں۔ ہوا، کے مکدر اور غلیظ ہونے کی علامت یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے کواکب (ستارے) کم نظر آتے ہیں (علی الخصوص مکدر ہوا میں یہ بہت ہی کم نظر آیا کرتے ہیں)؛ نیز جو ستارے ثابت (قائم) ہونیکے باوجود کانپتے ہوئے (مرتعش) نظر آیا کرتے ہیں، وہ ہوا، کی غلظت اور کدورت کے وقت اس طرح کانپتے ہوئے کم چمکتے ہیں +

ہوا، کے صاف ہونے کی صورت میں یہ ستارے کانپتے ہوئے اس لئے نظر آیا کرتے ہیں کہ قوت باصرہ ان کی روشنی سے مغلوب اور پریشان ہو جاتی ہے +

وسببهما كثرة الابخرة والادخنة وقلة الرياح الفاضلة

ہوا، کے مکدر اور غلیظ ہونے کی وجہ یہ ہوا کرتی ہے کہ ہوا، میں بخارات اور دخانات بکثرت مل جاتے ہیں، اور اچھی ہوا، کی مقدار کم ہو جاتی ہے +

وسيعود لك الكلام في هذا المعنى ويتم اذا اشرعنا في تغيرات الهواء الخارجة عن الطبيعة

اس مفہوم میں (یعنی تاثیرات ہوا، کے متعلق) کچھ کلام تمھیں پھر ملیگا، جبکہ ہم ہوا، کے غیر طبعی تغیرات کو بیان کرنے لگیں گے، جس سے یہ بیان مکمل ہو جائیگا +

ولكل فصل يرد على واجبه احكام خاصة ويشترك آخر كل فصل واول الفصل الذي يتلوه في احكام الفصلين وامراضهما

تمھیں یہ معلوم ہونا چاہئیے کہ ہر موسم کے لئے کچھ مخصوص احکام ہوا کرتے ہیں؛ بشرطیکہ وہ اپنے مقتضائے طبیعت کے مطابق آئے (لیکن جب وہ اپنی طبیعت سے ہٹ کر دوسرے موسم کی طبیعت اختیار کر لیتا ہے، تو اُسکے وہ احکام اُسکے لئے مخصوص نہیں رہتے) + ہر موسم کا آخری حصہ اور بعد میں آنے والے موسم کا پہلا حصہ دونوں موسموں کے احکام اور امراض میں مشترک ہوا کرتے ہیں (یعنی ہر موسم

کا آخری حصہ بعد میں آنے والے موسم کے ابتدائی حصے سے مشابہ اور قریب ہوا کرتا ہے، اسلئے اس وقت دونوں موسموں کے امراض اور احکام ایک جیسے اور ملے جلے ہوتے ہیں +

والربیع اذا کان علی مزاجه فهو افضل فصل وهو مناسب لمزاج الروح والدم وهو مع اعتداله الذی ذکرناه یمیل عن قرب الی حرارة لطیفة سمائیة ورطوبة طبیعیة وهو یحمر اللون لانه یجذب الدم باعتدال ولم یبلغ ان یحلله تحلیل الصیف الصائف

ربیع کا موسم | اگر اپنے مزاج پر قائم ہو، تو یہ سب موسموں سے بہتر اور افضل ہے، کیونکہ ربیع کا مزاج روح اور خون دونوں کے مزاج کے لئے مناسب ہے۔ ربیع باوجود اُس اعتدال کے جکا ذکر ہم کر چکے ہیں، متغیر ہو کر بہت جلد لطیف آسمانی حرارت (ہلکی حرارت) اور طبعی رطوبت کی طرف مائل ہو جاتی ہے (یعنی ربیع کا موسم اگرچہ معتدل ہے، لیکن یہ حرارت ورطوبت کی طرف مائل ہے)۔ ربیع بدن کے رنگ کو سُرخ کردیتی ہے، کیونکہ یہ خون کو اعتدال کے ساتھ جلد کی طرف جذب کرتی ہے، اور (اسکی گرمی) اس حد تک نہیں پہونچتی ہے کہ اُس خون کو تحلیل کردے۔ جس طرح شدید موسم گرما تحلیل کردیا کرتا ہے +

والربیع یهیج فیه الامراض المزمنة لانه یجری الاخلاط الراکدة ویسیلها ولذالك السبب یهیج فیه مالنخولیا باصحاب مالنخولیا

موسم ربیع میں امراض مزمنہ ہیجان (حرکت) میں آجاتے ہیں، کیونکہ اس موسم میں وہ اخلاط حرکت میں آجاتے اور بہنے لگتے ہیں جو پہلے ساکن اور غیر متحرک تھے؛ یہی وجہ ہے کہ اس موسم میں اصحاب مالنخولیا کا مرض مالنخولیا ہیجان میں آجاتا ہے +

ومن کثرت اخلاطه فی الشتاء لنهمه وقلة ریاضته استعد فی الربیع للامراض التی تهیج من تلك المواد بتحلیل الربیع وتحریکه ایاها

جن لوگوں کے بدن میں حرصِ غذا، اور کمی ریاضت کی وجہ سے موسم سرما میں اخلاط بکثرت جمع ہو جاتے ہیں، وہ موسم ربیع میں اُن امراض کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں، جوان موادسے اس لئے پیدا ہو جاتے ہیں کہ موسم ربیع ان مواد کو تحلیل کر دیتا (رقیق بنا دیتا) اور انہیں حرکت میں لے آتا ہے

واذا صار الربیع باعتداله

جب ربیع اپنے اعتدال پر ایک عرصہ دراز تک

قلت الامراض الصيفية

قائم رہتی ہے، تو موسم گرما کے امراض کم ہوجاتے ہیں۔ (کیونکہ جب ربیع لمبی ہوجاتی ہے، تو گرما کی مدت اور حدت کم ہوجاتی ہے، اس لئے اسکے امراض کم ہوجاتے ہیں) +

وامراض الربيع اختلاف الدم والرعاف وتهيج الماليخوليا الذى فى طبع المرة والاورام والدماميل والخوانيق وتكون قتالة وسائر الخراجات ويكثر فيه انصداع العروق ونفث الدم والسعال وخصوصا فى الشتوى منه الذى يشبه الشتاء وتسوء احوال من بهم هذه الامراض وخصوصًا السل و لتحريكه فى المبلغمين مواد البلغم تحدث فيه السكتة والفالج واوجاع المفاصل

ربیع کے امراض یہ ہیں: خون کے دست آنا (خواہ پیچش کی وجہ سے ہو، یا اسہال کبدی کی وجہ سے) رعاف (نکسیر) — موسم ربیع میں وہ مالنخولیا ہیجان میں آتا ہے، جو سوداء (سوداء احتراقی) سے پیدا ہوا کرتا ہے — اورام — دَمَامیل — خناق، جو موسم ربیع کے مہلک ہوا کرتے ہیں — اور دوسرے پھوڑے — موسم ربیع میں رگیں خوب پھٹا کرتی ہیں — نفث الدم (مُنہ سے خون خارج ہونا) اور کھانسی بکثرت لاحق ہوتی ہے بالخصوص ربیع شتوی میں، جو موسم سرما کے مشابہ ہوتی ہے۔ ربیع شتوی میں اُن لوگوں کے حالات بگڑ جاتے ہیں جو پہلے سے ان امراض میں مبتلا ہوں، علے الخصوص جو لوگ کہ سل میں مبتلا ہوں۔ چونکہ موسم ربیع بلغمی لوگوں میں مواد بلغمیہ کو حرکت میں لے آتا ہے، اس لئے اس موسم میں سکتہ، فالج، اور جوڑوں کے درد پیدا ہوجاتے ہیں +

ومما توقع فيها حركة من حركات البدنية والنفسانية مفرطة وتناول المسخنات ايضا فانهما يعينان طبيعة الهواء

اور اُن اسباب میں سے جو (ربیع کی اعانت کرکے) ان امراض میں مبتلا کردیتے ہیں، دو چیزیں ہیں: (۱) کوئی بدنی یا نفسانی حرکت مفرطہ کا واقع ہونا (۲) مسخنات کا تناول کرنا۔ یہ دونوں چیزیں طبیعتِ ہوا کی (ہوا ربیع کی تحریک مواد پر) امداد کرتی ہیں +

ولا يخلص من امراض الربيع شئ كالفصد والاستفراغ والتقليل من الطعام ومن الشراب والكسر

امراض ربیع سے بچانے کے لئے اس سے زیادہ کوئی چیز مفید نہیں کہ اس موسم میں فصد اور استفراغ کرائے جائیں، غذا اور شراب میں کمی کی جائے (غذا میں کمی کرنے سے مدعا

من قوة الشراب المسكر بالمزاج وتقليله واجتنابه والربيع موافق للصبيان ومن يقرب منهم

یہ ہے کہ ایسی غذا دی جائے، جس میں غذائیت کم ہو، خواہ وہ خود اتنی ہو کہ بھوک بند ہو جائے، اور معدہ بھر جائے)۔ شراب کی حدّت کو پانی ملا کر توڑ جائے، اور ایسی شراب (مکسور الحدت) بھی کم پی جائے، یا اس سے قطعاً پرہیز کیا جائے + ربیع بچوں کے لئے، اور اُن کے لئے جو بچوں کے قریب ہیں، موافق ثابت ہوتی ہے +

واما الشتاء فهو اجود للهضم لحصر البرد جوهر الحار الغريزي فيقوى ولا يتحلل ولقلة الفواكه وانتصار الناس على الاغذية الحقيقية وقلة حركاتهم فيه على الامتلاء ولا يوائهم الى المدافى

موسم **شتا** (موسم سرما) ہضم کے لئے بہت ہی اچھا ہے؛ کیونکہ (۱) سردی حار غریزی کے جوہر کو (بدن کے اندر) بند کر دیتی ہے؛ جس سے وہ قوی ہو جاتی، اور تحلیل نہیں ہوتی ہے۔ (۲) اسلئے کہ موسم سرما میں فواکہ (میوہ جات مثلاً تربوز، خربوزے، ککڑی، کھیرے، شفتالو) کم ہوتے ہیں۔ (۳) اسلئے کہ لوگ اس موسم میں اصلی غذائیں کھاتے ہیں (مثلاً گوشت وغیرہ، جو دوائیت سے خالی ہوتی ہیں)۔ (۴) اس لئے کہ موسم سرما میں لوگ پیٹ بھرے میں حرکت کم کرتے ہیں۔ (۵) اس لئے کہ اس موسم میں لوگ گرم مقامات میں رہتے ہیں (اور گھروں میں انگیٹھیاں سلگا لیتے ہیں) +

وهو اكثر الفصول للمرة لبرده وقصر نهاره مع طول ليله واكثرها حقنا للمواد واشدها احواجا الى تناول المقطعات والملطفات

صفرا کو توڑنے کے لحاظ سے تمام موسموں سے زیادہ مؤثر موسم سرما ہے، اس لئے کہ یہ بارد ہے، اور اس لئے کہ اس موسم میں دن چھوٹے ہوتے، اور راتیں بڑی ہوتی ہیں (چھوٹے دن میں اسی تناسب سے حرکتیں بھی کم ہوتی ہیں، اسلئے حرارت کم پیدا ہوتی، جو تولید صفرا کی موجب بن سکتی ہے، اور لمبی راتوں میں بلغم زیادہ پیدا ہوتا ہے)۔ اسی طرح اندرون بدن میں مواد کو بند کرنے کے لحاظ سے بھی موسم سرما سب سے آگے ہے۔ اس موسم میں ملطفات اور مقطعات کھانے کی سب موسموں سے زیادہ ضرورت ہے +

مقطعات (مواد کی چھانٹنے والی) اُن دواؤں کو کہتے ہیں جو گھسکر لیسدار مواد کو عضو کی سطح سے جدا کر دیتی ہیں، جیسے رائی اور سکنجبین، اور ملطفات (لطافت ورقت پیدا کرنے والی) اُن دواؤں کو کہتے ہیں جو مادہ کے قوام کو پہلے سے رقیق بنا دیتی ہیں، مثلاً زوفا، حاشا، پودینہ وغیرہ +

والامراض الشتوية اكثرها بلغمية ويكثر فيه البلغم حتى ان اكثر القيء فيه البلغم ولون الاورام يكون فيه الى البياض على الاكثر ويكثر فيه امراض الزكام ويبتدئ فيه الزكام مع اختلاف الهواء الخريفي ثم يتبعه ذات الجنب وذات الرية والبحوحة واوجاع الحلق ثم يحدث وجع الجنب نفسه والظهر وآفات العصب والصداع المزمن بل السكتة والصرع

امراض شتویہ (سرما کے امراض) عموماً بلغمی ہوا کرتے ہیں، اور اس موسم میں بلغم کی کثرت ہوا کرتی ہے، حتیٰ کہ قے میں زیادہ تر بلغم ہی ہوا کرتا ہے۔ موسم سرما کے اورام کا رنگ اکثر اوقات سفیدی مائل ہوا کرتا ہے۔ اس موسم میں زکام کے امراض بکثرت واقع ہوتے ہیں۔ موسم سرما میں جب خریفی ہوا چلتی ہے (جو گرمی اور سردی میں مختلف ہوتی ہے، یعنی صبح کو ٹھنڈی اور دن کو گرم) تو زکام شروع ہوتا ہے، پھر اسکے بعد ذات الجنب، ذات الریہ، بحوحت (گلا بیٹھ جانا) اور اوجاع حلق (حلق کے درد) شروع ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد (اگر سردی بدستور قائم رہے تو) خاص پہلو کا درد (وجع الجنب) اور پشت کا درد، اور اعصاب کے آفات پیدا ہو جاتے ہیں؛ علیٰ ہذا گاہے صداع مزمن، بلکہ سکتہ اور صرع تک پیدا ہو جاتے ہیں +

كل ذلك لاحتقان المواد البلغمية وتكثرها

یہ سب امراض اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ بلغمی مواد (سردی کی وجہ سے) بدن کے اندر بند ہو جاتے، اور انکی کثرت ہو جاتی ہے +

والمشائخ يتاذون بالشتاء وكذلك من يشبههم والمتوسطون ينتفعون به

بوڑھے موسم سرما سے بہت اذیت اور دکھ پاتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ بھی جو بوڑھوں کے مانند (باردالمزاج اور ضعیف القویٰ) ہوتے ہیں، لیکن جو لوگ درمیانی حالت کے ہیں (یعنی جنکے مزاج بوڑھوں کی طرح بارد نہیں ہیں) وہ موسم سرما سے نفع حاصل کرتے ہیں +

ويكثر الرسوب في البول شتاء

موسم سرما میں قارورہ کے اندر رسوب بمقابلہ گرما

بالقیاس الی الصیف ومقدارہ یکون ایضًا اکثر

کے زیادہ ہوتا ہے؛ علیٰ ہذا پیشاب کی مقدار بھی سردی میں زیادہ ہوا کرتی ہے۔

موسم گرما (فصل صیف)

واما الصیف فانہ یحلل الاخلاط والارواح ایضًا ویضعف القوۃ والافعال الطبیعیۃ بسبب افراط التحلیل ویقل الدم فیہ والبلغم ویکثر المرار الاصفر ثم فی اٰخرہ المرار الاسود بسبب تحلل الرقیق واحتباس الغلیظ واحتقانہ

اخلاط کو اور ارواح کو بھی تحلیل کرتا؛ قوتوں کو اور طبعی افعال کو فرط تحلیل کی وجہ سے ضعیف کرتا ہے؛ اس موسم میں خون اور بلغم کم ہوجاتے ہیں، اور زردپت (صفراء) بڑھ جاتا ہے؛ پھر موسم گرما کے آخری حصہ میں کالاپت (سوداء) زیادہ ہوجاتا ہے؛ اس وجہ سے کہ (موسم کی گرمی سے مواد کے) رقیق اجزاء تحلیل ہوجاتے ہیں اور غلیظ اجزاء بدن کے اندر بند پڑے رہ جاتے ہیں۔

وتجد المشائخ ومن یشبھھم اقویاء فی الصیف

بوڑھے اور وہ لوگ جو بوڑھوں کے مانند (باردالمزاج اور ضعیف القویٰ) ہیں، وہ گرمی کے موسم میں طاقتور اور توانا نظر آتے ہیں۔

ویصفر اللون بما یحلل من الدم الذی یجذبہ

موسم گرما میں بدن کا رنگ زرد ہوجاتا ہے، اسلئے کہ جو خون منجذب ہوکر (جلد کی طرف) آتا ہے۔ وہ (گرمی کی وجہ سے) تحلیل ہوجاتا ہے۔

ویقصر فیہ مدد الامراض لان القوۃ ان کانت قویۃ وجدت من الھواء معینا علی التحلیل وانضجت مادۃ العلۃ ودفعتھا وان کانت ضعیفۃ زادھا الحر الھوائی ضعفا بالارخاء فسقطت ومات صاحبھا

اس موسم میں امراض کی مدتیں چھوٹی ہوتی ہیں کیونکہ بدنی قوت اگر قوی ہوتی ہے، تو (اس موسم کی) ہوا کو تحلیل مواد پر معین و مددگار پاتی ہے۔ اس لئے مادۂ مرض کو نضج دیکر دفع کردیتی ہے (اور مرض سے جلد نجات مل جاتی ہے)، اور اگر بدنی قوت کمزور ہوتی ہے تو ہوا کی حرارت اس کے ضعف کو ارخاء کے ذریعہ (قوتوں کو ڈھیلا کرکے) اور بھی کمزور کردیتی ہے۔ جس سے قوت ساقط ہوجاتی ہے، اور مریض مرجاتا ہے۔

والصیف الحار الیابس سریعا ما یفصل الامراض والرطب

صَیف (اپنی طبیعت کے مطابق)؛ اگر گرم خشک ہو تو یہ امراض کا فیصلہ جلد کردیتا ہے۔ اور اگر رطب ہو

مضاغ طویل مُدّۃ الامراض ولذلك یؤول فیہ اکثر القروح الی الاٰکلۃ ویعرض فیہ مرض الاستسقاء وزلق الامعاء ولین الطبع ویعین فی جمیع ذلك کلہ کثرۃ انحدار الرطوبات من فوق الی اسفل وخصوصًا من الرأس

تو اس میں جلد فیصلہ نہیں ہوتا، اور امراض کی مدتیں دراز ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے ایسے گرما میں اکثر قروح آکلہ کی شکل میں تبدیل ہوجایا کرتے ہیں۔ نیز ایسے گرما میں مرض استسقاء، زلق الامعاء (وہ مرض جس میں غذا، آنتوں سے پھسلکر ہضم ہوئے بغیر خارج ہوجاتی ہے) اور اجابت کی نرمی (لِیْنُ الطبع) لاحق ہوجاتے ہیں۔ ان تمام امراض میں اس امر سے بھی مدد حاصل ہوتی ہے کہ اوپر سے، علی الخصوص سر سے، رطوبتیں نیچے گرتی ہیں +

واما الامراض القیظیۃ فمثل حمی الغب والمطبقۃ والمحرقۃ وضمور البدن ومن الاوجاع اوجاع الاذن والرمد ویکثر فیہ خاصۃ اذا کان عدیم الریح الجمرۃ والبثور التی تناسبھا

امراض قیظیہ (وہ امراض جو قیظ یعنی شدتِ گرمی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں) یہ ہیں:- حمّائے غب (بجاری بخار) — حمّائے مطبقہ — حمائے محرقہ — اور بدن کی لاغری (یہ امراض تو درد کے بغیر ہیں)۔ اور دردوں میں سے کان کے درد، اور رَمَد (آشوبِ چشم) موسم گرما میں، اور خاصکر اُس وقت میں جبکہ اس موسم میں ہوائیں نہ چل رہی ہوں، حُمرۃ[1] (سرخباد ہ) اور اس قسم کے بثور بکثرت ہوا کرتے ہیں، جو ان کے مانند (صفراوی) ہوتے ہیں (مثلاً نملہ اور جاورسیہ وغیرہ) +

واذا کان الصیف ربیعیا کانت الحمیات حسنۃ الحال غیر ذات خشونۃ وحدۃ یابسۃ وکثر فیھا العرق وکان متوقعا فی البحارین لمناسبۃ الحار الرطب لذلك فان الحار یحلل والرطب یرخی ویوسع المسام

اگر صیف ربیعی ہوتا ہے (یعنی ربیع کی طرح اس میں گرمی و خشکی کم ہوتی ہے) تو بخاروں کے حالات (جو اس وقت پیدا ہوجاتے ہیں) اچھے رہتے ہیں، نہ ان میں خشونت ہوتی ہے (یعنی چونکہ خشکی کم ہوتی ہے، اس لئے جلد میں اتنی زیادہ خشونت نہیں ہوتی) اور نہ ان میں حِدّتِ یابسہ (خشکی) ہوتی ہے، پسینہ بکثرت آتا ہے، اور پسینہ کی توقع اور امید بحرانوں کے دن ہوتی ہے (یعنی یہ امید ہوتی ہے کہ ان کے

[1] بعض نسخوں میں جمرہ (جیم کے ساتھ) ہے +

بحران زیادہ تر پسینہ کے ساتھ ہونگے، کیونکہ حرارت اور رطوبت کو پسینہ سے مناسبت ہے۔ حرارت مواد کو کھول دیتی ہے (رقیق بنا دیتی ہے) اور رطوبت قوتوں کو ڈھیلا (ضعیف) کر دیتی، اور مسامات کو کشادہ بنا دیتی ہے +

فان کان الصیف جنوبیا کثرت فیہ الاوبئۃ وامراض الجدری والحصبۃ واما الصیف الشمالی فانہ مصح لکنہ یکثر فیہ امراض العصر وامراض العصر امراض تحدث من سیلان المواد بالحرارۃ الباطنۃ او الظاہرۃ اذا اصابتھا برودۃ ظاہرۃ فعصرتھا وھذہ کالامراض کالنوازل وما یتبعھا

اور جب **صیف جنوبی** ہوتا ہے (یعنی اس میں گرمی وتری زیادہ ہوتی ہے) تو اس میں وباؤں، اور چیچک وخسرہ کے امراض کی کثرت ہوتی ہے۔ رہا **صیف شمالی** (یعنی وہ صیف جو برودت ویبوست کی طرف مائل ہوتا ہے) تو یہ صحت بخش ہے (صحت کے لئے اچھا موسم ہے)؛ لیکن اس میں "عصر کے امراض" (نچوڑ کے امراض) زیادہ ہوتے ہیں: **عصر کے امراض** وہ امراض ہیں جو اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ اندرونی یا بیرونی حرارت کی وجہ سے مواد میں سیلان پیدا ہو، پھر جب باہر سے سردی پہونچے تو ان رطوبات کو نچوڑ دے رجوبہ کر مختلف امراض پیدا کر دیں، اس قسم کے امراض کی مثال نزلہ اور لوازم نزلہ (مثلاً زکام، آواز کا بیٹھ جانا، کھانسی اور ذات الریہ) ہے +

واذا کان الصیف الشمالی یابسا انتفع بہ البلغمیون والنساء وعرض لاصحاب الصفراء رمد یابس وحمیات حادۃ ومزمنۃ

جب صیف شمالی یابس ہوتا ہے (یعنی بارش کی کمی اور شمالی ہوا کی زیادتی کی وجہ سے اس میں خشکی زیادہ ہوجاتی ہے) تو اس سے بلغمی لوگ اور عورتیں فائدہ اٹھاتی ہیں اور صفراوی لوگوں میں رمد یابس (جس میں آنسو کم بہتا ہے) اور حمیات حادہ ومزمنہ پیدا ہوجاتے ہیں۔

"حمیات حادہ ومزمنہ" سے مراد یہ ہے کہ کچھ بخار حادہ ہوتے ہیں، اور کچھ مزمنہ۔ یا اس سے مراد وہ بخار ہیں جو حادہ اور مزمنہ کے درمیان ہوتے ہیں، جن کو "الحادۃ المزمنات" کہا جاتا ہے۔ یہ بخار "تیم حادہ تیم مزمن" ہوتے ہیں۔ مترجم۔

ویعرض من احتراق الصفراء

صیف یابس میں سوداء کا غلبہ اس طور پر ہوجاتا ہے

للاحتقان غلبة السوداء	کہ احتقان کی وجہ سے صفراء جل جاتا ہے (یعنی ہوا کی خشکی کی وجہ سے صفراء کا تحلیل ہونا مشکل ہوتا ہے، اس لئے وہ بدن میں بند پڑا رہتا ہے، اور بالآخر جل کر سوداء بن جاتا ہے) +
واما الخریف فانه کثیر الامراض لکثرة تردد الناس فیه فی شمس حارة ثم رواحهم الی برد	**موسم خریف** میں امراض کی کثرت ہوتی ہے (جسکے متعدد اسباب ہیں): (۱) اسلئے کہ موسم خریف میں لوگ دن میں تو گرم دھوپ میں چلتے پھرتے ہیں، پھر رات کا وقت جو آتا ہے، وہ ٹھنڈا ہوتا ہے +

تواردِ اضداد یعنی مختلف ضدوں اور مخالف کیفیتوں کا بدن پر پے در پے وارد ہونا بہت نقصان رساں ہے، علی الخصوص جبکہ بدن پہلے سے کمزور ہو گیا ہو۔ چنانچہ خریف میں سبقتِ صیف کی وجہ سے بدن کمزور ہی ہوتا ہے +

ولکثرة الفواکه وفساد الاخلاط بها	(۲) اسلئے کہ اس موسم میں ایسے فواکہ (پھلوں) کی کثرت ہوتی ہے، جو (پانی کی زیادتی کی وجہ سے) اخلاط بدن کو فاسد کر دیتے ہیں +
ولانحلال القوة فی الصیف	(۳) اسلئے کہ قوت پہلے ہی سے (یعنی گذشتہ صیف کی وجہ سے کمزور ہو چکی ہے (پھر جب خریف آتا ہے، تو وہ اور بھی توارد اضداد کی وجہ سے ضعف کو بڑھا دیتا ہے) +
والاخلاط تفسد فی الخریف بسبب الماکولات الردیة وبسبب تحلل اللطیف وبقاء الکثیف واحتراقه	(۴) اسلئے کہ خریف کے موسم میں ماکولات ردیہ (مثلاً بادنجان، اور بقول) کی وجہ سے اخلاط خراب ہو جاتے ہیں؛ اور اس لئے بھی اس میں اخلاط خراب ہوتے ہیں کہ اخلاط کا لطیف حصہ تو موسم کی گرمی سے تحلیل ہو جاتا ہے اور کثیف حصہ باقی رہجاتا ہے، جو (عرصہ تک پڑے رہنے سے) جل جاتا ہے +
وکلما ثار فیه خلط من تثویر الطبیعة للدفع والتحلیل ساده البرد الی الحقن	(۵) طبیعت جب کسی خلط کو دفع کرنے اور تحلیل کرنے کے لئے حرکت اور جوش میں لاتی ہے، تو سردی اس کو لوٹا کر اندر ہی روک لیتی ہے +
ویقل الدم فی الخریف جداً بل	خریف میں خون بہت ہی کم ہو جاتا ہے؛ بلکہ اسکا

ھو مضاد للدم فی مزاجه فلا یعین علی تولیده وقد تقدم تحلیل الصیف للدم وتقلیله منه ویکثر فیه من الاخلاط المرار الاصفر بقیة عن الصیف والاسود لترمد الاخلاط فی الصیف فلذلك یکثر فیه السوداء لان الصیف یرمد والخریف یبرد

مزاج خون کے مزاج کا مضاد (اور دشمن) ہے۔ اس لئے خریف تولید خون میں امداد نہیں کرتا؛ درانحالیکہ اس سے پہلے موسم گرما بھی خون کو تحلیل کرچکا اور کم کرچکا ہے۔ موسم خریف میں اخلاط میں سے زرد پت (صفراء) کی کثرت ہوتی ہے (اس کثرت کی وجہ یہ نہیں ہے کہ موسم خریف میں صفراء کثرت سے پیدا ہوتا ہے، بلکہ) وہ موسم گرما کا باقیماندہ ہوتا ہے؛ نیز اس میں کالے پت (سوداء) کی بھی زیادتی ہوتی ہے؛ کیونکہ موسم گرما میں اخلاط مترمد (خاکستر) ہوتے ہیں، اس وجہ سے موسم خریف میں سوداء کی کثرت ہوتی ہے۔ کیونکہ صیف اخلاط کو خاکستر بناتا ہے، اور خریف اس خاکستر کو ٹھنڈا کردیتا ہے +

واول الخریف موافق للمشائخ موافقة ما واخره یضرهم مضرة شدیدة

خریف کا ابتدائی حصہ (چونکہ موسم گرما کے قریب ہوتا ہے، اسلئے یہ) کسی حد تک بڈھوں کے لئے مناسب ہوتا ہے، اور اس کا آخری حصہ ان کے لئے سخت مضرت رساں ہے +

وامراض الخریف ھی الجرب المتقشر والقوابی والسرطانات واوجاع المفاصل والحمیات المختلطة وحمیات الربع لکثرة السوداء لما اوضحناه من العلة ولذلك یعظم فیه الطحال

خریف کے امراض یہ ہیں: جرب متقشر (یعنی جرب یابس) — قوبا (داد) — سرطان — اوجاع مفاصل — حمیات مختلطہ (بے قاعدہ اور بے ڈھنگے بخار، جنکی باریاں معین نہ ہوں) — حمیات ربع (چوتھیا) اسلئے کہ اس موسم میں مذکورہ بالا علت کی وجہ سے سوداء کی کثرت ہوتی ہے — اسی وجہ سے اس موسم میں طحال بھی بڑھ جایا کرتی ہے +

ویعرض فیه تقطیر البول لما یعرض للمثانة من اختلاف المزاج فی الحر والبرد

اس موسم میں تقطیر البول کا مرض بھی ہوجاتا ہے؛ اس لئے کہ مثانہ میں بلحاظ حرارت و برودت کے اختلاف مزاج لاحق ہوتا ہے (کبھی اسے سردی پہونچتی ہے، اور

کبھی گرمی، جس سے وہ ضعیف ہو جاتا ہے) +

ویعرض ایضا عسر البول وھو اکثر عروضا من تقطیر البول

نیز اس موسم میں لگتا ہے عسر البول (دشواری سے پیشاب کا ہونا) لاحق ہوتا ہے۔ عسر البول بمقابلہ تقطیر البول کے زیادہ لاحق ہوا کرتا ہے +

ویعرض فیہ زلق الامعاء وذلک لدفع البرد فیہ ما رق من الاخلاط الی باطن البدن

اس موسم میں زلق الامعا بھی لاحق ہوا کرتا ہے، کیونکہ اس موسم میں برودت رقیق اخلاط کو (باہر سے) اندرون بدن کی طرف دفع کرتی ہے (جو آنتوں کے مواد کو پھسلا کر خارج کرنے پہ آمادہ کر دیتی ہے) +

ویعرض فیہ عرق النسا ایضا ویکون فیہ الذبحۃ لذاعۃ حرارےۃ وفی الربیع بلغمیۃ لان مبدأ کل منھما من الخلط الذی یثیرہ الفصل الذی قبلہ

نیز اس موسم میں عرق النسا بھی ہوا کرتا ہے + علی ہذا اس موسم میں ذبحہ[1] لذاع (سوزش والا) اور صفراوی ہوتا ہے اور ربیع میں بلغمی؛ کیونکہ ان دونوں موسموں میں جو ذبحہ ہوتا ہے، ان دونوں کا مبدأ اور اصلی سبب وہ خلط ہوتا ہے جسکو ماقبل کی فصل (گذشتہ موسم) حرکت میں لاتی ہے (خریف کے ماقبل صیف ہوتا ہے، اور ربیع کے ماقبل سرما، اسلئے گرما کی وجہ سے صفراوی ذبحہ ہوگا، اور سرما کی وجہ سے بلغمی) +

ویکثر فیہ ایلاؤس الیابس

اس موسم میں ایلاؤس یابس بکثرت ہوا کرتا ہے +

ایلاؤس آنتوں کا وہ شدید درد ہے جس میں منہ کی راہ آنتوں کے گندہ فضلات خارج ہوتے ہیں۔
یہاں ایلاؤس یابس سے مراد وہ ایلاؤس ہے جو ورم کی وجہ سے لاحق نہ ہوا ہو، بلکہ یبوست کی وجہ سے +

وقد یقع فیہ السکتۃ وامراض الرئۃ واوجاع الظھر والفخذین بسبب حرکۃ الفضول فی الصیف ثم انحصارھا فیہ

لگتا ہے اس موسم میں سکتہ، پھیپھڑے کے امراض، اوجاع ظہر (درد پشت) اور اوجاع فخذین (رانوں کے درد) لاحق ہوتے ہیں؛ اس وجہ سے کہ موسم گرما میں فضلات حرکت میں آتے ہیں، پھر وہ فضلات اس موسم (کی برودت)

[1] ورم لوزتین +

سے نچڑ جاتے ہیں +

یعنی اس موسم کی برودت ان رقیق مواد کو نچوڑ دیتی ہے، اسلئے یہ مختلف مقامات میں انصباب پاکر مختلف امراض پیدا کر دیتے ہیں) +

ویکثر فیہ الدیدان فی البطن لضعف القوۃ عن الھضم والدفع ویکثر خصوصًا فی الیابس منہ الجدری وخصوصًا اذا سبقہ صیف حار ویکثر فیہ الجنون ایضًا لرداءۃ الاخلاط المراریۃ ومخالطۃ السوداء لھا

اس موسم میں شکم کے اندر دیدان (کیڑے) بکثرت ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس موسم میں قوت ہاضمہ اور قوت دافع دونوں کمزور رہوتی ہیں + خریف میں اور خصوصًا خریف یابس میں جُدری (چیچک) بکثرت ہوا کرتی ہے۔ علی الخصوص اُس وقت اور بھی زیادہ، جبکہ اس سے پہلے صیف حار گذر چکا ہو (جس میں گرمی تیز رہی ہو) + اس موسم میں جنون بھی بکثرت ہوا کرتا ہے؛ کیونکہ اس وقت اخلاط صفرا دیہ ردی حالت میں ہوتے ہیں، جو سودار کے ساتھ مخلوط ہو جاتے ہیں +

والخریف اضر الفصول باصحاب قروح الریۃ الذین ھم اصحاب السل وھو یکشف المشکل من حالہ اذا کان ابتداء قبلہ ولم یستبین اٰیاتہ

جن لوگوں کے پھیپھڑے میں قروح ہیں، یعنی جو لوگ سل میں مبتلا ہیں، اُن کے لئے خریف بدترین موسم ہے۔ نیز اگر سل کی ابتدار خریف سے پہلے ہوئی ہو، اور اُس کی علامتیں ابھی ظاہر نہ ہوئی ہوں (اس لئے اُس کی تشخیص مشکل ہو) تو یہ موسم اُس کی حالت کو نمایاں کرکے اس مشکل کو آسان کر دیتا ہے +

یعنی یہ موسم ایسا خراب ہے کہ اگر سل کی علامتیں مخفی اور نا معلوم سی ہوتی ہیں، تو یہ اُن علامتوں کو نمایاں کر دیتا ہے، اس لئے تشخیص کی دشواری رفع ہو جاتی ہے +

وھو من اضر الفصول باصحاب الدق المفرد ایضًا بسبب تجفیفہ والخریف کا لکافل عن الصیف بقایا امراضہ واجود الخریف الرطبہ والمطیر منہ والیابس

اگر محض دق ہو (اسکے ساتھ سل نہ ہو) تو بھی اسکے لئے خریف بہت مضر ہے۔ اسلئے کہ خریف خشکی کو بڑھا دیتا ہے (حالانکہ دق میں ترطیب کی ضرورت ہے) + خریف موسم گرما کے بقایا امراض کا گویا کفیل، اور ذمہ دار ہے (موسم گرما کے جو امراض باقی رہ جاتے ہیں، وہ خریف میں نمایاں

سنہ ارادئہ

ہو جاتے ہیں) + صحت کے لحاظ سے بہترین خریف وہ ہے جو رطب ہو، اور جس میں بارشیں ہوں۔ اس کے برعکس خشک خریف بدترین ہے +

الفصل السابع فی احکام ترکیب السنۃ

ساتویں فصل۔ سال کی ترکیب کے احکام

(یعنی ایک سال کے اندر مختلف قسم کے موسموں اور غیر طبعی فصلوں کا وارد ہونا) +

اذا ورد ربیع شمالی علی شتاء جنوبی ثم تبعہ صیف ومد وکثرت المیاہ و حفظ الربیع المواد الی الصیف کثر الموتان فی الخریف فی الغلمان وکثر السحج وقروح الامعاء والغب الغیر الخالصۃ الطویلۃ

اگر موسم سرما جنوبی ہو (یعنی اس میں زیادہ تر جنوب کی ہوا چل رہی ہو جو کہ حار رطب ہوتی ہے) پھر اسکے بعد شمالی ربیع آئے (جس میں زیادہ تر شمالی ہوا چل رہی ہو جو کہ بارد یابس ہوتی ہے)، اسکے بعد نہایت گرم موسم گرما آجائے، اور اس میں بارش کی کثرت ہو، اور ربیع (اپنی برودت کی وجہ سے) موسم گرما تک مواد کی حفاظت کرے (اور تحلیل نہ ہونے دے) تو خریف کے موسم میں لڑکوں (غلمان) میں مرگا مرگی (موتان) کی کثرت ہوگی (لڑکوں میں وبا کی طرح موت بکثرت لاحق ہوگی)؛ نیز سحج امعاء، قروح امعاء، اور غب غیر خالص نامی بخار بکثرت عارض ہوگا جو دیرپا ہوگا (دراز ہوگا) +

"سحج امعاء" آنتوں کی خراش، جس میں آنتیں چھل جاتی ہیں، اور خون کے دست آتے ہیں +

"قروح امعاء" آنتوں کے زخم، جن میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ "غب غیر خالص" وہ تجاری بخار ہے جس کا مادہ صفراء غیر خالص ہوتا ہے، یعنی صفراء کے ساتھ بلغم مل جاتا ہے، جس سے بخار کی حدت وغیرہ کم ہو جاتی ہے +

فان کان الشتاء الجنوبی شدید الرطوبۃ اسقطت اللواتی یتربصن وضعھن ربیعا

لیکن اگر مذکورہ بالا شتاء جنوبی میں (جو ربیع سے پہلے آتی ہے) رطوبت کی کثرت ہو، تو جن حاملہ عورتوں کو ربیع میں (اواخر ربیع میں) بچہ کے ولادت کی امید ہوگی،

بادنی سبب وان ولدن اضعفن وامتن او اسقمن ویکثر بالناس الرمد واختلاف الدم والنوازل یکثر حینئذ وخصوصاً بالشیوخ وینزل فی اعصابهم فربما ماتوا منها فجاءة لهجومها علی مسالك الروح دفعة بکثرة

اُنکا حمل کسی ادنیٰ سبب سے (ربیع میں) گرجائے گا (یعنی حمل اپنے مقررہ وقت تک نہ پہونچے گا، بلکہ اس سے پہلے ہی حمل ساقط ہوجائیگا)؛ اور اگر ولادت ہوگی بھی، تو جنین کمزور پیدا ہوگا۔ یا مردہ پیدا ہوگا۔ یا بیمار پیدا ہوگا؛ نیز لوگوں میں رمد (آشوب چشم) اور خونی دستوں کی کثرت ہوگی۔ نزلہ کے امراض بھی زیادہ ہونگے؛ علے الخصوص بوڑھوں میں۔ بوڑھوں میں نزلہ گرتا ہے اعصاب پر گرتا ہے، جس سے یہ اکثر اوقات اچانک مرجایا کرتے ہیں۔ کیونکہ نزلی مواد کا ہجوم وحملہ یکایک روح کے بہت سے مسالک (روح کے راستوں) پر ہوتا ہے (جس سے یہ بند ہوجاتے ہیں، اور موت کا باعث بنتے ہیں) +

فان کان الربیع مطیراً جنوبیاً وقد ورد علی شتاء شمالی کثر فی الصیف الحمیات الحادة والرمد ولین الطبیعة واختلاف الدم واکثر ذلك کله من النوازل ولاسیما لفرط البلغم المجتمع شتاءً فی تجاویف باطنه لما حرکه الحر وخصوصاً لاصحاب الامزجة الرطبة مثل النساء ویکثر العفن وحمیاته فان حدث فی صیفهم وقت طلوع الشعری مطر وهبت شمال رجی خیراً وتحللت الامراض

اور اگر ربیع (شمالی ہونے کے بجائے) جنوبی ہو،

اور اس میں بارش ہو، اور یہ شمالی شتاء کے بعد آئے، تو موسم گرما میں حمیات حادہ، رمد اور اسہال (دستوں) کی کثرت ہوگی، اور خون کے دست لاحق ہونگے۔ ان میں سے زیادہ تر امراض نزلہ کی وجہ سے لاحق ہونگے؛ اور اس وجہ سے کہ جو بلغم موسم سرما میں اکٹھا ہوگیا تھا، وہ حرارت سے متحرک ہوکر اندرونی جوفوں میں گرے گا؛ علی الخصوص اُن لوگوں میں۔ جن کے مزاج رطب ہیں، مثلاً عورتیں (اور آرام پسند مرطوب لوگ)، نیز اسوقت عفونت کی۔ اور عفونت کے بخاروں کی کثرت ہوتی ہے + لیکن اگر ان لوگوں کے موسم گرما میں شعریٰ نامی ستارہ کے طلوع کے وقت بارش ہوجائے، اور شمالی ہوا رچلے (جو سرد وخشک ہوتی ہے)؛ تو (حکم سابق کے برعکس) بھلائی کی اُمید کی جاسکتی ہے اور یہ کہ وہ امراض تحلیل ہوجائیں (یعنے

یہ امید کیجا سکتی ہے کہ وہ امراض پیدا ہی نہ ہوں، اور اگر پیدا ہوں، تو وہ تحلیل ہو جائیں) +

یعنی موسم گرما میں جب بارش ہو جائیگی، اور شمالی (سرد) ہوا ر چلے گی، تو موسم گرما کی حدت ٹوٹ جائے گی +

شعریٰ دو ستاروں کا نام ہے، مگر یہاں شعریٰ سے ایک مخصوص ستارہ مراد ہے، جو برج سرطان کے ابتدائی حصے میں واقع ہے۔ جب یہ ستارہ طلوع کریگا، تو موسم میں کافی گرمی ہوگی۔ ایسے وقت میں اگر بارش ہو جائیگی، اور شمالی ہوا چلے گی، تو یقیناً موسم کی حدت ٹوٹ جائے گی، اور مذکورہ امراض غائب ہو جائینگے یا پیدا ہی نہ ہونگے۔ مترجم +

واضرما یکون هذا الفصل انما هو بالنساء والصبیان ومن ینجو منهم یقع الی الربع لاحتراق الاخلاط وترملها والی الاستسقاء بعد الربع بسبب الربع وا وجاع الطحال وضعف الکبد لذلک ویقل ضرره فی المشائخ وبلدان من یخاف علیه التبرید

یہ موسم (یعنی یہ موسم گرما جو ربیع جنوبی کے بعد آتا ہے) زیادہ تر عورتوں اور بچوں کے لئے مضر ہے (کیونکہ بچوں اور عورتوں میں رطوبت زیادہ ہوتی ہے)۔ ان میں سے جو لوگ (امراض عفونیہ سے مقابلہ کرتے ہوئے) موت سے بچ بھی جاتے ہیں، وہ حمائے ربع میں مبتلا ہو جاتے ہیں؛ کیونکہ (صیف کی حرارت سے اور امراض محللہ کی درازی سے) بدن کے اخلاط جل کر خاکستر ہو جاتے ہیں (سوداء بنجاتے ہیں)؛ اور ربع کے بعد یہ لوگ ربع کی وجہ سے استسقاء میں مبتلا ہو جاتے ہیں؛ اور اسی (مذکورہ بالا) وجہ سے اوجاع طحال (طحال کے امراض) اور ضعف جگر میں مبتلا ہو جاتے ہیں + مذکورہ موسم سے بڈھے اور وہ لوگ کم ضرر پاتے ہیں جن میں تبرید پہونچانا خوفناک امر ہے (یعنی جو لوگ اپنے مزاج کی برودت کی وجہ سے تبرید سے تکلیف پاتے ہیں) +

واذا ورد علی صیف یابس شمالی خریف مطیر جنوبی استعدت الابدان لان	اگر صیف خشک اور شمالی ہو (یعنی جس میں شمالی اور ٹھنڈی ہوائیں بکثرت چلی ہوں، اور بارش سے خالی ہو) اور اس کے بعد بارش والی خریف جنوبی وارد ہو، تو اس

تصدع فی الشتاء وتسعل وتخر حلوقها وتسل لانها تعرض لها کثیرا ان تزکم

سال کے جاڑوں میں لوگوں کے اندر درد سر پیدا ہونے کھانسی میں مبتلا ہونے، حلق کے بیٹھ جانے (بحوحت حلق) اور سل میں مبتلا ہوجانے کی استعداد پیدا ہوجائے گی؛ اس لئے کہ لوگوں کو زکام بکثرت ہوگا (اور زکام اور انصباب مادہ کی وجہ سے اخیر کے تین امراض — کھانسی، بحوحت اور سل — پیدا ہوجائینگے) +

وکذلک اذا ورد علی صیف یابس جنوبی خریف مطیر شمالی کثر ایضا فی الشتاء الصداع ثم النزلة والسعال والبحوحة

اسی طرح اگر موسم گرما خشک (بارش سے خالی) اور جنوبی ہو (جنوبی اور گرم ہوائیں اس میں بکثرت چلی ہوں) اور اس کے بعد بارش والی خریف شمالی وارد ہو، تو بھی موسم سرما میں درد سر، پھر نزلہ، کھانسی، اور بحوحت (آواز بیٹھ جانے) کی کثرت ہوگی +

کیونکہ صیف یابس جنوبی بدن میں ضعف پیدا کردیتا ہے، اور برساتی خریف کی وجہ سے بدن میں فضلات جمع ہوجاتے ہیں، اور شمالی ہوائیں جو ٹھنڈی ہوتی ہیں، وہ مواد کو تحلل سے باز رکھتی ہیں، اس لئے موسم سرما میں مذکورہ امراض کی استعداد پیدا ہوجاتی ہے۔ گیلانی +

فان ورد علی صیف جنوبی خریف شمالی کثرت فیه امراض العصر والحقن وقل علمتها

اگر صیف جنوبی پر خریف شمالی وارد ہو، تو خریف میں "امراض عُصر وحقن" کی کثرت ہوجاتی ہے؛ امراض عُصر وحقن کو تم معلوم کرچکے ہو (یعنی نزلہ، کھانسی، بحوحت، سحج، قروح امعاء وغیرہ) +

یعنی اگر صیف اپنی ذاتی طبیعت پر ہو، اور اس میں جنوبی ہوائیں بکثرت چلیں؛ اس کے بعد خریف آئے، جس میں شمالی اور ٹھنڈی ہوائیں چلیں، تو یہ امراض پیدا ہونگے، کیونکہ مذکورہ قسم کے صیف سے بدن میں ضعف زیادہ ہوگا، اور رطوبات کی کثرت ہوجائے گی، اور مذکورہ خریف کی برودت سے مسامات بدن بند ہوجائینگے، اور یہ رطوبات اندر ہی بند ہوجائیں گی۔ گیلانی +

واذا تطابق الصیف والخریف فی کونهما جنوبیین رطبین کثرت الرطوبات فاذا

اگر صیف اور خریف دونوں جنوبی ہوں (دونوں میں جنوبی ہوا چلے۔ اور دونوں گرم ہوں) اور دونوں رطب ہوں (یعنی دونوں میں بارشیں ہوں) تو ان میں رطوبات کی

جاء الشتاء جاءت امراض العصر المذكورة ولا يبعد ان يؤدي الاحتقان وارتكام المواد لكثرتها وفقدان المنافس الى امراض عفنية ولم تخل الشتاء عن ان يكون ممرضا لمصادفته موادا ردية محتقنة كثيرة

کی کثرت ہو گی؛ پھر جب ان کے بعد موسم سرما آئے گا، تو وہی مذکورہ "امراض عصر" پیدا ہو جائیں گے۔ اور یہ بھی کوئی بعید بات نہیں کہ مادہ کی کثرت کی وجہ سے چونکہ احتقان (مواد کی گھٹن) اور ازدحام ہوگا، اور منافس (نسیم کے راستے) بند ہو جائیں گے، اس لئے امراض عفونیہ پیدا ہو جائیں + ایسے دو موسموں کے بعد جو شتاء آئیگی، وہ امراض کی کثرت سے خالی نہ ہو گی۔ کیونکہ اس موسم میں ردی اور محتقن (بند اور گھٹے ہوئے) مواد کی کثرت ہو گی +

واذا كانا معا يابسين شماليين انتفع من يشكو الرطوبة والنساء وغيرهم يعرض لهم الرمد اليابس ونزلة مزمنة وحميات حادة والماليخوليا والشتاء البارد المطير يحدث حرقة البول

اور اگر دونوں موسم (صیف اور خریف) خشک اور شمالی ہوں، تو جو لوگ رطوبت کی شکایت کیا کرتے ہیں (مرطوب المزاج ہیں)، انہیں اور عورتوں کو (ایسے موسم سے) فائدہ پہونچے گا۔ اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کو (خریف میں) رمد یابس، نزلہ مزمنہ، حمیات حادّہ، اور مالنخولیا عارض ہوگا۔ (صیف اور خریف یابس کے بعد) شتاء بارد میں، بشرطیکہ اس کے اندر بارش ہو، حرقۃ البول (سوزش پیشاب) لاحق ہو جاتی ہے +

یعنی صیف اور خریف یابس سے مواد میں حدت پیدا ہو جاتی ہے، اور شتاء بارد میں جب بارش ہوتی ہے، تو پیشاب کی کثرت ہو جاتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جب مواد حادّہ کثرت سے گذرینگے، تو سوزش پیدا ہو ہی جائے گی۔ گیلانی +

فاذا اشتدت حرارة الصيف ويبوسته حدثت خوانيق قتالة وغير قتالة ومنفجرة وغير منفجرة والمنفجرة تكون داخلا وخارجا وحدث عسر البول

جب موسم گرما کی حرارت و یبوست شدید ہو جاتی ہے (خواہ اسکا ورود ربیع شمالی کے بعد ہو، یا ربیع جنوبی کے بعد)، تو مہلک اور غیر مہلک اور پھوٹنے والے اور نہ پھوٹنے والے خناق (خوانیق منفجرہ و غیر منفجرہ) پیدا ہوتے ہیں۔ پھر پھوٹنے والے خناق گاہے اندر پھوٹتے ہیں؛

وحصبة وحميقا وجدري	اور گاہے باہر. نیز اس میں عسر البول (پیشاب کی دشواری)
سليمات ورمد ونساد دم وكرب	اور سلیم قسم کے (کم خطرناک) حصبہ (کھسرہ) حُمیقا (موتیا سیتلا)
واحتباس طمث ونفث	اور چیچک عارض ہوتے ہیں. علی ہذا اس میں رمد، فساد خون
	کرب (بے چینی)، احتباس حیض، اور نفث الدم (براہ دہن
	خون خارج ہونا) پیدا ہوتے ہیں +
والشتاء اليابس اذا كان ربيعه	شتاء یابس کے ساتھ اگر ربیع بھی یابس ہو جائے
يابسا فهو ردی	تو یہ ردی ہے (کیونکہ دونوں موسم اپنے طبعی مزاج سے
	خارج ہو گئے) +
والوباء يفسد الاشجار والنبات	وبار چونکہ درختوں اور نباتات کو بھی فاسد کر دیتی ہے
فتفسد متعلفاتها من الماشية	اسلئے ان درختوں اور نباتات کے چرنے چگنے والے جانوروں
وتفسد آكليهما من الناس	میں بھی فساد لاحق ہو جاتا ہے، اور ان دونوں (نباتات و
	حیوانات) کے کھانے والے انسان بھی اس فساد میں شریک
	ہو جاتے ہیں +

الفصل الثامن فی تاثیرات التغیرات الهوائیة الغریبة التی لیست بمضادة للمجری الطبیعی جدًا

آٹھویں فصل ہوا کے اُن تغیرات کی تاثیر جو مجرائے طبعی کے بہت زیادہ مضاد نہ ہوں

(یعنی ہوا کے وہ تغیرات جو زندگی کے دشمن نہوں، جس طرح وبائی تغیرات دشمنِ زندگی ہیں) +

ويجب ان نستكمل الآن القول فی سائر	اب یہ ضروری ہے کہ ہم ہوا کے اُن تمام باقیماندہ
التغيرات الغير الطبيعية للهواء ولا	غیر طبعی تغیرات کے بیان کو مکمل کریں جو طبیعت کے لئے مضاد
المضادة للطبيعة التی تعرض بحسب	نہ ہوں، خواہ وہ آسمانی امور کی وجہ سے لاحق ہوں، یا زمینی
امور سماوية وامور ارضية فقد اومانا	امور کی وجہ سے؛ کیونکہ موسموں کے بیان میں (ضمناً) اس قسم
الی كثير منها فی ذكر الفصول	کے بہت سے تغیرات کی طرف ہم نے اشارہ کر دیا ہے +
فاما التاثيرات التابعة للامور	چنانچہ وہ تغیرات جو آسمانی امور کے تابع ہوا

السماویة نمثل ما یعرض بسبب الکواکب فانها تارة یجتمع کثیر من الدراری منها فی حیز واحد ویجتمع مع الشمس فیوجب ذلک افراط التسخن فیما یسامته من الرؤس اوتقارب منه وتارة یتباعد عن سمت الراس بعدًا کثیرًا فینقص من التسخین ولیس تاثیر المسامتة فی التسخین کتاثیر دوام المسامتة او المقاربة	کرتے ہیں، وہ مثلاً اس قسم کے ہیں جو ستاروں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ گاہے بہت سے بڑے اور روشن ستارے (دراری) ایک جگہ اکٹھے ہوجاتے ہیں؛ پھر ستارے آفتاب کے ساتھ جمع ہوجاتے ہیں؛ چنانچہ جن مقامات میں یہ سروں کی سیدھ میں یا سیدھ کے قریب (یہ ستارے اور آفتاب) آجاتے ہیں، وہاں سخت گرمی ہوجاتی ہے۔ اور گاہے یہ ستارے سر کی سیدھ سے (سمت الراس سے) بہت ہٹ جاتے ہیں، جس سے گرمی کم ہوجاتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ صرف سیدھ میں آجانا تسخین کے لئے مؤثر نہیں ہوسکتا، جب تک کہ یہ مسامتت یا قرب مسامتت ایک عرصہ تک قائم نہ رہے ÷

یہ ظاہر ہے کہ اگر آفتاب اور دوسرے ستارے سر کی سیدھ میں آکر فوراً ہٹ جائیں، تو ہرگز گرمی نہ پیدا ہوگی، جب تک کہ کچھ عرصہ تک یہ سر کے سیدھ میں قائم نہ رہیں ÷

واما الامور الارضیة فبعضها بسبب عروض البلاد وبعضها بسبب ارتفاع بقعة من البلاد وانخفاضها وبعضها بسبب الجبال وبعضها بسبب البحار وبعضها بسبب الریاح وبعضها بسبب التربة	امور ارضیہ (یعنی وہ تغیرات جو زمینی امور کی وجہ سے عارض ہوتے ہیں) ان میں سے **بعض** تغیرات عرض البلد کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں؛ **بعض** تغیرات اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ زمین کا کوئی خاص بقعہ (حصہ) بلند ہے، یا پست ہے؛ **بعض** تغیرات پہاڑوں کی وجہ سے ہوتے ہیں؛ **بعض** تغیرات سمندروں کی وجہ سے ہوتے ہیں؛ **بعض** تغیرات ریاح یعنی مختلف سمت کی ہواؤں کی وجہ سے ہوتے ہیں؛ **بعض** تغیرات تُربت (مٹی یا زمین کی نوعیت) کی وجہ سے ہوتے ہیں؛

عرض البلد اس خط کا نام ہے جو کسی شہر سے خط استوار تک آڑے طور پر کھینچا جائے؛ یا اُس مسافت کا نام ہے جو کسی شہر اور خط استوار کے درمیان ہو؛ یعنی خط استوار سے جو ملک کسی قدر یا زیادہ فاصلہ

لہ ایسے اجتماع کی مؤثر صورت مریخ میں پائی جاتی ہے بسوائے مریخ کے تسخین زمین میں دوسرے ستاروں کو زیادہ دخل نہیں ہے۔ کیونکہ بعض ستاروں کی شعاع کو بارد کہا جاتا ہے اور بعض کو معتدل ÷

پر واقع ہے، اُس کے اس درمیانی فاصلہ کا نام "عرض البلد" ہے۔ یا بالفاظ دیگر اُس فاصلہ کا نام ہے جو کسی مقام کے سمت الراس (سر کی سیدھ) اور معدل النہار کے درمیان ہے +

فاما الکائن بسبب العروض فان کل بلد یقارب مدار راس السرطان فی الشمال او مدار راس الجدی فی الجنوب فھو اسخن صیفا من الذی یبعد عنہ الی خط الاستواء والی الشمال

چنانچہ عرض البلد کے تغیرات کی وضاحت یہ ہے کہ جو شہر (یا جو ملک) شمال میں راس سرطان کے مدار کے قریب واقع ہے؛ یا جنوب میں راس جدی کے مدار کے قریب واقع ہے، اُس کا موسم گرما اُن ملکوں سے زیادہ گرم ہوگا جو ان مداروں سے خط استوار کی طرف، یا شمال کی طرف (یا جنوب کی طرف) ہٹے ہوئے ہیں +

"راس سرطان" برج سرطان کی ابتدا، جہاں دائرۂ منطقۃ البروج دائرہ معدل النہار سے بجانب شمال (۲۳°) درجہ دور ہے، جسکو انقلاب صیفی کہا جاتا ہے +

"راس جدی" سے مراد برج جدی کی ابتدا ہے، جہاں دائرہ منطقۃ البروج دائرہ معدل النہار سے (۲۳°) درجہ بجانب جنوب دور ہے، اور جسکو انقلاب شتوی کہا جاتا ہے، کیونکہ جب وہاں آفتاب پہونچتا ہے، تو ہم لوگوں کے لئے یعنی شمال کے باشندوں کے لئے موسم سرما ہوتا ہے، اور آفتاب ہمارے سمت الراس سے بجانب جنوب بہت دور چلا جاتا ہے +

مدار: آفتاب روزانہ کسی برج کا ایک درجہ طے کرتا ہے۔ جس نقطہ پر آفتاب روزانہ پہونچتا ہے، اگر اسی نقطہ پر ایک دائرہ کھینچ دیا جائے، جو معدل النہار کی سیدھ میں رہے، اسپر تقاطع نہ کرے، تو اسے مدار کہتے ہیں۔ کیونکہ اس نقطہ پر آفتاب گھومتا ہے +

شیخ کی عبارت کا مدعا یہ ہے کہ جو شہر خط استوار سے بجانب شمال یا بجانب جنوب ساڑھے تئیس درجہ کے فاصلہ پر واقع ہے، یا اس کے آس پاس ہے، وہاں کا موسم گرما بہت ہی سخت گرم ہوگا۔ اس کے برعکس خط استوار والوں کا موسم گرما، اور اُن لوگوں کا موسم گرما زیادہ سخت نہ ہوگا، جو مذکورہ مقام سے شمال یا جنوب کی طرف ہٹے ہوئے ہونگے۔ راس سرطان یا ابتدائے برج سرطان میں جب آفتاب پہونچتا ہے، تو ہم لوگوں کے لئے: یعنی شمال والوں کے لئے موسم گرما ہوتا ہے؛ اور جب راس جدی میں پہونچتا ہے، تو جنوب والوں کے لئے (یعنی جو لوگ خط استوار سے بجانب جنوب واقع ہیں، ان کے لئے) موسم گرما ہوتا ہے، اور ہم لوگوں کے لئے موسم سرما +

ویجب ان یصدق قول من یری

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ دائرہ معدل النہار کے نیچے

ان البقعة التی تحت دائرة معدل النهار قریبة الی الاعتدال وذلك لان السبب السماوی المسخن هناك هو سبب واحد وهو مسامتة الشمس للراس وهذه المسامتة وحدها لا تؤثر كثیرا بل انما تؤثر مداومة المسامتة

کی سرزمین (زمین خط استوار) اعتدال سے قریب ہوتی ہے، ان کے اس قول کو صحیح ماننا (اور اسکی تصدیق کرنا) ضروری ہے + اسکی وجہ یہ ہے کہ گرم کرنے والا آسمانی سبب (سبب مسخن سماوی) وہاں یعنی خط استوار کے مقام میں محض ایک ہے، یعنی آفتاب کا سمت الراس پر ہونا؛ اور یہ ظاہر ہے کہ تنہا آفتاب کا سمت الراس پہ ہونا اتنا مؤثر نہیں ہوتا، جتنا کہ آفتاب کا دیر تک سمت الراس پہ قائم رہنا اثر کرتا ہے (یعنی گرمی وہاں زیادہ ہوگی، جہاں آفتاب سر کے سیدھ میں بھی ہو، اور وہ ایک مدت تک سمت الراس پہ قائم بھی رہے۔ یہ صورت نہ ہو کہ سمت الراس پہ آکر جلد ٹل جائے) +

ولهذا ما یكون الحر بعد الصلوة الوسطى اشد منه فی وقت استواء النهار ولهذا یكون الحر والشمس فی اٰخر السرطان واوائل الاسد اشد منه اذا كانت الشمس فی غایة المیل

یہی وجہ ہے کہ گرمی بمقابلہ ٹھیک دوپہر کے ظہر کی نماز کے بعد (سہ پہر کے وقت، جبکہ دن کا چوتھائی حصہ باقی رہ جاتا ہے) زیادہ ہوتی ہے + اور یہی وجہ ہے کہ جب آفتاب برج سرطان کے آخر میں، اور برج اسد کے اوائل میں ہوتا ہے تو (موسم گرما میں) گرمی زیادہ ہوتی ہے بمقابلہ اس کے کہ آفتاب غایت میل (میل کلی) میں ہو (حالانکہ آفتاب جب میل کلی پہ یا برج سرطان کے شروع میں ہوتا ہے، تو ہم لوگوں کے سروں سے بہت قریب ہوتا ہے) +

ولهذا یكون الشمس اذا انصرفت عن رأس السرطان الی حد ما هو دونه فی المیل اشد تسخینًا منها اذا كانت فی مثل ذلك الحد من المیل ولم یبلغ بعد رأس السرطان

اور یہی وجہ ہے کہ جب آفتاب راس سرطان (ابتدا سرطان) سے آگے بڑھکر کسی حد پر پہونچ جاتا ہے، جہاں میل راس سرطان سے یا میل کلی سے کم ہوتا ہے، تو اس وقت گرمی بہت زیادہ ہوتی ہے، حالانکہ اگر آفتاب راس سرطان تک پہونچنے سے پہلے اتنے ہی میل پہ ہو تو اتنی گرمی نہیں ہوتی ہے (حالانکہ دونوں مقام پہ سمت الراس سے آفتاب کا فاصلہ ایک جیسا ہوگا۔ یعنی برج سرطان کے

سرے پر فاصلہ سب سے زیادہ ہے ؛ اس سے پہلے اور اس کے بعد جن دو برابر کے مقامات پر مثلاً برج جوزا اور برج اسد کے شروع میں آفتاب کو فرض کیا جائے، تو ہمارے سمت الراس سے آفتاب دونوں جگہ برابر رہیگا، حالانکہ راس سرطان سے قبل والے مقام پر گرمی کم ہوگی، اور راس سرطان کے بعد والے مقام پر گرمی بہت زیادہ ہوگی) +

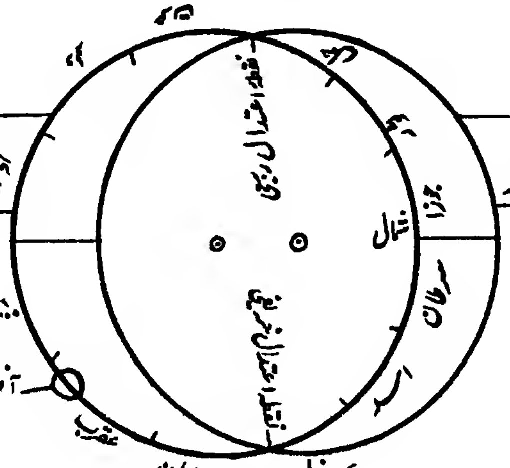

مُعَدِّلُ النَّہَارُ نویں آسمان کا دائرہ ہے، جو ٹھیک پورب پچھم واقع ہے۔ یہ درحقیقت زمین کے درمیانی دائرہ یا خط استوا کی سیدھ میں آسمان پر فرض کیا جاتا ہے۔ آفتاب اس دائرہ پر نہیں گھومتا ہے ؛ بلکہ آفتاب کی گردش کا دائرہ اور ہے۔ اگر آفتاب معدل النہار نامی دائرہ پر گھوما کرتا، تو سردی اور گرمی کے موسموں میں آفتاب سمت الراس سے ایک جیسے فاصلہ پر رہا کرتا۔ حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے۔ الغرض آفتاب جس دائرہ پر گھومتا ہے، وہ بمقابلہ دائرہ معدل النہار کے ترچھا ہے۔ اسکا نصف حصہ شمال کیجانب واقع ہے، اور نصف حصہ جنوب کی جانب۔ چنانچہ جو لوگ خط استوار پر رہتے ہیں، وہاں آفتاب کبھی انکے سر سے شمال کی جانب چلا جاتا ہے، اور کبھی جنوب کی جانب، اور سال میں دو مرتبہ ان کے سروں کے سیدھ (سمت الراس) میں آجایا کرتا ہے۔ الغرض آفتاب جس دائرہ پر گھومتا ہے، اُسے **مِنْطَقَۃُ الْبُرُوْج** کہتے ہیں۔ ان دونوں دائروں کو اگر ایک کرہ پر فرض کر کے کھینچا جائے، تو دائرہ معدل النہار اس کرہ کے ٹھیک وسط میں پورب پچھم رہیگا۔ اور دائرہ منطقۃ البروج اس دائرہ سے ترچھے طور پر دو مقام میں ملے گا۔

ان دونوں مقاماتِ اتصال کو نقطۂ اعتدال (ربیعی وخریفی) کہا کرتے ہیں. اسی کو آگے چلکر شیخ نے عُقدَتَین (اگرہیں) کہا ہے۔ ان دونوں دائروں کے درمیاں کے فاصلہ کو مَیل کہا جاتا ہے، اور جہاں فاصلہ سب سے زیادہ ہے، اسے مَیل کلی کہا جاتا ہے. میل کلی دو ہیں؛ ایک برج سرطان کے سرے پر، اور دوسرا برج جدی کے سرے پر. بُرُوج کیا ہیں؟ حقیقت میں دائرہ منطقۃ البروج کے بارہ حصے ہیں، جن کے خاص خاص نام ہیں. ہر برج میں آفتاب ایک مہینہ رہتا ہے۔ اور بارہ مہینے میں سارے برجوں میں گھوم جاتا ہے. ہر برج کو تیس حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے، اور ہر حصہ کو درجہ کہا جاتا ہے. پھر ہر درجہ میں ساٹھ دقیقے ہوتے ہیں، اور ہر دقیقہ میں ساٹھ ثانیہ +

والبقعة المصاقبة لخط الاستواء انما تسامت فيها الشمس الراس اياما قليلة ثم تتباعد بسرعة لان تزايد اجزاء الميل عند العقدتين اعظم كثيرا فاحشا من تزايدها عند المنقلبتين بل ربما لم يؤثر عند المنقلبتين حركة ايام ثلثة او اربعة او اكثر منها اثرًا محسوسًا

وہ حصۂ زمین جو خط استوار کے قریب واقع ہے اس میں آفتاب سر کے سیدھ میں ضرور آتا ہے، مگر وہ محض چند روز تک سیدھ میں قائم رہتا ہے. پھر وہ جلد ہی سر کی سیدھ سے (سمت الراس سے) دور ہو جاتا ہے. کیونکہ مَیل کے اجزار کی زیادتی (بڑھوتری) دونوں عُقدوں (دونوں نقطۂ اعتدال) کے پاس نمایاں طور پر بہت بڑی ہوا کرتی ہے، اور اس کے برعکس دونوں منقلب (دونوں نقطۂ انقلاب) کے پاس میل کے اجزار کی زیادتی بہت ہی کم ہوا کرتی ہے. بلکہ بسا اوقات دونوں منقلب کے پاس تین چار روز کی حرکت یا اس سے زیادہ دنوں کی حرکت بھی کوئی نمایاں اثر ظاہر نہیں کرتی +

یہ تمکو معلوم ہوچکا ہے کہ منطقۃ البروج دائرہ معدل النہار سے دو مقامات پر ملتا ہے. اس ملاپ کے مقام کو نقطۂ اعتدال (عُقدہ) کہا جاتا ہے. کیونکہ آفتاب جب اپنی مخصوص حرکت سے برجوں کو طے کرتا ہوا اس ملاپ کے نقطہ پر پہونچتا ہے. تو دن رات برابر ہو جاتے ہیں (اعتدال - برابر ہونا) + جب آفتاب نقطۂ اعتدال پر پہونچتا ہے، تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر وہ اس نقطہ سے آگے بڑھکر شمال کے جانب آجاتا ہے، تو اس نقطہ کو نقطہ اعتدال ربیعی کہتے ہیں. اسی نقطہ سے برج حمل شروع ہوتا ہے. (۲) اور اگر اس نقطہ سے گذر کر جنوب کی جانب آجاتا ہے، تو اس کو نقطۂ اعتدال خریفی. اس نقطہ سے برج میزان شروع ہوتا ہے. نقطہ اعتدال ربیعی پر جب آفتاب پہونچتا ہے، تو موسم

ربیع کا آغاز ہوتا ہے، اور جب نقطہ اعتدال خریفی پہ پہونچتا ہے تو خریف کا آغاز ہوتا ہے +

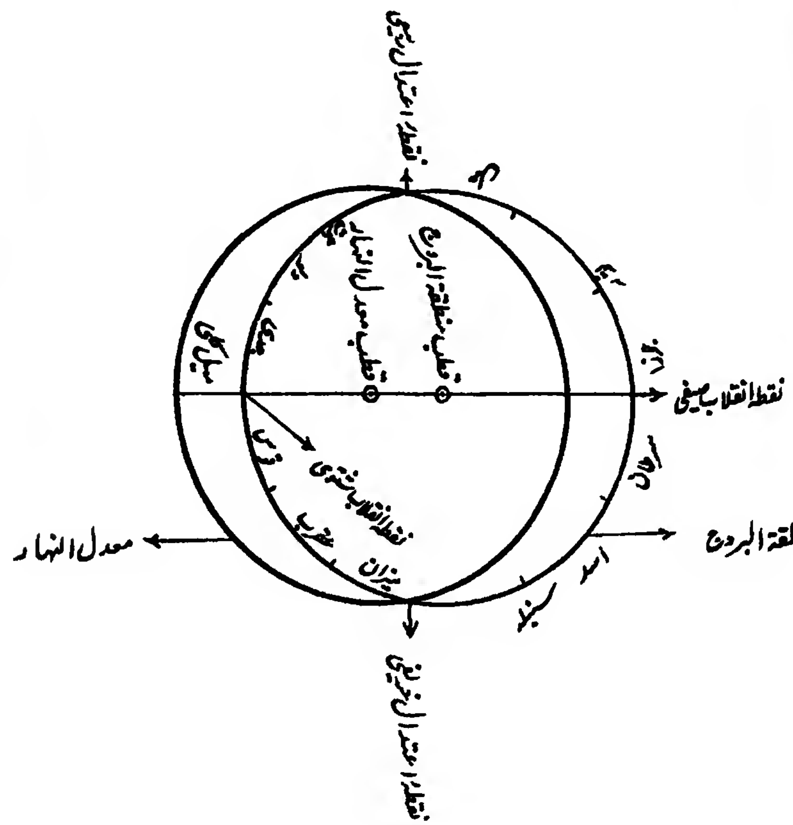

یہ تمھیں معلوم ہو چکا ہے کہ مَیل اُس فاصلہ کا نام ہے جو دائرہ معدل النہار اور منطقۃ البروج کے مابین واقع ہے۔ تصویر میں تم دیکھ رہے ہو کہ یہ فاصلہ دونوں طرف نقطہ اعتدال کے پاس کم اور درمیان میں زیادہ ہے، جسکو مَیل کلی کہا جاتا ہے۔ اگر ایک دائرہ آڑے طور پر ایسا کھینچا جائے، جو دونوں طرف کے میل کلی پہ گذرتا ہوا جائے، تو یقیناً منطقۃ البروج سے دو مقام پہ ملیگا۔ ایک شمال کی طرف، اور دوسرے جنوب کی طرف۔ اسی مقام کو نقطہ انقلاب کہا جاتا ہے۔ یہاں منطقۃ البروج کا فاصلہ معدل النہار سے ساڑھے تئیس درجہ بتایا جاتا ہے۔ بشرطیکہ پورے دائرہ کو تین سو ساٹھ درجوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ چنانچہ جو نقطہ معدل النہار سے شمال کی طرف واقع ہے، اسے نقطۂ انقلاب صیفی کہا جاتا ہے (صیف یہ موسم گرما) اور جو نقطہ معدل النہار سے جنوب کی طرف واقع ہے، اُسے نقطۂ انقلاب شتوی کہا جاتا ہے،

(شتا ر = موسم سرما) کیونکہ انقلاب صیفی پر جب آفتاب پہونچتا ہے، تو موسم گرما کا آغاز ہوتا ہے ، اور جب انقلاب شتوی پر پہونچتا ہے، تو موسم سرما کا آغاز ہوتا ہے۔ نقطہ انقلاب صیفی پر برج جوزا ختم ، اور برج سرطان شروع ہوتا ہے ؛ اور انقلاب شتوی پر برج قوس ختم اور برج جدی شروع ہوتا ہے ۔

اب یہ معلوم ہونا چاہئے کہ درمیانی فاصلہ یا میل دونوں نقطۂ اعتدال سے شروع ہوتا ہے ، اور دونوں انقلاب تک (یا میل کلی تک) بڑھتا چلا جاتا ہے۔ پھر وہ نقطہ انقلاب سے نقطہ اعتدال تک برابر گھٹتا چلا جاتا ہے۔ لیکن یہ فاصلہ یا میل نقطہ اعتدال سے انقلاب تک اگرچہ بڑھتا چلا جاتا ہے، مگر یہ بڑھوتری شروع سے آخر تک یکساں اور برابر نہیں ہے ، بلکہ کمی کی صورت میں ہے۔ یعنی یہ صورت نہیں ہے کہ اگر آفتاب نقطۂ اعتدال سے تیس درجہ طے کرنے پر معدل النہار سے بارہ درجہ دور ہو جاتا ہے، تو تیس درجہ اور طے کرنے پر اُس سے چوبیس درجہ دور ہو جائے ۔ بلکہ اگر برج حمل کے اختتام پر منطقۃ البروج کا فاصلہ معدل النہار سے بارہ درجہ ہے تو برج ثور کے اختتام پر بیس درجہ ، اور برج جوزا کے اختتام پر ساڑھے تئیس درجہ ۔

اس سے ثابت ہوا کہ آفتاب جب نقطۂ اعتدال سے چلا ، اور پہلے برج کو طے کیا، تو معدل النہار سے بارہ درجہ ہٹ گیا ، اور اس کے بعد جب اُس نے دوسرے برج کو (ثور کو) طے کیا، تو محض آٹھ درجے ہٹا ، اور جب اُس نے تیسرے برج کو (جوزا کو) طے کیا، تو محض ساڑھے تین درجہ ہٹا۔ اس سے ثابت ہوا کہ نقطۂ اعتدال سے نقطہ انقلاب تک میل اگرچہ بڑھتا جاتا ہے، مگر اس کی بڑھوتری گھاٹے اور کمی کی صورت میں ہے۔ اور یہ کہ نقطۂ اعتدال کے پاس وہ بہت زیادتی اور تیزی کے ساتھ معدل النہار سے ہٹتا ہے ، اور انقلاب کے پاس بہت کمی اور سستی کے ساتھ۔ چنانچہ نقطۂ اعتدال کے پاس آفتاب جب محض ایک درجہ طے کرتا ہے، تو وہ معدل النہار سے پچیس دقیقہ دور ہو جاتا ہے ، اور جب میل کلی (یعنی اول سرطان) کے پاس ایک درجہ طے کرتا ہے ، تو وہ معدل سے محض ایک دقیقہ سے کچھ زیادہ ہٹتا ہے۔ اسی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ "جب آفتاب نقطۂ اعتدال سے منتقل ہوتا ہے، تو اسکی حرکت میل میں بہت ہی تیز ہوا کرتی ہے اور جب وہ انقلاب کے پاس ہوتا ہے، تو اسکی حرکت اس بارہ میں بہت ہی سست ہوا کرتی ہے"۔

چنانچہ جو لوگ دائرہ معدل النہار کے نیچے یعنی خط استوا پر رہتے ہیں، اور آفتاب نقطۂ اعتدال پر پہونچتا ہے، تو گو آفتاب اس وقت ان کے سر پر ہوتا ہے، مگر وہ جلد ہی ان کے سروں سے ہٹ بھی جاتا ہے زیادہ دنوں تک ان کے سروں کے سیدھ میں نہیں رہتا۔ اس کے برعکس جو لوگ میل کلی کے محاذ اور مدار کے رہنے والے ہیں، ان کے سروں پر جب آفتاب پہونچتا ہے ، تو ایسا معلوم ہوتا ہے، گویا آفتاب ان کے سروں پر کھڑا ہے ، اور کتنے دن گذرنے پر بھی ان کے سروں سے نہیں ٹلتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے عرض البلد

کی سرزمین بہت ہی گرم ہوتی ہے۔

ثم ان الشمس لتبقی هنالك فی حیز متقارب مدة مدیدة فتمعن فی الاسخان فیجب ان یعتقد من هذا ان البلاد التی عروضها متقاربة للمیل کله هی اسخن البلاد وبعدها مایکون بعده عنه فی الجانبین القطبیین مقارنا لخمس عشرة درجة

پھر (اسکی توضیح اس طرح ہے کہ) آفتاب وہاں (نقطۂ انقلاب کے پاس) تقریبًا ایک ہی مقام میں ایک مدت مدید تک رہتا ہے (یعنی تقریبًا دو ماہ تک)؛ اس لئے گرمی لامحالہ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ جن شہروں کا عرض البلد سارے میل (میل کلی) کے قریب ہے، وہ تمام شہروں سے زیادہ گرم ہیں۔ اسکے بعد (گرمی میں) اُن شہروں کا درجہ ہے جو میل کلی سے دونوں قطب کی طرف (قطب والے جانب، یعنی شمالاً و جنوباً) تقریبًا پندرہ درجہ تک دور ہوں۔

یعنی جو شہر نقطۂ میل کلی سے، یا راس سرطان کے مدار سے شمال اور جنوب کی طرف تقریبًا پندرہ درجہ تک دور ہوں، وہ اُن شہروں کے بعد گرم ہیں: یعنی ان شہروں کی گرمی پندرہ درجہ دوری تک قائم رہیگی۔ اسکے بعد والے شہر معتدل یا بارد رہینگے، گرم نہ ہونگے۔ میل کلی سے جو شہر پندرہ درجہ کے فاصلہ پر ہوگا، وہ خط استوار سے شمال کی طرف ۳۸ یا ۳۹ درجہ کے عرض البلد پر واقع ہوگا، جو اقلیم چہارم کا وسط ہے۔ اور اقلیم چہارم کے وسط کو معتدل کہا گیا ہے۔ اسکے بعد کے اقالیم یقینًا بارد شمار کئے جائینگے، مثلاً اقلیم پنجم و ششم وغیرہ۔

ولا یکون الحر فی خط الاستواء بذلك المفرط الذی توجبه المسامتة فی قرب مدار راس السرطان فی المعمورة لکن البرد فی البلاد المتباعدة عن هذا المدار الی الشمال اکثر

مگر خط استوار میں اتنی زیادہ گرمی نہیں ہوتی ہے، جتنی کہ راس سرطان کے مدار کے قریب (میل کلی کے عرض کے قریب) آفتاب کی سامتت (سر کے سیدھ میں آجانے) سے معمورہ[1] میں یعنی زمین کے آباد حصے میں پیدا ہوا کرتی ہے۔ لیکن جو شہر اس مدار سے (مدار راس سرطان سے، یا میل کلی سے) شمال کی طرف ہٹے ہوئے ہیں، وہ اس کے مقابلہ میں بارد ہیں۔

اور شمال کی طرف جتنی مسافت بڑھتی چلی گئی ہے، اتنی ہی برودت کی زیادتی ہوتی چلی گئی ہے، یہاں تک کہ ترسٹھ درجہ کے عرض البلد پر تولی نامی ایک جزیرہ ہے، جہاں کے باشندے حماموں میں رہتے ہیں۔

[1] "معمورہ"، زمین کا آباد حصہ، جو خط استوار سے شمال میں واقع ہے، اور جسکو "ربع مسکون" (چوتھائی آباد) کہتے ہیں۔

(آملی) اسی طرح یہ بردودت عرض البلد کی زیادتی کے ... بالکل ... [illegible]
عرض البلد پر یک سال محض یک دن اور ایک رات کا ہوتا ہے ... [illegible]
چھ ماہ روپوش رہتا ہے ، ... دائرہ افق کے آس پاس چکر لگایا کرتا ہے ۔

فهذا ما يوجبه عتبار عروض المساكن على انها في سائر الاحوال متشابهة

(گرمی سردی کے) یہ احکام جو ہم نے بیان کئے ہیں ، وہ آبادیوں کے عرض کے (عرض البلد کے ذاتی) اثرات ہیں ، اور یہ اس امر پر مبنی ہیں کہ دوسرے حالات ہموار اور یکساں ہوں (اگر دوسرے خارجی حالات متغیر ہو گئے ، تو ان احکام میں بھی تغیر پیدا ہو جائیگا) ۔

واما الكائن بحسب وضع البلد في نجد من الارض او غور فان الموضوع في الغور سخن ابداً والمرتفع العالى مكانه ابرد ابداً فان ما يقرب من الارض من الجو الذى نحن فيه اسخن لاشتداد شعاع الشمس بقرب الارض وما يبعد عنه الى حد ما هو ابرد والسبب فيه مبيّن في الجزء الطبيعى من الفلسفة

زمین کی بلندی و پستی کے تغیرات

رہے وہ تغیرات جو زمین کی وضع یعنی بلندی و پستی سے وابستہ ہیں ، تو وہ اس طرح ہیں کہ جو شہر پستی میں واقع ہیں ، وہ ہمیشہ گرم رہتے ہیں (خواہ سرما ہو ، یا گرما ؛ یعنی ان کا گرما اور ان کا سرما دوسرے متصل شہروں کے گرما اور سرما سے زیادہ گرم ہوگا) ۔ اور جو شہر اونچے اور بلند ہیں ، وہ ہمیشہ ٹھنڈے رہتے ہیں (چنانچہ جو شہر بلند پہاڑوں پر آباد ہیں ، مثلاً نینی تال ، منصوری ، شملہ وغیرہ وہ کم و بیش بلندی کے لحاظ سے ٹھنڈے ہیں) ۔ کیونکہ جس فضاء (جَوّ) میں ہم لوگ رہتے ہیں ، وہ زمین سے جس قدر نزدیک تر ہوگی ، اُسی قدر وہ زیادہ گرم ہوگی ؛ اس لئے کہ آفتاب کی شعاعیں زمین کے قریب (ہموار زمین کے قریب) شدید ہوا کرتی ہیں ، اسکے بعد جتنی وہ قُرب زمین سے دور ہوتی جاتی ہیں اُسی قدر وہ (بخارات وغیرہ سے ملکر) ٹھنڈی ہوتی چلی جاتی ہیں ؛ جسکی وجہ اور علت فلسفہ کے حصہ طبعیات میں بیان کی گئی ہے ۔

چنانچہ بلند مقامات کے شہروں میں جو ہوائیں آیا کرتی ہیں ، وہ دو سرے شہروں کی بلندی اور پہاڑ کے بلند طبقہ سے آیا کرتی ہیں ، اس لئے وہ ٹھنڈی ہوتی ہیں ۔ الغرض طبقہ ہوا زمین سے جس قدر بلند ہوتا چلا جاتا ہے ، اُسی قدر وہ ٹھنڈا

ہوتا چلا جاتا ہے، حتی کہ اسکا ایک طبقہ وہ ہے، جہاں ابر بنتے ہیں، اور جسکو طبقۂ زمہریر کہا جاتا ہے
ہوا کے چار طبقات بیان کئے جاتے ہیں:- (۱) زمین کے قریب کا طبقہ، جو اور طبقوں کے مقابلہ میں اعتدال کے قریب ہے۔ (۲) اسکے بعد والا ٹھنڈا طبقہ طبقۂ زمہریر جہاں تک بخارات صعود کرتے ہیں (۳) اسکے بعد خالص ہوا کا طبقہ۔ (۴) ایک رقیق طبقہ جو تیسرے طبقہ کے بعد فرض کیا جاتا ہے، اور جہاں تک دُخان (دھواں) صعود کرتا ہے۔ (جمہور اطباء) +

وإذا كان الغور مع ذلك كالهوّة كان أشد حصراً للشعاع وأسخن

اور اگر زمین اس کے ساتھ گڑھے کے مانند بہت ہی گہری ہو، تو وہ شعاعوں کو زیادہ گھیرے گی، اور زیادہ گرم ہوگی +

چنانچہ خاص قسم کے مقعر آئینے ہوتے ہیں، جن کی شعاعیں وسط میں جمع ہو جاتی ہیں، اور اکٹھی ہو کر جس چیز پر پڑتی ہیں، اُنہیں جلا دیتی ہیں؛ ایسے آئینوں کو مرایا محرقۃ (جلانے والے آئینے) کہا جاتا ہے۔ اسی طرح جو شہر گڑھے کے مانند گہرا ہوگا، اُسکی شعاعیں گھر کر شہر ہی کے اندر جمع ہونگی، اور وہاں گرمی کی حدت زیادہ ہو جائیگی۔ علامہ گیلانی +

وأما الكائن بسبب الجبال فما كان الجبال فيه بمعنى المستقر فهو داخل في القسم الذي بيناه وما كان الجبل فيه بمعنى المجاور فهو الذي نريد أن نتكلم الآن فيه

پہاڑوں کی وجہ سے ہوا کے تغیرات

ہوا کے وہ تغیرات جو پہاڑوں کی وجہ سے لاحق ہوتے ہیں، تو اگر پہاڑ سے مراد یہ ہو کہ اُسی کے اوپر آبادی ہو، تو یہ اُس قسم میں داخل ہے جسکا ابھی ذکر کیا گیا ہے (یعنی ایسا پہاڑ بلند سرزمین میں شمار کیا جائیگا، جو ٹھنڈی ہوتی ہے)۔ اور اگر پہاڑ سے مراد یہ ہے کہ وہ کسی آبادی کے قریب ہو، تو یہ وہی ہوگا جسے ہم اس وقت بیان کرنا چاہتے ہیں +

فنقول إن الجبل يؤثر في الجو على وجهين أحدهما من جهة رده على البلد شعاع الشمس أو ستره إياه دونه والآخر من جهة منعه الريح أو معاونته لهبوبها

چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ پہاڑ کی وجہ سے جَوّ میں (بیرونی ہوا میں) دو طور پر اثر ہوا کرتا ہے: ایک تو اس طور پر کہ پہاڑ آفتاب کی شعاعوں کو شہر کی طرف لوٹا دیا کرتا ہے، یا ان شعاعوں کو شہر سے چھپا لیا کرتا ہے۔ دوسرے اس طور پر کہ پہاڑ (اُس خاص شہر سے) ہواؤں کو روک دیا کرتا ہے، یا ہواؤں کے چلنے میں (کسی طور پر) امداد

کرتا ہے +

اما الاول فمثل ان یکون فی البلاد حتی فی الشمالیات منها جبل مما یلی الشمال من البلد فتشرق علیه الشمس فی مدارها و ینعکس تسخینها الی البلد فیسخنه وان کان شمالیا

پہلی صورت (یعنی شعاعوں کے لوٹانے یا شعاعوں کو روکنے کی صورت) یہ ہے کہ مثلاً شہر کے شمالی جانب کوئی پہاڑ ہو، خواہ یہ شہر شمالی ہو (خواہ یہ شہر بارد ہو) تو جب آفتاب اس پہاڑ پر اپنے مدار میں (اپنے مدتِ دوران میں یعنی دن کے وقت) روشن ہوگا، تو اس کی گرمی لوٹ کر شہر پر پڑیگی، جس سے شہر گرم ہوجائیگا، خواہ وہ شمالی کیوں نہ ہو (خواہ وہ شہر بارد کیوں نہ ہو، مگر وہ اس انعکاس شعاع سے گرم ہوجائیگا) +

وکذلك ان کان الجبل من جهة المغرب فانکشف المشرق واذا کان من جهة المشرق کان دون ذلك فی هذا المعنی لان الشمس اذا زالت فاشرقت علی ذلك الجبل فانها کل ساعة تتباعد عنه فتنقص من کیفیة الشعاع المشرق منها علیه ولا کذلك اذا کان الجبل مغربیا والشمس تقرب منه کل ساعة

اسی طرح اگر پہاڑ (شہر سے) پچھم کی طرف ہو، اور پورب کھلا ہے (تو بھی شہر گرم ہوجائیگا)۔ اور اگر پہاڑ پورب کی طرف ہو تو اس بارہ میں (گرمی پیدا کرنے میں) یہ کم رہیگا (یعنی گرمی تو ضرور پیدا کریگا، مگر پہلی دونوں صورتوں سے کم)۔ کیونکہ ایسی صورت میں آفتاب اس پہاڑ پر زوال کے بعد (دوپہر کے بعد) روشن ہوگا، اور ساعت بہ ساعت اس سے (اس کے سمت الراس سے) دور ہوتا چلا جائیگا، اسلئے چمکیلے شعاع کی کیفیت برابر گھٹتی ہی چلی جائیگی۔ لیکن جب پہاڑ شہر سے مغربی جانب ہوگا۔ تو یہ صورت نہ ہوگی۔ بلکہ اس حالت میں آفتاب ساعت بہ ساعت (پہاڑ سے، یا سمت الراس سے) قریب ہی ہوتا چلا آئیگا +

واما من جهة منع الریح فان یکون الجبل شمالیا ویصد عن البلد مهب الشمال المبرد ویکثر الیه مهب الجنوب المسخن او یکون البلد موضوعا بین صدفی

دوسری صورت، یعنی ہواؤں کے روکنے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً پہاڑ شہر سے شمالی جانب واقع ہو، تو یہ شمالی بارد ہواؤں کی آمد کو شہر سے روک دیگا، اور جنوبی گرم ہوائیں یہاں زیادہ پہونچینگی۔ یا یہ کہ شہر دو پہاڑوں کے بیچ میں (گھاٹی میں) اس طرح واقع ہو کہ ہوا کا رُخ

جبلین منکشفا لو جہ الریح فیکون ھبوب تلک الریح ھناک اشد منہ فی بلد مصحر لان الھواء من شانہ اذا انجذب فی مسلک ضیق ان یستمر بہ الانجذاب فلا یھدأ وکذلک الماء وغیرہ وعلتہ معروفۃ فی الطبیعیات

کھلا رہے ◆
ایسے مقام پر اس ہوا کی رفتار بمقابلہ اُس شہر کے تیز ہوگی، جو صحرا میں (جنگل میں ہموار زمین پر) آباد ہو۔ کیونکہ ہوا کی شان (اور اس کی خصوصیت) یہ ہے کہ جب وہ کسی تنگ راستہ کی طرف کھنچتی ہے، تو برابر اور مسلسل اسکا کھنچاؤ (انجذاب) جاری ہو جایا کرتا ہے، اس لئے وہ (کہیں درمیان میں) سکون نہیں کرنے پاتی۔ یہی حال پانی کا اور اسی قسم کی دوسری (سیال) چیزوں کا ہے؛ جسکی علت و وجہ طبعیات میں بتائی گئی ہے ◆

اسکی علت و وجہ کا دار و مدار مسئلہ خلاء پر ہے۔ جب اس تنگ راستہ کے اخیر حصہ کی ہوا یا پانی نکل جاتا ہے، تو اس سے پچھلے حصہ کی ہوا اور پانی کھنچکر اس کی طرف چلے آتے ہیں، اور اس جگہ کو پُر کر دیتے ہیں، ورنہ خلاء لازم آئے، جسکو طبیعت اور فطرت پسند نہیں کرتی۔ پھر اسکی جگہ اس سے پیچھے کی ہوا آجاتی ہے، اور اسی طرح سلسلہ قائم ہو جاتا ہے۔ حتی کہ کوئی مانع آجاتا ہے، جو ہوا یا پانی کی روانگی کو روک دیتا ہے ◆

واعدل البلاد من جھۃ الجبال وسترھا والانکشاف عنھا ان تکون مکشوفۃ للمشرق والشمال مستورۃ نحو المغرب والجنوب

معتدل ترین شہر، پہاڑوں کے لحاظ سے یعنے مستور اور مکشوف ہونے کے لحاظ سے (ڈھکے اور کھلے ہونے کے لحاظ سے) وہ ہے جو پورب اور اُتر کی طرف سے کھلا ہوا ہو، اور پچھم اور دکن کی طرف سے ڈھکا ہوا ہو (یعنی شہر سے مشرق اور شمال کی طرف پہاڑ نہ ہوں، اور مغرب اور جنوب کی طرف پہاڑ ہوں) ◆

واما البحار فانھا توجب زیادۃ ترطیب البلاد المجاورۃ لھا جملۃ فان کانت البحار فی الجھات التی تلی الشمال کان ذلک معینا علی تبریدھا بترفرف

سمندروں کی وجہ سے ہوا کے تغیرات سمندروں کے متعلق اجمالاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو شہر سمندر کے قریب واقع ہوتے ہیں، سمندر کی وجہ سے ان میں رطوبت زیادہ ہو جاتی ہے۔ پھر اگر سمندر شہر سے شمال کی طرف واقع ہو، تو یہ برودت کے اضافہ میں بھی امداد کریگا۔ کیونکہ

ریح الشمال علے وجہ الماء الذی ہو بطبعہ بارد و ان کانت مما یلی الجنوب اوجب زیادۃ فی غلظ الجنوب وخصوصًا ان لم یجد منفذًا القیام جبل فی وجھہ

شمالی ہوا ر پانی کی سطح پہ چلکر (اور اُس کی برودت کو حاصل کرکے) آئےگی۔ اور یہ معلوم ہے کہ پانی کی ذاتی طبیعت بارد ہے۔ اور اگر سمندر شہر سے جنوب کی طرف واقع ہو تو اس سے ہوار کی غلظت میں اضافہ ہو جائیگا۔ علی الخصوص اُس وقت جبکہ اُسکے سامنے (اُس کے رُخ پہ یعنی شہر سے شمال کی طرف) کوئی پہاڑ کھڑا ہو، جو ہوار جنوبی کو آگے بڑھنے نہ دے (اور اُسے آگے جانے کے لئے راستہ نہ ملے، بلکہ اُسی شہر میں رُک جائے) +

واذا کانت فی ناحیۃ المشرق کان ترطیبہ للجو اکثر منہ اذا کان فی ناحیۃ المغرب اذ الشمس تلح علیہ بالتحلیل المتزائد مع تقارب الشمس ولا تلح علی المغربیۃ

اور اگر سمندر شہر سے مشرقی جانب واقع ہو تو اس سے ہوار میں رطوبت بہ نسبت اس کے زیادہ حاصل ہوگی، کہ سمندر شہر سے مغربی جانب ہو۔ کیونکہ مشرقی سمندر سے آفتاب جس قدر قریب ہوتا چلا جاتا ہے، اُسی قدر وہ تحلیل زیادہ کرتا ہے (اور بخارات زیادہ بناتا ہے)۔ اس کے برعکس مغربی سمندر میں آفتاب اتنا اثر نہیں کرتا (اور نہ زیادہ بخارات بناتا ہے) +

بقول شارح گیلانی اس کی کوئی وجہ معلوم نہ ہوسکی کہ مشرقی سمندر بہ نسبت مغربی سمندر کے کیونکر ہوار میں ترطیب زیادہ کرتا ہے۔ زائد سے زائد یہ کہا جا سکتا ہے کہ مشرقی ہوار، جسکو باد صبا کہا جاتا ہے، اور آگے چلکر جسکو شیخ نے بمقابلہ مغربی ہوار کے خشک[1] بتایا ہے، وہ زیادہ تر دوپہر سے پہلے اور صبح کے وقت چلا کرتی ہے اور پچھوا ہوا دوپہر کے بعد۔ اور یہ ظاہر ہے کہ خشک ہوار جب سمندر پہ گذریگی، تو وہ بخارات زیادہ بنا سکیگی۔ اس لئے پورب کی طرف جب سمندر ہوگا، تو اسپر پورواہوار چلکر آیا کریگی، اور اپنے ساتھ بکثرت بخارات لائیگی، جو شہر میں رطوبت پیدا کردیگی +

سمندر کا پانی اگرچہ شور اور نمکین ہوتا ہے۔ مگر نمک بخارات کے ساتھ اڑا نہیں کرتا۔ اس لئے سمندر کے کھاری پانی کے بخارات بھی سادہ اور معمولی پانی کے سے ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے ان سے بھی اُسی طرح ترطیب حاصل ہوا کرتی ہے، جس طرح عام سادہ پانی کے بخارات سے ترطیب ہوا کرتی ہے +

---

[1] حالانکہ پورب کی ہوار ہمارے ملک کے لئے خشک نہیں ہے۔ بلکہ پچھم کی ہوار زیادہ خشک ہے۔ مترجم +

وبالجملة فان مجاورة البحر توجب ترطيب الهواء ثم ان كثرت الرياح او تسربت ولم تعارض بالجبال كان الهواء اسلم من العفونة وان كانت الرياح لا تتمكن من الهبوب كانت مستعدة للتعفن وتعفين الاخلاط

خلاصہ یہ ہے کہ سمندر کا قرب اور اسکی مجاورت (پڑوس) شہر کی ہوا، میں رطوبت بڑھادیا کرتی ہے (یعنے اس ترطیب میں سمندر کو براہ راست کوئی دخل نہیں ہے بلکہ اس سے شہر میں اگر رطوبت حاصل ہوتی ہے، تو وہ اس وجہ سے حاصل ہوتی ہے کہ سمندر سے ہوا، مرطوب ہوکر شہر میں داخل ہوتی ہے)۔ پھر اگر (ایسے مقام میں) ہوائیں بکثرت چلیں، یا رُک رُک کر چلیں، اور پہاڑوں کی وجہ سے ان کی رفتار میں رکاوٹ نہ ہو (یعنی شہر کی دوسری طرف پہاڑ نہ ہو) تو یہ ہوائیں عفونت سے بچی رہتی ہیں (کیونکہ بخارات ایک طرف سے آتے ہیں، اور دوسری طرف سے نکل جاتے ہیں، نیز ہوا، برابر بدلتی رہتی ہے)۔ لیکن اگر (پہاڑوں کی آڑ کی وجہ سے) ہوائیں چل نہ سکیں، تو ایسی ہوائیں متعفن ہونے اور اخلاط کو متعفن کرنے کے لئے تیار رہتی ہیں +

واوفق الرياح لهذا المعنى هي الشمالية ثم المشرقية والمغربية واضرها الجنوبية

اس معنے کے لحاظ سے (عدم استعداد تعفن کے لحاظ سے) بہترین ہوائیں شمالی ہوا کرتی ہیں؛ اس کے بعد مشرقی اور مغربی؛ اور اس بارہ میں سب سے بُری ہوائیں جنوبی ہوا کرتی ہیں +

واما الكائن بسبب الرياح فالقول فيها على وجهين قول كلي مطلق وقول بحسب بلد بلد وما يخصه

مختلف سمت کی ہواؤں کے تغیرات

وہ تغیرات جو مختلف سمت کی طرف ہوا، کے چلنے[1] سے ہوا، میں حاصل ہوتے ہیں، اُن کے بیانات دو طور پر کئے جاتے ہیں: (۱) بیان کلی (اور عمومی تذکرہ)۔ (۲) بیان جزئی ہر ہر شہر اور ان کی خصوصیات کے لحاظ سے +

فاما القول الكلي فان الجنوبية

چنانچہ بیان کلی یہ ہے کہ جنوبی ہوائیں اکثر

[1] چلتی ہوئی ہوا، کو ریح (ریاح) کہا جاتا ہے +

فی اکثر البلاد حارۃ رطبۃ واما الحرارۃ فلانھا تأتینا من الجھۃ المسخنۃ لمقاربتھا الشمس واما الرطوبۃ فلان البحار اکثرھا جنوبیۃ عنا ومع انھا جنوبیۃ فان الشمس تفعل فیھا بقوۃ وتبخر عنھا ابخرۃ تخالط الریاح فلذلک صارت الریاح الجنوبیۃ مرخیۃ

شہروں میں گرم تر ہوتی ہیں۔ ان میں گرمی تو اسلئے ہوتی ہے کہ وہ سمت حار (گرم رُخ) سے آتی ہیں۔ اور وہ رُخ (سمت جنوب) گرم اس لئے ہوتا ہے کہ وہ آفتاب سے قریب ہے (یعنی ہم لوگ شمالی ممالک کے باشندے ہیں، جو سرزمین ہم لوگوں سے بجانب جنوب واقع ہیں، وہ سمت الراس سے بمقابلہ ہم لوگوں کے ملک کے زیادہ قرب رکھتے ہیں)۔ رہی یہ بات کہ جنوبی ہواؤں میں رطوبت زیادہ کیوں ہوتی ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اکثر سمندر ہم لوگوں سے بجانب جنوب واقع ہیں۔ پھر علاوہ اس کے کہ اکثر سمندر ہم سے بجانب جنوب واقع ہیں، آفتاب بھی جنوبی سمندروں میں زیادہ قوت و شدت سے عمل کر کے بکثرت بخارات پیدا کرتا ہے جو جنوبی ہواؤں کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے جنوبی ہوائیں (بدن کے لئے) مرخی ہوتی ہیں۔

شیخ نے مختلف سمت کی ہواؤں کے جو حالات لکھے ہیں، وہ اپنے ملک (بخارا) اور اس کے نواح کے لحاظ سے لکھے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی باتیں ہمارے ملک کی ہواؤں میں ثابت نہیں ہوتی ہیں، جیساکہ مشرقی اور مغربی ہواؤں کے خواص میں اس کا تذکرہ آنے والا ہے۔ مترجم

واما الشمالیۃ فانھا باردۃ لانھا تجتاز علی بلاد وجبال باردۃ کثیرۃ الثلوج ویابسۃ لانھا لاتصحبھا ابخرۃ کثیرۃ لان التحلیل فی جھۃ الشمال اقل ولا تجتاز علی میاہ سائلۃ بحریۃ بل اما ان تجتاز فی الاکثر علی میاہ جوامد

شمالی ہوائیں بارد ہوا کرتی ہیں؛ کیونکہ وہ ٹھنڈے اور برفیلے شہروں اور پہاڑوں پر گذرتی ہیں۔ نیز وہ خشک ہوتی ہیں؛ اس لئے کہ ان کے ساتھ زیادہ بخارات ملے ہوئے نہیں ہوتے۔ کیونکہ شمالی جانب بخارات کم بنتے ہیں۔ پھر یہ ہوائیں سیال اور سمندر کے پانی پر نہیں گزرتی ہیں، بلکہ زیادہ تر یا جمے ہوئے پانی پر (برف پر) گزرتی ہیں، یا چٹیل میدانوں پر (دشت وجبل اور

لہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں قرب سے زمین اور آفتاب کا قرب مراد ہے، نہ کہ سمت الراس سے۔ کیونکہ زمین کا جنوبی حصہ آفتاب سے زیادہ قریب ہے، اسوجہ سے کہ حضیض جنوبی برجوں میں واقع ہے +

او علی البراری

(… خشکیوں پر) ٭

والمشرقیة معتدلة فی الحر والبرد لکنها ایبس من المغربیة اذ شمال المشرق اقل بحاراً من شمال المغرب ونحن شمالیون لامحالة

مشرقی ھوائیں (صبا = پوروا ہوائیں) حرارت وبرودت میں معتدل ہوتی ہیں. لیکن بمقابلہ مغربی ہواؤں کے خشک ہوتی ہیں (یعنی پوروا ہوا ء میں بخارات کم ہوتے ہیں) کیونکہ پورب کے شمالی حصہ میں بمقابلہ مغرب کے شمالی حصے کے بخارات کم ہوتے ہیں۔ اور ہم لوگ یقیناً شمال کے باشندے ہیں ٭

والمغربیة ارطب یسیراً لانها تجتاز علی بحار ولان الشمس تخالفها بحرکتها فان کل واحد من الشمس ومنها کالمضاد للآخر فی حرکته فلا تحللها الشمس تحلیلها للریاح المشرقیة خصوصاً واکثر مهب المشرقیات عند ابتداء النهار واکثر مهب المغربیات عند آخر النهار ولذلک کانت المغربیات اقل حراً من المشرقیات وامیل الی البرد والمشرقیات اکثر حراً وان کانتا کلتاهما بالقیاس الی الریاح الجنوبیة والشمالیة معتدلتین

اور مغربی ھوائیں کسی قدر رطب ہوتی ہیں، اس لئے کہ وہ سمندروں پر گذرتی ہیں، اور اس لئے کہ آفتاب کی حرکت پچھوا ہوا ء کی حرکت کے مخالف ہوتی ہے، ان میں سے ہر ایک کی حرکت گویا ایک دوسرے کے متضاد ہوتی ہے (مغربی ہوا ء پورب کی طرف جاتی ہے، اور آفتاب پچھم کی طرف جاتا ہے) اس لئے پچھوا ہوا ء سے اتنے بخارات نہیں بنتے، جتنے کہ پوروا سے بنا کرتے ہیں. علی الخصوص یہ بات قابل توجہ ہے کہ مشرقی ہوائیں زیادہ تر صبح کے وقت چلا کرتی ہیں، اور مغربی ہوائیں زیادہ تر شام کے وقت یہی وجہ ہے کہ مغربی ہوائیں بمقابلہ مشرقی ہواؤں کے کم گرم اور برودت کی طرف مائل ہوتی ہیں، اور مشرقی ہوائیں نسبتاً گرم ہوتی ہیں. اگرچہ یہ دونوں ہوائیں بمقابلہ جنوبی اور شمالی ہواؤں کے معتدل ہیں ٭

پوروا اور پچھوا ہواؤں کے جو احکام شیخ نے بیان کئے ہیں، وہ ان کے ملک کے لحاظ سے ہیں. ورنہ ہمارے ملک میں پُروا ہوا ء بہت مرطوب ہوتی ہے، اور پچھوا بہت خشک. پروا ہوا ء میں اعضاء شکنی عارض ہوتی ہے، مفاصل ماؤفہ کے خاموش درد بیدار ہو جاتے ہیں، زخم میں رطوبت زیادہ ہو جاتی، اور مواد بڑھ جاتے ہیں، اندمال قروح میں تاخیر ہوتی ہے. اسی طرح بہت سے رطوبی امراض بڑھ جاتے ہیں. پوروا ہوا ء سے صراحی اور مٹکوں کا پانی جلد ٹھنڈا نہیں ہوتا. اسکے خلاف پچھوا ہوا ء کے خواص مذکورہ احکام سے بالکل

برعکس ہیں +

پوروا ہوا ر چونکہ صبح کے وقت چلا کرتی ہے، اسلئے وہ گویا ٹھنڈی زمینوں پر گذرتی ہوئی آتی ہے، اور کم گرم ہوتی ہے۔ اور پچھوا ہوا چونکہ شام کے وقت زیادہ تر چلا کرتی ہے؛ اسلئے وہ تپتی ہوئی اور گرم زمینوں سے آتی ہے، اس لئے زیادہ گرم ہوتی ہے +

وقد يتغير احكام الرياح فی البلاد بحسب اسباب اخرى فقد يتفق فی بعض البلاد ان تكون الرياح الجنوبية فيها ابرد اذا كان بقربها جبال ثالجة جنوبية فتستحيل الريح الجنوبية فيها بمرورها عليها الى البرد وربما كانت الشمالية اسخن من الجنوبية اذا كان مجتازها ببرارى محترقة

ہواؤں کے مذکورہ احکام مختلف شہروں میں دیگر اسباب سے متغیر بھی ہوجاتے ہیں۔ چنانچہ بعض شہروں میں جنوبی ہوائیں (گرم ہونے کی بجائے) بارد ہوا کرتی ہیں اور ایسا اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ ان شہروں کے قرب میں جنوب کی طرف برفیلے پہاڑ ہوتے ہیں، انپر جنوبی ہوا گذرتی ہے، تو ٹھنڈی ہوجاتی ہے۔ اسی طرح بسا اوقات شمالی ہوائیں بمقابلہ جنوبی ہواؤں کے گرم ہوجاتی ہیں، اور ایسا اُس وقت ہوتا ہے جبکہ اُنکا گذر جلتے ہوئے چٹیل میدانوں پر ہوتا ہے

واما السمائم فهى اما رياح مجتازة ببرارى حارة جدا واما رياح من جنس الادخنة التى تفعل فى الجو علامات هائلة شبيهة بالنار فانها اذا كانت ثقيلة نعرض لها هناك اشتعال والتهاب ففارقها اللطيف ونزل الثقيل وبه بقية التهاب ونارية

رہے سَمَائِمْ (لوئیں) تو یہ یا وہ ہوائیں ہیں جو نہایت ہی گرم چٹیل میدانوں پر گزر کر آتی ہیں؛ یا یہ ہوائیں اُن دُخانات کی جنس سے ہیں جو فضا (جو) میں ڈراؤنی علامتیں آگ کے مانند، پیدا کرتے ہیں، چنانچہ جب یہ دُخانات ثقیل ہوا کرتے ہیں، تو یہ مشتعل اور سوزاں ہوجاتے ہیں، جس سے ان کے لطیف اجزا تو ان سے جُدا ہوجاتے ہیں، اور ثقیل اجزا نیچے اوترتے ہیں، درانحالیکہ ان کے ساتھ ناریت اور اشتعال کا بقیہ موجود ہوتا ہے +

ان ڈراؤنی علامات سے شیخ کی مراد برق، صاعقہ، اور دُمدار ستاروں وغیرہ سے ہے، جو فضاء میں جلتے ہوئے، اور متحرک نظر آیا کرتے ہیں +

فان جميع الرياح القوية على ما يراه علماء الفلاسفة انما

کیونکہ جتنی قوی اور شدید ہوائیں ہیں، علمائے فلاسفہ کی رائے کے مطابق، وہ سب کی سب شروع تو

یبتدی من فوق وان کان مبدأ موادها من اسفل لکن مبدأ حرکاتها وهبوبها وعصوفها من فوق

اوپر سے ہوا کرتی ہیں (یعنی طبقۂ زمہریریہ کے اوپر شروع ہوا کرتی ہیں) لیکن ان کے مواد نیچے سے حاصل ہوتے ہیں (کیونکہ یہ ہم بتا چکے ہیں کہ بخارات اور دخانات تصعید حرارت کے ذریعہ نیچے ہی سے چڑھکر اوپر جاتے ہیں، اور اوپر جاکر اور کچھ تغیرات پاکر مختلف قسم کی قوی اور شدید ہواؤں میں تبدیل ہوجاتے ہیں)۔ لیکن ان ہواؤں کی حرکت کا، ان کے چلنے کا، اور ان میں جھونکوں کے آنے کا باعث اور مبداء اوپر ہی سے حاصل ہوتا ہے (یعنی جو بخارات اور دخانات اوپر چڑھکر جاتے ہیں، ان میں وہاں تخلخل یا تکاثف پیدا ہوتا ہے، پھر یہی تخلخل یا تکاثف تموّج ہوار کا باعث بن جاتے ہیں)۔

وهذا اما ان یکون حکما عاما او یکون اکثریا وتحقیق هذا الی الطبیعی من الفلسفة ونحن سنذکر فی المساکن فصلاً فی هذا

یہ حکم (کہ ہواء کی حرکت کا مبدار اوپر ہی سے حاصل ہوتا ہے) یا حکم عمومی ہے، یا حکم اکثری ہے (یعنی ایسا عموماً ہوا کرتا ہے، یا اکثر ہوا کرتا ہے، اس لئے کہ سخت زلزلوں اور خوفناک آوازوں سے بھی گاہے ہوار میں حرکت پیدا ہوجاتی ہے۔ لیکن ایسی صورتیں نادر الوقوع ہیں)۔ اس مسئلہ کی تحقیق فلسفہ کے علم طبعی سے وابستہ ہے۔ اور ہم عنقریب ''مساکن'' کے تذکرہ میں ایک ٹکڑا (ایک حصہ۔ ایک فصل) بیان کرینگے (جس میں تغیرات ہوار کا ذکر دوسرے طور پر پھر ہوگا)۔

مٹی اور سرزمین کے اختلافات

واما اختلاف البلاد بالتربة فلان بعضها طینیة حرّة وبعضها صخری وبعضها رملی وبعضها حمأیٌّ نَتِنی او سبخیٌّ ومنها ما یغلب علی تربتہ قوة معدنیة لتؤثر

مٹی کے لحاظ سے شہروں اور ملکوں کے اختلافات (جو ہوار میں تغیرات کے موجب ہوتے ہیں) یہ ہیں کہ بعض مقامات میں خالص مٹی (طین حر۔ آزاد مٹی) ہوا کرتی ہے (اس میں ریت، شورہ، نمک وغیرہ کی آمیزش نہیں ہوتی)۔ بعض مقامات میں مٹی پتھریلی

جمیع ذلك فی هوائه ومائه

ہوتی ہے؛ بعض مقامات میں ریتلی؛ بعض مقامات میں کیچڑ کی کثرت اور نمناک ہوتی ہے (جہاں بخارات عفنہ اور عفونت کی کثرت ہوتی ہے). بعض مقامات کی سرزمین شو (شورہ ناک) ہوتی ہے؛ بعض مقامات کی مٹی میں کوئی معدنی قوت (معدنی اثر) ہوتی ہے (مثلاً گندھک، نفط، ہڑتال، پھٹکری، اور کسیس وغیرہ کی آمیزش ہوتی ہے). یہ ساری چیزیں اُس مقام کے پانی اور ہوا میں اثر کرتی ہیں۔

جس سرزمین کی مٹی خالص ہوتی ہے، وہاں کا پانی اور وہاں کی ہوا اچھی ہوتی ہے۔ نہ پانی میں زیادہ تغیر آتا ہے، اور نہ ہوا میں. پتھریلی اور ریتلی سرزمین کا پانی اور وہاں کی ہوا بارد ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پتھریلی سرزمین کے چشمے بمقابلہ خالص مٹی کے چشموں کے بارد ہوا کرتے ہیں۔ گندھک اور شورہ اور دوسری معدنی چیزوں کی وجہ سے اُس سرزمین کی آب و ہوا میں گرمی وخشکی غالب ہو جاتی ہے +

الفصل التاسع فی تاثیر التغیرات الهوائیة الردیة المضادة للمجری الطبیعی

نویں فصل ہوا کے اُن بُرے تغیرات کی تاثیر جو مجرائے طبعی کے مضاد ہوں

واما التغیرات الخارجة عن الطبیعة فاما لاستحالةٍ فی جوهر الهواء واما لاستحالةٍ فی کیفیاته

ہوا کے وہ تغیرات جو طبیعت سے خارج ہیں (بایں معنے کہ وہ مضاد اور دشمنِ طبیعت ہیں)، ان کی دو صورتیں ہیں: (۱) جوہر ہوا میں استحالہ وتغیر آجائے (متعفن ہو جائے)؛ (۲) ہوا کی کیفیات میں استحالہ وتغیر واقع ہو جائے (ہوا کی کیفیت شدید ہو جائے، یا بدل جائے) +

واما الذی فی جوهره فهوان یستحیل جوهره الی الرداءة لالان کیفیة منه افرطت فی الاشتداد او النقص وهذا هو الوباء وهو تعفن یعرض فی الهواء یشبه

چنانچہ ہوا کے وہ تغیرات جو جوہر ہوا کے استحالہ سے رونما ہوتے ہیں، تو اس کے یہ معنے ہیں کہ ہوا کا جوہر بُرا اور ردی ہو جائے؛ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ اُس کی کسی کیفیت میں افراط کے ساتھ شدت یا کمی آجائے۔ اسی قسم کے تغیر کو "وَبَاء" کہا جاتا ہے۔ الغرض وبا وہ

تعفن الماء المستنقع الآجن فانا لسنا نعنی بالهواء الهواء البسیط المجرد فان ذلك لیس هو الهواء الذی یحیط بنا فان كان موجوداً صرفاً فعسی ان یكون غیره

مخصوص تعفن ہے جو ہوا میں اس طرح لاحق ہوتا ہے، جس طرح رکے ہوئے بند اور سڑے پانی میں لاحق ہو جاتا ہے (رہا یہ سوال کہ ہوا تو ایک بسیط چیز ہے؛ یہ متعفن کیونکر ہو سکتی ہے؟ تعفن تو ہمیشہ مرکب اشیاء میں ہوا کرتا ہے؟ تو اسکا جواب یہ ہے کہ) اس موقعہ پر جو ہم نے ہوا کہا ہے (کہ ہوا میں تعفن لاحق ہوتا ہے) اس سے ہماری مراد وہ بسیط ہوا نہیں ہے جو خالص ہوتی ہے (اختلاط اور آمیزش سے آزاد ہوتی ہے) کیونکہ جو ہوا ہمیں گھیرے ہوئے ہے (ہمیر محیط ہے) یہ وہ خالص ہوا نہیں ہے۔ اگر بالفرض وہ خالص اور بسیط ہوا موجود بھی ہے، تو وہ اس (ہوا محیط) کے علاوہ ہے +

وكل واحد من البسائط المجردة فانه لا یعفن بل اما ان یستحیل فی كیفیته واما ان یستحیل فی جوهره الی البسیط الآخر بان یستحیل مثلا الماء هواءً

جتنے بسائط مجردہ ہیں (عناصر جو آمیزش اور اختلاط سے پاک ہیں) ان میں سے کوئی بھی متعفن نہیں ہوا کرتا ہے بلکہ یا ان کی کیفیت بدل جایا کرتی ہے (ان کی کیفیت میں شدت یا ضعف کا فرق آجایا کرتا ہے) یا ان کے جوہر میں تبدیلی آیا کرتی ہے، اور اس تبدیلی سے وہ دوسرے عنصر کے روپ میں آجاتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ پانی بدل کر ہوا ہو جائے +

بل انما نعنی بالهواء الجسم المبثوث فی الجو وهو جسم ممتزج من الهواء الحقیقی ومن الاجزاء المائیة البخاریة ومن الاجزاء الارضیة المتصعدة فی الدخان والغبار ومن اجزاء ناریة

بلکہ اس موقعہ پر ہوا سے ہماری مراد وہ جسم ہے جو اس فضاء (جو) میں پھیلا ہوا ہے۔ اور اس پھیلے ہوئے جسم میں کئی چیزوں کی آمیزش ہے:
(۱) ایک تو اس میں اصلی ہوا ہے (ہوا بسیط ہوا خالص)؛
(۲) اس میں اجزاء مائیہ بشکل بخارات ہیں؛
(۳) اجزاء ارضیہ ہیں جو دخان اور غبار کے ساتھ صعود کرتے ہیں؛ اور (۴) اجزاء

نارئیہ ہیں +

وانما نقول له هواء كما نقول لماء البحر والبطائح ماء وان لم يكن ماء صرفا بسيطا بل كان ممتزجا من هواء وارض ونار لكن الغالب فيه الماء فهذا الهواء قد يعفن ويستحيل جوهره الى الرداءة كما ان ماء البطائح قد يعفن فيستحيل جوهره اليها

اس ہوا کو (باوجود غیر خالص، مخلوط اور بیج میل ہونیکے) ہم جو ہوا کہدیا کرتے ہیں، تو یہ اسی طرح سے ہے، جس طرح ہم سمندر کے پانی کو، اور جھیل کے رُکے ہوئے پانی کو پانی کہدیا کرتے ہیں، حالانکہ یہ خالص اور بسیط پانی نہیں ہیں؛ بلکہ اس قسم کا پانی ہوا، مٹی اور آگ (کے اجزاء) سے مخلوط ہوا کرتا ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ان سب اجزاء میں پانی کا جزء غالب ہوتا ہے (اسی طرح اس مخلوط ہوا میں بھی چونکہ بمقابلہ دوسرے اجزاء کے ہوائی اجزاء غالب ہوا کرتے ہیں، اسلئے ہم اسے "ہوا" کہدیا کرتے ہیں)۔ اسلئے ایسی ہوا (مخلوط ہوا) گاہے متعفن ہو جاتی ہے، اور اسکا جوہر ردی اور فاسد ہو جاتا ہے۔ جس طرح جھیل کا بند پانی گاہے متعفن ہو جاتا، اور اس کے جوہر میں ردائت آجاتی ہے +

واكثر ما يعرض الوباء وعفونة الهواء هو في اواخر الصيف والخريف وسنذكر العوارض العارضة من الوباء في موضع آخر

وباء اور ہوا میں عفونت زیادہ تر موسم گرما کے اواخر اور خریف میں عارض ہوا کرتی ہے۔ وباء کی وجہ سے عوارض کیا لاحق ہوتے ہیں؟ اسکو ہم کسی دوسری جگہ بیان کرینگے +

واما الذي في كيفياته فهو ان يخرج في الحر والبرد الى كيفية غير محتملة حتى يفسد به الزرع والنسل وذلك اما باستحالة

رہے وہ تغیرات و استحالات جو ہوا کی کیفیات میں لاحق ہوں، تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ہوا گرمی یا سردی (وغیرہ) کی ناقابل برداشت کیفیت میں تبدیل ہو جائے حتی کہ اس سے کھیتیاں تباہ اور حیوانات کی نسلیں برباد

۱؎ اگر یہاں حمضین یا نارین (آکسی جن) کو اجزاء ناریہ کہا جائے، مائین (ہائیڈروجن) کو اجزاء مائیہ کہا جائے، اور نوربن (نائٹروجن) کو ہوا خالص کہا جائے، تو بہت ہی اچھی تاویل و تطبیق ہو سکتی ہے۔ باقی اجزاء جو یہاں بتائے گئے ہیں، ان میں کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ہر شخص اسپر متفق ہے +

مجانسة کمعمعة القیظ اذا افسدت او استحالة مضادة کزمهرة البرد فی الصیف لعروض عارض

ہو جائیں۔ اسکی دو صورتیں ہیں: استحالہ مجانسہ، اور استحالہ مضادہ ("استحالہ مجانسہ" سے مراد یہ ہے کہ موسم کی جو کیفیت ہو وہی کیفیت شدید ہو جائے، اور "استحالہ مضادہ" سے مراد یہ ہے کہ موسم کی جو کیفیت ہو، اس کی مضاد دوسری کیفیت لاحق ہو جائے)، استحالہ مجانسہ کی مثال یہ ہے کہ موسم گرما میں گرمی اس حد تک شدید ہو جائے کہ وہ ہوا کو فاسد کردے اور استحالہ مضادہ کی مثال یہ ہے کہ موسم گرما میں کسی وجہ سے (کسی عارض کی وجہ سے) شدت کی ٹھنڈک پیدا ہو جائے +

والهواء اذا تغیر عرضت منه عوارض فی الابدان فانه اذا تعفن عفن الاخلاط فابتدأ بتعفین الخلط المحصور فی القلب لانه اقرب الیه وصولا منه الی غیره

ہوا جب متغیر ہو جاتی ہے (خواہ اس میں تعفن لاحق ہو جائے، یا اس کی کیفیت بدل جائے) تو اس سے ابدان (واشخاص) میں مختلف عوارض لاحق ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ جب ہوا میں عفونت عارض ہو جاتی ہے، تو بدن کے اخلاط متعفن ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ یہ عفونت پہلے اُس خلط میں ہوتی ہے، جو قلب کے اندر رہتی ہے، کیونکہ بوجہ قُرب کے ہوا کا قلبی خلط تک پہونچنا دوسروں کے مقابلہ میں آسان ہے +

وان سخن شدیدا ارخی المفاصل وحلل الرطوبات فزاد فی العطش وحلل الروح فاسقط القوی ومنع الهضم بتحلیل الحار الغریزی المستبطن الذی هو آلة الطبیعة وصفّر اللون بتحلیله الاخلاط الدمویة المحمرة للون وتغلیبه المرة علی سائر الاخلاط وسخن القلب سخونة غیر غریزیة وسیّل الاخلاط وعفنها ومیلها عفنة

اور جب ہوا بہت زیادہ گرم ہو جاتی ہے، تو جوڑوں کو ڈھیلا کر دیتی، رطوبات کو تحلیل کرکے پیاس بڑھا دیتی ہے؛ روح کو تحلیل کرکے قوتوں کو ساقط کر دیتی ہے؛ اندرونی حار غریزی (حرارت غریزی) کو، جو کہ دراصل طبیعت کا آلہ اور ذریعۂ عمل ہے، تحلیل کرکے ہضم کو روک دیتی ہے؛ اخلاط دمویہ کو تحلیل کرکے، جو کہ (درحقیقت) رنگت کی سُرخی کا ذریعہ ہے، اور صفراء کو دوسرے اخلاط پر غالب کرکے بدن کے رنگ کو زرد کر دیتی ہے؛ قلب کو غیر طبعی طور پر گرم کر دیا کرتی ہے؛ اخلاط میں (اپنی حرارت سے پگھلا کر) سیلان اور

الی التجاویف والاعضاء الضعیفة ولیس بصالح للابدان المحمودة بل ربما نفع المستسقین والمفلوجین واصحاب الکزاز البارد والنزلة الباردة والتشنج الرطب والقوة الرطبة

بہاؤ پیدا کرتی، ان کو متعفن کرتی، اور ان متعفن اخلاط کو (اعضاء کے) جوفوں کی طرف، اور کمزور اعضاء کی طرف مائل کردیتی ہے۔ اس قسم کی ہوا، تندرست لوگوں کے لئے اچھی نہیں ہے۔ ہاں گاہے اس سے استسقاء والوں، فالج زدہ لوگوں، کزاز بارد، نزلہ بارد، تشنج رطب (تشنج امتلائی) اور لقوۂ رطب کے مریضوں کو فائدہ پہونچتا ہے +

واما الهواء البارد فانه یحصر الحار الغریزی داخلاً ما لم یفرط افراطاً یتوغل به الی الباطن فان ذلک ممیت والهواء البارد الغیر المفرط یمنع سیلان المواد ویحبسها لکنه یحدث النزلة ویضعف العصب ویضر بقصبة الریة ضرراً شدیداً واذا لم یفرط شدیداً قوّی الهضم وقوّی الافعال الباطنة کلها واثار الشهوة وبالجملة فانه اوفق للاصحاء من الهواء المفرط الحر ومضاره هی من جهة الافعال المتعلقة بالعصب وبسد المسام وبعصره حشو الاعضاء

رہی ٹھنڈی ہوا، تو وہ حرارت غریزیہ کو اندر گھیر لیتی ہے، بشرطیکہ برودت کی اتنی افراط نہ ہو کہ اسکی وجہ سے حرارت اندر کی طرف دور بھاگ جائے؛ ایسی ٹھنڈی ہوا توہلک ہے۔ اگر ٹھنڈی ہوا اتنی زیادہ بارد نہ ہو، تو یہ مواد کے سیلان کو روک دیتی، اور ان کو بدن کے اندر بند کردیتی ہے۔ لیکن یہ نزلہ پیدا کرتی، اعصاب کو کمزور کردیتی، اور قصبۂ ریہ کو سخت ضرر پہونچاتی ہے۔ جب اسکی برودت میں بہت زیادہ افراط نہیں ہوتی ہے، تو یہ ہضم کو قوی کرتی۔ سارے اندرونی افعال کو قوی کرتی، اور بھوک بڑھاتی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایسی ہوا تندرستوں کے لئے اُس ہوا سے بہتر اور موافق ہے جو بہت زیادہ گرم ہو۔ ہوا بارد کی مضرتوں کا تعلق اُن افعال سے ہے، جو اعصاب سے وابستہ ہیں، اور یہ کہ اس سے مسامات بند ہوجاتے ہیں، اور یہ کہ ہوا بارد احشاء کو نچوڑتی ہے (جس سے امراض عصر پیدا ہوتے ہیں) +

والهواء الرطب صالح موافق للامزجة اکثرها ویحسن اللون والجلد ویلینه ویبقی المسام منفتحة الا انه یهیئ للعفونة والیابس

ہوا رطب اکثر مزاجوں کے لئے مناسب اور بہتر ہے، بدن اور جلد کے رنگ کو بہتر بناتی ہے، جلد کو نرم کرتی مسامات کو کھلا رکھتی ہے؛ لیکن یہ عفونت کے لئے آمادگی پیدا کرتی ہے۔ اور ہوا یابس ان سب باتوں میں اسکے

بالضد

برعکس اور ضد ہے ٭

الفصل العاشر القول فی موجبات الریاح

دسویں فصل موجبات ریاح (مختلف سمت کی ہواؤں کی تاثیرات)

قد ذکرنا احوال الریاح فی باب تغیرات الهواء ذکراما الا انا نرید ان نورد فیها قولا جامعا علی ترتیب اخر ونبدأ بالشمال فنقول

مختلف سمت کی ہواؤں کے کچھ حالات ہم "تغیرات ہوا کے باب میں" (فصل میں) بیان کر چکے ہیں ؛ لیکن اس وقت ہم اس بارہ میں دوسری ترتیب پر ایک جامع بیان اور مکمل تذکرہ کرنا چاہتے ہیں ؛ اور شمال (اُتر کی ہوا) سے اس بیان کو شروع کرتے ہیں ٭

فی الریاح الشمالیة الشمال یقوی ویشدد ویمنع السیلان الظاهر ویسد المسام ویقوی الهضم ویعقل البطن ویدر البول ویصحح الهواء العفن الوبائی فاذا تقدم الجنوب الشمال فتلاه الشمال حدث من الجنوب اسالة ومن الشمال عصر الی الباطن وربما ادی الی الفتاق الی خارج ولذلك یکثر حینئذ سیلان المواد من الراس وعلل الصدر

ریاح شمالیہ (اُتر کی ہوائیں) :- قوتوں کو قوی اور بدن کو سخت بناتی ہیں ؛ سیلان ظاہر کو روکتی ہیں (بیرونی سیلان مثلاً پسینہ وغیرہ کو روکتی ہیں) ؛ مسامات کو بند کرتی ہیں ؛ ہضم قوی کرتی ہیں ؛ شکم کو بند کرتی ہیں (قبض پیدا کرتی ہیں یا دستوں کو روکتی ہیں) ؛ پیشاب جاری کرتی ہیں ؛ متعفن اور وبائی ہوا کی اصلاح کرتی ہیں. جب ہوا شمالی سے پہلے جنوبی چلے ، اور اس کے بعد (بلا فصل) شمالی ہوا چلے ، تو جنوبی کی وجہ سے مواد میں سیلان لاحق ہوتا ہے ؛ اور شمالی کی وجہ سے مواد اندر کی طرف (اندرونی اعضاء کی طرف) نچڑتے ہیں (مواد میں عُصر یعنے نچوڑ لاحق ہوتا ہے ، جس سے "امراض عُصر" پیدا ہوجاتے ہیں). چنانچہ گاہے یہ اس حد تک ہوتا ہے کہ بعض مجاری باہر کی طرف پھوٹ پڑتے ہیں (باہر کی طرف ان کی رطوبات خارج ہوجاتی ہیں) . یہی وجہ ہے کہ ایسے وقت میں مواد سر سے بکثرت بہتے ہیں (جو مختلف اعضاء پر جا کر گرتے ہیں) اور سینے کے

امراض بکثرت پیدا ہوتے ہیں +

والامراض الشمالية اوجاع العصب والمثانة والرحم وعسر البول والسعال واوجاع الاضلاع والجنب والصدر والاقشعرار

شمالی ہواؤں کے امراض یہ ہیں: پٹھوں کے درد، مثانہ اور رحم کے امراض، عسر البول (پیشاب کی دشواری)، کھانسی، پسلیوں، پہلو، اور سینے کے درد (اور ان کے امراض)، اور قشعریرہ (پھریری) +

في الرياح الجنوبية والجنوب مرخ للقوة مفتح للمسام مثور للاخلاط محرك لها الى خارج مثقل للحواس وهو مما يفسد القروح وينكس الامراض ويضعف ويحدث على القروح والنقرس حكاكا ويهيج الصداع ويجلب النوم ويورث الحميات العفنية لكنها لا يخشن الحلق

ریاح جنوبیہ (دکن کی ہوائیں):- قوت کے لئے مُرخی (مُضعف) ہیں؛ مسامات کی مفتح ہیں؛ اخلاط کو جوش میں لاتی، اور باہر کی طرف حرکت دیتی ہیں؛ حواس کو بوجھل بناتی ہیں؛ قروح یعنی زخموں کو فاسد اور خراب کر دیتی ہیں؛ امراض کو لوٹا لاتی ہیں (نکس)؛ قوتوں کو ضعیف کرتی ہیں؛ قروح اور نقرس میں خارش پیدا کرتی ہیں؛ درد سر پیدا کرتی ہیں؛ نیند لاتی ہیں؛ اور متعفن بخار پیدا کرتی ہیں؛ لیکن یہ حلق میں خشونت (کھردراپن) نہیں پیدا کرتی ہیں +

في الرياح المشرقية هذه الرياح ان جاءت في آخر الليل واول النهار فهي تأتي من هواء قد تحلل بالشمس ولطف وقلت رطوبته فهي اسخن وايبس والطف وان جاءت في آخر النهار واول الليل فالامر بالخلاف والمشرقية بالجملة خير من المغربية

ریاح مشرقیہ (پوروا ہوا۔ صبا):- یہ ہوائیں جب رات کے آخری حصے، اور صبح کے ابتدائی حصے میں چلا کرتی ہیں، تو یہ اپنے ساتھ ایسی ہواؤں کو لاتی ہیں، جو آفتاب کی وجہ سے معتدل اور لطیف ہو گئی ہیں، اور ان کی رطوبتیں کم ہو گئی ہیں؛ اسلئے ایسی صورت میں یہ گرم، خشک اور لطیف ہوتی ہیں۔ اور جب یہ دن کے آخری حصے اور رات کے ابتدائی حصے میں چلتی ہیں، تو یہ بات الٹی ہو جاتی ہے۔ مگر بحیثیت مجموعی اگر دیکھا جائے، تو مشرقی ہوائیں مغربی ہواؤں سے بہتر ہوتی ہیں +

بلخ وبخارا وغیرہ کے لئے، جہاں کے باشندے شیخ صاحب ہیں، ہوا کے یہ احکام ہیں۔ ہمارے ملک کے لئے پوروا ہوائیں بہت مرطوب اور تکلیف دہ ہوتی ہیں، اور بحیثیت مجموعی پچھوا ہوا بہتر ہے۔ ہمارے ملک کے لئے پوروا کے تقریباً وہی احکام ہیں، جو شیخ نے ریاح جنوبیہ کے لئے بیان کئے ہیں +

فی الریاح المغربیة هذه الریاح ان جاءت فی آخر اللیل واول النهار تأتی من هواء لم تعمل فیها الشمس فهی اکثف واغلظ وان جاءت فی آخر النهار واول اللیل فالامر فیه بالخلاف

ریاح مغربیہ (پچھوا ہوا- دَبور) :- یہ ہوائیں جب رات کے آخری حصے اور صبح کے ابتدائی حصے میں چلا کرتی ہیں، تو یہ اپنے ساتھ ایسی ہواؤں کو لاتی ہیں، جن میں آفتاب نے کچھ اثر نہیں کیا ہے؛ اس لئے یہ ہوائیں کثیف وغلیظ ہوتی ہیں. اور جب پچھوا ہوا دن کے آخری حصے اور رات کے ابتدائی حصے میں چلتی ہیں، تو معاملہ اس کے خلاف ہوتا ہے ٭

الفصل الحادی عشر القول فی موجبات المساکن

گیارہویں فصل، مُوجَبات مساکن (مقامات کی تاثیریں)

قد ذکرنا فی باب تغیرات الهواء احوالا للمساکن ونحن نرید ان نورد ایضا فیها کلاما مختصرا علی ترتیب آخر ولا نبالی ان یتکرر بعض ما سلف

''تغیرات ہوا'' کے باب (فصل) میں مساکن کے کچھ حالات ہم اگرچہ درج کر چکے ہیں، لیکن اس موقعہ پر ہم کچھ مختصر باتیں دوسری ترتیب کے ساتھ بیان کرنا چاہتے ہیں؛ اس سے اگر کچھ گذشتہ باتیں مکرر ہو جائیں، تو ہمیں اس کی پرواہ نہیں ٭

فی احکام المساکن قد علمت ان المساکن یختلف انفعالها فی الابدان بسبب ارتفاعها وانخفاضها فی انفسها وبحال ما یجاورها من ذلک من الجبال وبحال تربتها هل هی طینیة او نزّة او حمأة او بها قوة معدنیة وبحال کثرة المیاه وقلتها وبحال ما یجاورها من مثل الاشجار والمعادن والمقابر والجیف ونحوها

مساکن کے احکام: تمہیں گذشتہ بیانات سے ضمناً یا صراحتاً) اس کا علم ہو چکا ہے کہ لوگوں میں مساکن کے اثرات مختلف اسباب کی وجہ سے مختلف ہوا کرتے ہیں: مثلاً بذات خود ان مقامات کی بلندی و پستی کی وجہ سے، دوسرے مجاورات مثلاً پہاڑوں کی وجہ سے، تربت یعنی وہاں کی مٹی کی وجہ سے، آیا وہ صاف مٹی ہے، یا نمناک مٹی ہے، یا کیچڑ ہے؛ یا وہاں کی مٹی میں کوئی معدنی قوت ہے (یعنی گندھک وغیرہ کی آمیزش ہے)؛ یا وہاں پانی کی زیادتی یا کمی ہے؛ یا اس کے آس پاس درخت،

معادن، مقبرے، اور مردار وغیرہ ہیں۔

وقد علمت كيف يتعرف امزجة الاهوية من عروضها ومن تربتها ومن مجاورة الجبال والبحار لها ومن رياحها

تمہیں یہ بھی علم ہو چکا ہے کہ ہوا کا مزاج ساکن کے عرض البلد سے، سرزمین کی مٹی سے، پہاڑوں اور سمندروں کے قرب و مجاورت سے، اور مختلف سمت کی ہواؤں کے چلنے سے کیونکر معلوم کیا جاتا ہے۔

ونقول بالجملة ان كل هواء يسرع الى التبرد اذا غابت الشمس والتسخن اذا طلعت فهو لطيف وما يضاده فهو بالخلاف ثم شر الاهوية ما كان يقبض الفؤاد ويضيق النفس ثم لنفصل الآن حال مسكن مسكن

اب ہم اجمالاً بتلاتے ہیں کہ جو ہوا آفتاب کے غائب اور روپوش ہونے سے جلد ٹھنڈی ہو جائے، اور آفتاب کے طلوع ہونے سے جلد ہی گرم ہو جائے، اُسے لطیف سمجھنا چاہئے۔ اور جو اس کے برعکس ہو، اُسے اس کے خلاف تصور کرنا چاہئے۔ پھر یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ بدترین ہوا وہ ہے جس سے دل گھٹنے اور سانس تنگ ہونے لگے۔ پھر اب ہمیں ایک ایک مسکن (سرزمین) کا حال تفصیل وار لکھنا چاہئے:

في المساكن الحارة المساكن الحارة مسودة مفلفلة للشعور مضعفة للهضم واذا كثر فيها التحليل جدا وقلت الرطوبات اسرع الهرم كما في الحبشة فان اهلها يهرمون في بلادهم في ثلثين سنة و قلوبهم خائفة لتحلل الروح جدا والمساكن الحارة اهلها الين ابدانا

مساکن حارّہ (گرم مقامات):- گرم مساکن (جلد بدن اور بالوں کو) سیاہ کر دیتے ہیں؛ بالوں کو گھونگھریالے بنا دیتے ہیں؛ ہضم کو بگاڑ دیتے ہیں۔ ایسے گرم مقامات میں جب تحلیل کی زیادتی ہوتی، اور رطوبتیں کم ہو جاتی ہیں؛ تو بڑھاپا جلد آتا ہے، جیسا کہ ملک حبشہ کے (بعض) شہروں کے باشندے تیس سال میں بوڑھے ہو جاتے ہیں؛ اور ان کے دل کثرتِ تحلل کی وجہ سے ڈرپوک ہوتے ہیں۔ گرم مساکن کے باشندوں کے بدن نرم ہوا کرتے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ملک حبشہ کے بارے میں شیخ نے جو کہا ہے، وہ مطابق واقعہ نہیں ہے۔ اہل حبش کی عمریں ہم لوگوں کے برابر ہوا کرتی ہیں، اور ان میں سے بعض لوگوں کی عمریں ایک سو بیس سال تک پہونچا کرتی ہیں۔ لیکن بعض لوگوں نے جواب دیا ہے کہ شائد یہ حالت حبشہ کے اُن شہروں کی ہو، جو خط استوا سے بہت دور اور کنارے پر واقع ہیں۔ مترجم

في المساكن الباردة المساكن الباردة اهلها اقوى واشجع واحسن هضما كما علمت فان كانت رطبة كان اهلها لحيمين شحيمين غائرى العروق خافى المفاصل عضنين بضنين

مساکن باردہ (ٹھنڈے مقامات): ٹھنڈے مقامات کے باشندے قوی اور شجاع (بہادر) ہوتے ، اور ان کے ہضم اچھے ہوتے ہیں، جیسا کہ تم جان چکے ہو۔ اگر یہ مقامات (باوجود بارد ہونے کے) رطب بھی ہوں، تو اہل شہر لحیم وشحیم (گوشت اور چربی کی زیادتی سے موٹے تازے) ہونگے، ان کی رگیں ابھری ہوئی نہ ہونگی، اور نہ ان کے جوڑ ابھرے ہونگے؛ اور ان کی جلد میں نرمی وتازگی ہوگی۔

في المساكن الرطبة المساكن الرطبة اهلها حسنوا السحنات لينوا الجلود يسرع اليهم الاسترخاء في رياضاتهم ولا يسخن صيفهم شديداً ولا يبرد شتاؤهم شديداً ويكثر فيهم الحميات المزمنة والاسهال ونزف الدم من الحيض والبواسير ويكثر القروح والبواسير والعفن والقلاع ويكثر فيهم الصرع

مساکن رَطبۃٌ (تر مقامات):- تر مقامات کے باشندے اچھے فربہ ہوتے اور ان کی جلد نرم ہوتی ہے۔ جب یہ لوگ ریاضت کرتے ہیں، تو جلد ہی (ان کے اعضاء) ڈھیلے ہوجاتے ہیں۔ ان کے موسم گرما میں زیادہ گرمی نہیں ہوتی، اور نہ ان کے سرما میں زیادہ سردی ہوتی ہے، (کیونکہ ان کی ہوا مرطوب ہونے کی وجہ سے غلیظ ہوتی ہے، اس لئے وہ نہ جلد بسبب مسخن سے گرم ہوتی، اور نہ بسبب مبرد سے سرد ہوتی ہے)۔ ان لوگوں میں حمیات مزمنہ اور اسہال کی کثرت ہوتی ہے۔ حیض اور بواسیر سے نزف دم (جریان خون) زیادہ ہوتا ہے۔ نیز ان لوگوں میں قروح، بواسیر، عفونت، اور قلاع (منہ آنا) کی، اور اسی طرح مرگی کی زیادتی ہوتی ہے۔

في المساكن اليابسة المساكن اليابسة يعرض لاصحابها ان يتيبس امزجتهم وتقحل جلودهم ويتشقق ويسبق الى ادمغتهم اليبس ويكون صيفهم حاراً وشتاؤهم بارداً

مساکن یابسہ (خشک مقامات) :- خشک مقامات کے رہنے والوں کے مزاج خشک ہوتے ہیں، ان کے بدن کی جلد لاغر ہوتی ہے، جو پھٹ جایا کرتی ہے، ان کے دماغوں (اور اعضاء) میں خشکی آجاتی ہے۔ ان کا موسم گرما گرم اور سرما سرد ہوتا ہے (کیونکہ یہاں کی ہوا لطیف ہونے کی وجہ سے جلد سرد بھی ہو جاتی ہے،

اور گرم بھی) +

فی المساکن العالیۃ سکان المساکن العالیۃ اصحاء اقویاء اجلاد طویل الاعمار

مساکن عالیہ (بلند مقامات): - بلند مقامات کے باشندے قوی، بہادر، اور لمبی عمروں کے ہوتے ہیں +

فی المساکن الغائرۃ سکان الاغوار یکونون دائما فی ومد[1] کمد ومیاہ غلیظۃ باردۃ وخصوصا ان کانت راکدۃ او میاہا بطیحیۃ او سبخیۃ علی ان میاہہا بسبب ہوائہا ردیۃ

مساکن غائرہ (پست مقامات): - گہرائیوں کے رہنے والے ہمیشہ گھمس میں رہتے ہیں؛ ان کے دل خوش نہیں رہتے؛ ان کے (چشموں کا) پانی ٹھنڈا نہیں ہوتا؛ علی الخصوص جبکہ وہ رکا ہوا ہو (بہتا ہوا نہ ہو)، یا جبکہ وہ میاہ بطیحیہ (جھیل کا پانی) یا سبخیہ (شور) ہو۔ ("میاہ بطیحیہ" سے مراد وہ پانی ہے، جو رکا ہوا ہو، اور اس کے اندر اور اس کے اردگرد درخت ہوں۔ اور "میاہ سبخیہ"[2] سے مراد وہ پانی ہے جس میں شورہ یا کھار ملا ہوا ہو)۔ بہرصورت ایسے مقامات کا پانی خرابی ہوا کی وجہ سے بھی ردی ہوتا ہے +

فی المساکن الحجریۃ المکشوفۃ ہؤلاء یکون ہواؤہم حارا شدیدا فی الصیف باردا فی الشتاء ویکون ابدانہم صلبۃ مدمجۃ الخلق کثیرۃ الشعر قویۃ بنیۃ المفاصل یغلب علیہم الیبوسۃ ویسہرون وہم سیئو الاخلاق مستکبرون مستبدون ولہم نجدۃ فی الحروب وذکاء فی الصناعات وحدۃ

مساکن حجریہ مکشوفہ (پتھریلی سرزمین جو برف سے ڈھکی ہوئی نہ ہو): - ایسے مقامات کے رہنے والوں کی ہوا، موسم گرما میں بہت ہی سخت گرم اور موسم سرما میں ٹھنڈی ہوتی ہے۔ ان کے بدن کی ساخت (خلقت) سخت اور ٹھوس ہوتی ہے؛ بدن میں بال بکثرت ہوتے ہیں؛ یہ لوگ طاقتور ہوتے ہیں۔ ان کے مفاصل نمایاں اور ابھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان لوگوں میں یبوست کا غلبہ ہوتا ہے؛ جاگتے زیادہ ہیں۔ ان کے اخلاق خراب ہوتے، اور یہ متکبر اور جابر ہوتے ہیں۔ (طاقتور ہونے کی وجہ سے) جنگ میں بہادری دکھاتے ہیں۔ صناعتوں (پیشوں) میں یہ ہوشیار اور زود فہم ہوتے ہیں؛ اور ان کے مزاجوں میں تیزی ہوتی ہے (حلم و بردباری

[1] یہ "ومد" کا ترجمہ ہے۔ ومد کے معنے یہ ہیں کہ گرمی سخت ہو اور ہوا رکی ہوئی ہو۔ اردو میں اسکو گھمس یا حبس کہتے ہیں۔ [2] سبخ۔ شورہ +

نہیں ہوتی) +

في المساكن الجبلية الثلجية سكان المساكن الجبلية الثلجية حكمهم حكم سكان سائر البلاد الباردة ويكون بلادهم بلاداً ريحية وما دام الثلج باقيا تولد فيها رياح طيبة فاذا ذاب وكانت الجبال بحيث يمنع الرياح عادت ومدّة

مساکن جبلیہ ثلجیہ (پہاڑی برفیلے مقامات):- برفیلے پہاڑوں کے باشندوں کے احکام بعینہ وہی ہیں جو دوسرے ٹھنڈے مقامات کے باشندوں کے احکام ہیں۔ ایسے مقام میں ہوائیں خوب چلا کرتی ہیں۔ جب تک برف پڑی رہتی ہے، اُس وقت تک اچھی ہوائیں چلا کرتی ہیں؛ اور جب برف پگھل جاتی ہے، اور پہاڑوں کی وضع اس قسم کی ہوتی ہے کہ وہ ہواؤں کو روک دیں، تو پھر وہاں گھمس (حبس۔ ومد) لوٹ آتی ہے +

في المساكن البحرية هذه البلاد يعتدل حرها وبردها لاستعصاء رطوبتها على الانفعال وقبول ما ينفذ فيها واما في الرطوبة واليبوسة فتميل الى الرطوبة لا محالة

مساکن بحریہ (سمندری مقامات):- ان شہروں کی گرمی اور سردی معتدل اس لئے ہوا کرتی ہے کہ ان مقامات کی رطوبت انفعال وتأثر سے نافرمان اور انکاری ہوتی، اور جو چیز گھسنا چاہتی ہے، اسکو (مبرد وسخن کو) گھسنے نہیں دیتی (رطوبت کی وجہ سے ہوا میں غلظت آجاتی ہے، اور لطافت جاتی رہتی ہے۔ اس لئے سمندری ہوا نہ جلد سرد ہوتی ہے، اور نہ گرم)۔ رہا رطوبت ویبوست کے لحاظ سے، تو بحری ہوائیں یقیناً رطوبت کی طرف مائل ہوا کرتی ہیں +

فان كانت شمالية كان قرب البحر وغور المسكن اعدل لها وان كانت جنوبية حارة فبالضد

پس اگر یہ مساکن شمالی ہوں (بلحاظ عرض البلد کے شمال کی سرزمین میں ہوں، اور اس وجہ سے وہ یقیناً بارد یابس ہونگے) تو سمندر کا قُرب اور مسکن کی گہرائی اُن کے لئے خوب اچھی مُعتدل ثابت ہوگی (یعنی وہاں کی برودت مسکن کی گہرائی سے دور ہوجائیگی، اور وہاں کی یبوست قرب سمندر کی وجہ سے جاتی رہے گی)۔ اور اگر مساکن جنوبی اور گرم ہوں (یعنی ہم لوگوں سے جنوب کی طرف

واقع ہوں، اور راس سرطان کے مدار کے نیچے کے رہنے والے ہوں) تو مذکورہ بالا حکم برعکس ہوگا (یعنی ایسی صورت میں تعدیل کی اچھی صورت یہ ہوگی کہ یہ سمندر سے دور ہو، اور مسکن بلند سرزمین پہ ہو) +

فی المساکن الشمالیۃ ھذہ المساکن فی احکام البلاد والفصول البار دۃ التی یکثر فیھا امراض الحقن والعصر وتکثر الاخلاط فیھا مجتمعۃ فی باطن ومن مقتضیاتھا جودۃ الھضم وطول العمر ویکثر فیھم الرعاف لکثرۃ الامتلاء وقلۃ التحلل فتنفجر العروق

مساکن شمالیہ (اُتّر کے مقامات) :- (اس مقام پر شمالی مساکن سے مراد وہ ممالک ہیں جو بڑی اور بہترین آبادی (معظم معمورہ) سے شمالی جانب واقع ہیں ۔ گیلانی)۔ شمالی ممالک کے احکام ٹھنڈے مقامات اور ٹھنڈے فصول کے مطابق ہیں، جن میں "امراض حقن وعصر" بکثرت ہوتے ہیں (اور جنکی تعریف پہلے گذر چکی ہے)۔ شمالی مقامات میں اخلاط اندر کی طرف بکثرت اکٹھے ہوجاتے ہیں ۔ ایسے مقامات کے اثرات میں سے یہ ہے کہ ہضم اچھا ہوتا ہے، عمریں دراز ہوتی ہیں ۔ یہاں کے باشندوں میں نکسیر بکثرت پھوٹا کرتی ہے، کیونکہ ان میں کثرتِ امتلاء (امتلاء خون) اور قلتِ تحلل کی وجہ سے رگیں پھٹ جایا کرتی ہیں +

واما الصرع فلا یعرض لھم لصحۃ باطنھم ووفور حرارتھم الغریزیۃ فان عرض کان قویا لانہ لن یعرض الا بسبب قوی

رہی مرگی (صرع)، تو وہ ان لوگوں میں پیدا نہیں ہوتی ہے، کیونکہ ان کا اندرونی حصہ (ان کے اندرونی اعضاء) تندرست وصحیح ہوتا ہے، اور ان میں حرارت غریزیہ کافی ہوتی ہے ۔ لیکن اگر ان لوگوں میں مرگی لاحق ہوتی ہے، تو بہت سخت اور قوی ہوتی ہے، کیونکہ یہاں کسی قوی سبب کے بغیر یہ عارض ہی نہیں ہوسکتی +

ولیسرع برء القروح فی ابدانھم لقوتھم وجودۃ دمائھم ولانہ لیس من خارج سبب یرخیھا ویلینھا ولشدۃ حرارۃ قلوبھم

ان کے بدن کے قروح ان کی قوت وصحت اور ان کے خون کی خوبی وعمدگی کے باعث جلد تر اچھے ہوجایا کرتے ہیں؛ اور اس لئے بھی ان کے قروح جلد اچھے ہوجاتے ہیں کہ یہاں کوئی ایسا بیرونی سبب نہیں ہوتا،

يكون فيهم اخلاق سبعية

جوان زخموں کو کثرتِ رطوبت سے) ڈھیلا اور نرم کردے (جیسا کہ موسم گرما اور گرم ممالک میں ہوا کرتا ہے)۔ چونکہ ان لوگوں کے قلب میں حرارت زیادہ ہوتی ہے، اسلئے ان کے اخلاق میں وحشت اور درندگی ہوتی ہے +

وليعرض لنسائهم ان لا يستنقين فضل استنقاء بالطمث فان طمثهن لا يسيل سيلانا كافيا لتقبض المسالك وعدم ما يسيل ويرخي فلذلك يكنّ فيما قالوا عواقر لان الارحام فيهن غير نقية وهذا خلاف ما يشاهد عليه الحال في بلاد الترك بل اقول ان اشتداد حرارتهن الغريزية يقاوم ما ينقص من فقد الاسباب المسيلة والمرخية من خارج

ان کی عورتیں حیض (طمث) سے پورے طور پر پاک نہیں ہوا کرتی ہیں۔ کیونکہ مسالک (عروق) کی تنگی کی وجہ سے، اور اس لئے کہ سیلان پیدا کرنے والی اور ارخاء پیدا کرنے والی چیز (بیرونی حرارت) ان میں نہیں ہوتی ہے، اسلئے ان میں حیض کافی طور پر بہا ہی نہیں کرتا ہے۔ اسی وجہ سے لوگ کہتے ہیں کہ یہ عورتیں (بکثرت) عاقر یعنی بانجھ ہوا کرتی ہیں؛ اسلئے کہ ان کے رحم پاک نہیں ہوا کرتے ہیں۔ لیکن ترکوں کے ملک میں جو کچھ دیکھنے میں آتا ہے، وہ اس کے خلاف ہے (یعنی ترکوں کی اولاد بکثرت ہوتی ہے۔ حالانکہ ان کا ملک بھی شمالی ممالک میں شامل ہے)۔ بلکہ بات یہ ہے کہ چونکہ ان عورتوں کی حرارت غریزیہ سخت اور قوی ہوتی ہے، اسلئے اگر ان میں باہر سے اسباب مُسیلہ اور مرخیہ (مواد کے بہانے والے اور ارخاء پیدا کرنے والے اسباب) نہیں ہوتے، تو یہ اس کمی کا تدارک کر لیتی ہے (اور ان کے رحم حرارت غریزیہ کی قوت کی وجہ سے پاک ہوجایا کرتے ہیں) +

وقالوا وقلما يعرض لهن الاسقاط وذلك دليل صحيح على ان القوى في سكان هذا الصُقع قوية

لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہاں کی عورتوں میں اسقاط کی وارداتیں کم ہوا کرتی ہیں۔ یہ اس امر کی سچی نشانی (دلیل صحیح) ہے کہ ان حصوں کے باشندوں کے قُویٰ قوی ہوا کرتے ہیں +

وتعسر اولادهن لان اعضاء

ان عورتوں کی ولادت (وضع حمل) میں دُشواری

ولادتهن منضمة منسدة واكثر ما يسقطن انما يسقطن للبرد ويقل البانهن وتغلظ للبرد الحابس من النفوذ والسيلان

لاحق ہوا کرتی ہے، اس لئے کہ ان کے اعضائے ولادت (اعضائے تولید برودت کی وجہ سے) منضم اور بند ہوا کرتے ہیں (یعنی ان میں نسبتًا تنگی ہوا کرتی ہے)۔ اور اگر ان میں اسقاط عمل ہوتا ہے، تو اکثر اوقات برودت (کے غلبہ) کی وجہ سے ہوا کرتا ہے۔ ان عورتوں میں دودھ مقدار میں کم اور قوام میں غلیظ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ برودت ہے، جسکا کام نفوذ اور سیلان سے روکنا ہے (یعنی برودت دودھ کے مادہ یعنے خون کو عروق ثدئیہ میں زیادہ جانے سے روک لیتی ہے، اور رگوں کو تنگ کر دیتی ہے)۔

وقد يعرض فى هذه البلدة وخصوصًا لضعاف القوى مثل النساء كزاز وسل خصوصًا اللواتى يضعن فانه يعرض لهن السل والكزاز كثيرًا لشدة تزحرهن لعسر الولادة فتنصدع العروق التى فى نواحى الصدر او اجزاء من العصب والليف فيعرض من الاول سل ومن الثانى كزاز

ان شہروں میں گاہے کزاز اور سل عارض ہوا کرتا ہے، علی الخصوص اُن میں جو عورتوں کی طرح ضعیف القوی ہیں، اور علے الخصوص اُن عورتوں میں، جو بچہ جن چکی ہوں (اور بچہ جننے کی وجہ سے کمزور ہو چکی ہوں)۔ ایسی عورتوں میں سل اور کزاز (جوگا - جموا) بکثرت ہوا کرتا ہے؛ اسلئے کہ ولادت کی دشواری کی وجہ سے ان عورتوں کو زور زیادہ لگانا پڑتا ہے، جس سے نواحی صدر کی رگیں پھٹ جاتی ہیں؛ یا اعصاب و الیاف کے اجزاء میں تفرق اتصال لاحق ہو جاتا ہے؛ چنانچہ پہلی صورت کی وجہ سے تو سل عارض ہوتا ہے، اور دوسری صورت کی وجہ سے کزاز۔

ويكون مراق البطن منهن عرضة للانصداع عند شدة العصر ويعرض للصبيان أدرة الماء ويزول مع الكبر ويعرض للجوارى ماء البطن والارحام ويزول

ان عورتوں کے شکم کا مراق بھی شدتِ عصر کے وقت (شکم کے زیادہ سکڑنے کے وقت) پھٹنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ یہاں کے بچوں کو اُدرۃ الماء (استسقاء صفن) عارض ہو جایا کرتا ہے، جو بڑے ہونے پر جاتا رہتا ہے۔ اسی طرح یہاں کی لڑکیوں کو ماء البطن (شکم کا پانی؛

معرالکبروالرمد یعرض لھم فی الندر واذا عرض کان شدیدًا

استسقاء زقی) اور ماءُ الارحام (قیلۃ الرحم) ہو جایا کرتا ہے، جو بڑی ہونے پر زائل ہو جایا کرتا ہے۔ آشوب چشم یہاں کے باشندوں کو شاذ و نادر ہی عارض ہوا کرتا ہے، لیکن جب ہوتا ہے، تو بہت شدید ہوا کرتا ہے (کیونکہ ایسے ٹھنڈے مقامات میں اگر آشوب چشم ہوگا، تو کسی سبب قوی کے بغیر نہیں ہو سکتا)۔

فی المساکن الجنوبیۃ

المساکن الجنوبیۃ احکامھا احکام البلاد والفصول الحارۃ واکثر میاھھا یکون ملحیًا وکبریتیا ورؤس سکانھا تکون ممتلیۃ من مواد رطبۃ لان الجنوب یفعل ذلک

مساکن جنوبیہ (دکن کے مقامات):

(جنوبی مساکن سے مراد وہ مقامات ہیں جو بہترین اور بڑی آبادی (اقلیم چہارم کی بڑی آبادی) سے جنوب کی سمت میں واقع ہیں۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہ مقامات خط استواء سے جنوب کی طرف واقع ہوں)۔ جنوبی مساکن کے احکام گرم ممالک اور گرم موسموں کے احکام کے مطابق ہیں۔ ان مقامات کے پانی زیادہ تر نمکین اور کبریتی (گندھکی) ہوا کرتے ہیں۔ ان مقامات کے باشندوں کے سر (دماغ) رطب مواد سے بھرے رہا کرتے ہیں۔ کیونکہ جنوب کا فعل اور اثر یہی ہے (جنوبی ممالک گرم اور تر ہوتے ہیں، اسلئے یہاں کے باشندوں کے دماغ بخارات صاعدہ کی کثرت سے پُر ہوا کرتے ہیں، جس طرح ہم لوگوں کے دماغ موسم برسات میں ممتلی اور بوجھل ہوتے ہیں)۔

وبطونھم دائمۃ الاختلاف مما لابدان یسیل الی معدتھم من رؤسھم ویکونون مسترخی الاعضاء ضعافھا وحواسھم ثقیلۃ وشھواتھم الطعام والشراب ضعیفۃ ایضا ویعظم خمارھم

ان لوگوں کے شکم ہمیشہ جاری رہتے ہیں (ان میں دستوں کی کثرت ہوتی ہے)۔ جسکی وجہ وہ مواد (یا نزلات) ہوتے ہیں جو لازمی طور پر سر سے معدہ کیطرف گرا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے اعصاب (یا اعضاء) ڈھیلے اور کمزور ہوتے ہیں؛ حواس بوجھل ہوتے ہیں؛ کھانے پینے کی خواہش کمزور ہوتی ہے۔ شراب کی وجہ سے

من الشراب لضعف رؤسهم ومعدهم

ان لوگوں میں خمار بڑا ہوتا ہے (یعنی صداع خماری تکلیف دہ ہوتا ہے)؛ کیونکہ ان کے سر (دماغ) اور معدے کمزور ہوتے ہیں (اس لئے شراب سے یہ زیادہ متأثر ہوتے اور تکلیف پاتے ہیں) + (جنوبی مقامات میں دردسر شدت کا ہوا کرتا ہے؛ گیلانی) +

ويعسر برء قروحهم وتترهل ويكثر في النساء نزف الحيض ولا يحبلن الا بعسر ويسقطن في الاكثر لكثرة امراضهن لا بسبب آخر ويصيب الرجال اختلاف الدم والبواسير والرمد الرطب السريع التحلل

ان لوگوں کے قروح دیر میں اچھے ہوتے ہیں، اور (یہ کثرتِ رطوبت و مواد سے) ڈھیلے رہتے ہیں۔ عورتوں میں حیض کی زیادتی ہوا کرتی ہے۔ انہیں حمل بہت دشواری سے ہوتا ہے، اور اکثر اوقات کثرتِ امراض کی وجہ سے نہ کہ کسی اور سبب سے اسقاط ہوجایا کرتا ہے + یہاں کے مردوں میں اسہال دموی (خون کے دست) بواسیر، اور رمد رطب بکثرت لاحق ہوا کرتا ہے، جو (رمد) جلد ہی اچھا بھی ہوجاتا ہے +

واما الكهول فمن جاوز الخمسين فيصيبهم الفالج من نوازلهم ويصيب عامتهم بسبب امتلاء رؤسهم الربو والتمدد والصرع ويصيبهم حميات يجتمع فيها حر وبرد والحميات الطويلة الشتوية والليلية ويقل فيهم الحميات الحادة لكثرة استطلاقهم وتحلل اللطيف من اخلاطهم

رہے کہول یعنی ادھیڑ، تو جو ان میں سے پچاس سے تجاوز کر گئے ہوں، ان میں نزلہ کی وجہ سے فالج ہوجایا کرتا ہے۔ اور عام طور پر ان ادھیڑوں کو (یا عام طور پر یہاں کے بچوں کو) امتلاء دماغ کی وجہ سے دمہ، تمدد اور مرگی ہوجاتی ہے + یہاں کے باشندگاں کو ایسے بخار لاحق ہوتے ہیں جن میں گرمی اور سردی دونوں اکٹھی ہوتی ہیں (یعنی ان بخاروں میں اندر اور باہر سردی اور گرمی دونوں محسوس ہوتی ہیں)۔ نیز ان میں لمبے بخار پیدا ہوتے ہیں، جو سرمائی ہوتے (شتویہ) اور جن کی باریاں شب کو آتی ہیں (لیلیہ)۔ ان میں تیز بخار کم لاحق ہوا کرتے ہیں، اس لئے کہ انہیں دست بکثرت آیا کرتے ہیں، اور اخلاط کے لطیف اجزاء تحلیل ہوجاتے ہیں +

في المساكن المشرقية المدينة المفتوحة الى المشرق الموضوعة بحذائه صحيحة جيدة الهواء تطلع عليهم الشمس في اول النهار وتصفي هواءهم ثم ينصرف عنهم وقد تصفى وتهب عليهم رياح لطيفة ترسلها اليهم الشمس وتتبعها بنفسها وتتفق حركتاهما

مساکن مَشرِقیّہ (پورب کے مساکن) :- (مساکن مشرقیہ سے جو مراد ہے اُسے شیخ نے اس طور پر بیان کیا ہے): جو شہر مشرق کیطرف کھلا ہوا ہو، اور سمت مشرق کے مقابلہ میں واقع ہو اور مغرب کی طرف سے مستور اور بند ہو، یعنی مثلاً مغرب کی طرف پہاڑ ہو) اُسکی ہوا صحیح اور اچھی ہوتی ہے، دن کے ابتدائی حصے میں آفتاب ایسے مقام کے باشندوں پر طلوع کرتا ہے جو ان کی ہوا کو صاف کر دیتا ہے۔ پھر یہ اُس وقت اِن لوگوں سے ہٹتا ہے، جبکہ وہاں کی ہوا صاف ہو چکتی ہے۔ نیز مشرقی مساکن کے باشندوں پر لطیف ہوائیں (پورب کی ہوائیں) چلا کرتی ہیں، جنکو سورج ان کی طرف بھیجتا ہے، اور خود بھی ان ہواؤں کے ساتھ چلتا ہے، اور دونوں کی چال ایک ہوتی ہے (ہوا بھی پورب سے پچھم کی طرف آتی ہے اور آفتاب بھی صبح کے وقت اسی رفتار پر چلتا ہے) +

في المساكن المغربية المدينة المكشوفة الى المغرب المستورة عن المشرق لا توافيها الشمس الى حين وكما توافيها تاخذ في البعد عنها لا في القرب اليها فلا تلطف هواءها ولا تجففه بل تتركه رطبا غليظا وان ارسلت الى المدينة رياحا ارسلتها مغربية وليلا فيكون احكامها احكام البلاد الرطبة المزاج الغليظة المعتدلة

مساکن مغربیہ (پچھم کے مساکن): جو شہر پچھم کی طرف سے کھلا ہوا ہو، اور پورب کی طرف سے مستور اور ڈھکا ہوا، وہاں کچھ عرصہ تک آفتاب نہیں پہونچتا، اور جب پہونچتا ہے، تو اس حالت میں پہونچتا ہے کہ وہاں کے باشندوں سے دور ہٹتا جا رہا ہے، اور بلند ہوتا جا رہا ہے نہ یہ کہ اُن سے قریب ہو رہا ہے (یعنی طلوع کے وقت آفتاب وہاں نہیں پہونچتا، بلکہ روپوش رہتا ہے) اس لئے ایسے مساکن کی ہوا کو وہ نہ لطیف بنا سکتا ہے، اور نہ خشک کرسکتا ہے؛ بلکہ اُسے اسی طرح رطب اور غلیظ چھوڑ دیتا ہے۔ اور اگر شہر کی طرف ہوائیں روانہ کرتا ہے، تو مغربی ہوائیں روانہ کرتا ہے، اور وہ بھی رات کے وقت (اور

الحرارة

شام کے وقت، کیونکہ پچھوا ہوائیں زیادہ تر شام کے وقت چلا کرتی ہیں، جس طرح پوروا زیادہ تر صبح کے وقت)۔ اسلئے ایسے مساکن کے احکام اُن شہروں کے احکام کے مطابق ہیں جنکے مزاج رطب ہوں، اور جو غلیظ ہوں، اور جن میں حرارت معتدلہ ہو +

ولولا ما يعرض من كثافة الهواء لكانت تشبه طبائع الربيع لكنها تقصر عن صحة هواء البلاد المشرقية قصورًا كثيرًا فلا يجب ان يلتفت الى قول من جزم ان قوة هذه البلاد قوة الربيع قولًا مطلقا بل انها بالقياس الى بلاد اخرى جيدة جدًا

اگر ان کی ہوا میں کثافت نہ ہوتی، تو یہ (اعتدال حرارت و برودت میں) ربیع کی طبیعت کے مطابق ہوتے. لیکن اس کے باوجود مساکن مشرقیہ کی ہوا میں جو صحت (اور خوبی) ہوتی ہے، اس کے مقابلہ میں اس کے اندر بہت کمی پائی جاتی ہے. اسلئے اُس شخص کے قول کی طرف التفات و توجہ کرنا مناسب نہیں، جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ بلا قید ان مساکن کی قوت ربیع کی قوت کے برابر ہے (یعنے مساکن مغربیہ کا مزاج ربیع کے مزاج کے مطابق ہے). ہاں یہ صحیح ہے کہ مغربی مساکن دوسرے شہروں کے مقابلہ میں (سوائے مشرقی مساکن کے) بہت اچھے ہوتے ہیں +

ومن المعنى المذموم فيها ان الشمس لا توافيهم الا وهي مستولية على تسخين الاقليم لعلوها فتطلع عليهم لذلك دفعة بعد برد الليل

ایسے شہروں کی بُری باتوں میں سے ایک بات یہ ہے کہ آفتاب ان شہروں میں اُسی وقت پہونچتا ہے جبکہ وہ بلند ہوکر اس حصۂ ملک کو خوب گرم کرنے پر قادر ہوجاتا ہے. یعنی اہل شہر پر رات کی سردی کے بعد آفتاب یک لخت (تیز ہوکر) طلوع کرتا ہے +

ولرطوبة امزجة هوائهم يكون اصواتهم باحّة وخصوصا في الخريف لنوازلهم

ان لوگوں کی ہوا رکا مزاج چونکہ مرطوب ہوا کرتا ہے اس لئے ان کی آوازیں بیٹھی ہوئی ہوتی ہیں، علی الخصوص موسم خریف میں نزلات کی وجہ سے +

في اختيار المساكن وتهيئتها

مساکن کا اختیار کرنا، اور ان کی تیاری:

ينبغي لمن يختار المساكن ان يعرف

جو شخص کسی مقام کو رہائش کے لئے اختیار کرنا چاہے: اُسے

تربة الارض وحالها فی الارتفاع والانخفاض والانکشاف والاستتار وماءها وجوهر ماءها وحاله فی البروز والانکشاف او فی الخفاء والانخفاض وهل هی معرضة للریاح او غائرة فی الارض

لئے مناسب یہ ہے کہ وہ اُس سرزمین کی مٹی کو معلوم کرے کہ وہ کیسی ہے، بلندی و پستی کے لحاظ سے کیا حالت ہے، وہ زمین کھلی ہوئی ہے یا (پہاڑوں سے) بند ہے، وہاں کے پانی کا علم ہو (کہ وہ جاری ہے، یا ٹھہرا ہوا ہے)، اور یہ کہ پانی کا جوہر کیسا ہے (رقیق ہے یا غلیظ؛ مکدر ہے یا صاف؛ شیریں ہے یا کھاری)، اور یہ کہ وہ (سطح زمین پر) نمایاں اور (آفتاب کے لئے) کھلا ہوا ہے، یا وہ (زمین کے اندر) مخفی اور نشیب میں ہے (کہ دھوپ اُس پر نہ پڑ سکے)؛ اور یہ کہ اُس پانی میں مختلف سمت کی ہوائیں لگ سکتی ہیں، یا وہ زمین کے اندر گہرائی میں ہے (کہ ملتی ہوئی ہوائیں نہ لگ سکیں) +

ویعرف ریاحهم هل هی الصحیحة الباردة وما الذی یجاورها من البحار والبطائح والجبال والمعادن

اور یہ معلوم کریں کہ وہاں کی ہوائیں کیسی ہیں: اچھی اور ٹھنڈی ہیں (یا نہیں)۔ اور یہ کہ اُس کے قرب میں کیا چیز واقع ہے، سمندر ہے، جھیل ہے، پہاڑ ہے، یا کانیں (معادن) ہیں +

ویتعرف حال اهل البلدان فی الصحة والامراض وای الامراض یعتادهم ویتعرف قوتهم وشهوتهم وهضمهم وجنس اغذیتهم

نیز یہ معلوم کریں کہ وہاں کے باشندوں کی صحت اور مرض کے لحاظ سے کیا حالت ہے۔ اور کون سے امراض اُن میں عادتاً (اور بکثرت) ہوا کرتے ہیں۔ نیز باشندگان شہر کی قوت، بھوک، اور ہضم کا حال معلوم کریں؛ اور یہ دریافت کریں کہ کس قسم کی غذائیں یہ استعمال کرتے ہیں +

ویتعرف حال بنائها هل هو واسع متنفس او ضیق المداخل مختنق المنافس

یہ دریافت کریں کہ وہاں کی عمارتوں کا کیا حال ہے آیا وہاں کے مکانات کشادہ اور فراخ ہیں؛ یا اُن کے مداخل (در) تنگ ہیں، اور ہواء کے راستے بند ہیں +

ثم یجب ان یجعل الکوی والابواب شرقیة شمالیة ویکون العنایة علی تمکین الریاح

(جو شخص مکان بنانا چاہے، اُس کے لئے) ضروری ہے کہ کھڑکیوں اور دروازوں کو مشرقی اور شمالی جانب رکھے اور اصول (اصول عمارت) یہ ہونا چاہئے کہ عمارت کے

المشرقیة من مداخل الابنیة وتمکین الشمس من الوصول الی کل موضع فیها فانها هی المصلحة للهواء

دروازوں (مداخل) سے مشرقی ہوائیں اندر داخل ہو سکیں، اور اس عمارت کے ہر حصے تک دھوپ (کی روشنی) پہونچ سکے؛ کیونکہ آفتاب ہی سے ہوا کی اصلاح ہوتی ہے (اور عفونتوں اور عفونت کے مواد کو آفتاب زائل کر دیتا ہے)۔

ومجاورة المیاه العذبة الکریمة الجاریة الغمرة النظیفة التی تبرد شتاء وتسخن صیفا خلاف الکامنة امر جید ینتفع به

یہ بھی ایک اچھی اور مفید بات ہے کہ آبادی اور جائے رہائش کے قرب میں شیریں، صاف ہلکا، اور لذیذ پانی ہو، جو جاری ہو، اور گہرا ہو، (شہر کی گندگیوں سے پاک ہو)؛ جو موسم سرما میں ٹھنڈا ہو جائے، اور موسم گرما میں گرم ہو جائے (یعنی اسباب مبردہ سے جلد ٹھنڈا ہو جائے؛ اور اسباب مسخنہ سے جلد گرم ہو جائے)، یعنی یہ پانی میاہ کامنہ (پوشیدہ پانی، مثلاً زمین کے اندر کے پانی) کے خلاف ہو۔

میاہ کامنہ: مثلاً کوئیں کا پانی موسم سرما میں گرم ہو جایا کرتا ہے؛ اور موسم گرما میں سرد۔ اسکے خلاف یہ ہوگا کہ موسم سرما میں پانی سرد ہو جائے، اور گرما میں گرم۔ جیساکہ اوپر بتایا گیا ہے۔ مگر آملی نے قول شیخ خلاف المیاه الکامنة (میاہ کامنہ کے خلاف) کا مطلب یہ بتایا ہے کہ شہر کا پانی اُس پانی کے خلاف ہو جو پوشیدہ ہوتا ہے، اور جیسے دھوپ اور اچھی ہوائیں نہیں لگتی ہیں۔

تعمیر مکان میں اس امر کا بھی لحاظ رکھا جائے، جسے شیخ نے ذکر نہیں کیا ہے کہ عمارت کے کمرے اور کوٹھریاں وسیع، روشن اور بلند ہوں، اُس میں دروازے اور کھڑکیاں بکثرت ہوں، اُس کے گرد خوشبودار نباتات لگائے جائیں؛ وغیرہ وغیرہ (آملی)۔

فقد تکلمنا فی الهواء والمساکن کلاما مشروحا وخلیق بنا ان نتکلم فیما نتلوها من الاسباب المعدودة معها

ہوا اور مساکن کے بارہ میں (ہمیں جو بیان کرنا تھا، اُسے) ہم مشرح اور مفصل بیان کر چکے۔ اب ہمیں اُن اسباب میں گفتگو کرنی چاہیے جو ان کے بعد شمار کئے جاتے ہیں:

الفصل الثانی عشر فی موجبات الحرکۃ والسکون
بارھویں فصل۔ حرکت وسکون کی تاثیرات

الحرکۃ یختلف فعلھا فی بدن الانسان بما یشتد ویضعف وبما یقل ویکثر ویعتدل وبما یخالطھا من السکون وھذا عند الحکماء قسم برأسہ

حرکت (حرکت بدنی) کا اثر بدن انسان میں بچند وجوہ مختلف ہوتا ہے: (۱) حرکت شدید ہے یا ضعیف، (۲) قلیل ہے، کثیر ہے، یا معتدل مقدار میں ہے۔ (۳) اُس کے ساتھ سکون ملا ہوا ہے (یا نہیں)، جب سکون ملا ہوا ہوتا ہے تو حرکت سست ہوتی ہے، ورنہ تیز)، حکماء کے نزدیک یہ حرکت (سست حرکت) ایک مستقل قسم ہے +

یعنی یہ خیال اطبار کا ہے کہ سست حرکت میں سکون ملا ہوا ہوتا ہے۔ اسکے برعکس حکمار کا خیال ہے کہ سست حرکت مستقل طور پر حرکت کی ایک قسم ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ اس کے ساتھ سکون ملا ہوا ہوتا ہے +

وبما یتعاطاہ من المواد والحرکۃ الشدیدۃ والکثیرۃ والقلیلۃ والمخالطۃ للسکون تشترک فی تھیج الحرارۃ الا ان الشدیدۃ الغیر الکثیرۃ یفارق الکثیرۃ الغیر الشدیدۃ والکثیرۃ المخالطۃ للسکون فانھا تسخن البدن سخونۃ کثیرۃ وتحلل ان حللت اقل

(۴) حرکت کے ساتھ کچھ دوسرے مواد بھی شریک ہیں یا نہیں (مثلاً لوہار کی حرکتوں کے ساتھ آگ شریک ہوتی ہے اور دھوبی کی حرکتوں کے ساتھ پانی بھی شریک ہوتا ہے)*
حرکت شدیدہ، حرکت کثیرہ، حرکت قلیلہ، اور وہ حرکت جسکے ساتھ سکون مخلوط ہو (یعنی حرکت بطیئہ یا سست حرکت) یہ سب تولید حرارت میں شریک ومتحد ہیں، لیکن "حرکت شدیدہ غیر کثیرہ" حرکت کثیرہ غیر شدیدہ سے اور سکون آمیز حرکت کثیرہ سے اس بارہ میں مختلف ہے کہ حرکت شدیدہ غیر کثیرہ بدن کو بہت زیادہ گرم کرتی ہے، اور اگر تحلیل کرتی ہے، تو بہت کم*

واما الکثیرۃ فانھا تحلل بالرفق فوق ما یسخن واذا افرط کل واحد منھا تبرد لفرط تحلیلہ الحار الغریزی وجفف ایضا

اور حرکت کثیرہ (غیر شدیدہ) تسخین سے زیادہ تحلیل کرتی ہے، اگرچہ تحلیل بتدریج کرتی ہے۔ لیکن جب حرکت شدیدہ غیر کثیرہ اور حرکت کثیرہ غیر شدیدہ افراط کی صورت میں واقع ہوتی ہے، تو (بجائے تسخین پہونچانے کے) بدن میں تبرید پیدا کرتی ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں (افراط

حرکت کی صورت میں) حرارت غریزیہ بکثرت تحلیل ہوتی ہے نیز یہ حرکتیں ایسی صورت میں بدن کے اندر خشکی بھی پیدا کرتی ہیں۔

واذا کانت متعاطیۃ لمادۃ فربما کانت المادۃ تفعل ما یعین فعلہا وربما کانت تفعل ما ینقص فعلہا مثلا ان کانت الحرکۃ حرکۃ صناعۃ القصارۃ فانہا تعرض لہا ان تفید بردًا ورطوباتٍ وان کانت حرکۃ صناعۃ الحدادین عرض لہا ان تفید فضلَ سخونۃٍ وجفافٍ

جب حرکت کے ساتھ کوئی مادّہ بھی شریک ہوتا ہے (جیساکہ اوپر واضح کیا گیا ہے)، تو گاہے یہ مادہ کوئی ایسا عمل کرتا ہے، جس سے اُس حرکت کی تاثیر میں امداد حاصل ہوجاتی ہے؛ اور گاہے وہ مادہ ایسا عمل کرتا ہے، جس سے اُس حرکت کی تاثیر اور اُسکے فعل میں (بجائے امداد کے) کمی ہوجاتی ہے۔ مثلاً اگر حرکت دھوبیوں کے پیشہ جیسی حرکت ہو، تو وہاں یہ صورت پیدا ہوگی کہ وہ (حرارت کی بجائے) برودت ورطوبت پیدا کردیگی (یعنی پانی کی وجہ سے، جس سے دھوبیوں کے اعضاء تر رہتے ہیں، بجائے حرارت کے برودت پیدا ہوجائیگی)؛ اور اگر حرکت لوہاروں کے پیشہ کی سی حرکت ہو، تو یہ صورت پیدا ہوگی، کہ (آگ کی مدد سے) گرمی اور خشکی اور زیادہ حاصل ہوگی +

واما السکون فہو مبرد دائما لفقدان انتعاش الحرارۃ والاحتقان الخانق ومرطب لفقدان التحلل من الفضول

رہا سکون، تو وہ ہمیشہ اور ہر صورت میں مبرد اور مرطب ہے۔ مبرّد تو اس لئے ہے کہ (سکون کی حالت میں) حرارت کا انتعاش (اور اس کی بھڑک) نہیں ہوتا، اور اسلئے کہ (سکون کی صورت میں) مواد کا احتقان واحتباس ہوجاتا ہے، جو حرارت کو گھونٹ دیتی ہے (یعنی مادہ جب زیادہ ہوتا ہے، تو حرارت اس سے دب کر بجھ جاتی ہے)۔ اور مرطب اسلئے ہے کہ سکون کی حالت میں فضلات (اور رطوبات) کا تحلل نہیں ہوتا ہے، (اسلئے وہ بدن کے اندر رُک کر رطوبت کو بڑھا دیتے ہیں) +

الفصل الثالث عشر في موجبات النوم واليقظة

تیرھویں فصل۔ نیند و بیداری کی تاثیرات

النوم شديد الشبه بالسكون واليقظة شديدة الشبه بالحركة لكن لهما بعد ذلك خواص يجب ان نعتبر

نیند سکون سے شدید مشابہت و مناسبت رکھتی ہے، اور **بیداری** حرکت سے شدید مشابہت رکھتی ہے لیکن اس (مشابہت) کے بعد ان دونوں کے چند دوسرے خواص بھی ہیں، جنکا لحاظ کرنا ضروری ہے +

فنقول ان النوم يقوي القوى الطبيعية كلها لحقن الحرارة الغريزية ويرخي القوى النفسانية بترطيبه مسالك الروح النفساني وارخائه اياها وتكديره جوهر الروح بمنعه ما يتحلل ولكنه يزيل اصناف الاعياء ويحبس المستفرغات المفرطة لان الحركة تزيد المستعدات للسيلان اسالة

پس ہم بیان کرتے ہیں کہ **نیند** حرارت غریزیہ کو اندر بند کرکے ساری قوائے طبعیہ کو قوی کرتی ہے، اور قوائے نفسانیہ کو اس وجہ سے کمزور کرتی ہے کہ یہ روح نفسانی کے مسالک (راستوں) کو تر اور ڈھیلا کر دیتی ہے، اور تحلل کو روک کر جوہر روح کو مکدر بنا دیتی ہے +

لیکن نیند کی وجہ سے تکان کی ساری قسمیں زائل ہوجاتی ہیں (بشرطیکہ اس کے ساتھ تکان کی دوسری مناسب تدبیریں بھی کی جائیں)، اور استفراغات کی افراط رُک جاتی ہے، (یعنی بہت سی صورتوں میں قے، دست، ادرار، نزف الدم وغیرہ نیند کی وجہ سے بند ہو جاتے ہیں)! کیونکہ حرکت اُن مواد کو اور بھی زیادہ بہا دیتی ہے، جو بہنے کے لئے پہلے سے آمادہ ہوتے ہیں +

الا ما كان من المواد في ناحية الجلد فربما اعان النوم على دفعه بحصره الحرارة داخلاً وتوزيعه الغذاء في البدن واندفاع ما قرب من الجلد بحفز ما بعُد

لیکن جو مواد نواحی جلد میں (جلد کے آس پاس) ہوتے ہیں، گاہے نیند ان کے مواد خارج کرنے میں اس طرح امداد کرتی ہے کہ نیند حرارت کو باطن میں گھیر لیتی ہے، اور بدن میں غذا کو تقسیم کرتی ہے؛ چنانچہ جلد کے پاس جو مواد ہوتے ہیں، وہ اس وجہ سے خارج ہونے پر مجبور ہوتے ہیں کہ انکو ان سے پیچھے کے اور دور کے مواد (جو اس طرف تقسیم غذا کی صورت میں پہونچتے ہیں) ڈھکیلتے ہیں +

ولکن الیقظة فی ھذا ابلغ واقوی علی ان النوم اکثر تعریقا من الیقظة وذلک لان تعریقه علی سبیل الاستیلاء علی المادة لا علی سبیل التحلیل المتصل

لیکن اس بارہ میں نیند سے زیادہ بیداری قوی اور مؤثر ہے (یعنی بیداری کی حالت میں جلد کے مواد نیند سے زیادہ خارج ہوتے ہیں۔ نیند اگر پسینہ لاتی ہے، تو بیداری سے مسلسل تحلل ہوتا ہے)۔ علاوہ ازیں نیند بمقابلہ بیداری کے زیادہ پسینہ لاتی ہے۔ کیونکہ نیند کی حالت میں پسینہ کا آنا در اصل اس طور پر ہوتا ہے کہ طبیعت مادہ پر نیند میں غلبہ پاتی ہے (یعنی نیند کی حالت میں قوائے طبعیہ قوی ہو جاتی ہیں اور حرارت اندر کی طرف اکٹھی ہو جاتی ہے)، اس طور پر نہیں ہوتا ہے کہ بتدریج اور مسلسل تحلل ہو (جیسا کہ بیداری میں ہوا کرتا ہے) +

یعنی بیداری کی حالت میں روح اور خون بیرونی اعضاء کی طرف متوجہ ہوتی ہے؛ اگر باہر گرمی کافی ہوتی ہے، تو لطیف اخلاط اور خون کے رقیق مواد بصورت تبخیر تحلیل ہونے لگتے ہیں، جس سے اتنا پسینہ نہیں آتا، جتنا کہ نیند کی حالت میں اتنی بیرونی حرارت سے آتا ہے +

ومن عرق کثیرا فی نومه ولا سبب له من اسباب اخری فانه یمتلی من الغذاء بما لا یحتمله

جس شخص کو (بحالت صحت) بکثرت پسینہ آئے، اور اس کے لئے دوسرے اسباب موجود نہ ہوں، (جس سے اتنا پسینہ آسکے) تو سمجھنا چاہئے کہ اس کا بدن ناقابل برداشت طور پر غذا سے پر ہے +

بعض نسخوں میں اس طرح ہے:۔ جس شخص کو نیند کی حالت میں بکثرت پسینہ آئے، اور اس کے لئے دوسرے اسباب موجود نہ ہوں، الخ +

فان صادف النوم مادة مستعدة للھضم والنضج احالھا الی طبیعة الدم وسخنھا فانبث الحار فی البدن فیسخن البدن سخونة غریزیة

جب نیند بدن میں کسی ایسے مادہ کو پاتی ہے جو ہضم ہونے اور نضج پانے کے لئے تیار اور آمادہ ہو، تو نیند ایسے مادہ کو خون بنا دیتی ہے، اور اسے گرم کر دیتی ہے۔ پھر یہ گرم چیز جب بدن میں پھیلتی ہے، تو بدن میں ایک غریزی (طبعی) گرمی پیدا کر دیتی ہے +

وان صادف اخلاطا حارة

اور جب نیند گرم صفراوی اخلاط کو بدن کے اندر

حرارية وطال زمانه سخن البدن سخونة غريبة

پاتی ہے، اور یہ دیر تک رہتی ہے، تو یہ بدن میں ایک غیر طبعی (غریبی) گرمی پیدا کر دیتی ہے +

فان صادف خلاء برد بما يحلل او خلطا عاصيا على القوة الهاضمة برد بما ينتشر منه

جب نیند خلاء پاتی ہے (یعنی بدن میں مواد موجود نہیں ہوتے ہیں، اور ایسی حالت میں نیند آتی ہے) تو یہ تحلیل کی وجہ سے بدن میں برودت پیدا کر دیتی ہے۔ اسی طرح جب یہ کوئی ایسی خلط پاتی ہے، جسے قوت ہاضمہ ہضم نہیں کر سکتی (بلغم غلیظ)، تو اس خلط کو بدن کے اندر پھیلا کر بدن میں برودت پیدا کر دیتی ہے (یعنی جب غلیظ بلغم کو قوت ہاضمہ ہضم کرنے پر قدرت نہیں پاتی ہے، لیکن اسے ہضم کرنا چاہتی ہے، تو اسے رقیق کر کے بدن میں بکھیر دیتی ہے +

واليقظة تفعل اضدا د جميع ذلك لكنها اذا افرطت افسدت مزاج الدماغ الى ضرب من اليبوسة واضعفته فخلطت العقل واحرقت الاخلاط فاحدثت امراضا حارة

بیداری کا فعل ان تمام باتوں کے خلاف ہے لیکن بیداری کی جب افراط ہوتی ہے، تو اس سے دماغ کا مزاج فاسد ہو جاتا ہے، یعنی اس میں ایک قسم کی یبوست آ جاتی ہے، دماغ کمزور ہو جاتا ہے، جس سے عقل مختل ہو جاتی ہے، اور اخلاط جل جاتے ہیں، جس سے امراض حارہ پیدا ہو جاتے ہیں +

والنوم المفرط يحدث ضد ذلك فيحدث بلادة القوى النفسانية وثقل الدماغ والامراض الباردة وذلك بما يمنع من التحلل

نوم مفرط یعنی نیند کی افراط اسکے خلاف کام کرتی ہے، جس سے قوائے نفسانیہ (دماغیہ) کند ہو جاتے ہیں، دماغ بوجھل ہو جاتا ہے، اور امراض باردہ اس وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں کہ نیند کی زیادتی سے تحلل رک جاتا ہے +

والسهر يزيد فى الشهوة ويجوع بما يحلل من المادة وينقص من الهضم بما يحلل من القوة

بیداری خواہش غذا، اور بھوک بڑھا دیتی ہے اس لئے کہ بیداری کی وجہ سے مواد زیادہ تحلیل ہوتے ہیں؛ نیز بیداری ہضم خراب کر دیتی ہے، اس لئے کہ

قوتوں کو تحلیل کر دیتی ہے +

والتململ بین سهر ونوم ردئ الاحوال کلها

نیند اور بیداری کے درمیان کروٹیں بدلتے رہنا یا اچٹتی نیند سونا (تَمَلْمُلُ بَیْنَ السَّهْرِ وَالنَّوْمِ) تمام حالات سے بُرا ہے +

والغالب من حال النوم ان الحرارة تبطن والبرد یظهر ولذلك یحتاجون من الدثار للاعضاء کلها الی ما لا یحتاج الیه الیقظان

نیند کی حالت میں زیادہ تر یہی ہوتا ہے کہ حرارت اندر چلی جاتی ہے، اور باہر برودت غالب ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ سونے کی حالت میں تمام اعضاء کو گرم کپڑوں سے ڈھانکنے کی ضرورت بیداری کے مقابلہ میں زیادہ ہوا کرتی ہے +

وسنذکره من احکام النوم وما یتعرف منه ومن احواله کلاماً کثیراً فی الکتب المستقبلة

اسکے بعد آنے والی کتابوں میں نیند کے احکام کے بارہ میں ہم بہت کچھ گفتگو کرینگے، اور جو کچھ نیند سے اور نیند کے حالات سے معلوم کیا جاتا ہے، ان سب کو بیان کریں گے +

الفصل الرابع عشر فی موجبات الحرکة النفسانیة

چودھویں فصل - حرکت نفسانیہ کے اثرات

جمیع العوارض النفسانیة یتبعها او یصحبها حرکات الروح اما الی خارج واما الی داخل وذلك علی التقدیرین اما دفعة واما قلیلاً قلیلاً

روح کی حرکت تمام عوارض نفسانیہ کے تابع، یا اُسکے ساتھ ہوا کرتی ہے: خواہ یہ روحانی حرکت (قلب سے) باہر کی طرف ہو، یا اندر کی طرف (بیرونی اعضاء سے قلب کی طرف)۔ پھر دونوں صورتوں میں کبھی یہ حرکت دفعۃً اور یک لخت (تیز اور قوی) ہوتی ہے، اور کبھی بتدریج اور تھوڑی تھوڑی (سست اور ضعیف)

ویتبع حرکتها الی خارج برد الباطن وربما افرط ذلك فیتحلل دفعة فیبرد الباطن والظاهر معاً ویتبعه غشی عظیم

جب روح باہر کی طرف حرکت کرتی ہے، تو اندر برودت پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی روح کی اس حرکت میں اتنی افراط واقع ہوتی ہے کہ روح یک لخت تحلیل ہو جاتی ہے، جس سے اندر اور باہر (باطن وظاہر)

اوموت | دونوں ٹھنڈے ہو جاتے ہیں، جس سے سخت غشی یا موت واقع ہوتی ہے +

اس قسم کی غشی اور موت زیادہ تر فرح مفرط اور غیر معمولی خوشی کی صورت میں رونما ہوا کرتی ہے؛ اور غصہ کی صورت میں روح اگرچہ باہر کی طرف تیزی سے حرکت کیا کرتی ہے، مگر غشی اور موت اس میں کمتر ہی لاحق ہوتی ہے +

ویتبعہ حرکتہا الی داخل برودۃ الظاھر وحرارۃ الباطن وربما احتقنت من شدۃ الانحصار فیبرد الظاھر والباطن ویتبعہ غشی عظیم اوموت

اور جب روح اندر کی طرف حرکت کرتی ہے، تو باہر برودت لاحق ہو جاتی ہے، اور اندر حرارت، اور گاہے یہ اندر اس شدت سے گھٹ جاتی ہے کہ اندر اور باہر دونوں ٹھنڈے ہو جاتے ہیں؛ جس سے سخت غشی یا موت پیدا ہوتی ہے +

والحرکۃ الی خارج اما دفعۃ کما عند الغضب واما اولا فاولا کما عند اللذۃ وعند الفرح المعتدل والحرکۃ الی داخل اما دفعۃ کما عند الفزع واما اولا فاولا کما عند الحزن

روح کی حرکت باہر کی طرف گاہے دفعۃً ہوتی ہے، جیسا کہ غضب (غصہ) کے وقت ہوتا ہے؛ اور گاہے اس کی حرکت تدریجًا ہوتی ہے؛ جیسا کہ لذت کے وقت اور معتدل فرحت (معمولی خوشی) کے وقت ہوتا ہے۔ اسی طرح روح کی حرکت اندر (باطن) کی طرف گاہے یک لخت ہوتی ہے؛ جیسا کہ فزع (خوفِ شدید) کے وقت ہوتا ہے اور گاہے بتدریج، جیسا کہ حزن (غم و ملال) کے وقت ہوتا ہے +

والاختناق والتحلل المذکوران انما یتبعان دائما ما یکون دفعۃ

مذکورہ اختناق اور تحلل (روح کا گھٹ جانا اور تحلیل ہو جانا، جس سے موت اور غشی آتی ہے) ہمیشہ اُسی صورت میں ہوا کرتے ہیں جبکہ روح کی حرکت دفعۃً اور یک لخت ہو (خواہ اندر کی طرف یا باہر کی طرف) +

واما النقصان وذبول الغریزۃ فیتبع دائما ما یکون قلیلا قلیلا اعنی بالنقصان الاختناق بالتدریج

رہا نقصان اور ذبولِ غریزت، تو یہ ہمیشہ اُس صورت میں ہوا کرتے ہیں، جبکہ روح کی حرکت بتدریج اور تھوڑی تھوڑی ہو (خواہ اندر کی طرف یا باہر کی طرف)۔ نقصان سے

وفی جزء جزء لا دفعۃ واعنی بذبول الغریزۃ التحلل قلیلاً قلیلاً لا دفعۃ

مراد روح کا دفعۃً نہیں، بتدریج اور اس کے ایک ایک جزء کا گھٹنا ہے؛ اور ذبول غریزت سے مراد روح کا دفعۃً نہیں، بلکہ تھوڑا تھوڑا تحلیل ہوتا ہے +

وقد یتفق ان یتحرک الی جھتین فی وقت واحد اذا کان العارض یلزمہ العارضان مثل الھم فانہ قد یعرض معہ غضب وحزن فیختلف الحرکتان ومثل الخجل فانہ یقبض اوّلاً الی الباطن ثم یعود العقل والرای فینبسط المنقبض فیثور الی خارج فیحمر اللون

گاہے یہ بھی اتفاق ہوتا ہے کہ روح ایک ہی وقت میں دونوں طرف (ظاہر و باطن) حرکت کرتی ہے۔ ایسا اُس وقت ہوتا ہے جبکہ عارض نفسانی اس قسم کا ہو کہ ایک عارض کے ساتھ دو عارض لازم ہوں؛ مثلاً ھَمّ (سوچ)، جکے ساتھ گاہے غصّہ آتا ہے، اور گاہے غم طاری ہوتا ہے، جس سے دو مختلف حرکتیں پیدا ہو جاتی ہیں؛ اور مثلاً خجل (شرمندگی)، جس میں روح پہلے تو اندر کی طرف (رُسوائی کے خوف سے) منقبض ہوتی ہے (اندر کی طرف گھٹتی ہے، اور رنگ زرد ہو جاتا ہے)؛ پھر عقل اور سمجھ لوٹ آتی ہے، (اور مثلاً وہ نادم شخص خیال کرتا ہے کہ ایسی بات میں اور بہت سے لوگ بھی شریک ہیں) جس سے اُس روح میں انبساط پیدا ہوتا ہے، جو اندر کی طرف منقبض ہو چکی تھی؛ اسلئے وہ باہر کی طرف حرکت کرتی ہے، جس سے رنگ سُرخ ہو جاتا ہے +

وقد ینفعل البدن عن ھیأت نفسانیۃ غیر التی ذکرناھا مثل التصورات النفسانیۃ فانھا تثیر اموراً طبیعیۃ کما قد یعرض ان یکون المولود متشابھاً لمن یتخیل صورتہ عند المجامعۃ ویقرب لونہ من لون ما یلزمہ البصر عند الانزال

دماغی تخیلات کے آثار عجیبہ

جن عوارض نفسانیہ کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں؛ ان کے سوا کچھ اور نفسانی کیفیات (ہیآت نفسانیہ) بھی ہیں، جن سے بدن متاثر ہوا کرتا ہے، مثلاً تصورات نفسانیہ (جنکو "دماغی تخیلات" کہا جاتا ہے)۔ ان (خیالی اور وہمی) تصورات سے طبعی امور پیدا ہو جاتے ہیں؛ مثلاً (کہا جاتا ہے کہ) مجامعت کے وقت جس شخص کی صورت کا خیال کیا جاتا ہے، بچہ اُسی شخص کے مشابہ پیدا ہوتا ہے؛ اور انزال کے وقت جس چیز پر نظر جمائی جاتی ہے، اُسی

رنگ کے قریب قریب بچہ کا رنگ ہوتا ہے +

وهذه الاحوال ربما اشمأزّ عن قبولها قوم لم يقفوا على احوال غامضة من احوال الوجود واما الذين لهم غوص في المعرفة فلا ينكرونها انكار ما لا يجوز وجوده

یہ باتیں اس قسم کی ہیں کہ بعض ناواقف لوگ انکے قبول کرنے سے انکاری ہیں، جنہیں پتہ نہیں کہ عالم وجود میں کتنی باریک اور پوشیدہ باتیں پائی جاتی ہیں (ان میں سے بہت سی باتیں ایسی اسرار سربستہ کی طرح ہیں کہ ہر شخص کی عقل اُسے باور کرنے اور ایمان لانے کے لئے تیار نہیں ہو سکتی؛ حالانکہ دوسرے لوگوں کے سامنے یہ حالات بطور واقعات کے پیش آیا کرتے ہیں)۔ چنانچہ جن لوگوں کے معلومات کچھ گہرے ہیں، وہ ان باتوں کا انکار اس طرح نہیں کرتے کہ ان باتوں کے وجود کو ناجائز (ناممکن) قرار دیدیں +

ومن هذا القبيل اتباع حركة الدم من المستعد لها اذا كثر تأمله ونظره في الاشياء الحُمرِ

اسی قبیل سے (یعنی تصورات وہمیہ کے آثار میں سے) ایک یہ بھی ہے کہ جب کوئی شخص سُرخ چیزوں کی طرف زیادہ دیکھتا اور غور کرتا ہے، تو اس طرف خون کی حرکت ہو جاتی ہے؛ بشرطیکہ اُس شخص میں پہلے سے اسکی استعداد موجود ہو۔ (یہی وجہ ہے کہ نکسیر والوں کو سُرخ چیزوں کی طرف دیکھنے سے منع کیا جاتا ہے) +

ومن هذا الباب تضرس الاسنان لاكل غيره من الحموضة واصابة الالم في عضوٍ لم مثله غيره اذا الم عه

علیٰ ہذا یہ بھی اسی قبیل سے ہے کہ کوئی غیر شخص تُرشی کھا رہا ہو، اور اس سے دوسرے شخص کے دانت کھٹے (کند) ہو جائیں؛ اسی طرح کسی غیر کے درد اور دُکھ کو دیکھنے سے اسی قسم کا درد گاہے دیکھنے والے کے عضو میں ہو جاتا ہے +

بعض رقیق القلب آدمی ایسے ذکی الحس ہوتے ہیں کہ جب کسی جانور کو چابک سے مارا جاتا ہے، تو وہ اسے برداشت نہیں کر سکتے، اور انہیں ایسا محسوس ہوتا ہے، گویا ان کے بدن پر چابک پڑ رہا ہے۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں[1] کے متعلق روایت بیان کی گئی ہے کہ اُن کے بدن پر ایسی حالت میں چابک اور کوڑے کے نشانات تک پیدا ہو جاتے تھے +

[1] چنانچہ علامہ گیلانی نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہی روایت بیان کی ہے +

ومن هذا الباب تبدل المزاج بسبب تصور ما يخاف و يفرح به

علیٰ ہٰذا اسی قبیلے سے یہ بھی ہے کہ گاہے ڈرانے والی چیزوں یا خوش کرنے والی چیزوں کے تصور سے مزاج بدل جاتا ہے +

قرشی نے حکایت بیان کی ہے کہ کچھ لوگوں نے سفر کیا، جو دموی مزاج کے تھے؛ راستہ میں کہیں چوروں کی ایک جماعت ملگئی، جس نے بعض مسافروں کو قتل کر ڈالا، اور بعض لوگوں کو لوٹا۔ چنانچہ ان میں سے جو بچے، وہ دموی مزاج سے سوداوی ہوگئے۔ علامہ گیلانی +

نیز ایک دوسرے شخص کے متعلق قرشی نے حکایت بیان کی ہے کہ وہ کئی سال سے کسی مزمن مرض میں گرفتار تھا۔ اتفاقاً سانپ اُسے کاٹنے کے لئے دوڑا؛ وہ شخص ڈر کر بھاگا، جس سے اُس کا دیرینہ مرض یک لخت جاتا رہا +

اسی طرح قریب الموت عاشق کے شدید امراض کا لقائے محبوب سے دور ہوجانا بھی ہے +

گیلانی کہتا ہے کہ میں نے اس بارہ میں ایسے عجیب و غریب واقعات دیکھے ہیں کہ نفس انہیں باور کرنے میں دریغ کرتا ہے۔ بسا اوقات فرطِ مسرت سے کثرتہا دم مرجاتے ہیں۔ اکثر اوقات بعض عاشق اچانک معشوق کے دیکھنے سے ہلاک ہوجاتے ہیں۔ بعض لوگوں کو غصہ کے وقت کئی گونی قوت بڑھ جاتی ہے بعض پاک نفوس کی قوت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ عالم کے اجسام میں تصرف کرکے انہیں مطیع و منقاد بنالیتے ہیں۔ اِصَابَۃُ العین یعنے نظر لگنا بھی انہی آثارِ خیال و وہم کے قبیلے سے ہے۔ گیلانی +

قرشی نے ایک اپنا ذاتی واقعہ بیان کیا ہے کہ انہیں استسقاء طبلی ہوگیا تھا، جس سے اطبار اور بیمار پرسی کرنے والے سب مایوس ہوچکے تھے۔ یہ خود بھی موت کے انتظار میں تھے، اور علاج سے منہ موڑکر زاہدوں اور نیک بندوں کی خدمت میں بیٹھا کرتے تھے۔ لوگ ان کے پاس آکر قرآن کریم پڑھا کرتے اور اچھے نغمات میں اشعار سنایا کرتے۔ ان باتوں سے ان کے مرض میں خفت محسوس ہوئی، اور انھوں نے اپنے اطبار اور معالجین سے بدگمان ہوکر پرہیز چھوڑدیا؛ غذاؤں اور پھلوں کے کھانے میں بے پرواہی سے بدپرہیزی شروع کردی۔ چنانچہ یہ بیس روز سے کم میں اچھے ہوگئے۔" قرشی کے علم طب حاصل کرنیکا ذریعہ مخلوق کو فائدہ پہونچانے کے لئے یہی واقعہ ہوگیا۔ کیونکہ یہ اُن اطبار سے بدگمان ہوگئے تھے۔ گیلانی +

جس طرح بدن نفس سے متاثر ہوا کرتا ہے، اسی طرح نفس بھی بدن سے متاثر ہوا کرتا ہے کیونکہ جو مزاج اور جو خلط بدن میں غالب ہوتی ہے، وہ اپنے مناسب نفس میں اخلاق پیدا کردیتی ہے

چنانچہ جب خشکی یا سوداوی خلط غالب ہوجاتی ہے، تو خوف، وحشت اور بُرے تخیلات پیدا ہوجاتے ہیں۔ اور جب صاف اور بہترین خون کی زیادتی ہوتی ہے، تو فرحت وسرور حاصل ہوتے، اور حوصلے بلند ہوجاتے ہیں۔ جب مزاج میں حرارت اور صفراء کی زیادتی ہوجاتی ہے، تو نفس میں بہادری اور تیزی آجاتی ہے؛ اور جب رطوبت اور بلغم زیادہ ہوجاتا ہے، تو بزدلی، کاہلی، اور سُستی پیدا ہوجاتی ہے۔ گیلانی +

الفصل الخامس عشر فی موجبات الماکول والمشروب

پندرھویں فصل۔ ماکول ومشروب کے اثرات

الماکول والمشروب یفعل فی بدن الانسان من وجوہ ثلاثۃ فانہ یفعل فیہ فعلا بکیفیتہ فقط وفعلاً بعنصرہ وفعلا بجملۃ جوہرہ

جو چیزیں کھائی جاتی یا پی جاتی ہیں (بلکہ جو چیزیں بدن پر کسی طرح وارد ہوتی ہیں) وہ بدن انسان میں تین طور پر اثر تی ہیں۔ (۱) محض اپنی کیفیت سے اثر کرتی ہیں۔ (۲) فقط اپنے عنصر سے (مادہ سے) اثر کرتی ہیں — (۳) محض اپنے مجلہ جوہر سے (صورت نوعیہ سے) اثر کرتی ہیں +

وربما تقاربت مفہومات ھذہ الالفاظ بحسب التعارف اللغوی الا انا نصطلح فی استعمالہا علی معان نشیر الیہا

بشیتر اوقات ان الفاظ (کیفیت، عنصر، اور جوہر) کے معانی بلحاظ عرفِ لغت (اور شہرتِ زبان) کے ایک دوسرے کے قریب ہوا کرتے ہیں۔ لیکن ہم اصطلاحاً اِن کا استعمال اُن معانی کے لئے مقرر کرتے ہیں، جن کی طرف ہم (اس وقت) اشارہ کرینگے +

فاما الفاعل بکیفیتہ فھو ان یکون من شانہ ان یسخن مثلا اذا حصل فی بدن الانسان او یتبرد مثلاً فیسخن بسخونتہ ویبرد ببرودتہ من غیر ان یتشبہ بہ

چنانچہ فاعل بالکیفیۃ (اپنی کیفیت سے اثر کرنے والی چیز) اُسے کہتے ہیں جس کی شان یہ ہو کہ جب یہ بدن انسان میں حاصل ہوکر (اور بدن کے اندر داخل ہوکر) مثلاً گرم یا سرد ہوجائے، تو یہ اپنی گرمی سے بدن کو گرم کردے یا اپنی سردی سے بدن کو سرد کردے؛ لیکن خود بدن کے مشابہ نہ ہوجائے۔ (بلکہ یہ اپنی حقیقت پر قائم رہے، اور اپنا یہ اثر بدن میں کرتی رہے) +

واما الفاعل بعنصره فان یکون بحیث یستحیل عن طباعه فیقبل صورۃ جزء عضو من اعضاء الانسان لا ان عنصره مع قبوله صورته قد یتفق ان یبقی فیه من اول الامر الی ان یتم الانعقاد والتشبه بقیۃ فیها من کیفیاته التی کانت له ما هو اشد فی بابها من الکیفیۃ التی لبدن الانسان مثل الدم المتولد من الخس فانه یصحبه من البرودۃ ما هو ابرد من مزاج الانسان وان کان قد صار دما وصلح ان یکون جزء عضو انسان والدم المتولد من الثوم بضده

اور فاعل بالعنصر (عنصر یا مادّہ کے ذریعہ اثر کرنے والی چیز) اُسے کہتے ہیں جس کی اپنی طبیعت (بدن کے اندر وارد ہونے اور حرارت بدنیہ سے متاثر ہونے کے بعد) بدل جائے، اور اعضائے انسان میں سے کسی عضو کے کسی جزء کی صورت قبول کرے۔ لیکن گاہے ایسا بھی اتفاقاً ہوا کرتا ہے کہ اُسکے مادہ میں عضو کی صورت قبول کرنے کے بعد بھی، شروع سے لیکر اُس وقت تک، جب تک کہ وہ پورے طور پر بستہ ہو کر جوہر عضو کے مشابہ نہ ہو جائے، اس کی اپنی کیفیات میں سے اتنی کیفیت باقی رہتی ہے جو بدن انسان کی ذاتی کیفیت سے شدید اور تیز ہوتی ہے۔ مثلاً جو خون کاہو سے بنتا ہے، اسکے اندر اتنی برودت موجود ہوتی ہے جو بدن انسان کے مزاج سے زیادہ ثابت ہوتی ہے۔ اگرچہ اس وقت کاہو خون بن چکا، اور وہ اسکے لئے تیار ہے کہ انسان کے کسی عضو کا حصہ بن جائے۔ اسی طرح جو خون لہسن سے بنتا ہے، اُس میں اس کیفیت کی ضد (یعنی حرارت) موجود ہوتی ہے +

صورت نوعیہ میں استحالہ ہوجانے کے بعد کسی سابقہ کیفیت کا باقی رہنا محال نہیں ہے، اگرچہ یہ ہر صورت میں ضروری بھی نہیں ہے کہ پہلی کیفیت استحالہ کے بعد قائم ہی رہے +

فاعل بالعنصر یعنی غذاء گاہے خالص ہوتی ہے، اور گاہے غذاء دوائی۔ چنانچہ کاہو اور لہسن اغذیۂ دوائیہ کی مثالیں ہیں۔ شیخ کا مقصود محض یہی بتانا تھا +

واما الفاعل بجوهره فهو الفاعل بصورته النوعیۃ التی بها هو هو لا بکیفیته من غیر تشبه بالبدن او مع تشبه بالبدن

اور فاعل بالجوہر (جوہر سے اثر کرنے والی چیز) اُسے کہتے ہیں جو اپنی صورت نوعیہ سے اثر کرے، جس سے ہر شئے کی ماہیت اور حقیقت بنا کرتی ہے، نہ کہ اپنی کیفیت سے اثر کرے، خواہ وہ بدن کے مشابہ ہو سکے، یا نہ +

واعنی بالکیفیۃ احدی هذه الکیفیات

اور کیفیت سے (اس موقعہ پر) ہماری مراد انہی

الاربع

کیفیات چہارگانہ (حرارت، برودت، رطوبت، یبوست) میں سے کوئی ایک ہوا کرتی ہے +

فالفاعل بالکیفیۃ لامدخل لمادتہ فی الفعل والفاعل بالعنصر ھو الذی اذا استحال عنصرہ عن جوھرہ استحالۃ توجھا قوۃ فی البدن قام بدل مایتحلل اولا وذکی الحرارۃ الغریزیۃ بالزیادۃ فی الدم ثانیا وربما فعل ایضا بالکیفیۃ الباقیۃ فیہ ثالثا

چنانچہ جو چیز کیفیت سے موثر ہوا کرتی ہے، اُس کے مادہ کو اس اثر میں کوئی دخل نہیں ہوا کرتا؛ اور فاعل بالعنصر (مؤثر بالمادہ = غذا) سے مراد یہ ہے کہ جب اُسکے عنصر میں استحالہ نوعی ہوتا ہے (یعنی جب اس کی صورت نوعیہ اور ماہیت تبدیل ہو جاتی ہے) تو اس استحالہ سے بدن میں قوت حاصل ہو جاتی ہے، یہ اولاً تحلیل شدہ اجزاء کے قائم مقام ہو جاتی ہے (بدل مایتحلل بن جاتی ہے)؛ دوئم خون کو زیادہ کر کے حرارت غریزیہ کو تیز کر دیتی ہے؛ سوئم کوئی بچی ہوئی کیفیت اگر اس میں ہوتی ہے (جبکہ یہ غذاء دوائی کے قبیل سے ہوتی ہے) تو اس سے بھی کچھ اثر کرتی ہے +

والفاعل بالجوھر ھو الذی یفعل بصورۃ نوعہ الحاصلۃ بعد المزاج الذی لما امتزجت بسائطہ وحدث منھا شئ واحد استعد لقبول نوع وصورۃ زائدۃ علی ما للبسائط

فاعل بالجوھر (مؤثر بالجوہر) سے مراد یہ ہے کہ وہ اپنی صورت نوعیہ سے اثر کرے۔ صورت نوعیہ وہ چیز ہے جو مزاج کے بعد حاصل ہوتی ہے، یعنی جب اُسکے عناصر مل جاتے ہیں، اور ان عناصر کے ملنے سے ایک چیز (مرکب چیز) بن جاتی ہے، تو وہ اس قابل ہو جاتی ہے کہ ایک نوع (ایک نئی حقیقت) بن جائے، اور عناصر کی صورتوں کے علاوہ ایک زائد صورت (ایک نئی صورت نوعیہ) پہن لے +

وتلک الصورۃ لیست الکیفیات الاول التی للعنصر ولا المزاج الکائن عنھا بل کمال یحصل للعنصر بحسب استعدادہ حصل

یہ صورت عناصر کی کیفیات اولیہ (حرارت، برودت، رطوبت، یبوست) کا نام نہیں ہے، اور نہ اُس مزاج کا نام ہے جو ان عناصر کے ملنے سے پیدا ہوتا ہے، بلکہ (ان دونوں کے سوا ایک تیسری چیز ہے)۔ یہ

له من المزاج مثل القوة
الجاذبة فی مغناطیس ومثل
طبیعة کل نوع من انواع
النبات والحیوان المستفادة
بعد المزاج باعداد المزاج
ولیست من بسائط المزاج ولا
نفس المزاج اذ لیست حرارة
ولا برودة ولا رطوبة ولا
یبوسة لا بسیطة ولا
ممتزجة بل هی مثل لون
ورائحة او نفس او صورة اخری
لیست من المحسوسات

ایک کمال ہے جو عنصر (مادہ) کو حسب استعداد مزاج کی وجہ سے حاصل ہوا کرتا ہے۔ جس طرح قوتِ جاذبہ یا کشش[1] کی قوت مغناطیس میں (مقناطیس میں حصول مزاج کے بعد) پیدا ہوتی ہے۔ (لوہے کو اپنی طرف کھینچنے کی قوت مقناطیس میں مزاج کے حاصل ہونے کے بعد حاصل ہوا کرتی ہے)؛ اسی طرح صورت نوعیہ بھی مرکبات میں مزاج کے حصول کے بعد حاصل ہوا کرتی ہے)؛ اور جس طرح تمام انواع نباتات وحیوانات میں حصول مزاج کے بعد ان کی مخصوص طبیعتیں اس وجہ سے پیدا ہوا کرتی ہیں کہ مزاج کی وجہ سے (ان کے مادہ میں اس مخصوص طبیعت کے قبول کرنے کی) صلاحیت اور استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ طبیعت نہ مزاج کے بسائط ہیں، اور نہ خود مزاج ہے (یعنی ان نباتات وحیوانات کی طبیعتیں دراصل ان کے مزاج نہیں ہیں، اور نہ وہ کیفیات بسیطہ (یعنی حرارت، برودت، رطوبت، یبوست ہیں، جن سے مزاج حاصل ہوتا ہے، بلکہ طبیعت ایک قوت ہے، جو ان میں حصول مزاج کے بعد حاصل ہو جاتی ہے)۔ اس لئے کہ نباتات وحیوانات کی طبیعتیں حقیقت میں حرارت، برودت، رطوبت، اور یبوست کا نام نہیں ہیں، خواہ یہ کیفیات بسیطہ (مفردہ) ہوں، یا مرکبہ (بصورت مزاج)۔ بلکہ یہ طبیعت (یا صورت نوعیہ) رنگ اور بو کی طرح ہے (جو حصول مزاج کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً گلاب کے پھول میں ایک مخصوص رنگت اور مخصوص بو ہوا کرتی ہے، جو اس میں

[1] مقناطیس میں جو قوت کشش ہے، یہ اگرچہ صورت نوعیہ نہیں ہے، لیکن صورت نوعیہ کی طرح عناصر کے مرکب ہونے اور مزاج حاصل ہونے کے بعد پیدا ہوتی ہے +

اسکے مخصوص مزاج کے حاصل ہونے کے بعد حاصل ہوا کرتی ہے۔ یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اس بو اور رنگ ہی کا نام طبیعت ہے)۔ یا طبیعت نفس[1] کا نام ہے، یا کوئی دوسری غیر محسوس صورت ہے (یعنی طبیعت یا نفس کا نام ہے، یا کسی ایسی صورت کا نام ہے، جو بیرونی حواس سے محسوس نہیں ہوا کرتی۔ ہاں اسکا جلوہ افعال اور اثرات کے ذریعہ نظر آیا کرتا ہے)۔

وهذه الصورة الحادثة بعد المزاج قد يتفق ان يكون كمالها الانفعال من الغير اذا كانت هذه الصورة قوة انفعالية كالهشاشة مثلا وقد يتفق ان يكون كمالها فعلا في الغير اذا كانت هذه الصورة قوة على فعل في الغير كالحموضة مثلاً

یہ صورت (صورت نوعیہ) جو مزاج کے بعد مرکب میں حاصل ہوا کرتی ہے، گاہے اسکا کمال یہ ہوتا ہے کہ یہ دوسرے سے متاثر ہو (انفعال من الغیر)، اور گاہے اسکا کمال یہ ہوتا ہے کہ دوسرے میں اثر کرے (فعل فی الغیر)۔ پہلی صورت اُس وقت ہوتی ہے جبکہ اس میں انفعال (متاثر ہونے) کی قوت ہوتی ہے، مثلاً کسی جسم کا بھربھرا ہونا (جسکے معنے یہ ہیں کہ وہ جسم معمولی اسباب سے ٹوٹ جائے، اور اس کے ریزے ریزے بکھر جائیں؛ اور مثلاً کسی جسم کا مدرک اور حسّاس ہونا، یعنی اُس میں قوت ادراک کا پایا جانا)۔ اور دوسری صورت اُس وقت پائی جاتی ہے جبکہ اس صورت میں دوسروں کے اندر اثر کرنے (عمل کرنے) کی قوت ہوتی ہے؛ مثلاً کسی جسم کے اندر ترشی کا پایا جانا۔

واذا كانت فعالة في الغير فقد يتفق ان يكون فعلها في بدن الانسان وقد يتفق ان لا يكون وان كانت

جب یہ صورت دوسروں میں اثر کرنے کے قابل ہوتی ہے (جب یہ فَعّال فِی الغَیر ہوتی ہے)، تو گاہے یہ بدنِ انسان میں اثر کر سکتی ہے، اور گاہے بدن انسان میں

[1] اجسام نامیہ، مثلاً حیوانات ونباتات کی طبیعت کو حکما اصطلاحاً نفس کہا کرتے ہیں: مثلاً نفس حیوانی، اور نفس نباتی۔

قوة تفعل فی بدن الانسان فقد یتفق ان یفعل فعلاً ملائما وقد یتفق ان یفعل فعلاً غیر ملائم ویکون جملة ذلك الفعل فعلاً لیس مصدرہ عن مزاجه بل عن صورته النوعیة الحادثة بعد المزاج فلهذا یسمی هذا فعلاً بجملة الجوهر ای بصورة النوع لا بالکیفیة ای لا بالکیفیات الاربع وما هو مزاج عنها

اثر نہیں کر سکتی (یعنی بعض چیزیں اس قسم کی ہیں کہ اگرچہ اُن میں قوت مؤثرہ اور قوت فاعلہ موجود ہے، مگر اُسکا یہ مخصوص فعل بدن انسان میں نہیں ہوتا۔ ہاں دوسرے حیوانات وغیرہ میں ضرور ہوتا ہے)۔ پھر جب اُس میں بدن انسان کے اندر عمل کرنے (اثر کرنے) کی قوت ہوتی ہے، تو اسکی دو صورتیں ہیں: گاہے اسکا فعل مناسب (صحت بخش) ہوتا ہے، اور گاہے غیر مناسب (مضرت رساں)۔ لیکن ان سارے افعال کا مصدر اور سرچشمہ اس کا مزاج نہیں ہوتا، بلکہ اس کی صورت نوعیہ ہوتی ہے، جو حصول مزاج کے بعد ان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی لئے اس فعل کا نام فعل بجملة الجوهر یعنی "صورت نوعیہ کا فعل" رکھا جاتا ہے، یعنی یہ اثر اور یہ فعل کیفیت کی وجہ سے ـــ یعنی کیفیات چہارگانہ کی وجہ سے نہیں ہوتا، اور نہ اُس چیز (عناصر) کی وجہ سے ہوتا ہے، جس سے وہ مرکب ہے +

واما الملائم فمثل فعل فاوانیا وهو عود الصلیب فی ابطاله الصرع واما المنافی فمثل قوة البیش المفسدة لجوهر الانسان

فعل مناسب (صحت بخش اثر) کی مثال فاوانیا یعنی عود صلیب کا فعل ازالۂ مرض صرع ہے۔ اور فعل منافی (مضرت رساں اثر) کی مثال بچھناک کا اثر ہے جو جوہر انسان (نفس انسان) کے لئے مفسد اور مہلک ہے +

عود صلیب کا یہ نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس کے توڑنے پر صلیب کی صورت نظر آتی ہے +
بچھناک (بیش) کو زہر ہلاہل یا سمّ ہلاہل بھی کہا جاتا ہے۔ ہلاہل چین کا ایک مقام ہے جہاں یہ پیدا ہوتا ہے۔ آملی +

کسی چیز کو حار یا بارد کہا جاتا ہے تو اس سے کیا مراد ہے ؟

(چونکہ حرارت اور برودت کیفیات محسوسہ میں سے ہیں، اور علم طب میں بعض چیزوں کو "حار اور بارد" کہا جاتا ہے، حالانکہ ان کی حرارت و برودت محسوس نہیں ہوا کرتی۔ اسلئے

شیخ اس وقت اس قول کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ چیزیں بالفعل گرم نہیں ہوتی ہیں، بلکہ بالقوہ۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:)

ونرجع الآن فنقول إنا إذا قلنا للشئ المتناول أو الملطوخ إنه حار أو بارد فإنما نعني أنه كذلك بالقوة لا بالفعل ونعني أنه بالقوة أحر من أبداننا أو أبرد من أبداننا ونعني بهذه القوة قوة معتبرة بوقت فعل حرارة أبداننا فيها بأن تكون إذا انفعل حاملها عن الحار الغريزي الذي لنا حدث حينئذ فيها ذلك بالفعل

اب ہمیں لوٹنا چاہئے۔ ہم جو کسی چیز کو "حار یا بارد" کہا کرتے ہیں، خواہ وہ چیز کھانے کی ہو، (غذا، ہو یا دوا ہو)، یا باہر سے لگانے کی ہو؛ تو اس سے ہماری مراد یہ نہیں ہوتی ہے کہ وہ بالفعل گرم یا سرد ہے، بلکہ ہماری مراد محض یہ ہوتی ہے کہ وہ چیز بالقوہ گرم یا سرد ہے (اُس میں گرمی یا سردی کی قوت پائی جاتی ہے)۔ اور یہ مطلب ہوتا ہے کہ وہ ہمارے بدن سے بالقوہ گرم ہے، یا وہ ہمارے بدن سے بالقوہ سرد ہے۔ پھر اس قوت سے اُس وقت کی قوت مراد ہے جبکہ ہمارے بدن کی حرارت اُس میں اثر کرے: بایں معنے کہ جب وہ چیز (یعنی دوا، یا غذا، جو اس قوت کی حامل ہوتی ہے) ہمارے بدن کی حرارت غریزیہ سے متأثر ہوتی ہے تو اس وقت اس میں یہ قوت بالفعل حاصل ہو جاتی ہے (وہ قوت بالفعل گرمی یا سردی پیدا کرنے لگ جاتی ہے) +

وربما عنينا بهذه القوة شيئا آخر وهو أن القوة بمعنى جودة الاستعداد كقولنا إن الكبريت حار بالقوة

گاہے اس قوت سے ہم دوسری چیز مراد لیا کرتے ہیں۔ یعنی **قوت** سے ہم "جودتِ استعداد" (خوبی استعداد) مراد لیا کرتے ہیں + چنانچہ جب ہم کہا کرتے ہیں کہ گندھک بالقوہ گرم ہے (تو اس سے ہماری مراد یہ ہوتی ہے کہ اس میں گرم ہوجانے کی استعداد و قابلیت خوب ہے۔ یا یہ کہ اس میں حرارت کے قبول کرنے کی قوت "فعل" سے زیادہ قریب ہے۔ دوسری چیزیں اگر دیر میں گرم ہوتی اور جلتی ہیں، تو گندھک جلد گرم ہوجاتی ہے) +

وربما التفتنا بقولنا إن الشئ حار أو بارد إلى الأغلب

اور گاہے کسی چیز کو حار یا بارد کہنے میں ہماری توجہ اس طرف ہوا کرتی ہے کہ اُس کے مزاج کے

فی مزاجہ من الارکان الاولے غیر ملتفتین الی جانب فعل بدننا فیہ

ارکان اولیہ (عناصر) میں سے "اجزار حارہ" یا "اجزار باردہ" غالب ہیں۔ ہماری توجہ اس وقت اس طرف نہیں ہوتی کہ اُسکا اثر ہمارے بدن میں کیا ہے (بس محض یہ مدنظر ہوتا ہے کہ اس میں عناصر کے اجزار حارہ زیادہ ہیں، یا عناصر کے اجزار باردہ زیادہ ہیں) +

وقد نقول للدواء انہ بالقوۃ کذا اذا کانت القوۃ بمعنی الملکۃ کقوۃ الکاتب التارک للکتابۃ علی الکتابۃ مثل قولنا ان البیش بالقوۃ مفسدٌ

اسی طرح گاہے ہم بعض دوائوں کے بارہ میں (خواہ وہ بیرونی ادویہ میں سے ہوں، یا اندرونی ادویہ میں سے) کہا کرتے ہیں کہ "وہ بالقوہ ایسی ہے"، تو اس وقت قوت سے ہماری مراد (مذکورہ معانی نہیں ہوتے، بلکہ اس سے مراد) ملکہ ہوا کرتا ہے، جس طرح کاتب میں باوجود شغلِ کتابت کے ترک کر دینے کے لکھنے کی قوت موجود ہوتی ہے (لکھنے کا خاص ملکہ ہوتا ہے)۔ چنانچہ (اسی مفہوم کو لیکر) ہم بیش کے بارہ میں کہا کرتے ہیں کہ "وہ بالقوہ مفسد ہے" (بچھناک بالقوہ مہلک ہے، یعنی اس میں اہلاک کا ایک خاص ملکہ ہے) +

والفرق بین ہذا وبین الاول ان الاول ما لم یُحِیلْہُ البدن احالۃ ظاہرۃ لم یخرج الی الفعل وہذا اما ان یفعل بنفس الملاقاۃ کسم الافعی او بادنی استحالۃ فی کیفیتہ کالبیش

اس میں (جبکہ قوت کے معنے ملکہ کے ہوں) اور پہلی صورت میں (جبکہ قوت پہلے معنے میں ہو، یعنی جو بدن میں اثر کرنے کے بعد ظاہر ہو) یہ فرق ہے کہ پہلی صورت میں جب تک بدن اُس میں نمایاں طور پر تغیر و استحالہ نہ پیدا کرلے، اُس کا فعل ظاہر نہیں ہوتا (یعنی وہ قوت سے فعل میں نہیں آتی)؛ اور یہ (یعنی جس میں قوت بمعنے ملکہ ہو) بدن سے ملاقی ہوتے ہی اثر کر جاتی ہے، جیسے افعی نامی سانپ کا زہر؛ یا یہ کہ اُس کی کیفیت میں ذرا سا استحالہ ہونے کے بعد اثر کر جاتی ہے، جیسے بیش (یعنی سانپ کے زہر اور بچھناک میں مار ڈالنے کا خاص ملکہ ہے) +

وبین القوۃ الاولی والقوۃ التی

پہلی قوت کے (جو بدن سے متاثر ہونے کے بعد عمل

ذکرناها قوة متوسطة ــ مثل کرتی ہے) اور اس قوت کے درمیان جسکا ہم نے ابھی ذکر
قوة الادویة السمیة کیا ہے (جو بمعنے ملکہ ہے) ایک درمیانی قوت بھی ہے، مثلاً ادویہ سمیہ کی قوت (جیسے افیون، شوکران، اجوائن خراسانی وغیرہ کا اثر) +

اس قسم کی ادویہ سمیہ میں دو قسم کے اثرات ہوا کرتے ہیں: (۱) وہ اثر جو ان کی کیفیت یعنی حرارت وبرودت وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے ؛ ــ (۲) وہ اثر جو ان کیفیات کی شدت سے ظاہر ہوتا ہے، جسکی وجہ سے یہ دوائیں افسادِ مزاج میں خالص سموم کے مقابلہ میں کھڑی ہوتی ہیں۔ چنانچہ پہلی حیثیت سے انکا فعل دواؤں کے مانند ہے، اور دوسری حیثیت سے انکا فعل سموم سے مشابہ ہے، جو بالخاصہ اثر کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کو "ادویہ سمیہ" کہا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ سموم میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ دواؤں کے قبیلے سے ہیں کیونکہ دوائیں کیفیت سے اثر کرتی ہیں، اور سموم خاصیت سے۔ گیلانی +

ثم نقول ان مراتب الادویة قد جعلت اربعة | درجات ادویہ (مراتب ادویہ) | پھر ہم کہتے ہیں کہ ادویہ کے مراتب (درجات) چار مقرر کئے گئے ہیں +

المرتبة الاولی منها ان یکون فعل المتناول فی البدن بکیفیته فعلا غیر محسوس مثل ان یسخن او یبرد تسخینا او تبریدا لیس یفطن له ولا یحس به الا ان یتکرر او یکثر — مرتبۂ اولیٰ (پہلا درجہ) یہ ہے کہ اس دوا کے کھانے کے بعد بدن میں اس کی کیفیت کا جو اثر ہو، وہ محسوس نہ ہو؛ مثلاً یہ کہ اس سے جو گرمی یا سردی پیدا ہو، وہ معلوم ومحسوس نہ ہوسکے۔ ہاں اگر اسے بار بار یا بکثرت کھلایا جائے، (تو اس کی گرمی یا سردی محسوس ہوگی) +

دواءِ معتدل کا اثر بھی بدن میں نمایاں نہیں ہوا کرتا ہے۔ پھر دواء معتدل اور پہلے درجہ کی دواء میں کیا فرق ہے؟ اسکا جواب یہ ہے کہ پہلے درجہ کی دواء میں تکرارِ استعمال اور کثرتِ استعمال سے اسکا اثر نمایاں ہوجاتا ہے۔ مگر دواء معتدل میں تکرار اور کثرتِ استعمال کے بعد بھی کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ گیلانی

والمرتبة الثانیة ان یکون الفعل اقوی من ذلك ولکن لا یبلغ ان یضر بالافعال ضررا بینا ولا یغیر مجراها الطبیعی الا بالعرض الا ان یتکرر او یکثر — مرتبۂ ثانیہ (درجۂ دوم) میں اثر اس سے قوی ہوتا ہے، مگر یہاں تک نہیں ہوتا کہ افعال میں نمایاں ضرر ظاہر ہوسکے؛ اور نہ اس سے بالذات مجرائے طبعی (رفتار طبیعت اور طبعی افعال) میں فرق آتا ہے؛ اگر کبھی اس سے طبعی افعال میں فرق آتا بھی ہے، تو بالعرض؛ ہاں اگر

اسے باربار یا بکثرت کھلایا جائے تو نمایاں طور پر ضرر بھی ہوسکتا ہے +

طبعی افعال میں بالعرض فرق آنے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً دوسرے درجہ کی گرم دوا ر ہو، اور وہ اسکے ساتھ ہی مسہل بھی ہو، تو دستوں کی کثرت کی وجہ سے ممکن ہے کہ طبعی افعال میں تغیر آجائے۔ اسی طرح اگر کوئی دوا ر درجۂ دویم میں گرم یا سرد ہونے کے باوجود مدر، مقی، یا معرق ہو، تو دوا مسہل کی طرح ان سے بھی بالعرض اسی قسم کی خرابی لاحق ہوسکتی ہے۔ یہ ضرر اسکی ذاتی کیفیت کی طرف منسوب نہ ہوگا۔ گیلانی +

والمرتبۃ الثالثۃ ان یکون فعلها یوجب بالذات ضررا بینًا ولکن لا یبلغ الی ان یهلك ویفسد

مرتبۂ ثالثہ (درجۂ سویم) سے مراد یہ ہے کہ اُسکے فعل سے بالذات بدن میں نمایاں طور پر ضرر پیدا ہو جائے، مگر اس حد تک نہ پہونچے کہ انسان اس سے ہلاک اور بدن فاسد ہو جائے۔ (ہاں تکرار اور کثرتِ استعمال سے ہلاکت اور فسادِ بدن ممکن ہے) +

والمرتبۃ الرابعۃ ان یکون ذلك بحیث یبلغ ان یهلك ویفسد وهذہ خاصیۃ الادویۃ السمیۃ فهذا ما یکون بالکیفیۃ واما المهلکۃ بجملۃ جوهرہ فهو السم

مرتبۂ رابعہ (درجۂ چہارم) سے مراد یہ ہے کہ اسکا فعل اس حد تک پہونچ جائے کہ وہ انسان کو ہلاک کردے، اور بدن کو فاسد کردے۔ یہ آخری صورت (مار ڈالنا) ادویہ سمیہ کی خاصیت ہے (یعنی درجہ چہارم کی دوا کو "دوا سمی" بھی کہا جاتا ہے)۔ یہ فعل تو وہ ہے جو کیفیت سے وابستہ ہے (یعنی دوا سمی کا عمل اہلاک وافساد اور مار ڈالنا کیفیت سے صادر ہوتا ہے)۔ لیکن جو چیز جملہ جوہر سے یعنی صورت نوعیہ سے مار ڈالتی ہے، اُسے سَمّ (زہر) کہا جاتا ہے، (نہ کہ دوا سمی) +

اس کے ساتھ ہی اتنا اور بھی جاننا چاہیے کہ ان چاروں درجات کے پھر اور بھی تین مدارج ہیں: اول آخر، اور ان دونوں کے وسط میں اوسط۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ مثلاً یہ دوا ر درجۂ دویم کے اول میں، یا آخر میں، یا درجۂ دویم کے وسط میں گرم ہے +

ونقول من الراس ان جمیع ما یرد علی البدن مما یجری

تقسیم دیگر (اب) ہم سرے سے (دوسرے طور پر) بیان کرتے ہیں (یعنی شروع سے اس طور پر تقسیم کرتے ہیں کہ یہ غذا، دواء

بینهما فعل وانفعال اما ان یتغیر عن البدن ولا یغیره واما ان یتغیر عن البدن ویغیره واما ان لا یتغیر عن البدن ویغیره

معتدل اور غیر معتدل، اور سموم پر حاوی ہو) :- جو چیزیں بدن انسان پر وارد ہوتی ہیں (بدن کے اندر پہونچتی ہیں) اور ان چیزوں کے اور بدن کے درمیان فعل وانفعال (تاثیر وتأثر) ہوتا ہے، انکی تین قسمیں ہیں: (۱) وہ چیز خود تو بدن (کے عمل) سے متغیر ہو، لیکن وہ بدن کو متغیر نہ کرسکے؛

(۲) خود بھی بدن سے متغیر ہو، اور بدن کو بھی متغیر کردے

(۳) بدن سے خود تو متغیر نہ ہو، لیکن بدن کو متغیر کردے۔

فاما الذی یتغیر عن البدن ولا یغیره تغیراً معتداً به فاما ان یتشبه بالبدن واما ان لا یتشبه به فالذی یتشبه به فهو الغذاء علی الاطلاق واما الذی لا یتشبه به فهو الدواء المعتدل

(۱) چنانچہ اگر (پہلی صورت ہو، یعنی) وہ چیز خود تو بدن سے متغیر ہوجائے، لیکن وہ بدن کو کافی طور پر متغیر نہ کرسکے، (یعنی خود اس چیز میں تو تبدیلی آجائے، لیکن بدن میں کوئی معتد بہ تبدیلی نہ کرسکے)، تو اسکی دو صورتیں ہیں: (الف) خود وہ بدن کے مشابہ بن جائے؛ (ب) بدن کے مشابہ نہ بن سکے + اگر وہ بدن کے مشابہ بن سکے (جزو بدن ہوسکے) تو وہ غذاء مُطلق (خالص غذا) ہے۔ اور اگر وہ بدن کے مشابہ نہ ہوسکے (جزو بدن نہ ہوسکے) تو وہ دواء معتدل ہے +

واما الذی یتغیر عن البدن ویغیره فلا یخلو اما ان یکون کما یتغیر عن البدن یغیر البدن ثم انه یتغیر عن البدن آخر الامر فیبطل تغیره واما ان لا یکون کذلك بل یکون هو الذی یغیر البدن آخر الامر فیفسده

(۲) اگر (دوسری صورت ہو، یعنی) وہ خود بھی بدن سے متغیر ہو، اور بدن کو بھی متغیر کردے، تو اسکی دو صورتیں ہیں: (الف) جب وہ بدن سے متغیر ہو، اور بدن میں تغیر پیدا کرے، تو آخر میں خود متغیر ہوکر اس کا تغیر باطل ہوجائے (اور اسکا عمل ختم ہوجائے)؛ (ب) ایسا نہ ہو، (اس کا عمل باطل نہ ہو) بلکہ وہ آخر میں بدن کو متغیر کرکے فاسد کردے +

والقسم الاول اما ان یکون بحیث یتشبه بالبدن اولا یکون بحیث

اگر پہلی قسم ہو (یعنی جبکہ وہ بدن سے متغیر ہوکر آخر میں اسکا عمل خود ہی باطل ہوجائے)، تو پھر اس کی

یتشبہ بہ فان تشبہ بہ فھو الغذاء الدوائی وان لم یتشبہ فھو الدواء المطلق

دو صورتیں ہیں: یا وہ بدن سے مشابہ (جزو بدن) بننے کے لائق ہو، یا وہ مشابہ (جزو بدن) بننے کے لائق نہ ہو۔ چنانچہ اگر وہ (بدن سے متغیر ہوکر اور بدن میں تغیر پیدا کرکے آخر میں) جزو بدن بننے کے قابل ہو، تو اُسے دواء غذائی کہا جاتا ہے؛ اور اگر وہ جزو بدن بننے کے قابل نہ ہو، تو وہ دواء مطلق (خالص دوا) ہے۔

والقسم الثانی فھو الدواء السمی

اور اگر دوسری قسم ہو (یعنی وہ بدن سے متغیر ہوکر اور بدن کو متغیر کرکے آخر میں اُسکا عمل باطل نہ ہو، بلکہ بدن کو فاسد کردے) تو اسے دواء سمی (زہریلی دوا) کہا جاتا ہے۔

واما الذی لا یتغیر عن البدن البتۃ ویغیرہ فھو السم المطلق

(۳) اور اگر (تیسری صورت ہو، یعنی) وہ بدن سے خود تو متغیر نہ ہو، لیکن بدن کو متغیر کردے، تو اسے سمّ مطلق (زہر خالص) کہا جاتا ہے۔ (تریاق اور فادزہر بھی اسی قسم میں شامل ہیں۔ گیلانی)

الغرض جو چیزیں بدن کے اندر پہونچتی ہیں، اور ان میں اور بدن میں افعال وانفعال ہوتا ہے، اُن کی چھ قسمیں ہیں: غذاء مطلق، دواء مطلق، دواء معتدل، دواء غذائی، دواء سمی، اور سم مطلق۔

ولسنا نعنی بقولنا انہ لا یتغیر عن البدن انہ لا یسخن فی البدن بفعل الحار الغریزی فیہ بل اکثر السموم ما لم یسخن فی البدن بفعل الحار الغریزی فیہ لم یؤثر فیہ بل نعنی انہ لا یتغیر فی صورتہ الطبیعیۃ بل لا یزال یفعل وھو ثابت القوۃ والصورۃ حتی یفسد البدن

تنبیہ ہم نے جو یہ کہا ہے کہ "سم مطلق بدن سے متغیر نہیں ہوتا ہے" تو اس سے ہمارا مدعا یہ نہیں ہے کہ وہ حرارت غریزیہ کے فعل سے بدن کے اندر گرم بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اکثر سموم کی حالت یہ ہے کہ جب تک وہ حرارت غریزی کے عمل سے گرم نہیں ہوتے، وہ بدن کے اندر کوئی اثر بھی نہیں کرسکتے۔ بلکہ (اس قول سے) ہمارا مدعا یہ ہے کہ اُن کی صورت طبعیہ (صورت نوعیہ) میں تغیر نہیں آتا؛ اُنکی قوت اور صورت قائم رہتی ہے، اور وہ (اس کے باوجود) برابر عمل کرتے چلے جاتے ہیں، یہانتک

کہ آخر کار بدن فاسد ہوجاتا ہے +

وقد يكون طبيعة هذا حارة فتعين طبيعته خاصيته في تحليل الروح كسم الافعى والبيش وقد تكون باردة فتعين طبيعته خاصيته في اخماد الروح وايهانه كسم العقرب والشوكران

تنبیہ سم یعنی زہر کی طبیعت (کیفیت) گاہے گرم ہوتی ہے؛ چنانچہ جب ایسا ہوتا ہے، تو اس کی کیفیتِ حرارت زہر کی خاصیتِ تحلیلِ روح کی اور بھی امداد کردیتی ہے؛ جیسے افعی کا زہر اور بیش + اسی طرح گاہے زہر کی کیفیت بارد ہوتی ہے؛ ایسی صورت میں اس کی کیفیتِ برودت زہر کی خاصیت کی اور بھی امداد کردیتی ہے، جس سے روح جلد بجھ جاتی اور کمزور ہوجاتی ہے، جیسے بچھو کا زہر اور شوکران.

سانپوں کے زہر کے گرم ہونے کے قرائن یہ بتائے جاتے ہیں کہ اس میں سخت سوزش اور جلن ہوتی ہے. اگرچہ بعض متقدمین اطباء کا خیال ہے کہ سانپ کا زہر بارد ہے. اسپر وہ دلیل یہ قائم کرتے ہیں کہ بعض افاعی کے ڈسنے کے بعد ہاتھ پاؤں میں خدر (بے حسی) اور برودت لاحق ہوجاتی ہے؛ اور یہ کہ تریاق کی دوائیں گرم ہیں، جن سے اس میں فائدہ ہوا کرتا ہے. بچھو کے زہر کے بارد ہونے پر یہ قرینہ پیش کیا جاتا ہے کہ اس کے ڈسنے کے بعد پیٹ پھول جاتا ہے، گاہے بلا ارادہ ریح خارج ہوتی ہے، ہضم خراب ہوجاتا ہے، اور مریض ایسا محسوس کرتا ہے، گویا وہ برف کے اندر پڑا ہوا ہے. ہاں، بچھو کی ایک بہت ہی چھوٹی قسم جرّارہ ہے، جو دُم گھسیٹ کر چلتا ہے (جرّارہ = گھسیٹنے والا). اسکے زہر کو گرم بتایا جاتا ہے. آملی

شوکران کی مثال دینا یہاں صحیح نہیں ہے. کیونکہ یہاں تو سم مطلق کا ذکر ہے، نہ کہ دوا رسمی کا. شوکران ایک دوا رسمی ہے. دوا ہونے کی دلیل تو یہ ہے کہ یہ تیسرے درجہ میں بارد یابس ہے؛ اسکا ضماد گرم نقرس اور گرم اورام میں مفید ہے؛ پیشانی پر لیپ لگانے سے صداع حار کے درد کو تسکین دیتا ہے؛ پیڑو پر لیپ کرنے سے اوجاع رحم کو تسکین دیتا اور خون حیض کو روکتا ہے. وغیرہ - آملی

وجميع ما يغذو وقد يغير البدن آخر الامر تغييرا طبيعيا وهو التسخين فانه اذا استحال الى الدم زاد لا محالة في التسخين حتى ان الخس والقرع يسخنان هذا التسخين الا انا لسنا نقصد بالتغير هذا

تنبیہ جو چیزیں بدن کے تغذیہ میں صرف ہوتی ہیں، (خواہ وہ بارد ہوں یا حار)، وہ آخر کار بدن میں ایک طبعی تغیر پیدا کرتی ہیں؛ یعنی بدن میں (طبعی) حرارت پیدا کرتی ہیں. کیونکہ وہ چیزیں جب خون میں تبدیل ہوجاتی ہیں، تو بدن میں لامحالہ اور لازمی طور پر حرارت پیدا ہوگی. حتی کہ کاہو اور کدو بھی (باوجود ٹھنڈے ہونیکے) بدن کے اندر اس قسم کی حرارت پیدا کرتے

التسخين بل ما كان صادرًا عن
كيفية الشئ ونوعه بعد باق

ہیں۔ لیکن (ہم جو کسی دواء کے بارہ میں کہا کرتے ہیں کہ "یہ دواء گرم ہے، اس سے بدن میں تغیر پیدا ہوتا ہے، اور بدن کی حرارت بڑھ جاتی ہے" تو) اس تغیر سے ہمارا مفہوم یہ تغیر اور یہ تسخین نہیں ہوتا، جو غذاؤں سے حاصل ہوتی ہے (جس طرح غذاؤں سے حاصل ہوتی ہے)؛ بلکہ اس تسخین (دوائی تسخین) سے مراد وہ تسخین ہے جو کسی چیز کی کیفیت سے صادر ہو، اور اُس چیز کی نوعیت (صورت نوعیہ) میں ابھی تک کوئی تبدیلی نہ آئی ہو۔

بلکہ وہ اپنی صورت نوعیہ پر قائم ہو، اور وہ بدن میں گرمی پیدا کر رہی ہو۔ اس کے برعکس غذاء سے جو حرارت بدن میں پیدا ہوتی ہے، وہ اُس وقت ہوتی ہے، جبکہ اُس کی صورت نوعیہ تبدیل ہو چکتی ہے، اور وہ خون کی شکل بن چکتی ہے۔ غذا سے بدن میں جو تسخین یعنی گرمی حاصل ہوتی ہے، اور دواء سے جو تسخین حاصل ہوتی ہے، ان دونوں میں یہی فرق ہے۔

تنبیہ (اب دواء غذائی اور دواء مطلق میں یہ فرق بیان کیا جاتا ہے کہ دواء خالص بدن کی وجہ سے محض اپنی کیفیت میں مستحیل و متغیر ہوتی ہے، اور دواء غذائی بدن سے اپنی کیفیت میں بھی مستحیل و متغیر ہوتی ہے، اور اپنی صورت میں بھی۔ کیونکہ دواء غذائی میں غذائیت ہوا کرتی ہے، جو صورت نوعیہ میں متغیر و مستحیل ہو کر خون ہو جاتی ہے۔ چنانچہ شیخ فرماتے ہیں:)

والدواء الغذائی یستحیل عن البدن بجوهره ویستحیل عنه بکیفیته لکنه یستحیل اوّلاً فی کیفیته فمنه ما یستحیل اوّلاً الی حرارة فیسخن کالثوم ومنه ما یستحیل اوّلاً الی برودة فیبرد کالخس فاذا استتمت الاستحالة الی الدم کان اکثر فعلها التسخین بتوفیر الدم

بدن (کے عمل) سے جس طرح دواء غذائی کے جوہر (صورت نوعیہ) میں تغیر و استحالہ ہوتا ہے، اسی طرح اس کی کیفیت میں بھی بدن کی وجہ سے تغیر و استحالہ ہوتا ہے۔ لیکن کیفیت میں تغیر و استحالہ صورت نوعیہ سے پہلے ہوا کرتا ہے جس کی دو صورتیں ہیں: (۱) بعض ادویہ غذائیہ تو وہ ہیں جو پہلے حرارت کی طرف مستحیل ہو کر بدن میں حرارت پیدا کر دیتی ہیں، مثلاً لہسن؛ (۲) بعض ادویۂ غذائیہ وہ ہیں جو پہلے برودت کی طرف مستحیل ہو کر بدن میں برودت پیدا کر دیتی ہیں، مثلاً کاہو۔ اس کے بعد جب استحالہ مکمل ہو جاتا ہے، اور یہ پورے طور پر خون بن جاتی ہیں، تو خون میں اضافہ کرنے

وكيف لا يسخن بتوفير الدم وقد استحالت حارة وخلعت برودتها

کی وجہ سے انکا بیشتر عمل تسخین ہی ہوتا ہے (خواہ یہ بارد ہی کیوں نہ ہوں، جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے)۔ خون میں اضافہ کرنے کے بعد آخر ان سے گرمی کیوں نہ پیدا ہو؟ جبکہ یہ برودت کو چھوڑ کر حرارت میں تبدیل ہوگئیں (پہلے اگر یہ بارد تھیں، تو اب گرم ہوگئیں، کیونکہ جب یہ خون میں تبدیل ہوگئیں، تو اب بارد کیونکر رہ سکتی ہیں)۔

لكنه قد يصحب أيضاً كل واحد منها من الكيفية الغريزية شئ بعد الاستحالة في الجوهر فيبقى في الدم الحادث من العدس تبريد ما وفي الدم الحادث من الثوم تسخين ما ولكن الى حين

لیکن استحالہ جوہری (استحالہ صوری) کے بعد بھی (یعنی خون میں تبدیل ہونے کے بعد بھی) ان دونوں صورتوں میں (خواہ یہ بارد ہوں یا حار) کچھ ان کی اصلی کیفیت (کیفیت غریزیہ) باقی رہ جاتی ہے، چنانچہ جو خون کاہو سے بنتا ہے، اس میں کچھ تھوڑی سی برودت باقی ہوتی ہے، اور جو خون لہسن سے تیار ہوتا ہے، اس میں کچھ تھوڑی سی حرارت باقی ہوتی ہے؛ اگرچہ یہ کیفیت کچھ زیادہ عرصہ تک نہیں رہا کرتی (بلکہ جلدتر ہی غائب ہوجاتی ہے)۔

والأدوية الغذائية فمنها ما هو أقرب الى الدوائية ومنها ما هو أقرب الى الغذائية كما ان الأغذية نفسها منها ما هي قريبة الطباع الى جوهر الدم كالشراب ومح البيض وماء اللحم ومنها ما هو أبعد منه يسيراً مثل الخبز واللحم ومنها ما هو أبعد جداً كالأغذية الدوائية

ادویہ غذائیہ کی تقسیم

(یہاں سے ادویہ غذائیہ کی، یا اغذیہ دوائیہ کی تقسیم شروع ہوتی ہے)۔ بعض ادویہ غذائیہ دوائیت سے زیادہ قُرب رکھتی ہیں (ان میں اجزاء غذائیہ سے زیادہ اجزاء دوائیہ ہوتے ہیں)۔ اور بعض ادویہ غذائیہ غذائیت سے زیادہ قُرب رکھتی ہیں (ان میں اجزاء دوائیہ سے زیادہ اجزاء غذائیہ ہوتے ہیں)۔ جس طرح خود غذاؤں میں سے (اغذیہ خالصہ، اغذیہ صرفہ) بھی بعض بلحاظ اپنی طبیعت کے جوہر خون (طبیعتِ خون) سے زیادہ قُرب رکھتی ہیں؛ مثلاً شراب، زردی بیضہ (مُحُّ البیض) اور ماء اللحم (گوشت کا پانی)۔ اور بعض بلحاظ طبیعت کے جوہر خون سے اسقدر قُرب نہیں رکھتی ہیں، بلکہ اس سے کسی قدر دور ہوتی

ہیں، مثلاً روٹی اور گوشت۔ اور بعض بہت ہی دور ہوتی ہیں، مثلاً اغذیہ دوائیہ +

ونقول ان الغذاء یغیر حال البدن بکیفیتہ وبکمیتہ اما بکیفیتہ فقد عرفت ذلک واما بکمیتہ فذلک اما بان یزید فیورث التخمۃ والسدد ثم العفونۃ واما بان ینقص فیورث الذبول

اغذیہ کیونکر ضرر رساں ہوجاتی ہیں ہم کہتے ہیں کہ غذائیں بدنی حالات میں جس طرح کیفیت سے تغیر پیدا کرتی ہیں، اسی طرح کمیت (مقدار) سے بھی۔ کیفیت سے غذائیں کیونکر بدنی احوال میں تغیر پیدا کرتی ہیں؟ یہ تمھیں اس سے پہلے معلوم ہوچکا ہے (یعنی مثلاً وہ بدن میں حرارت یا برودت کا اضافہ کردیتی ہیں)۔ اور کمیت (مقدار) سے اس طرح بدن میں تغیرات پیدا کرتی ہیں کہ مثلاً اگر غذائیں مناسب مقدار سے زیادہ کھلائی جائیں تو تخمہ (بدہضمی) اور سُدّے اور اسکے بعد عفونت (اخلاط میں عفونت) پیدا کردیتی ہیں۔ اور اگر مقدار مناسب سے کم کھلائی جائیں، تو ذبول (لاغری) پیدا ہوجاتا ہے +

والزیادۃ فی کمیۃ الغذاء مبردۃ دائماً اللھم الا ان یعرض منھا عفونۃ فیسخن فان العفونۃ کما انھا تحدث عن حرارۃ غریبۃ کذلک تحدث عنھا ایضاً حرارۃ غریبۃ

زیادہ مقدار میں غذا کا کھلانا ہر صورت میں مبرد ہے (خواہ وہ غذا حار ہو یا بارد)۔ ہاں اگر اس حالت میں ان غذاؤں سے عفونت لاحق ہوجائے، تو اس سے بدن میں حرارت پیدا ہوجائیگی، کیونکہ عفونت جس طرح حرارت غریبہ سے پیدا ہوا کرتی ہے، اسی طرح اس سے بدن میں بھی حرارت غریبہ پیدا ہوجاتی ہے +

ونقول ایضاً ان الغذاء منہ لطیف ومنہ کثیف ومنہ معتدل واللطیف ھو الذی یتولد منہ دم رقیق والکثیف ھو الذی یتولد منہ دم ثخین

اقسام غذاء پھر ہم کہتے ہیں: بعض غذائیں لطیف ہوتی ہیں، بعض کثیف، اور بعض لطافت وکثافت میں) معتدل +
غذاء لطیف وہ ہے جس سے رقیق خون بنے؛ اور غذاء کثیف وہ ہے جس سے گاڑھا خون (خون غلیظ) بنے۔ (اور غذاء معتدل وہ ہے، جس سے اوسط درجہ کا خون بنے) +

وکل واحد من الاقسام فاما ان یکون کثیر التغذیة واما ان یکون یسیر التغذیة

پھر ان میں سے ساری قسمیں گاہے کثیر التغذیہ (کثیر الغذاء) ہوتی ہیں، اور گاہے یسیر التغذیہ (قلیل الغذاء)۔ (کثیر الغذاء سے خون بکثرت بنتا ہے، اور قلیل الغذاء سے خون کمتر تیار ہوتا ہے)۔

مثال اللطیف الکثیر الغذاء الشراب وماء اللحم وصح البیض المسخن او النیمبرشت فانہ کثیر الغذاء لان اکثر جوہرہ یستحیل الی الغذاء

غذاء لطیف، کثیر الغذاء کی مثال شراب، ماء اللحم، اور انڈے کی زردی جو گرم کر لی گئی ہو، یا نیمبرشت انڈے کی ہو۔ کیونکہ انکا بیشتر جوہر جوہر غذاء (خون) میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

ومثال الکثیف القلیل الغذاء الجبن والقدید والباذنجان ومایشبہہا فان الشئی المستحیل منہا الی الدم قلیل

غذاء کثیف قلیل الغذاء کی مثال پنیر، قدید (سکھایا ہوا گوشت) اور بادنجان (بیگن) جیسی چیزیں ہیں۔ ان چیزوں سے جو خون بنتا ہے، وہ مقدار میں تھوڑا (اور غلیظ) ہوتا ہے۔

ومثال اللطیف القلیل الغذاء الجلاب والبقول المعتدلة القوام والکیفیة ومن الثمار التفاح والرمان ومایشبہہا

لطیف قلیل الغذاء کی مثال جلاب (شربت شہد جو عرق گلاب اور شہد سے بنایا جاتا ہے)، اور بقول (سبزیاں) جو قوام اور کیفیت کے لحاظ سے معتدل ہوں؛ اور پھلوں میں سے سیب، انار وغیرہ جیسے پھل۔

ومثال الکثیف الکثیر الغذاء البیض المسلوق ولحم البقر

کثیف کثیر الغذاء کی مثال اُبلا ہوا انڈہ اور گائے کا گوشت ہے۔

وایضا فان کل واحد من ہذہ الاقسام قد یکون ردی الکیموس وقد یکون محمود الکیموس

پھر یہ ساری قسمیں گاہے ردی الکیموس ہوتی ہیں، اور گاہے محمود الکیموس۔

کیموس سریانی لفظ ہے، جسکے معنے خلط کے ہیں۔ "ردی الکیموس" کے معنے یہ ہوئے کہ اس سے ردی اخلاط پیدا ہوں، اور "محمود الکیموس" وہ جس سے اچھے اخلاط پیدا ہوں۔ بقول بعض "محمود الکیموس" وہ غذاء ہے جس سے خون پیدا ہو، اور "ردی الکیموس" وہ ہے جس سے دوسرے اخلاط بنیں۔ بقول بعض "کیموس محمود" صاف خون کا نام ہے جسکے ساتھ دوسرے اخلاط محض اسی قدر مخلوط ہوں، جنکا ساتھ

ہونا منافع بدن کے لئے ضروری ہے۔ آملی +

مثال للطیف الکثیر الغذاء الحسن الکیموس صفرة البیض النیمبرشت والشراب ماء اللحم	لطیف کثیر الغذاء، حسن الکیموس (محمود الکیموس) کی مثال انڈے کی زردی، شراب، اور ماء اللحم +
ومثال للطیف الکثیر الغذاء الردی الکیموس الریة ولحم النواهض	لطیف کثیر الغذاء، ردی الکیموس کی مثال پھیپھڑا اور لحم نواہض (کبوتر کے چوزوں کا گوشت) +
ومثال للطیف القلیل الغذاء الحسن الکیموس الخس والتفاح والرمان	لطیف، قلیل الغذاء، حسن الکیموس کی مثال کاہو اور سیب +
ومثال للطیف القلیل الغذاء الردی الکیموس الفجل والخردل واکثر البقول	لطیف، قلیل الغذاء، ردی الکیموس کی مثال مولی اور رائی (خردل) اور اکثر سبزیاں +
مثال للکثیف الکثیر الغذاء الحسن الکیموس البیض المسلوق ولحم الحولی من الضان	کثیف، کثیر الغذاء حسن الکیموس کی مثال اُبلے ہوئے انڈے، اور یکسالہ بھیڑ کے بچہ کا گوشت +
مثال للکثیف الکثیر الغذاء الردی الکیموس لحم الثور ولحم البط ولحم الفرس	کثیف، کثیر الغذاء، ردی الکیموس کی مثال گائے بیل کا گوشت، بط کا گوشت، اور گھوڑے کا گوشت +
ومثال الکثیف القلیل الغذاء الردی الکیموس القدید	کثیف، قلیل الغذاء، ردی الکیموس کی مثال قدید (سکھایا ہوا گوشت) +

لیکن شیخ نے کثیف، قلیل الغذاء حسن الکیموس کی مثال نہیں بتائی۔ بعض لوگوں نے اس کی مثال لاغر بیل کا گوشت بتائی ہے۔ آملی۔

وانت تجد فی هذه الجملة المعتدل	انہی سب مثالوں سے تمہیں (لطیف و کثیف کے درمیان) "معتدل" (معتدل بین اللطافة والکثافة) کی مثالیں بھی مل سکتی ہیں (انہی مثالوں پر قیاس کر کے معتدل غذاؤں کی مثالیں نکال لینی چاہئیں) +

الفصل السادس عشر فی احوال المیاه — سولھویں فصل (مختلف) پانیوں کے حالات

ان الماء رکن من الارکان ومخصوص من جملة الارکان	پانی جملہ ارکان میں سے ایک رکن ہے (اور دیگر عناصر کے ساتھ ترکیب بدن میں شامل ہے) مگر جملہ ارکان

باسنه وحده من بينها يدخل في جملة ما يتناول لا لانه يغذو بل لانه ينفذ الغذاء ويصلح قوامه

سے اس میں ایک یہ خصوصیت پائی جاتی ہے کہ صرف یہی ایک ایسا عنصر ہے جو جملہ متناولات[1] میں داخل ہے (یعنی جس طرح دوسرے ماکول ومشروب منہ کی راہ داخل ہو کر معدہ تک پہونچتے ہیں، اسی طرح پانی بھی منہ کی راہ داخل ہو کر معدہ تک پہونچتا ہے۔ یہ شرافت اور فضیلت سوائے پانی کے کسی اور عنصر کو حاصل نہیں ہے)؛ نہ اس لئے کہ پانی تغذیۂ بدن میں صرف ہوتا ہے، بلکہ اس لئے کہ یہ غذاء کو (باریک راستوں میں) نفوذ کرا دیتا ہے؛ اور غذاء کے قوام کی اصلاح کرتا ہے (یعنی پانی کی وجہ سے خون اور دیگر رطوبات بلحاظ قوام کے اس قابل رہتے ہیں کہ یہ تغذیۂ بدن میں آسانی سے خرچ ہو سکیں) +

وانما قلنا ان الماء لا يغذو لان الغاذي هو الذي هو بالقوة دم وبقوة ابعد من ذلك جزء عضو للانسان

ہم نے جو یہ کہا ہے کہ "پانی تغذیۂ بدن میں صرف نہیں ہوتا ہے" اسکی وجہ یہ ہے کہ غاذی (غذا بخش) وہی چیز ہو سکتی ہے، جس میں خون بن جانے کی استعداد و قدرت ہو، یا اس سے بھی دور تر (بعید تر) عضوِ انسان بننے کی استعداد و قدرت ہو (جو بالقوہ خون ہو، یا بالقوۃ البعیدہ[2] عضوِ انسان ہو)

[2] روٹی، گوشت اور دال وغیرہ سے پہلے خون بنتا ہے؛ پھر خون میں بہت سے تغیرات ہوتے ہیں، اور رطوبات ثانیہ بنتی ہیں؛ پھر رطوبات ثانیہ سے اعضاء بنتے ہیں۔ الغرض ان غذاؤں میں جس طرح خون بننے کی قوت وقدرت ہے؛ اسی طرح عضوِ انسان بننے کی بھی قدرت وقوت ہے، مگر فرق یہ ہے کہ خون پہلے بنتا ہے، اس لئے یہ غذاؤں سے قریب ہے۔ اور اعضاء اس کے بعد بنتے ہیں؛ اس لئے یہ غذاؤں سے دور ہیں۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ غذائیں اگرچہ بالقوہ جس طرح خون بن سکتی ہیں، اسی طرح اعضاء بن سکتی ہیں۔ مگر خون بننے کی قوت وقدرت قریبہ ہے، اور اعضاء بننے کی قوت وقدرت بعیدہ +

[1] متناولات: وہ چیزیں جو کھائی یا پی جاتی ہیں +

والجسم البسيط لا يستحيل الى قبول الصورة الدموية ولا الى قبول صورة عضو للانسان ما لم يتركب لكن الماء جوهر يعين في تسبيل الغذاء وترقيقه وبذرقته نافذاً الى العروق ونافذاً الى المخارج لا يستغنى عن معونته في تمام امر الغذاء

مگر جسم بسیط میں، جب تک کہ وہ ترکیب نہ پالے، یہ قابلیت نہیں ہے کہ وہ خون کی صورت قبول کرلے (خون بنجائے)، یا عضوِ انسان کی صورت قبول کرلے (عضو بن جائے)۔ لیکن پانی (باوجود بسیط ہونے، اور غذا میں نہ شامل ہونے کے) ایک ایسا جوہر ہے جو غذاء کے اندر بہاؤ اور سیلان پیدا کرنے، اور رقیق بنانے میں امداد کرتا ہے، اور خود رہنما بنکر غذاء کو عروق اور مخارج (گذرگاہوں) میں نفوذ کرا دیتا ہے۔ یہ باتیں ایسی (غیر اہم اور غیر ضروری) نہیں ہیں کہ ان کی امداد کے بغیر امور تغذیہ کی تکمیل ہوجائے +

ثم المياه مختلفة لا في جوهر المائية ولكن بحسب ما يخالطها وبحسب الكيفيات التي تغلب عليها

اب یہ معلوم ہونا چاہئے کہ پانی مختلف ہیں (مختلف اقسام کے ہیں)۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ پانی کے جوہر (صورت نوعیہ) میں اختلاف ہوتا ہے؛ بلکہ یہ اختلاف اس لحاظ سے ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ دوسری چیزیں مل جاتی ہیں؛ اور اس لحاظ سے ہوتا ہے کہ (مختلف اسباب سے) اس میں دوسری کیفیتوں کا غلبہ ہوجایا کرتا ہے +

فافضل المياه مياه العيون ولا كل العيون ولكن ماء العيون الحرة الارض التي لا يغلب على تربتها شيء من الاحوال والكيفية الغريبة او تكون حجرية فتكون اولى بان لا يعفن عفونة الارضية

چنانچہ بہترین پانی چشموں کا ہوا کرتا ہے، لیکن ہر چشمہ کا نہیں، بلکہ اُن چشموں کا، جنکی مٹی خالص ہو، یعنی جسکی مٹی میں کسی غیر طبعی حالت اور کیفیت کا غلبہ نہ ہو (مثلاً اس میں شہروں کی گندگی اور معادن وغیرہ کی آمیزش نہ ہو)؛ یا جس کی زمین پتھریلی ہو، جو خالص مٹی کے مقابلہ میں عفونت سے دور ہوتی ہے (خالص مٹی خواہ کسی حالت میں کیوں نہ ہو، یہ بمقابلہ پتھریلی سرزمین کے عفونت سے کسی حد تک قریب ضرور رہتی ہے۔ گیلانی) +

لكن التي من طينة حرة خير من الحجرية ولا كل عين حرة

لیکن جس چشمہ کی مٹی خالص ہوتی ہے، وہ پتھریلی سرزمین کے چشمہ سے بہتر ہوتا ہے (کیونکہ پتھر اگرچہ

بل التي هي مع ذلك جارية ولا كل جارية بل الجارية المكشوفة للشمس والرياح فان هذا مما يكتسب به الجارية فضيلة

عفونت سے دور ہوتا ہے، اگر مٹی اگر اچھی ہو تو پانی میں جتنی صفائی اس سے حاصل ہوتی ہے، پتھر سے اتنی نہیں ہوتی) لیکن خالص مٹی کا ہر چشمہ بہتر نہیں ہوتا، بلکہ وہ جو اس کے ساتھ ہی جاری بھی ہو (بہتا ہوا بھی ہو)، اور ہر جاری بھی نہیں، بلکہ وہ جو جاری ہونے کے باوجود کھلا ہوا ہو، کہ دھوپ اور مختلف سمت کی ہوائیں اس سے لگ سکیں۔ چنانچہ یہ بات ایسی ہے کہ اسکی وجہ سے بہتے ہوئے چشمہ کے پانی میں خوبی بڑھ جاتی ہے +

واما الراكدة فربما اكتسبت بالكشف رداءة لا تكتسبها بالغور والستر

رہا وہ چشمہ، جسکا پانی بہتا ہوا نہ ہو، وہ تو اس طرح کھلے رہنے (دھوپ اور ہواؤں کے لگنے) سے اور بھی خراب ہو جاتا ہے۔ اگر ایسا پانی گہرائی میں ہو، اور ڈھکا ہوا رہے تو بہتر ہے۔ ایسی حالت میں وہ اسقدر خراب نہ ہوسکیگا (جتنا کہ کھلے رہنے کی صورت میں ردائت حاصل کرسکیگا) +

واعلم ان المياه التي تكون طينية المسيل خير من التي تجري على الاحجار فان الطين ينقي الماء ويأخذ منه الممزوجات الغريبة ويروقه والحجارة لا تفعل ذلك لكنه يجب ان يكون طين مسيلها حرًّا لا حمأة ولا سبخة ولا غير ذلك فان اتفق ان كان هذا الماء غمرا شديد الجرية يحيل بالكثرة ما يخالطه الى طبيعته ياخذ الى الشمس في جريانه فيجري الى المشرق خصوصاً الى الصيفي منه فهو افضل لاسيما اذا بعد جداً

یہ معلوم ہونا چاہئے کہ جو پانی مٹی پر بہتا ہے، وہ اس پانی سے بہتر ہوتا ہے، جو پتھروں پر بہتا ہے۔ کیونکہ مٹی کی وجہ سے پانی پاک اور صاف ہو جاتا ہے، اور بُری آمیزشیں اس سے الگ ہو کر مٹی میں آجاتی ہیں۔ اور پتھر یہ کام نہیں کرسکتا۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ جس مٹی پر وہ بہے، وہ خالص مٹی ہو، کیچڑ (کالی مٹی) اور شورناک مٹی وغیرہ نہ ہو۔ اگر ان صفات کے ساتھ اتفاقاً پانی گہرا بھی ہو، اور اسکا بہاؤ تیز ہو، اور پانی اتنا زیادہ ہو کہ جو چیز اس کے ساتھ مخلوط ہو، وہ پانی کی طبیعت کی طرف منتقل ہو جائے (اپنا ذاتی اثر نہ دکھلا سکے)، اور اس کے بہاؤ کا رُخ آفتاب کی طرف ہو، یعنی اسکے بہاؤ کا رُخ مشرق (پورب) کی طرف ہو، اور علی الخصوص مشرق صیفی کی طرف، تو وہ پانی بہت بہتر ہے،

من مبدائه — علی الخصوص جبکہ وہ اپنے مبداء (سرچشمہ) سے دور ہو چکا ہو۔

مشرق صیفی: مشرق یعنی پورب تین ہیں: (۱) مشرقِ اعتدال یعنی مشرق ربیعی و خریفی۔ (۲) مشرق صیفی۔ (۳) مشرقِ شتوی۔ جب موسم گرما میں آفتاب برج سرطان میں داخل ہوتا ہے، تو ان دنوں میں آفتاب صبح کے وقت افق کے جس نقطہ سے طلوع کرتا ہے، اُسے "مشرق صیفی" (گرمائی مشرق) کہا جاتا ہے۔ اسی طرح جب موسم سرما میں آفتاب برج جدی میں داخل ہوتا ہے، تو اس وقت آفتاب صبح کے وقت افق کے جس نقطہ سے طلوع کرتا ہے، اور جہاں سے وہ چمکتا ہوا برآمد ہوتا ہے، اُسے "مشرق شتوی" (سرمائی پورب) کہا جاتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ مشرق صیفی دائرہ افق میں بمقابلہ مشرق شتوی کے شمال کی طرف ہوتا ہے، اور مشرق شتوی بمقابلہ مشرق صیفی کے جنوب کی طرف۔ ان دونوں نقطوں کے درمیان مشرق اعتدال ہے، جہاں سے آفتاب موسم ربیع اور خریف میں برج حمل اور برج میزان کے اندر داخل ہوتے وقت طلوع کرتا ہے۔ اسی طرح مغرب کے سمت بھی تین ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ جب کوئی دریا یا نہر مشرق صیفی کی طرف بہیگا، تو "موسم گرما میں سورج اس میں خوب عمل کرسکیگا"! (گیلانی)؛ نیز[۱] اس میں وہ پوربی ہوائیں خوب لگینگی، جو مشرق صیفی کی طرف سے آئینگی۔ اور مشرق صیفی کی ہوائیں دوسری مشرقی ہواؤں کے مقابلہ میں زیادہ خشک[۱] ہوتی ہیں" (آملی) +

ثم ما یتوجہ الی الشمال والمتوجہ الی المغرب والجنوب ردی وخصوصاً عند ھبوب الجنوب والذی ینحدر من مواضع عالیۃ مع سائر الفضائل افضل

اسکے بعد اُس پانی کا (یا اُس نہر کا) درجہ ہے، جو شمال کی طرف بہ رہا ہو۔ رہا وہ پانی جو مغرب اور دکن کی طرف بہ رہا ہو، وہ ردی ہے۔ (کیونکہ مغربی ہوائیں مرطوب ہیں، اور اس سے زیادہ جنوبی ہوائیں مرطوب ہیں)۔ خصوصاً اس وقت اور بھی زیادہ بُرا ہو جاتا ہے، جبکہ جنوبی ہوائیں چل رہی ہوں۔ اگر ان ساری خوبیوں کے ساتھ پانی بلند مقامات سے اوتر رہا ہو، تو وہ اور بھی افضل ہے +

بہترین پانی کی علامت — (یہ تو بہترین پانی کے صفات اور اس کے شرائط تھے۔ اب بہترین پانی کی علامت بتائی جاتی

---

[۱] یہاں پر بھی جو ہواؤں کے خواص بتائے گئے ہیں، وہ ہمارے ملک کے لحاظ سے نہیں ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی ہم اشارہ کرچکے ہیں۔ مترجم +

وما کان بهذه الصفة کان عذبًا یخیل انه حلو ولا یحتمل الخمر اذا مزج به منه الا قلیلاً وکان خفیف الوزن سریع التبرد والتسخن لتخلخله باردًا فی الشتاء حارًا فی الصیف لا یغلب علیه طعم البتة ولا رائحة ویکون سریع الانحدار من الشراسیف سریع تهرئ ما یهرئ فیه وطبخ ما یطبخ فیه

ہے:) جس پانی میں یہ (مذکورہ بالا) خوبیاں ہونگی، وہ (۱) عَذِب (شیریں) ہوگا، پینے والا اُسے میٹھا خیال کریگا؛ (۲) جب شراب کے ساتھ (شراب کی حِدّت توڑنے کے لئے) وہ ملایا جائیگا، تو شراب اسکی زیادہ مقدار برداشت نہ کرسکے گی (بلکہ تھوڑے پانی ہی سے شراب کی حدت ٹوٹ جائیگی۔ اس کے برعکس اگر پانی غلیظ ہوتا ہے، تو زیادہ پانی ملانے پر بھی شراب کی حدت نہیں ٹوٹتی، اور وہ مزے میں خالص اور تیز ہی معلوم ہوتی ہے)؛ (۳) وہ پانی وزن میں ہلکا ہوگا؛ (۴) چونکہ ایسا پانی متخلخل ہوتا ہے، اس لئے جلد ٹھنڈا بھی ہوجاتا ہے، اور جلد گرم بھی ہوجاتا ہے؛ (۵) موسم موسم سرما میں ٹھنڈا اور موسم گرما میں گرم ہوگا؛ (۶) اس میں کسی قسم کا مزہ اور کسی قسم کی بو نہ ہوگی؛ (۷) شراسیف سے جلد ہی اتر جائیگا (یعنی وہ معدہ میں دیر تک بوجھ ڈالے نہ رہیگا + "شراسیف" پسلیوں کے سروں کو کہتے ہیں، جو شکم میں دونوں طرف محسوس ہوتے ہیں)۔ (۸) جو چیز اُس میں گلائی اور پکائی جائے، وہ جلد گل کر پک جائیگی +

واعلم ان الوزن من الدستورات المنجحة فی تعرف حال الماء فان الاخف فی اکثر الاحوال افضل وقد یعرف الوزن بالمکیال

پانی کی حالت دریافت کرنے کے لئے اس کے وزن کا معلوم کرنا کامیاب طریقوں (یا آسان طریقوں) میں سے ہے؛ کیونکہ ہلکا پانی عموماً بہتر ہی ہوا کرتا ہے۔ پانی کا وزن کبھی تو بکیال (پیمانہ) سے معلوم کیا جاتا ہے، (جس کی صورت یہ ہی کہ پہلے ایک پانی سے پیمانہ کو بھر کر تول لیا جائے؛ اس کے بعد اسی پیمانہ میں دوسرا پانی بھر کر تولا جائے۔ اس سے دونوں پانیوں کی خفت اور ثقل کا مقابلہ ہوسکتا ہے۔ اسی طرح پیمانے سے ناپنے اور تولنے کے اور طریقے بھی ہیں) +

وقد یعرف بان یبلی خرقتان

اور کبھی اس طرح معلوم کیا جاتا ہے کہ کپڑے کے ہموزن

بمائین مختلفین او قطنتان متساویتا الوزن ثم تجففان تجفیفا بالغا ثم توزنان فالماء الذی قطنتہ اخف فھو افضل — دو ٹکڑے، یا برابر وزن کی دو روئیاں دونوں مختلف پانیوں میں بھگوکر پورے طور پر خشک کی جائیں۔ پھر ان دونوں کو تولا جائے، جس پانی کی روئی ہلکی ہو، (یا کپڑا ہلکا ہو) اُسے بہتر سمجھا جائے +

والتصعید والتقطیر مما یصلح المیاہ الردیۃ — **تصعید وتقطیر** تصعید (اُڑانا، بخارات بناکر پانی کو اُڑانا) اور تقطیر (ٹپکانا) سے بھی بُرے پانیوں کی اصلاح ہوجاتی ہے +

تصعید سے مراد یہ ہے کہ بطور عرق کے پانی کو قرع انبیق، یا نل بھبکہ وغیرہ سے اڑاکر کشید کرلیا جائے +

تقطیر (ٹپکانا) کی بہت سی صورتیں ہیں، ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ پانی کو کسی ظرف میں رکھکر نتھرنے دیا جائے، تاکہ اسکا رسوب تہ میں بیٹھ جائے۔ پھر کپڑے کی موٹی بتی بناکر اس ظرف سے اس طرح لٹکایا جائے کہ اس بتی کا ایک سرا پانی میں پڑا رہے، اور دوسرا بیرونی سرا کسی صاف برتن میں۔ اگر بتی خشک ہو تو اسے تر کرلیا جائے، تاکہ پانی جلد کھنچنا شروع ہوجائے۔ اس طرح صاف پانی دوسرے برتن میں آجائیگا، اور غیر منحل کدورتیں اُسی میں رہ جائینگی۔ اس عمل کو "جذب بِالْعَلَقَه" کہتے ہیں (بتی جو لٹکائی جاتی ہے، گویا وہ ایک جونک ہے۔ علقہ = جونک) +

ترویق (چھاننا) بھی تقطیر ہی کے حکم میں اور اس کے قریب قریب ہے۔ اسکی بھی بہت سی صورتیں ہیں۔ ازاں جملہ ایک صورت یہ ہے کہ بادام شیریں کو باریک کوٹ پیسکر راووق (چھلنے) پر بطور رلیپ کے لگادیا جائے۔ اب مکدر پانی اس میں ڈال کر ٹپکایا جائے۔ اس سے محض لطیف پانی ہی گذر سکیگا، اور مکدر اجزاء اُسی میں رہ جائینگے۔ اسی طرح گاہے گیہوں کی روٹی کا لیپ لگایا جاتا ہے۔ اگر دُھنی ہوئی روئی چھلنے پر رکھکر کسی قدر پھیلادی جائے، اور پھر اسپر پانی ڈال کر چھانا جائے تو یہ بھی وہی کام کریگا، جو بادام کا لیپ کرتا ہے +

ہندوستان میں گاہے پانی ایک درخت کے تخم سے صاف کیا جاتا ہے، جسکو وہاں کتکفل کہا جاتا ہے (گیلانی) "کتکفل" دراصل "کتک پھل" کی تعریب ہے، جو نرملی کا دوسرا نام ہے (مترجم)۔ پانی کو اس سے صاف کرنے کی صورت یہ ہے کہ اسے پتھر پر اچھی طرح پیس لیا جاتا ہے، پھر اسے مکدر پانی میں ملادیا جاتا ہے، جس سے اجزاء ارضیہ تہ میں بیٹھ جاتے ہیں، اور پانی صاف ہوجاتا ہے۔ اگر اسے بار بار کیا جائے تو وہ پانی آلودگیوں سے صاف ہوکر بسیط کے قریب ہوجاتا ہے (گیلانی)

فان لم یمکن ذالک فالطبخ فان المطبوخ — **طبخ (اوبالنا)** اگر یہ نہو سکے، (یعنی تصعید وتقطیر نہو سکے) تو پانی

على ما شهد به العلماء اقل نفخا واسرع انحدارا والجهال من الاطباء يظنون ان الماء المطبوخ يتصعد لطيفه ويبقى كثيفه فلا فائدة فى الطبخ اذ يزيد الماء تكثيفا

کو پکالیا جائے (نفخ)۔ پکا ہوا پانی، جیسا کہ جاننے والوں (علماء) نے بتایا ہے، نفخ کم پیدا کرتا، اور (ہضم ہوکر) جلد منحدر ہوجاتا ہے (اوترجاتا ہے، اور اپنے مخصوص راستوں میں گذرجاتا ہے)۔ لیکن ناواقف اور جاہل اطباء کا یہ گمان ہے کہ "پکائے ہوئے پانی سے لطیف اجزاء اڑجاتے، اور کثیف اجزاء باقی رہجاتے ہیں۔ اس لئے پکانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ کیونکہ پکانے سے پانی کی کثافت اور بھی بڑھ جایا کرتی ہے"۔

ولكن يجب ان نعلم ان الماء فى حد ماهيته متشابه الاجزاء فى اللطافة والكثافة لانه بسيط غير مركب لكن الماء يكثف اما باشتداد كيفية البرد عليه واما لمخالطة شديدة من الاجزاء الارضية التى لفرط صغرها ليس يمكنها ان تنفصل عنه وترسب فيه لانها ليست بمقدار ما يقدر ان يشق اتصال الماء فترسب فيه صغرا فيضطرها ذلك الى ان يحدث لها بجوهر الماء امتزاج

لیکن معلوم ہونا چاہئے کہ پانی کے اجزاء بلحاظ ماہیت اور ذات کے لطافت اور کثافت میں برابر اور ایک جیسے ہوتے ہیں۔ (یہ نہیں ہے کہ اس کے کچھ اجزاء رقیق ولطیف اور کچھ اجزاء غلیظ وکثیف ہوں)۔ کیونکہ پانی ایک بسیط چیز ہے مرکب نہیں ہے۔ لیکن پانی میں اگر کثافت آتی ہے، تو اس کی وجہ یا یہ ہوتی ہے کہ پانی میں کیفیتِ برودت کا غلبہ ہوجاتا ہے؛ اور یا یہ وجہ ہوتی ہے کہ اس میں اجزاء ارضیہ اچھی طرح مخلوط ہوجاتے ہیں؛ یہ اجزاء ارضیہ چونکہ بہت ہی چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں، اس لئے ان کے لئے یہ ممکن نہیں ہوتا کہ یہ پانی سے جدا ہوکر تہ میں راسب ہوجائیں۔ کیونکہ یہ اجزاء غایت صغر کی وجہ سے اتنی مقدار ہی کے نہیں ہوتے کہ پانی کے اتصال کو پھاڑ کر تہ میں چلے جائیں۔ اس لئے یہ اجزاء پانی کے جوہر کے ساتھ مخلوط رہنے پر مجبور رہتے ہیں (ان دونوں کے درمیان امتزاج رہتا ہے)۔

ثم الطبخ يزيل التكثيف الحادث عن البرد اولا ثم يخلخل اجزاء الماء خلخلة شديدة حتى يصير ارق

اب معلوم ہونا چاہئے کہ پکانے سے اول تو وہ کثافت دور ہوجاتی ہے، جو برودت کی وجہ سے پانی میں حاصل ہوا کرتی ہے؛ پھر پانی کے اجزاء میں شدید تخلخل واقع ہوتا

قواماً فيمكن ان ينفصل عنه الاجزاء الارضية الثقيلة المحبوسة في كثافته وتخرقه راسبةً فتبا ئنه بالرسوب ويبقى ماء محضاً قريبا من البسيط ويكون الذي انفصل بالتبخير مجانسا للباقي غير بعيد منه لان الماء اذا تخلص من الخلط تشابهت اجزائه في اللطافة فلم يكن تصاعدها كثير فضل على باقيها

ہے، جس سے پانی کا قوام رقیق تر ہو جاتا ہے۔ اس لئے اب وہ اجزاء ارضیہ ثقیلہ جو پانی کی کثافت کی وجہ سے اسکے اندر رکے ہوئے تھے، پانی سے جدا ہو کر اور اسکو پھاڑتے ہوئے تہ میں جا بیٹھتے ہیں، اور رسوب کی شکل میں پانی سے الگ ہو جاتے ہیں؛ اور (اوپر) خالص پانی باقی رہ جاتا ہے جو بسیط کے قریب ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ جو پانی بذریعہ بخارات کے اوپر کی طرف چڑھتا ہے، وہ باقی پانی سے زیادہ بعید نہیں ہوتا، بلکہ اُسکے مشابہ اور مجانس ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ پانی جب آمیزشوں اور ملاوٹوں سے چھٹ کر خالص ہو جاتا ہے، تو پانی کے تمام اجزاء لطافت میں ہموار اور برابر ہو جاتے ہیں۔ جو پانی اوپر کی طرف (بخارات کی شکل میں) چڑھتا ہے وہ باقی پانی پر زیادہ فضیلت اور فوقیت نہیں رکھتا +

فالطبخ انما يلطف ذلك الماء بازالة تكثيف البرد وترسيب الخلط المخالط له

اس بیان سے ثابت ہوا کہ پکانے سے پانی میں دو طور پر لطافت حاصل ہوتی ہے: اول تو اس طور پر کہ پکانے کی وجہ سے وہ کثافت دور ہو جاتی ہے، جو برودت کی وجہ سے پانی میں آئی تھی۔ دوئم جو آمیزش پانی کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے، وہ تہ میں بیٹھ جاتی ہے +

والدليل على هذا انك اذا تركت المياه الغليظة مدة كثيرة لم يرسب منها شئ يعتد به واذا طبختها يرسب في الوقت شئ كثير وصار الماء الباقي خفيف الوزن صافياً

اس (دعویٰ) پر دلیل یہ ہے کہ غلیظ پانیوں کو باوجودیکہ مدت دراز تک چھوڑ دیا جاتا ہے، پھر بھی اس کی تہ میں معتدبہ (کافی) رسوب نہیں ملتا۔ لیکن جب انہیں پکا لیا جاتا ہے، تو اُسی وقت (فوراً) رسوب کی ایک بڑی مقدار مل جاتی ہے جس سے باقی پانی وزن میں ہلکا اور صاف ہو جاتا ہے +

وكان سبب الرسوب هو الترقق الحاصل بالطبخ الا ترى ان مياه الاودية الكبار مثل نهر جيحون وخصوصاً

اس رسوب کے بننے کا اصلی سبب وہی ترقیق ہے جو پکانے سے پانی میں آجاتی ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ نہر جیحون جیسی بڑی بڑی نہروں کے پانی، اور خصوصاً جبکہ

ما كان منها مغترفا من آخره يكون عند الاغتراف في غاية الكدر ثم يصفو في زمان قصير كرة واحدة بحيث اذا استصفيتها مرة اخرى لم يرسب شئ يعتد به البتة

سرچشمہ سے دور ہونے پر ان نہروں کے آخری حصہ سے جو پانی کسی گڑھے میں لیا جاتا ہے، تو گڑھے میں پانی لیتے وقت نہایت گدلا اور مکدر ہوا کرتا ہے۔ پھر وہ تھوڑی ہی دیر میں یکایک ایسا صاف ہو جاتا ہے کہ اگر اسے پھر دوبارہ صاف کیا جائے، تو اس کی تہ میں معتد بہ رسوب نہیں بنتا۔ (یہی حالت موسم برسات میں آب گنگا کی ہے) +

وقوم يفرطون في مدح ماء النيل افراطا شديدا ويجمعون محامده في اربعة بُعْدُ منبعه وطيبُ مسلكه واخذه الى الشمال عن الجنوب ملطفا لما يجري فيه من المياه واما غمورته فيشاركه فيها غيره

ایک گروہ مصر کے دریائے نیل کے پانی کی بے انتہا تعریفیں بیان کرتا ہے۔ (حالانکہ شاید وہ اتنی تعریفوں کا مستحق نہیں ہے)۔ اس گروہ نے اس کی خوبیوں کو چار امور میں اکٹھا کیا ہے: (۱) یہ اپنے منبع (سرچشمہ) سے دور ہے۔ (۲) اسکا راستہ اچھا ہے (جس زمین پر بہتا ہے وہ زمین اچھی ہے)۔ (۳) جنوب سے شمال کی طرف چلتا ہے، جس سے جو پانی اس کے اندر بہتا ہے، وہ (شمالی ہواؤں کی وجہ سے) لطیف ہو جاتا ہے۔ (۴) (اسکا پانی گہرا ہے) لیکن اس کی یہ صفت، گہرائی، تو اس صفت میں دوسرے دریا بھی شریک ہیں (یہ کوئی ایسی صفت نہیں ہے کہ اسی کے ساتھ مخصوص ہو) +

والمياه الردية لو استصفيتها كل يوم من اناء الى اناء لكان الرسوب يظهر عنها كل يوم من الراس ومع ذلك فانه لا يرسب عنها ما من شانه ان يرسب الا باناة من غير اسراع ومع ذلك فلا يتصفى تصفيا بالغا

ردی قسم کے پانیوں کو اگر ہر روز ایک ظرف سے دوسرے ظرف میں صاف کیا جائے، تو ہر روز نئے سرے سے رسوب (نیا رسوب) ملا کریگا۔ اور اس حالت میں وہ رسوب پھر بھی نہ بیٹھے گا، جیسے تہ میں بیٹھنا (اور پانی سے جدا ہونا) چاہیئے، جب تک اسے دیر تک نہ ٹھہرایا جائے، اور اس بارہ میں جلدی نہ کی جائے۔ پھر اس پر بھی وہ پورے طور پر صاف نہ ہوگا۔ (اور کچھ آمیزشیں اس کے ساتھ محلول تشکل میں رہ ہی جائیں گی) +

والعلة فيه ان المخالطات الارضية يسهل رسوبها عن الرقيق الجوهر الذى لاغلظ له ولا لزوجة فيه ولا دهنية ولا يسهل رسوبها عن الكثيف تلك السهولة ثم الطبخ يفيده رقة الجوهر

اس کی وجہ یہ ہے کہ اجزاء ارضیہ کی آمیزشوں کا راسب ہونا اور تہ میں چلا جانا اُسی وقت سہل ہے جبکہ وہ چیز (جس کے ساتھ ان اجزاء کی ملاوٹ ہوگئی ہے) رقیق ہو، اس میں غلظت نہ ہو، لزوجت (لیس) نہ ہو، اور دُہنیت (چکنائی) نہ ہو۔ لیکن اس کے برعکس جب وہ سیال کثیف ہوتا ہے، تو اس سے ان آمیزشوں کا جُدا ہونا اتنا آسان نہیں ہوتا۔ (یہی وجہ ہے کہ بُرے اور کثیف پانی سے آمیزشوں اور ملاوٹوں کا دور کرنا سہل اور بہ عجلت ممکن نہیں)۔ لیکن اُبالنا اور پکانا ہر حالت میں پانی کو رقیق بنا دیتا ہے (جس سے تہ میں بیٹھنے والی چیزیں جلد تہ میں چلی جاتی ہیں، اور بُرے پانیوں کی اس طرح اصلاح ہو جاتی ہے) +

بعض کدورتیں پانی میں محلول ہوتی ہیں، اور وہ تقطیر وغیرہ سے صاف نہیں ہو سکتیں۔ جب پانی کو جوش دیا جاتا ہے تو وہ آمیزشیں رسوب کی شکل میں تبدل ہو کر تلے میں چلی جاتی ہیں، اور ہانڈی کی اندرونی سطح میں لگ کر ٹھیکریوں کی شکل میں جم جاتی ہیں۔

وبعد الطبخ المخض

مخض (پھینٹنا) (پانی کو صاف کرنے کے لئے) اوبالنے کے بعد پانی کو پھینٹنا یا بلونا (مخض)[1] ہے +

یعنی بُرے پانی کی اصلاح اور تصفیہ کا تیسرا طریقہ مخض ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پاک صاف شک میں (یا اسی طرح کسی تھیلے میں) پانی ڈالکر اس طرح ہلایا جائے (پھینٹا جائے) جس طرح دودھ کو مکھن نکالنے کے لئے بلویا جاتا ہے۔ اس عمل سے پانی میں تخلخل اور لطافت آجاتی ہے (مخض = بلونا) +

ومن المياه الفاضلة مياه المطر وخصوصاً ما كان صيفيا ومن سحاب راعد واما الذى يكون من سحاب ذى رياح عاصفة فيكون كدر البخار الذى يتولد منه وكدر

بارش کا پانی بارش کا پانی بہترین پانیوں میں سے ہے، خصوصاً جو کہ موسم گرما کی بارش کا ہو، اور گرجتے ہوئے ابر سے برسا ہو لیکن جن بادلوں کے ساتھ آندھی کی سی تیز ہوائیں چل رہی ہوں، ان کے بخارات بھی مکدر ہوتے ہیں، جن سے بادل بنتے ہیں، اور بادل بھی مکدر ہوتے ہیں، جس سے پانی ٹپک ٹپک کے

[1] مخض کے لغوی معنے "بلونے" کے ہیں +

السحاب الذی یقطر منه فیکون مغشوش الجوهر غیر خالص الا ان العفونة تتبادر الی ماء المطر وان کان افضل ما یکون لانه شدید الرقة فیؤثر فیه المفسد الارضی والهوائی بسرعة وتصیر عفونته سببا لتعفن الاخلاط ویضر بالصدر والصوت

برستا ہے، ایسے بادلوں کا پانی خالص نہیں ہوتا، بلکہ اسکے جوہر کے ساتھ کھوٹ ملی ہوئی ہوتی ہے (مغشوش الجوہر) + بارش کا پانی اگرچہ بہترین پانیوں میں سے ہے، مگر اس میں عفونت جلد ہو جاتی ہے؛ خواہ بارش کے پانیوں میں سے وہ بہترین قسم ہی کا کیوں نہ ہو (مثلاً خواہ وہ گرجتے ہوئے بادل کا ہو، اور موسم گرما کی بارش کا ہو)۔ کیونکہ بارش کا پانی نہایت رقیق ہوتا ہے، اس لئے اس میں مفسد ارضی (بگاڑنے والا سبب ارضی) اور مفسد ہوائی کا اثر تیزی سے داخل ہو جاتا ہے۔ پھر اس پانی کی عفونت بدنی اخلاط کی عفونت کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ نیز بارش کا پانی آواز (حلق، حنجرہ) اور سینے کے لئے مضر ہے +

قال قوم السبب فی ذلك انه متولد عن بخار یصعد من رطوبات مختلفة ولو کان السبب ذلك لکان ماء المطر مذموما غیر محمود ولیس کذلك ولکنه لشدة لطافة جوهره فان کل لطیف الجوهر قوامه قابل للانفعال

ایک قوم اس بارہ میں (بسرعت متعفن ہونے کے بارہ میں) یہ کہتی ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ بارش کا پانی ایسے بخارات سے بنتا ہے جو (زمین کی) مختلف رطوبات سے چڑھتے ہیں۔ اگر (اس کی سُرعتِ عفونت کا) یہی سبب ہے تو بارش کا پانی (اچھا نہ ہونا چاہئے تھا، بلکہ) بُرا ہونا چاہئے تھا؛ حالانکہ ایسا نہیں ہے (بلکہ بہ اتفاق سب لوگ اسے بہتر اور خوب کہتے ہیں)۔ بلکہ اس کے جلد متعفن ہونے کی وجہ یہ ہے کہ بارش کے پانی کا جوہر نہایت لطیف ہوتا ہے۔ اور یہ مسلم ہے کہ ہر لطیف الجوہر کا قوام (مادہ) تاثرات کو (جلدتر) قبول کرنے کے لئے آمادہ اور تیار رہتا ہے +

بقراط نے "کتاب الاہویہ والمیاہ" میں لکھا ہے کہ "بارش کا پانی دوسرے پانیوں سے ہلکا، صاف، اور شیریں تر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ اُس پانی کے بخارات سے بنتا ہے، جسکو آفتاب اپنی گرمی سے رقیق کرکے اوپر کیطرف کھینچ لیتا ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آفتاب پانی سے اور دوسرے اجسام سے محض لطیف حصہ ہی کو اوپر کی طرف جذب کیا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بارش کا پانی بمقابلہ دوسرے پانیوں کے اپنی لطافت کی وجہ سے جلد تر متعفن ہو جاتا

ﮯ. پس اسی وجہ سے بارش کا پانی دوسرے پانیوں سے بہتر ہے، اور معدہ سے جلد نفوذ کر جاتا ہے!! گیلانی +

واذا ابودر الی ماء المطر واغلی قبل قبوله للعفونة — لیکن جب جلد ہی (متعفن ہونے سے قبل) بارش کے پانی کو جوش دے لیا جاتا ہے، تو متعفن ہونے کی قابلیت کم ہو جاتی ہے +

والحموضات اذا تنوولت مع وقوع الضرورة الی شرب ماء مطر قابل للعفونة أمن من ضررة — اگر ضرورتًا (اور مجبورًا) بارش کا پانی پینا پڑے، جس میں متعفن ہونے کی قابلیت ہے، اور اس کے بعد ترشیاں کھالی جائیں، تو اس کی مضرت سے امن حاصل ہو جاتا ہے +

وامامیاة الآبار والقنی بالقیاس الی میاة العیون فردیة وذلك لانها میاة محتقنة مخالطة للارضیات مدة طویلة لا تخلو عن تعفین ما وقد استخرجت وحرکت بقوة قاسرة لا بقوة فیها مائلة الی الظهور والاندفاع بل بالحیلة والصناعة بان قرب لها السبیل الی الرشح — کنوئیں اور قنی (کاریز) کے پانی چشموں کے پانی کے مقابلہ میں خراب ہیں۔ کیونکہ یہ بند (اور مخفی) ہوتے ہیں (اور ہوا کے لئے کھلے نہیں ہوتے)، اجزاء ارضیہ سے ایک عرصہ تک مخلوط رہتے ہیں، کسی قدر (یا کسی حد تک) عفونت سے خالی نہیں ہوا کرتے؛ اور قوت قاسرہ (بیرونی قوت) سے نکالے جاتے اور متحرک کئے جاتے ہیں؛ (چشموں کی طرح) یہ اپنی کسی ایسی قوت سے نہیں نکلتے، جو ان کو باہر نکلنے پر مائل (اور مجبور) کرے؛ بلکہ یہ مصنوعی حیلوں (تدبیروں) سے نکالے جاتے ہیں، جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ان کے رسنے اور مترشح ہونے کا راستہ بنا دیا جاتا ہے +

قنی (کاریز) زمین کے اندر کنوؤں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے، جنکا باہمی تعلق نالوں سے کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ متعدد کنوئیں بنا کر زمین کی سطح پر اسکا پانی لے آتے ہیں، جس سے کھیتوں اور باغوں کی آبیاری میں آسانی ہوتی ہے +

واردأها ما جعل لها مسالك فی الرصاص فتأخذ من قوته وتوقع کثیرا فی قروح الامعاء — پھر ان میں سے بدترین پانی وہ ہے جو رصاص (قلعی) کے مسالک (گذرگاہوں، نلوں) میں گذارے جائیں، جس سے رصاص کی قوت (اثر) پانی میں آجاتی ہے، اور بسا اوقات اس سے آنتوں میں قروح پیدا ہو جاتے ہیں +

وماء النز ارداً من ماء البئر — **ماء نز** کنوئیں کے پانی سے بدتر نمناک زمین کا پانی (ماء نز)

لان ماء البئر يستمد نبوعه بالنزح فتدوم حركته ولا يلبث اللبث الكثير في المحقن ولا يُريث في المنافس ريثا طويلا واما ماء النز فماء يطول تردده في منافس الارض العفنة ويتحرك الى النبوع والبروز حركة بطيئة لا يصدر عن قوة اندفاعها بل لكثرة مادتها ولا يكون الا في ارض فاسدة عفنة

ہے۔ کیونکہ کوئیں کا پانی چونکہ کھنچتا رہتا، اور نکلتا رہتا ہے، اس لئے سوتوں کی طرف پانی برابر آتا رہتا ہے، اور مسلسل پانی کی حرکت (سوتوں میں) جاری رہتی ہے؛ زیادہ عرصہ تک ان سوتوں میں بند نہیں رہتا، اور نہ زیادہ مدت تک زمین کے منافس (مسامات) میں ٹھہرا رہتا ہے۔ برعکس اسکے نمناک زمین کا پانی زمین کے گندہ مسامات میں پھرتا رہتا ہے؛ باہر نکلنے اور نمودار ہونے کی اگر اس میں حرکت ہوتی بھی ہے، تو بہت سست، اور وہ بھی محض مادہ (پانی) کی کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے، نہ اس وجہ سے کہ اس میں باہر نکلنے کی قوت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں ایسا پانی ہمیشہ فاسد اور گندہ زمین ہی میں ہوا کرتا ہے +

نز اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی نمناک اور مرطوب زمین سے مترشح ہو کر کسی گڑھے میں جمع ہو جاتا ہے۔ یا جب نمناک زمین میں گڑھا کیا جاتا ہے، تو اس گڑھے میں جو پانی جمع ہو جاتا ہے +

واما المياه الجليدية والثلجية فغليظة

اولا اور برف کا پانی اولے اور برف کا پانی غلیظ ہوا کرتا ہے +

والمياه الراكدة خصوصا المكشوفة الاجامية رديئة ثقيلة وانما تبرد في الشتاء بسبب الثلوج وتولد البلغم وتسخن في الصيف بسبب الشمس والعفونة فتولد المرار

میاہ راکدہ رُکا ہوا اور غیر متحرک پانی، اور خاصکر وہ رُکا ہوا پانی جو کھلا ہوا ہو، اور آجامی (نیستانی) ہو، وہ ردی اور بھاری ہوا کرتا ہے۔ ایسا پانی موسم سرما میں اگر ٹھنڈا ہوتا ہے، تو یہ برف کی وجہ سے ٹھنڈا ہوا کرتا ہے اور بلغم پیدا کرتا ہے؛ اور موسم گرما میں اگر گرم ہوتا ہے، تو آفتاب اور عفونت کی وجہ سے گرم ہوا کرتا ہے، جس سے صفرا پیدا ہوتا ہے۔ (یعنی یہ اگر موسم سرما میں ٹھنڈا اور موسم گرما میں گرم ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ لطیف ہے، اور لطافت کی وجہ سے جلد ٹھنڈا اور گرم ہوا کرتا ہے۔ بلکہ اس کے سرد اور گرم ہونے کے لئے اسباب کی شدت و تیزی درکار ہے) +

"میاہ آجامیہ" سے مراد وہ رکا ہوا پانی ہے، جس کے اندر اور جس کے گرد بانس اور سرکنڈے اُگے ہوئے ہوں (اجمہ = نیستان، وہ مقام جہاں بانس اور سرکنڈے بکثرت اُگے ہوئے ہوں)۔ بقول بعض میاہ آجامیہ اُس رُکے ہوئے پانی کو کہتے ہیں جس پر سبز سی چیز کائی کے مانند جمی ہوئی ہو۔ مگر آملی کہتے ہیں کہ ایسے پانی کو "طحلبیہ" (کائی والا پانی) کہا جاتا ہے، نہ کہ آجامیہ +

شیخ نے اس موقعہ پہ میاہ بطائحیہ کا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے کہ وہ "آجامیہ" کے قریب ہی ہے کیونکہ میاہ بطائحیہ اُس رُکے ہوئے پانی کو کہتے ہیں، جس کے گرد درخت اور نباتات اُگے ہوئے ہوں خواہ یہ پانی یہیں سے نکلا ہو، یا بارش سے جمع ہوا ہو، یا کسی زمانہ میں چشمہ پھوٹا ہو، اور پھر وہ بند ہو گیا ہو (بطیحہ = جھیل) +

ولکثافتہا واختلاط الارضیۃ بہا وتحلل اللطیف منہا یتولد لشاربیہا الطحالۃ وترق مراقہم وتجسأ احشاؤہم وتقضف منہم الاطراف والمناکب والرقاب وتغلب علیہم شہوۃ الاکل والعطش ویحتبس بطونہم ویعسر قیئہم

چونکہ ایسا پانی کثیف ہوتا ہے، اس کے ساتھ اجزاء ارضیہ مل جاتے ہیں، اور اس سے اجزاء لطیفہ اُڑ جاتے ہیں، اس لئے اس کے پینے والوں میں اورام اور امراض طحال لاحق ہو جاتے ہیں، ان کے مراق (جلد شکم) رقیق ہو جاتے ہیں؛ ان کے احشاء میں صلابت (جسأت) آجاتی ہے؛ انکے اطراف یعنی ہاتھ پاؤں، ان کے مونڈھے، اور ان کی گردنیں لاغر ہو جاتی ہیں؛ ان میں بھوک اور پیاس بڑھ جاتی ہے؛ ان کے شکم بند ہو جاتے ہیں (قبض رہا کرتا ہے)؛ انہیں قے کرنے میں دُشواری پیش آتی ہے +

وربما وقعوا فی الاستسقاء لاحتباس المائیۃ فیہم وربما وقعوا فی ذات الریۃ وزلق الامعاء والطحال وتضمر ارجلہم وتضعف اکبادہم ویقل غذاؤہم بسبب الطحال

گاہے یہ استسقاء (زقی) میں اس وجہ سے مبتلا ہو جاتے ہیں کہ مائیت (کسی وجہ سے ان کے جسم کے اندر) رُک جاتی ہے؛ گاہے یہ ذات الریہ، زلق الامعاء، اور طحال (دردِ طحال) میں مبتلا ہو جاتے ہیں؛ ان کی ٹانگیں پتلی ہو جاتی ہیں؛ ان کے جگر کمزور ہو جاتے ہیں؛ مرض طحال کی وجہ سے ان کی خوراک کم ہو جاتی ہے، ہے (یا ان کے اعضاء کا تغذیہ کم ہو جاتا ہے) +

ویتولد فیھم الجنون والبواسیر والدوالی وذات الریة والاورام الرخوة خصوصاً فی النساء ویعسر علی نسائھم الحبل والولادة جمیعا ویلدن اجنة متورمین ویکثر فیھن الرجاء وھو الحبل الکاذب

ان میں جنون، بواسیر، دوالی[1]، ذات الریہ، اور اورام رِخوۃ (ڈھیلے اورام-اورام تہبجیہ) علے الخصوص عورتوں میں، ہوجایا کرتا ہے۔ ان کی عورتوں میں استقرار حمل اور ولادت (وضع حمل) دونوں میں دُشواری پیش آتی ہے۔ اور جو بچے جنتی ہیں، وہ متورم (سوجے ہوئے) ہوتے ہیں۔ ان عورتوں میں رجاء یعنی حمل کاذب (جھوٹا حمل) کا مرض بکثرت ہوا کرتا ہے۔

ویکثر بصبیانھم الادرة وبکبارھم الدوالی وقروح الساق ولاتبرأ قروحھم وتکثر شھوتھم للغذاء ویعسر اسھالھم ویکون معاذی وتقرح للاحشاء ویکثر فیھم الربع وفی مشایخھم المحرقة لیبس طباعھم وبطونھم

ان کے بچوں میں مرض اُدرہ، اور بڑوں میں دوالی اور قروح ساق (پنڈلی کے قروح) بکثرت ہوتے ہیں۔ ان کے قروح (جلد) اچھے نہیں ہوتے۔ ان لوگوں میں غذاء کی خواہش بڑھ جاتی ہے؛ ان میں اسہال مشکل سے آتے ہیں، اور اگر اتفاقاً اسہال آتے ہیں، تو احشاء کی تکلیف واذیت اور تقرح کے ساتھ آتے ہیں (یعنی اگر دست آتے ہیں، تو احشاء، مثلاً امعاء میں تکلیف ہوجاتی ہے، اور ان میں قروح بن جاتے ہیں)۔ ان لوگوں میں ربع (چوتھیا) کی اور ان کے بوڑھوں میں تپ محرقہ کی کثرت ہوتی ہے؛ کیونکہ ان کی اجابتیں خشک اور ان کے شکم بند ہوتے ہیں (ان میں قبض رہا کرتا ہے)۔

والمیاہ الراکدة کیفما کانت غیر موافقة للمعدة

رُکا ہوا پانی خواہ کیسا ہی ہو (کسی قسم کا ہو) معدہ کے لئے موافق نہیں ہوا کرتا ہے۔

وحکم المغترف من العین قریب من حکم الراکد لکنه یفضل الراکد بان بقائه فی موضع

چشمہ کا پانی جو کسی گڑھے میں چشمہ کے اردگرد اکٹھا ہوجاتا ہے، اُسکا حکم بھی رکے ہوئے پانی کے حکم کے مطابق ہے۔ لیکن رُکے ہوئے اور بند پانی سے اتنی فضیلت اور فوقیت

---

[1] دوالی وہ مرض ہے جس میں پاؤں وغیرہ کی رگیں یعنی وریدیں پھول کر اور کچھ دار ہوکر جلد کے نیچے ابھر آتی ہیں، اور بڑی معلوم ہوتی ہیں۔ کہاروں اور بوجھ اٹھانے والوں کی ٹانگوں میں یہ اکثر ہوجاتا ہے۔

واحد غیر طویل وما لم یجر فان فیه ثقلا ما لا محالة

رکھتا ہے کہ یہ ایک جگہ زیادہ عرصہ تک رُکا ہوا نہیں رہتا (بلکہ پیچھے سے نیا پانی اس میں برابر آیا کرتا ہے، جس سے اس گڑھے کا پانی بدلتا رہتا ہے)۔ لیکن جب تک یہ بہتا نہیں (اور گڑھے میں اکٹھا ہوتا رہتا ہے)، اُس وقت تک اس میں کچھ نہ کچھ ثقل ضرور ہوتا ہے +

وربما کان فی کثیر منه قبض وهو سریع الاستحالة الی التسخن فی الباطن فلا یوافق اصحاب الحمیات والذین غلب علیهم المرار بل هو اوفق فی العلل المحتاجة الی حبس اولی انضاج

رُکے ہوئے پانیوں (میاہ راکدہ) میں بیشتر قبض بھی ہوتا ہے، اور اندر جاکر (معدہ میں پہنچکر) جلد گرم ہو جاتا ہے؛ اس لئے یہ بخار والوں اور اُن لوگوں کے لئے مناسب نہیں، جن میں صفرا کا غلبہ ہو۔ بلکہ یہ اُن لوگوں کے لئے زیادہ مناسب ہے، جن میں حبس (قبض، دست کو روکنے) کی ضرورت ہو، یا جن میں انضاج مادہ کی ضرورت ہو +

والمیاه التی یخالطها جوهر معدنی اوما یجری مجراه والمیاه العلقیة فکلها ردیة لکن فی بعضها منافع

میاہ معدنیہ اور میاہ علقیہ جس پانی میں کسی معدنی جوہر وغیرہ (دھات یا اُپدھات) کا اثر ہو (مثلاً اُس میں گندھک پھٹکری، لوہا وغیرہ کا اثر ہو)، اور جس پانی میں جونکوں کی کثرت ہو (میاہ علقیہ)، وہ (صحیح اور معتدل شخص کے لئے) بُرا ہے؛ لیکن ان میں سے بعض پانیوں میں (امراض کے لئے) منفعتیں بھی ہوا کرتی ہیں (یعنی ایسے پانی روزانہ کے استعمال کے لائق نہیں ہیں۔ لیکن امراض کی صورت میں ان سے بہت سے منافع حاصل ہو سکتے ہیں) +

وفی الذی یغلب علیه قوة الحدید منافع من تقویة الاحشاء ومنع الذرب وانهاض القوی الشهوانیة کلها

ماءِ حدیدی جس پانی میں لوہے کا اثر ہوتا ہے، اُس میں بہت سے منافع ہوتے ہیں: احشاء کو قوی کرتا ہے؛ ذرب (سنگرہنی) کو روکتا ہے؛ اور ہر قسم کی قوائے شہوانیہ (مثلاً شہوتِ غذا، اور شہوت جماع) کو برانگیختہ کرتا ہے (کیونکہ لوہا مقوی بدن، مقوی خون، اور مقوی معدہ ہے، جس سے عام جسمانی صحت درست ہوجاتی ہے) +

وسنذکر حالها وحال ما یجری مجراها فیما بعد

میاہ معدنیہ وغیرہ (مثلاً تانبہ، لوہا، پھٹکری، اور نوشادر وغیرہ کے پانی) کے حالات کا تذکرہ اس کے بعد (ابھی اس فصل کے اندر) آنے والا ہے۔

والجمد والثلج اذا کان نقیاً غیر مخالط بقوۃ ردیۃ فسواء حلل ماء او برد به الماء من خارج او القی فی الماء فهو صالح ولیس یختلف احوال اقسامه اختلافاً کثیراً فاحشاً الا انه اکثف من سائر المیاه ویتضرر به صاحب وجع العصب واذا طبخ عاد الی الصلاح واما اذا کان الجمد من میاه ردیۃ او الثلج مکتسباً قوۃ غریبۃ من مساقطه فالاولی ان یبرد به الماء محجوباً عن مخالطته

اولا اور برف اولا اور برف (جمد و ثلج[له]) جب پاک ہوتے ہیں، اس کے ساتھ کوئی بُری قوت (بُرا اثر) ملی ہوئی نہیں ہوتی ہے، تو خواہ انہیں حل کرکے پانی بنا لیا جائے، یا بیرونی طور پر اس سے پانی ٹھنڈا کیا جائے، یا پانی میں ڈال دیا جائے (یعنی پانی میں ڈال کر اسے ٹھنڈا کیا جائے) ہر صورت میں یہ بہتر ہے (بُرا نہیں ہے)، اور ان کی ان ساری قسموں (تینوں مذکورہ بالا صورتوں) میں کچھ بڑا اور نمایاں اختلاف نہیں ہے لیکن یہ پانی دوسرے پانیوں سے کثیف ہے، اور اس سے مریض وجع العصب (عصبی درد کے مریض) کو نقصان پہونچتا ہے۔ جب ایسا پانی پکا لیا جاتا ہے، تو یہ پھر بہتر ہو جاتا ہے۔ جب برف بُرے پانیوں سے جمائی جاتی ہے، یا جب آسمانی برف زمین پر گر کر غیر طبعی اثرات حاصل کر لیتی ہے، تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ اس سے پانی اس طرح ٹھنڈا کیا جائے کہ اس کی آمیزش نہ ہونے پائے +

برف سے گاہے پیاس بڑھ جاتی ہے؛ جسکی وجہ بعض لوگوں نے یہ بتائی ہے کہ برف کی شدت برودت کی وجہ سے معدہ میں اذیت پہونچتی ہے، اس لئے طبیعت اس کی طرف خون اور روح زیادہ مقدار میں بھیجتی ہے، جس سے وہاں گرمی بڑھ جاتی ہے +

قرشی کا خیال ہے کہ برف دوا حار کی طرح بالفعل بارد اور بالقوہ حار ہے۔ اس لئے اس سے پیاس لگتی ہے۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ مترجم +

والماء البارد المعتدل المقدار اوفق المیاه للاصحاء وان کان

ٹھنڈا پانی ٹھنڈا پانی اگر معمولی مقدار (مقدار معتدل) میں پیا جائے، تو یہ تندرستوں کے لئے دوسرے پانیوں سے

[له] جمد اور ثلج میں فرق یہ ہے کہ ثلج روئی کے گالوں کے مانند ہوتی ہے، اور جمد جمی ہوئی صورت میں +

قد یضر العصب ولیضر اصحاب اورام الاحشاء وھو مما ینبہ الشھوۃ ویشد المعدۃ

بہتر ہے۔ اگرچہ گاہے اس سے اعصاب میں ضرر پہونچتا ہے اور اورام احشاء کے مریض ضرر پاتے ہیں۔ ٹھنڈا پانی بھوک کو بیدار کرتا ہے، اور معدہ کو سخت (قوی) کرتا ہے +

والماء الحار یفسد الھضم ولا یسکن العطش فی الحال وربما ادی الی الاستسقاء والدق ویذبل البدن

گرم پانی گرم پانی ہضم کو بگاڑ دیتا[1]، اور پیاس کو اُس وقت (پانی پینے کے وقت) نہیں بجھاتا (ہاں تھوڑی دیر کے بعد اکثر تسکین ہوجایا کرتی ہے)۔ گرم پانی گاہے استسقاء اور دق تک پیدا کردیتا ہے (کیونکہ اس سے کبد اور قلب کی حالت بگڑ جاتی ہے)۔ اس سے بدن لاغر ہوجاتا ہے +

فاما السخن فان کان فاترا غثی وان کان اسخن من ذلک فیتجرع علی الریق فکثیرا ما غسل المعدۃ واطلق الطبیعۃ لکن الاستکثار منہ ردی یوھن قوۃ المعدۃ والشدید السخونۃ ربما حلل القولنج وکسر الریاح من الطحال

(پھر گرم پانی کے مدارج ہیں، چنانچہ) اگر گرم پانی بدرجۂ فاتر (نیم گرم۔شیر گرم) ہو، تو اس سے متلی آتی ہے؛ اگر اس سے زیادہ گرم ہو، اور نہار مُنہ گھونٹ گھونٹ پیا جائے تو اس سے بسا اوقات معدہ دُھل جاتا ہے، اور اجابت ہوجاتی ہے (ملین طبع ہے)۔ لیکن ایسے گرم پانی کی زیادتی بُری ہے؛ اس سے معدہ کمزور ہوجاتا ہے۔ اور سخت گرم پانی بعض اوقات قولنج (کے سُدہ) کو کھول دیتا ہے، اور طحال کی ریاح ٹوٹ جاتی ہے (تحلیل ہوجاتی ہے) +

والذین یوافقھم الماء الحار بالصنعۃ اصحاب الصرع واصحاب المالنخولیا واصحاب الصداع البارد واصحاب الرمد والذین بھم بثور فی الحلق والعمور واورام خلف الاذن واصحاب النوازل ومن بھم قروح فی الحجاب وانحلال الفرد فی نواحی الصدر ویدر الطمث والبول ویسکن الاوجاع

مصنوعی طور پر گرم کیا ہوا پانی جن لوگوں کے لئے موافق ہے، وہ صرع، مالنخولیا، صداع بارد اور آشوب چشم کے مریض ہیں؛ نیز وہ لوگ ہیں جنکے حلق اور مسوڑھوں میں تبور (دانے) ہوں، جن کے کان کے پیچھے اورام ہوں (اورام خلف الاذن)؛ جن لوگوں کو نزلہ ہو؛ جن لوگوں کے حجاب حاجز میں قروح ہوں؛ اور جنکے سینے کے نواحی (اقلیم صدر) میں تفرق اتصال ہو۔ نیز یہ مدر حیض اور مدر بول ہے؛ اور دردوں کا مسکن ہے +

---

[1] بعض نسخوں میں زائد عبارت ہے: "ہضم کو بگاڑ دیتا، اور غذا کو (معدہ کے اندر) تیرا دیتا ہے" +

واما الماء المالح فانہ یھزل ویقشف ویسھل اولا بالجلاء الذی فیہ ثم یعقل آخراً بالتجفیف الذی فی طبعہ ویفسد الدم فیولد الحکۃ والجرب

ماء مالح (نمکین پانی) نمکین پانی (یا کھاری پانی بدن کو) لاغر اور خشک کرتا ہے؛ پہلے اپنی قوتِ جلا کی وجہ سے دست لاتا ہے، اور آخر میں اپنی طبعی تجفیف (خشکی) کی وجہ سے قبض پیدا کر دیتا ہے؛ یہ خون کو بگاڑ کر حکہ اور جرب (خارش) پیدا کرتا ہے +

کھاری پانی سے اگر غسل کیا جائے، تو جوئیں مر جاتی ہیں؛ جلد کے نیچے جما ہوا خون ہو تو تحلیل ہو جاتا ہے؛ جرب وحکہ اور داد شفایاب ہو جاتے ہیں؛ امراض اعصاب، مثلاً رعشہ، فالج، استرخا وغیرہ کے لئے یہ بہترین علاجات میں سے ہے۔ سمندر کے کھاری پانی میں اگر مریض کو بٹھایا جائے، تو سانپ کے زہر اور دیگر حشرات الارض کے زہر میں بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ گیلانی

والماء الکدر یولد الحصے والسدد فلیتناول بعدہ ما یدر علی ان المبطون کثیرا ما ینتفع بہ وبسائر المیاہ الغلیظۃ الثقیلۃ لاحتباسھا فی بطنہ وبطوء انحدارھا ومن تریاقاتہ الدسم والحلاوات

ماء کدر (گدلا پانی) گدلا پانی پتھری اور سُدّے پیدا کرتا ہے۔ اسلئے اس کے بعد کوئی ایسی چیز کھانی چاہئے، جو مدر بول ہو۔ لیکن مبطون (دستوں کا بیمار) گاہے ایسے گدلے پانی سے، اور دوسرے غلیظ اور بھاری پانیوں سے نفع حاصل کرتا ہے؛ اس لئے کہ ایسا پانی ان کے شکم میں دیر تک رُکا رہتا ہے، اور دیر میں نیچے اترتا ہے۔ اس پانی کے تریاقات (مصلحات) میں سے چکنائی (دسومت) اور مٹھاس ہے (یعنی کھاری پانی اور گدلے پانی کی اصلاح روغن اور مٹھاس سے ہو جاتی ہے۔ گیلانی) +

والنوشادریۃ تطلق الطبیعۃ شرب منھا وجلس فیھا او احتقن بھا

میاہ نوشادریہ جس پانی میں نوشادر کا اثر ہو، وہ ملین شکم ہے، خواہ وہ پیا جائے، مریض کو اس میں بٹھایا جائے، یا اس سے حقنہ کیا جائے +

والشبیۃ تنفع من سیلان فضول الطمث ومن نفث الدم وسیلان البواسیر غیر انھا شدیدۃ الاثارۃ للحمی فی الابدان

میاہ شبیہ جس پانی میں پھٹکری کا اثر ہو، وہ فضلاتِ حیض کے سیلان میں، نفث الدم میں، اور سیلان بواسیر میں مفید ہے (یعنی پھٹکری کا پانی حابس خون ہونے کی وجہ سے ہر قسم کے جریانِ خون کو روکتا ہے)۔ لیکن جو بدن (یا جو لوگ)

المستعدة لها

بخار میں مبتلا ہونے کے لئے مستعد اور آمادہ ہوتے ہیں، اُن میں ایسا پانی بخار بہت جلد لے آتا ہے +

والحديدية تذبل الطحال وتعين على الباه والنحاسية صالحة لفساد المزاج

میاہ حدیدیہ ونحاسیہ ماء حدیدی یعنی جس پانی میں لوہے کا اثر ہو (جس میں لوہے کے اجزاء موجود ہوں، خواہ وہ پانی لوہے کی کان سے حاصل کیا گیا ہو، یا اُس میں لوہا بجھایا گیا ہو) وہ تلی کو لاغر کر دیتا ہے (عظم الطحال یا بڑھی ہوئی تلی کو چھوٹا کر دیتا ہے)، اور قوت باہ کی امداد کرتا ہے (کیونکہ لوہا مقوی بدن اور مقوی خون ہے، جس سے طبیعت قوی ہو جاتی ہے، اور بالعرض باہ بھی بڑھ جاتی ہے)۔ ماء نُحَاسِی یعنی تانبہ کا پانی (لوہے کے پانی کے اصول پر) فساد مزاج (استسقاء) کے لئے بہتر ہے۔ (تانبہ بھی مقوی بدن ہے، اس لئے اس سے جگر کی اصلاح ہو جاتی ہے، اور مرض استسقاء میں مفید ثابت ہوتا ہے) +

واذا اختلطت مياه مختلفة جيدة وردية غلب اقواها

جب اچھے اور بُرے مختلف پانی باہم ملجاتے ہیں، تو جو اِن میں قوی ہوتا ہے، وہی غالب رہتا ہے +

ونحن قد بينا تدبير المياه الفاسدة في باب تدبير المسافرين وذكر باقي احكام الماء وصفاته وقوى اصنافه في باب الماء في الادوية المفردة

بُرے پانیوں کی تدبیر و اصلاح کا تذکرہ ہم ”تدبیر مسافرین“ کے باب میں کرینگے، اور پانی کے باقی احکام اس کے صفات، اور اس کی مختلف اقسام کے اثرات کا تذکرہ ہم (دوسری کتاب میں، یعنی) ادویہ مفردہ میں ”پانی“ کے باب کے اندر کرینگے +

الفصل السابع عشر في موجبات الاحتباس والاستفراغ — سترہویں فصل۔ استفراغ واحتباس کے اثرات

احتباس ما يجب ان يستفرغ بالطبع يكون اما لضعف الدافعة اولشدة القوة الماسكة فتنتبث

احتباس غیر ضروری جن فضلات کا طبعًا استفراغ ہونا چاہیئے، وہ اگر بدن کے اندر رُک جاتے ہیں، تو اس کے متعدد وجوہ ہیں: (۱) قوت دافعہ ضعیف ہو؛ (۲) قوت ماسکہ

به اولضعف الهاضمة فيطول لبث الشئ فى الوعاء تلبيثا من القوى الطبيعية اياه اولے استيفاء الهضم اولضيق المجارى اولسدد فيها اولغلظ المادة اوللزوجتها اولكثرتها فلا يقوى عليها الدافعة اولفقدان الاحساس بالحاجة الى دفعها اذ كان قد يعين فى الاستفراغ قوة ارادية كما يعرض فى القولنج اليرقانى

شدید و قوی ہو، جو فضلہ کو نہ چھوڑے (اور نکلنے نہ دے)؛ (۳) قوت ہاضمہ ضعیف ہو، جس سے وہ چیز قوائے طبعیہ (مثلاً قوت ماسکہ) کے عمل سے وعاء عضو میں (عضو کے جوف میں) پورے طور پر ہضم ہونے کے لئے دیر تک پڑی رہے؛ (۴) مجاری تنگ ہوں، یا وہ مسدود ہوں (اُن میں سُدّے ہوں)؛ (۵) مادہ غلیظ ہو، لیسدار ہو، یا زیادہ مقدار میں ہو، اس لئے قوت دافعہ اس کے اخراج پر قابو نہ پا سکے؛ (۶) دفع فضلات کی حاجت کا احساس مفقود ہو گیا ہو (کسی وجہ سے وہاں بے حسی آگئی ہو)، کیونکہ بعض اوقات استفراغ میں قوت ارادی بھی امداد کیا کرتی ہے (جس کے لئے احساس شرط ہے)، جیسا کہ قولنج یرقانی میں گاہے ہوا کرتا ہے *

اس سے مراد یہ ہے کہ بعض طبعی افعال میں، مثلاً دفع فضلات میں اختیاری عضلات بھی کام کیا کرتے ہیں، جنکے لئے شعور و ادراک یا احساس ضروری ہے۔ جب تک احساس نہ ہو، کوئی ارادی عضلہ کیونکر کام کر سکتا ہے؛ ایسی صورت میں احساس کی قوت کھو جاتی ہے، تو دفع فضلات میں رکاوٹ آجاتی ہے۔ جیسا کہ بعض اوقات مجرائے صفراوی میں سدہ واقع ہو جاتا ہے، جس سے صفرا آنتوں پر گرنے سے رُک جاتا ہے، اور آنتوں میں دفعِ براز کا احساس نہیں ہوتا؛ اس لئے کہ صفرا اپنی حِدّت سے آنتوں میں ایک طرح کی خراش پیدا کرتا ہے؛ اس لئے ایسی صورت میں گاہے قولنج عارض ہو جاتا ہے۔ اور چونکہ اس وقت صفرا خون کے ساتھ ملکر تمام بدن میں پھیل جاتا ہے، اس لئے قولنج کے ساتھ یرقان بھی لاحق ہو جاتا ہے۔ اسی لئے ایسے قولنج کو قولنج یرقانی کہا جاتا ہے۔ مترجم *

اوللانصراف من قوة الطبيعة الى جهة اخرى كما يعرض فى البحارين من شدة احتباس البول والبراز بسبب كون الاستفراغ البحرانى من جهة اخرى

(۷) طبعی قوت کسی اور جانب متوجہ ہو، جیسا کہ بحران کے وقت گاہے پیشاب اور پائخانہ شدت کے ساتھ اس وجہ سے بند ہو جایا کرتے ہیں کہ بحرانی استفراغ کا رُخ کسی اور طرف ہوتا ہے (مثلاً پسینہ یا نکسیر کی طرف بحران کی توجہ ہوتی ہے) *

واذا وقع احتباس ما يجب ان يستفرغ عرض من ذلك امراض اما من باب امراض التركيب فالسدة والاسترخاء والتشنج الرطب ومايشبه ذلك واما من امراض المزاج فالعفونة وايضا احتقان الحار الغريزي واستحالته الى النارية وايضا انطفاء الحرارة الغريزية من طول الاحتقان اوشدته فيعقبه البرد وايضا غلبة الرطوبة على البدن واما من الامراض المشتركة فانصداع الاوعية وانفجارها

غیر ضروری احتباس کی تاثیرات

جن فضلات کا استفراغ ہونا چاہئے، اُن کا اگر احتباس ہو جائے، تو اس سے چند امراض لاحق ہو جاتے ہیں، جو امراض ترکیب، سوء مزاج، تفرق اتصال اور امراض مرکبہ کے قبیلے سے ہوتے ہیں۔ چنانچہ امراض ترکیب یہ ہیں: سدہ، استرخاء، تشنج رطب، وغیرہ۔ امراض سوء مزاج یہ ہیں: عفونت[1]، حرارت[2] غریزی کا احتقان (گھٹ جانا) اور اسکا ناریت کی طرف مستحیل ہو جانا (یعنی حرارت غریزیہ میں اشتعالی کیفیت کا پیدا ہو جانا)، اور مدت[3] دراز تک احتقانی صورت رہنے کی وجہ سے، یا احتقان کی شدت کی وجہ سے حرارت غریزیہ کا ٹھنڈا ہو جانا، جس سے انجام کار برودت پیدا ہو جاتی ہے، اور بدن میں رطوبت کا غالب ہو جانا۔ امراض تفرق اتصال (امراض مشترکہ) یہ ہیں: رگوں کا پھٹ جانا اور ان سے اخلاط کا پھوٹ نکلنا +

والتخمة من اردأ اسباب الامراض وخصوصا اذا وافت بعد اعتياد الخواء مثل ما يقع من الشبع المفرط في الخصب عقيب الجوع المفرط في الجدب واما من الامراض المركبة فالاورام والبثور

جو امراض احتباس کی وجہ سے لاحق ہوا کرتے ہیں، اُن کے بدترین اسباب میں سے تخمہ[1] بھی ہے؛ خصوصاً وہ تخمہ جو خلاء کی عادت کے بعد (بھوک کی عادت کے بعد) لاحق ہو؛ جیسا کہ خشک سالی اور قحط کی بھوک کی افراط کے بعد لوگ فراخ سالی میں ڈٹ کر کھایا کرتے ہیں (جس سے بدہضمی اور تخمہ لاحق ہو جاتا)؛ (اور جیسا کہ رمضان شریف کے روزوں کے بعد عید میں لوگ اسی بے احتیاطی کی وجہ سے اکثر بیمار ہو جایا کرتے ہیں)۔ امراض مرکبہ یہ ہیں:

[1] تخمہ: معدہ کے اندر غذا کا فاسد ہو جانا۔ جب ایسی فاسد غذا بند ہو جاتی ہے، اور خارج نہیں ہوتی تو بہت سے امراض پیدا ہو جاتے ہیں تخمہ اگرچہ امراض تفرق اتصال کے قبیل سے نہیں ہے۔ لیکن غیر ضروری احتباس میں ضرور داخل ہو سکتا ہے +

اورام اور بثور (پھنسیاں) +

واستفراغ ما یجب ان یحتبس یکون اما لقوة الدافعة او لضعف الماسکة اولایذاء المادة بالثقل لکثرتها او بالتمدید لریحیتها او باللذع لحدتها وحرافتها او لرقة المادة فتکون کانها تسیل من نفسها فیسهل اندفاعها

استفراغ غیر ضروری جن چیزوں کو بدن کے اندر رکنا چاہیے وہ اگر بدن سے خارج ہوجاتے ہیں، تو اس کے بھی متعدد وجوہ ہیں: (۱) قوت دافعہ قوی ہو (یعنی وہ قوت اور شدت سے دفع کرنے پر مجبور ہو)؛ (۲) قوت ماسکہ کمزور ہو؛ (۳) مادہ موذی ہو (مادہ اذیت پہونچا رہا ہو)؛ خواہ وہ اس طرح اذیت پہونچائے کہ وہ مقدار میں زیادہ ہونے کی وجہ سے بوجھل ہورہا ہو، یا وہ اس طرح اذیت پہونچائے کہ وہ ریحی ہونے کی وجہ سے تناؤ پیدا کررہا ہو؛ یا وہ اپنی حدّت اور حرافت (تیز اور چرپرہ ہونے) کی وجہ سے لذع و سوزش پیدا کررہا ہو (وہ مادہ اعضاء میں تیز لگ رہا ہو)؛ (۴) مادہ رقیق ہو، اور رقّت کی وجہ سے گویا خود بخود بہ جائے، اور آسانی سے خارج ہوجائے +

وقد تعینها سعة المجاری کما یعرض من سیلان المنی ومن انشقاقها طولا او انقطاعها عرضا او انفتاحها عن فوهاتها کما فی الرعاف وقد یحدث هذا الاتساع بسبب حادث من خارج او من داخل

(۵) گاہے مجاری کی وسعت اور کشادگی بھی استفراغ مادہ کی امداد کرتی ہے، جیسا کہ سیلانِ منی (جریان منی) کی وجہ سے مجاری کشادہ ہوجایا کرتے ہیں (اور اس حالت میں جن لوگوں کی منی رقیق ہوتی ہے، اُن میں منی بسرعت تمام خارج ہوجایا کرتی ہے، بلکہ بعض اوقات ابتدائے مباشرت ہی میں انزال ہوجایا کرتا ہے)؛ (۶) مجاری طولاً یا عرضاً کٹ پھٹ جائیں، یا ان کے مُنہ کھل جائیں، جیسا کہ رعاف (نکسیر) میں ہوا کرتا ہے۔ مجاری کے کھلنے کی وجہ گاہے بیرونی ہوا کرتی ہے، اور گاہے اندرونی +

واذا وقع استفراغ ما یجب ان یحتبس عرض من ذلک برد المزاج باستفراغ المادة المشتعلة للحار

استفراغ غیر ضروری کے امراض جن چیزوں کو بدن کے اندر رکنا چاہیے جب وہ بدن سے خارج ہوتے ہیں، تو اس سے مزاج میں اس وجہ سے برودت لاحق ہوجاتی ہے

الغریزی التی یغتذی منہا الحار الغریزی وربما عرض منہ حرارة مزاج اذا کان مایستفرغ بارد المزاج مثل البلغم او قریباً من اعتدال المزاج مثل الدم فیستولی الحار المفرط کالصفراء فیسخن

کہ وہ مادہ خارج ہوجاتا ہے جو حرارت غریزی میں اشتعال پیدا کرتا ہے، اور جس سے حرارت غریزی اپنی پرورش حاصل کرتی ہے۔ اور گاہے ایسے استفراغ سے مزاج میں حرارت عارض ہوجایا کرتی ہے؛ بشرطیکہ خارج ہونے والا مادہ بلغم جیسا بارد المزاج ہو؛ یا خون جیسا معتدل المزاج ہو۔ چنانچہ جب ایسے مواد بدن سے خارج ہوجاتے ہیں تو صفراء جیسی نہایت شدید گرم خلط کا بدن میں غلبہ ہوجاتا ہے، جس سے بدن گرم ہوجاتا ہے +

وقد یعرض من ذلک الیبس دائما وبالذات وربما عرضت منہ الرطوبة علی القیاس الذی ذکرناہ فی عروض الحرارة وذلک عند اعتدال من استفراغ الخلط المجفف ولعجز من الحرارة الغریزیة عن ھضم الغذاء ھضماً تاماً فیکثر البلغم لکن ھذہ الرطوبة لا تنفع فی المزاج الغریزی ولا تکون غریزیة کما ان تلک الحرارة لم تکن غریزیة

ایسے استفراغ سے ہمیشہ اور بالذات یبوست ہی عارض ہوا کرتی ہے۔ لیکن گاہے ایسے استفراغ سے (بالعرض) اس طور پر رطوبت عارض ہوجاتی ہے، جس طرح ہم نے حرارت کے بارہ میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ یہ صورت اس وقت ہوتی ہے جبکہ یبوست پیدا کرنے والی خلط اعتدال کے ساتھ خارج ہوجاتی ہے (اگر استفراغ میں بجائے اعتدال کے کثرت ہوگی، تو خواہ کوئی بھی خلط ہو، اس سے یبوست ہی پیدا ہوگی)۔ علی ہذا گاہے ایسے استفراغ کی صورت میں اس وجہ سے بھی رطوبت عارض ہوجایا کرتی ہے کہ حرارت غریزیہ کمزور ہوکر غذا کو پورے طور پر ہضم کرنے پر قدرت نہیں پاتی، اس لئے بدن میں بلغم کی کثرت ہوجاتی ہے۔ لیکن یہ رطوبت اصلی مزاج کے لئے مفید ثابت نہیں ہوتی، اور نہ یہ رطوبت اصلی رطوبت ہوتی ہے؛ جس طرح وہ حرارت (جو صفراء کے غلبہ سے پیدا ہوتی ہے) اصلی حرارت نہیں ہوتی +

بل کل استفراغ مفرط یتبعہ برد ویبس فی جوھر الاعضاء وغریزتہا

افراط استفراغ استفراغ اگر افراط کے ساتھ ہو، تو خواہ وہ کوئی ہو، اس کے بعد جوہر اعضاء اور طبیعت اعضاء

وان لحق بعضها حرارة غريبة ورطوبة غير صالحة وقد يتبع الاستفراغ المفرط من الامراض الالية السدة ايضًا لفرط يبس العروق وانسدادها ويتبعه التشنج والكزاز

میں برودت اور یبوست پیدا ہو جاتی ہے۔ اگرچہ بعض استفراغات کے بعد حرارت غریبہ اور غیر مفید رطوبت بھی پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ اور گاہے افراط استفراغ کے بعد امراض آلیہ (امراض ترکیب) میں سے سُدّہ اس وجہ سے پیدا ہو جاتا ہے کہ عروق میں (فرط استفراغ سے) اتنی یبوست لاحق ہو جاتی ہے کہ یہ بند ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح گاہے افراط استفراغ کے بعد تشنج اور کزاز بھی لاحق ہو جاتا ہے +

واما الاستفراغ والاحتباس المعتدلان المصادفان لوقت الحاجة اليهما فهما نافعان حافظان للحالة الصحية

احتباس و استفراغ معتدل

رہے وہ احتباس اور استفراغ، جو معتدل ہوں، اور ضرورت کے وقت ہوں، وہ مفید ہوتے، اور حالتِ صحت کی حفاظت کرتے ہیں (ایسے احتباس و استفراغ اسباب ضروریہ میں سے ہیں، جنہیں اس فصل میں بیان کرنا مقصود ہے) +

فقد تكلمنا في الاسباب الضرورية بجنسيتها وان كانت قد لا يكون اكثر انواعها ضرورية فلنأخذ في الاسباب الاخرى

یہاں تک ہم اسباب ضروریہ میں کلام کر چکے، جو بلحاظ جنس کے ضروری ہیں؛ اگرچہ ان اسباب کی بیشتر قسمیں ضروری نہیں ہیں۔ اس لئے اب ہمیں دوسرے اسباب کو شروع کرنا چاہیے (جو ضروری نہ ہوں) +

یعنی یہاں تک اسباب ضروریہ کا ذکر کیا گیا ہے، جو بلحاظ جنس کے ضروری ہیں۔ یعنی غذا کی جنس ضروری ہے، پانی کی جنس ضروری ہے، ہوا کی جنس ضروری ہے، یہ نہیں ہے کہ اسباب مذکورہ کی ساری قسمیں ضروری ہوں۔ مثلاً ہواؤں میں سے تمام اقسام کی ہوائیں ضروری نہیں ہیں، بلکہ محض وہ جو معتدل ہو، اور وبائی نہ ہو۔ اسی طرح مثلاً پانی کی ساری قسمیں ضروری نہیں ہیں۔ بلکہ وہ پانی ضروری ہے جو متعفن نہ ہو۔ اسی طرح غذاؤں میں سے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ گوشت ہی ہو، یا روٹی ہی ہو، وعلیٰ ہذا القیاس +

الفصل الثامن عشر کلام کلی فی اسباب تتفق للبدن غیر ضارة ولا ضروریة

اٹھارہویں فصل - بدن کے ایسے اسباب اتفاقیہ کا کُلّی تذکرہ جو نہ ضروری ہوں اور نہ مُضر

(اس فصل میں اُن چیزوں کا عام بیان اور کلی تذکرہ ہے جو بدن کے لئے نہ ضروری ہیں، اور نہ ضارّ)۔

ولنتکلم الآن فی الاسباب الغیر الضروریة ولا الضارة وهی التی لیست بجنسیتها فی الطبع ولا هی مضادة للطبع وهذه هی الاشیاء الملاقیة للبدن غیر الهواء فانه ضروری بل مثل الاستحمامات وانواع الدلک وغیرها ولنبدأ بقول کلی فی هذه الاسباب

اب ہمیں اُن اسباب میں کلام کرنا چاہئے جو نہ ضروری ہیں اور نہ ضرر رساں ہیں۔ اور یہ وہ اسباب ہیں جو بلحاظ جنس کے طبیعت انسانیہ کے لئے ضروری نہیں ہیں (یعنی یہ ایسے امور ہیں جنکو بقائے حیات میں کچھ دخل نہیں ہے)، اور نہ یہ طبیعت انسانیہ کے لئے مضاد (اور دشمن) ہیں۔ ایسی چیزیں وہی ہیں جو ہوا کے سوا بدن سے ملاقی ہوتی ہیں (بدن سے مَس کرتی ہیں)۔ ہوا ان میں اس لئے داخل نہیں ہے کہ وہ ایک ضروری چیز ہے (اور اسباب ضروریہ میں انکا شمار ہوچکا ہے)۔ بلکہ ایسی غیر ضروری چیزوں کی مثال حمامات اور اقسام مالش وغیرہ ہیں۔ ان اسباب کو ہم اس طرح بیان کرنا چاہتے ہیں کہ پہلے انکا عمومی (اور اجمالی) تذکرہ کیا جائے، (اور اسکے بعد دوسری فصل میں تفصیلی)۔

فنقول ان الاشیاء الفاعلة فی بدن الانسان من خارج بالملاقاة تفعل فیه علی وجهین

پس ہم کہتے ہیں کہ جو چیزیں بدنِ انسان میں باہر سے بذریعہ ملاقات اثر کرتی ہیں، ان کے اثر کی دو صورتیں ہیں:

فانها تفعل فیه اما بنفوذ ما لطف منها فی المسام بقوة فیها غواصة نافذة او

پہلی صورت یہ ہے کہ (الف) ان چیزوں میں گھسنے اور نفوذ کرنے کی ایک قوت (قوت غوّاصہ نافذہ) ہوتی ہے، جس سے ان کے لطیف اجزاء بدن کے سامات میں

بجذب الاعضاء ایاها من مسامها او یتعاون من الامرین

گھس جاتے ہیں، اور وہ اثر کرتے ہیں۔ (مثلاً سرکہ)۔ (ب) یا ان چیزوں کو اعضا اپنی قوت جاذبہ سے بذریعہ مسامات کے جذب کرلیتے ہیں۔ (مثلاً روغن جب بدن پر لگایا جاتا ہے، اور اس کی مالش کی جاتی ہے، تو یہ اندر جذب ہوجاتا ہے۔ (ج) یا یہ دونوں باتیں ایک ساتھ ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کی امداد کرتی ہیں۔ (مثلاً کسی روغن میں کوئی قوت غواصہ نافذہ بھی ہو، یا کسی ایسی دوا کے ساتھ روغن کو مخلوط کردیا جائے، جیسے روغن گل اور سرکہ کو ملاکر سرسام کی حالت میں سر پہ لگایا جاتا ہے) +

واما بان یفعل لا بمخالطة البتة بل بکیفیة صرفة محیلة للبدن وذلک اماان لها هذه الکیفیة بالفعل کالطلاء المبرد بالفعل فیبرد او الکماد المسخن بالفعل فیسخن واماان لها هذه الکیفیة بالقوة لکن الحار الغریزی منا یهیج فیها قوة فعالة ویخرجها الی الفعل واما بالخاصیة

دوسری صورت یہ ہے کہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز (کوئی مادہ) بدن کے ساتھ مخلوط نہ ہو، بلکہ وہ محض اپنی خالص کیفیت سے اثر کریں، اور بدن کو اپنی کیفیت سے مکیّف کردیں۔ اسکی پھر تین صورتیں ہیں: (۱) یہ کیفیت ان میں بالفعل موجود ہو، مثلاً وہ طلاء جس میں بالفعل ٹھنڈک ہوتی ہے، وہ بدن میں ٹھنڈک پہونچاتا ہے، اور وہ کماد (تکمید ٹکور) جس میں بالفعل گرمی ہوتی ہے وہ بدن میں گرمی پہونچاتا ہے۔ (۲) یہ کیفیت ان میں (بالفعل موجود نہو، بلکہ) بالقوہ ہو، لیکن ہمارے بدن کی حرارت غریزیہ ان چیزوں کی قوت فعالہ (قوت مؤثرہ) میں ہیجان وحرکت پیدا کردیتی ہے، اور ان کو قوت سے فعل کی طرف لے آتی ہے۔

(۳) (نہ ان میں یہ کیفیت بالفعل موجود ہو، اور نہ بالقوہ ہو، بلکہ) ان میں اسکی کوئی خاصیت ہو، (اور اسی خاصیت کیوجہ سے وہ چیزیں نفوذ کئے بغیر بدن میں کوئی کیفیت پیدا کریں)۔

ومن الاشیاء ما یغیر بالملاقاة

بعض چیزیں ایسی ہیں جو (بیرونی) ملاقات کے

ولا یغیر بالتناول مثل البصل فانه اذا ضمد به من خارج قرح ولا یقرح من داخل ومن الاشیاء ماهو بالعکس مثل الاسفیداج فانه ان شرب غیّر تغییرا عظیما وان طلی لم یفعل من ذلك شیئا ومنها ما یفعل من الوجهین جمیعا

ذریعہ تو تغیر (تغیر خاص) پیدا کرتی ہیں، مگر کھانے سے یہ تغیر نہیں پیدا کرتیں، مثلاً جب پیاز کا باہر سے ضماد کیا جاتا ہے، تو اس سے جلد متقرح ہو جاتی ہے، مگر اندرونی استعمال سے پیاز تقرح نہیں پیدا کرتی (اور مثلاً دھنیا بیرونی طور پر مسخن ہے، اور اندرونی طور پر مبرد)۔ اور بعض چیزیں اس سے برعکس اور الٹی ہیں۔ مثلاً اسفیداج (سفیدہ۔ سفیدہ کاشغری) اگر اندرونی طور پر استعمال کیا جائے، تو بدن میں تغیر عظیم پیدا کر دیتا ہے، اور اگر اسے بیرونی طور پر بطور طلاء کے لگایا جائے، تو اس قسم کا کوئی تغیر نہیں پیدا کرتا۔ اور بعض چیزیں دونوں طور پر عمل کرتی ہیں۔ (مثلاً ٹھنڈا پانی باہر سے بھی ٹھنڈک پہونچاتا ہے اور اندرونی استعمال سے بھی) +

والسبب فی القسم الاول احد اسباب ستة

پہلی صورت کی وجہ کیا ہوتی ہے؟ (یعنی اس کی وجہ کیا ہوتی ہے کہ بیرونی استعمال سے وہ چیز تو اثر کرتی ہے، مگر اندرونی استعمال سے نہیں کرتی؟) اسکی مندرجۂ ذیل چھ وجوہ میں سے کوئی ایک وجہ ہوتی ہے:

احدها ان مثل البصل اذا ورد علی داخل البدن بادرت القوة الهاضمة فکسرته وغیرت مزاجه فلم تترکه بسلامته مدة فی مثلها یمکن ان یفعل فعله ویقرح فی الباطن

(۱) پیاز جیسی چیزیں جب بدن کے اندر پہونچتی ہیں، تو قوت ہاضمہ جلد ہی ان کی طرف متوجہ ہو کر ان کو توڑ دیتی، اور ان کے مزاج میں تغیر پیدا کر دیتی ہے، اور اتنے عرصہ تک ان کو سلامت نہیں چھوڑتی کہ یہ اپنا اثر کر کے اندر قرحہ پیدا کر دیں +

والثانی انه فی اکثر الامر یتناول مخلوطا بغیره

(۲) ایسی چیزیں زیادہ تر (تنہا نہیں کھائی جاتی ہیں، بلکہ) دوسری چیزوں کے ساتھ ملا کر کھائی جاتی ہیں۔ اس لئے ان کی قوت ٹوٹ جاتی ہے +

والثالث انه یختلط ایضا فی اوعیة

(۳) ایسی چیزیں اوعیۂ غذاء (مثلاً معدہ اور آنتوں)

الغذاء برطوباتٍ تغیدہ وتکسر قوتہ

میں ایسی رطوبات سے بھی مل جاتی ہیں جو ان کو متغیر کردیتی اور ان کی قوت کو توڑ دیتی ہیں (مثلاً رطوبت معدیہ اور رطوبت معویہ وغیرہ) +

والرابع انه انما یلزم من خارج موضعاً واحداً واما من داخل فلا یزال ینتقل

(۴) ایسی چیزیں باہر تو ایک جگہ قائم رہتی ہیں، اور اندر (ایک جگہ قائم نہیں رہتی ہیں، بلکہ معدہ اور آنتوں کی حرکات دودیہ ہاضمہ سے) برابر منتقل ہوتی رہتی ہیں +

والخامس انه اما من خارج فیلصق التصاقاً موثقاً واما من داخل فانما یماس مماسة غیر ملتصقة

(۵) یہ چیزیں باہر (ایک جگہ قائم رہنے کے ساتھ) اچھی طرح چسپاں رہتی ہیں، اور اندر چسپاں نہیں رہتی ہیں، بلکہ (سطح معدہ وغیرہ سے معمولی طور پر) محض مَس کرتی ہیں +

والسادس انه اذا حصل فی الباطن تولت تدبیرہ القوۃ الطبیعیة فلم یلبث الفضل منه ان یندفع والجید ان یستحیل دماً

(۶) جب ایسی چیزیں اندر داخل ہو جاتی ہیں، تو قوت طبعیہ ایسی چیزوں کی تدبیر (تدبیر و اصلاح) کی مالک بنجاتی ہے۔ (اور ان کے اجزاء کو اپنی حرارت اور قوت ہاضمہ کی امداد سے متفرق اور پراگندہ کردیتی ہے) چنانچہ ان سے جو فضلہ بنتا ہے، وہ رکنے نہیں پاتا، اور جلد ہی خارج ہو جاتا ہے، اور جو اس کے اچھے اجزاء ہوتے ہیں، وہ خون ہو جانے سے باز نہیں رہتے +

واما ما یختلف من حال الاسفیداج فالسبب فیه انه غلیظ الاجزاء فلا ینفذ فی المسام من خارج فان نفذ لم یمعن الی منافس الروح والی الاعضاء الرئیسة واما اذا تنوول کان الامر بالعکس وایضاً فان الطبیعة السمیة التی فیه لا تتور الا بفرط تاثیر من الحار

رہا یہ امر کہ اسفیداج (سفیدہ) کا حال اس سے مختلف کیوں ہے؟ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ سفیدہ کے اجزاء غلیظ ہوتے ہیں، اس لئے وہ باہر سے مسامات میں نفوذ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ اور اگر کچھ نفوذ بھی کرتا ہے، تو وہ منافس روح (منافذ روح) اور اعضائے رئیسہ تک پہونچنے نہیں پاتا۔ لیکن جب اسے کھایا جاتا ہے، تو معاملہ اس کے برعکس ہو جاتا ہے۔ (یعنی اس وقت وہ منافس روح اور اعضائے رئیسہ تک پہونچ جاتا ہے)۔ نیز سفیدہ

الغریزی الذی فینا فیہ وذلک مما لا یحصل بنفس الملاقاۃ خارجًا	میں جوسمی طبیعت (زہریلی قوت) ہوتی ہے، وہ اُس وقت تک جوش میں آتی ہی نہیں، جب تک ہمارے بدن کی حرارت غریزیہ اس میں اچھی طرح عمل نہ کرلے۔ اور یہ ایسی بات نہیں ہے جو صرف بیرونی ملاقات سے حاصل ہوجائے +
وربما عاد علیک فی کتاب الادویۃ المفردۃ کلام من ھذا القبیل	ادویہ مفردہ کی کتاب میں اسی قسم کی گفتگو پھر آنے والی ہے، (اس لئے اس مقام پر ہم اس بحث کو طول دینا نہیں چاہتے) +

الفصل التاسع عشر فی موجبات الاستحمام والتشمس — انیسویں فصل حمام کرنے اور دھوپ کھانیکی تاثیرات

والاندفان فی الرمل والتمرغ فیہ والاستنقاع فی الادھان ورش الماء علی الوجہ	اور ان کے علاوہ ریت میں گڑ جانے (دفن ہوجانے) ریت میں لوٹنے، تیل میں ڈوبنے اور چہرہ پر پانی چھڑکنے کی تاثیرات کا ذکر بھی اسی فصل کے اندر کیا گیا ہے +
قال بعض المتحذلقین خیر الحمام ما قدم بناءہ واتسع فضاءہ وطاب ھواءہ وعذب ماءہ وزاد اخرون وقدر الاتّون وقودہ بقدر مزاج من اراد ورودہ	بعض حاذق بننے والوں (اظہار حذاقت کرنے والوں) نے بتایا ہے کہ بہترین حمام وہ ہے جو پُرانا بنا ہوا ہو، (جسکی عمارت تازہ نہ ہو، جس سے چونہ اور گچ وغیرہ کے بخارات نکلتے رہتے ہیں)؛ اُسکی فضا کشادہ ہو (کمرے فراخ ہوں)؛ اُسکی ہوا اچھی ہو؛ اور اُس کا پانی شیریں ہو۔ دوسرے لوگوں نے ان صفات پر اسقدر اور بھی اضافہ کیا ہے کہ بھٹی میں آنچ دینے والا اس اندازہ سے آنچ دے کہ جو شخص حمام میں داخل ہونے والا ہے، اُس کے مزاج کے مطابق (حمام میں گرمی پیدا) ہو +
واعلم ان الفعل الطبیعی للحمام ھو التسخین بھوائہ والترطیب	حمام کا طبعی فعل (جو عادتًا اس سے مقصود ہوا کرتا ہے) یہ ہے کہ حمام کی ہوا گرمی پہونچاتی ہے، اور حمام کا

لہ کہتے ہیں کہ اس سے ابوسہل مسیحی مصنف کتاب المائۃ (مائۃ مسیحی) مراد ہیں +

بمائه | پانی رطوبت پیدا کرتا ہے +

والبیت الاول مبرد مرطب والثانی مسخن مرطب والثالث مسخن مجفف

حمام کے بیوت (کمرے۔ خانے)

(حمام کے تین درجے یا تین کمرے ہوا کرتے ہیں)۔ پہلا کمرہ (پہلا خانہ) مبرد مرطب ہوتا ہے (عام ٹھنڈے مکانات کی طرح، جن میں ٹھنڈا پانی موجود ہو، پہلا کمرہ بارد رطب ہوتا ہے)۔ دوسرا کمرہ مسخن اور مرطب (گرمی اور تری پیدا کرنے والا) تیسرا کمرہ مسخن اور مجفف (گرمی اور خشکی پیدا کرنے والا) +

ولا تلتفت الی قول من یقول ان الماء لا یرطب الاعضاء الاصلیة شربا ولا لقاء

جو لوگ اس امر کے قائل ہیں کہ پانی اعضائے اصلیہ میں کسی طور پر رطوبت نہیں پیدا کرتا، نہ پینے کی صورت میں، اور نہ بیرونی ملاقات کی صورت میں، ان کے اس قول کی طرف قطعاً التفات و توجہ نکرنی چاہیئے۔ (کیونکہ گو پانی بالذات غاذی نہیں ہے، اور اعضاء کے تغذیہ میں صرف نہیں ہوتا ہے، لیکن یہ غذا کے نفوذ کرانے میں بدرقہ بنتا ہے، اور اس طرح یہ اعضائے اصلیہ کی ترطیب جوہری کا ذریعہ بن جاتا ہے) +

(حمام کا طبعی اور ذاتی فعل اگرچہ تسخین اور ترطیب ہے، لیکن گاہے اسکی مذکورہ بالا تاثیرات بدل بھی جاتی ہیں۔ چنانچہ شیخ فرماتے ہیں:) حمام کی جو تاثیرات اور تغیرات ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اگاہے ان کے سوا دوسرے تغیرات بھی پیدا ہو جاتے ہیں؛ جن میں سے بعض تغیرات تو بالعرض ہوتے ہیں، اور بعض بالذات۔ چنانچہ گاہے ایسا ہوتا ہے کہ حمام کی ہوا، حرارت غریزیہ کو بکثرت تحلیل کرنے کی وجہ سے بدن میں (بالعرض) برودت پیدا کر دیتی، اور رطوبات اصلیہ کو بکثرت تحلیل کرنے کی وجہ سے اعضاء کے جوہر میں خشکی بڑھا دیتی ہے (جیسا کہ

الا انه قد یعرض من الحمام بعد ما وصفناه من تاثیراته وتغیراته تغیرات اخری بعضها بالعرض وبعضها بالذات فان الحمام قد یعرض له ان یبرد بهوائه من کثرة التحلیل للحار الغریزی وان یجفف ایضا جواهر الاعضاء لتحلیله الکثیر

للرطوبات الغریزیۃ وان افاد رطوبات غریبۃ

حمام کے خُدام اور ملازمین میں اسکا مشاہدہ کیا جاتا ہے)؛ اگرچہ (اس حالت میں) حمام کے پانی کی وجہ سے ایک عارضی رطوبت حاصل ہوجایا کرتی ہے +

واذا کان مائہ شدید السخونۃ تقشعر منہ الجلد فیستحصف مسامہ لم یتأد من رطوبتہ الی البدن شئ ولا اجاد تحلیلہ

جب حمام کا پانی اتنا سخت گرم ہوتا ہے کہ اس سے جلد کے رونگٹے کھڑے ہوجائیں (جھرجھری آجائے) اور بدن کے مسامات کثیف ہوجائیں، تو ایسی صورت میں بدن کے اندر اسکی رطوبت کچھ بھی نہیں پہونچتی ہے، اور نہ ایسی صورت میں (کثافتِ مسام کی وجہ سے) بدن کی رطوبات اچھی طرح تحلیل ہی ہوتی ہیں +

ومائہ قد یسخن ویبرد اما تسخینہ فبحمأہ ان کان حاراً الی السخونۃ ماھو دون الفاتر فانہ یبرد ویرطب و بالحقن ان کان بارداً فانہ یحقن الحرارۃ المستفادۃ من ھوائہ ویجمعھا فی الاحشاء اذا ورد بارداً علی البدن

حمام کا پانی بدن میں حرارت بھی پیدا کرتا ہے، اور برودت بھی۔ (پانی سے حرارت تو بالعرض پیدا ہوتی ہے، اور برودت بالذات) + چنانچہ حمام کا پانی بدن میں گرمی تو اپنی حرارت کی وجہ سے پیدا کرتا ہے، بشرطیکہ وہ نیمگرم (فاتر) نہ ہو، بلکہ وہ خاصا گرم ہو۔ نیمگرم پانی (حرارت پیدا کرنے کی بجائے) برودت ورطوبت پیدا کیا کرتا ہے اور گاہے حمام کا پانی حقن کی وجہ سے (مسامات کو بند کرنے کی وجہ سے) بدن میں حرارت پیدا کرتا ہے، بشرطیکہ وہ ٹھنڈا ہو۔ چنانچہ جب ٹھنڈا پانی (حمام کے اندر) بدن پر ڈالا جاتا ہے، تو بدن میں جو حرارت حمام کی ہوا سے حاصل ہوتی ہے، وہ اس ٹھنڈے پانی کی وجہ سے بدن کے اندر ہی گھُٹ جاتی، اور احشاء کے اندر اکٹھی ہوجاتی ہے +

واما تبریدہ فذلک اذا اکثر فیہ الاستنقاع فیبرد من وجھین احدھما لان الماء بالطبع بارد فیبرد آخر الامر

اور حمام کا پانی بدن میں سردی اُس وقت پیدا کرتا ہے، جبکہ انسان حمام کے اندر دیر تک پانی میں بیٹھا رہے۔ اس صورت میں برودت دو طور پر پیدا ہوتی ہے: ایک تو اس طور پر کہ پانی بالطبع بارد ہے،

وان سخن بحرارة عرضية لايثبت بل يزول ويبقى الفعل الطبيعي لما تشربه البدن من الماء وهو التبريد وايضا فان الماء وان كان حارا اوباردا فهو رطب واذا افرط في الترطيب خنق الحار الغريزي من كثرة الرطوبة فيطفيها فيبرد

اس لئے وہ انجام کار برودت پیدا کرتا ہے، خواہ وہ عارضی حرارت سے (عارضی طور پر) گرم ہو چکا ہو، کیونکہ یہ عارضی حرارت پانی کے اندر قائم نہیں رہتی ہے۔ بلکہ وہ زائل ہو جاتی ہے، اور بدن نے جتنا پانی پی لیا ہے، وہ آخر میں اپنا طبعی فعل، یعنی تبرید انجام دیتا ہے۔ دویم یہ کہ پانی خواہ گرم ہو، یا ٹھنڈا، یہ ہر صورت میں رطب ہوتا ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جب ترطیب کی زیادتی ہوتی ہے، تو کثرتِ رطوبت سے حرارت غریزیہ اندر گھٹ جاتی (بند ہو جاتی) اور وہ ٹھنڈی ہو کر اور بجھ کر بدن میں برودت پیدا کر دیتی ہے ؛

والحمام قد يسخن بالتحليل ايضا اذا وجد غذاء لم ينهضم اوخلطا باردا لم ينضج فيهضم ذلك وينضج هذا

گاہے حمام تحلیل[1] (ترقیق وہضم) کے ذریعہ بھی بدن کو گرم کرتا ہے، اور یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ بدن میں کوئی غیر منہضم (مگر قابل ہضم) غذا، یا کوئی غیر پختہ بارد خلط (بلغم طبعی) موجود ہوتی ہے، جو حمام کے ذریعہ ہضم ہو جاتی اور پختہ ہو جاتی ہے۔ (اور ان کے ہضم اور پختہ ہونے سے خون بن جاتا ہے، جو بدن میں حرارت پیدا کرتا ہے) ؛

والحمام قد يستعمل يابسا فيجفف وينفع اصحاب الاستسقاء والترهل

گاہے حمام خشک استعمال کیا جاتا ہے (یعنی نہ حمام کے فرش پر پانی چھڑکا جاتا ہے، اور نہ بدن پر پانی ڈالا جاتا ہے) جو بدن میں خشکی پیدا کرتا ہے، اور استسقاء اور ترہّل (بلغمی ورم) والوں کو نفع بخشتا ہے ؛

وقد يستعمل رطبا فيرطب

اور گاہے حمام رطب استعمال کیا جاتا ہے،

[1] تحلیل کے لغوی معنے رقیق کرنے کے ہیں؛ اور اصطلاحی معنے یہ ہیں کہ مادہ کو اس قابل کر دیا جائے کہ وہ بخارات بنکر اُڑنے کے قابل ہو جائے، یہاں پر تحلیل سے اصطلاحی معنے مراد نہیں ہیں؛ بلکہ لغوی معنے: یعنی مادہ کی وہ ترقیق جو ہضم کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے ؛

جو بدن میں رطوبت پیدا کرتا ہے۔ (اس سے لاغروں، مدقوقوں، اور گرم مزاجوں کو فائدہ پہونچتا ہے) +

وقد يقعد فيه كثيرا فيجفف بالتحليل والتعريق وقد يقعد فيه قليلا فيرطب بانتشاف البدن منه قبل التعريق

جب حمام کرنے والا حمام کے اندر دیر تک ٹھہرتا ہے، تو تحلیل و تعریق کی وجہ سے بدن میں خشکی پیدا ہوتی ہے۔ اور جب وہ اس کے اندر کم ٹھہرتا ہے، تو بدن کے اندر رطوبت پیدا ہوتی ہے، اس لئے کہ پسینہ آنے سے پہلے بدن پانی کو چوس لیتا ہے +

والحمام قد يستعمل على الريق والخلاء فيجفف شديدا فيهزل البدن ويضعف وقد يستعمل على قرب العهد بالشبع فيسمن بما يجذب الى ظاهر البدن من المادة الا انه يحدث السدد بما يجذب بسببه الى الاعضاء من المعدة والكبد من الغذاء الغير النضيج وقد يستعمل عند اخر الهضم الاول قبل الخلاء فينفع ويسمن باعتدال

حمام گاہے نہار منہ اور خلوئے معدہ میں کیا جاتا ہے جو شدت سے خشکی پیدا کرکے بدن کو لاغر اور قوتوں کو ضعیف کر دیتا ہے۔ اور گاہے یہ صورت ہوتی ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا کھائے ہوئے ابھی کچھ زیادہ عرصہ بھی نہ ہوا کہ حمام کر لیا جاتا ہے؛ ایسی صورت میں حمام بدن کو اس طرح فربہ کرتا ہے کہ حمام کی وجہ سے مادہ (مادۂ غذائیہ اور خون) ظاہر بدن کی طرف کھنچ آتا ہے۔ لیکن اس صورت میں سُدّے اس وجہ سے پیدا ہو جاتے ہیں کہ حمام کی وجہ سے معدہ اور جگر سے اعضاء کی طرف کچی غذا کھنچ آتی ہے، (جو سدہ کی باعث بن جاتی ہے)۔ گاہے حمام پہلے ہضم کے آخر میں (ہضم معدہ کے آخر میں) خلوئے معدہ سے پہلے استعمال کیا جاتا ہے، جو مفید بھی ہوتا ہے، اور اعتدال کے ساتھ فربہی بھی پیدا کرتا ہے (اس سے سُدوں کا خوف نہیں ہوتا) +

ومن استعمل الحمام للترطيب كما يستعمل اصحاب الدق فيجب عليهم ان يستنقعوا في الماء مالم يضعفوا ثم يتمرخوا بالدهن

جو لوگ رطوبت حاصل کرنے کے لئے حمام کرنا چاہیں، جیسا کہ دق والوں کے لئے کیا جاتا ہے، اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ اُس وقت تک پانی میں بیٹھے رہیں (پانی میں بھیگتے رہیں اور اپنے بدن پر پانی ڈالتے رہیں)

لیزید فی الترطیب ولیحبس المائیة النافذة فی المسام ویحقنها داخل الجلد وان لایطیلوا المقام فیه وان یختاروا موضعاً معتدلاً وان یکثروا صب الماء علی ارض الحمام لیکثر البخار فیرطب الهواء وان ینقلوا من الحمام من غیر عناء ومشقة بل علی محفة تتخذ لهم وان یطیبوا بالطیب البارد کما یخرجون وان یترکوا فی المسلخ ساعة الی ان یعود الیهم النفس المعتدل وان یسقوا من المرطبات شیئاً مثل ماء الشعیر ومثل لبن الاتان

جب تک اُنہیں کمزوری نہ محسوس ہو۔ اس کے بعد وہ بدن پر روغن ملیں؛ تاکہ اس سے اور بھی رطوبت حاصل ہو، اور تاکہ جو مائیت مسامات کے اندر داخل ہو چکی ہے، وہ اندر ہی رک جائے، اور جلد کے اندر بند ہو جائے۔ ایسے لوگ حمام میں زیادہ دیر تک (ناواجب طور پر) قیام نہ کریں۔ اور حمام کے اندر معتدل مقام (معتدل کمرہ) اختیار کریں، (زیادہ گرم کمرہ اختیار نہ کریں)؛ فرشِ حمام پر پانی بکثرت ڈالیں، تاکہ بخارات بکثرت اٹھیں، اور ہوا کو تر کر دیں۔ اور یہ لوگ جب حمام سے منتقل کئے جائیں، تو اس طرح (راحت و آرام کے ساتھ) کہ انہیں تکلیف و مشقت نہ ہو (اور ان پر کسی قسم کا زور نہ پڑے)؛ بلکہ یہ مَحَفّۃ (ڈولی جنہیں کہار اُٹھاتے ہیں) کے ذریعہ منتقل کئے جائیں، جو ان کے لئے خاص طور پر بنایا گیا ہو۔ نیز جب باہر نکلیں تو ٹھنڈے خوشبو لگائیں (مثلاً عطر صندل، وعطر خس)۔ اور مَسْلَخ (جامہ خانہ جہاں کپڑے بدلے جاتے ہیں) میں وہ اتنی دیر تک ٹھہریں کہ انکا سانس ٹھیک ہو جائے؛ اور (حمام سے باہر آنے کے بعد) ماء الشعیر جیسی یا گدھی کے دودھ جیسی کوئی مرطب چیز انہیں پلائی جائے +

ومن اطال المقام فی الحمام خیف علیه الغشی باسخانه القلب ویثور به اولا الغثی

جو لوگ حمام کے اندر زیادہ دیر تک قیام کرتے ہیں، چونکہ حمام کی وجہ سے قلب میں حرارت بڑھ جاتی ہے اس لئے ایسے لوگوں میں غشی کا اندیشہ ہوتا ہے، اور غشی سے پہلے انہیں متلی آتی ہے +

وللحمام مع کثرة منافعه مضار فانه یسهل انصباب الفضول الی الاعضاء التی بها ضعف ویرخی

حمام کے گو منافع اور فوائد بکثرت ہیں، مگر کچھ مضار اور نقصانات بھی ہیں: چنانچہ جن اعضاء میں ضعف ہوتا ہے، حمام کی وجہ سے ان اعضاء میں فُضلات کا انصباب

الجسد ویضر بالعصب ویحلل الحرارۃ الغریزیۃ ویسقط الشھوۃ للطعام ویضعف قوۃ الباہ

آسانی سے ہوجاتا ہے۔ حمام بدن کو ڈھیلا (کمزور) کردیتا ہے؛ اعصاب کو ضرر پہونچاتا ہے؛ حرارت غریزیہ کو تحلیل کرتا ہے؛ کھانے کی خواہش ماردیتا ہے؛ اور قوت باہ کو کمزور کردیتا ہے +

وللحمام فصول من جھۃ اختلاف المیاہ التی تکون فیہ فانھا ان کانت نطرونیۃً اوکبریتیۃً اوبحریۃً اورمادیۃً اومالحۃً طبعًا اوبصنعۃ بان یطبخ فیھا شیٔ من ذلک ویطبخ فیھا مثل المیویزج ومثل حب الغار ومثل الکبریت وغیر ذلک فانھا تحلل وتلطف وتزیل الترھل والتربل وتمنع انصباب المواد الی القروح وتنفع اصحاب العرق المدنی

حمام کے پانی کے امتیازات

حمام کے اندر جو پانی استعمال کیا جاتا ہے، اس کے اختلاف کے لحاظ سے حمام کی چند دوسری قسمیں بھی ہیں (یا چند دیگر امتیازات وخصوصیات بھی پائے جاتے ہیں): چنانچہ جب حمام کا پانی نطرونی ہوتا ہے (یعنی اس کے اندر بورہ ارمنی پایا جاتا ہے)، یا جب کبریتی (گندھک کا) ہوتا ہے، یا جب سمندر کا ہوتا ہے، یا جب رمادی (راکھ کا) ہوتا ہے، یا جب قدرتًا نمکین ہوتا ہے، یا مصنوعی طور پر پانی میں کچھ پکاکر اسے نمکین بنالیا جاتا ہے، یا جب حمام کے پانی میں مویزج جیسی، یا حب الغار جیسی، یا گندھک وغیرہ جیسی کوئی دوا پکالی جاتی ہے، تو یہ (سب پانی) محلل اور ملطف اثر کرتا ہے، ترہل اور تربل (بھربھراہٹ اور ورم بلغمی) کو زائل کردیتا ہے، زخموں کی طرف انصباب مادہ کو روکتا ہے، اور عرق مدنی (ناروا) والوں کے لئے مفید ثابت ہوتا ہے +

عرق مدنی کو فارسی میں "رشتہ" کہتے ہیں، اور اردو میں "ناروا"۔ اس مرض کی پیدائش اس ترتیب سے ہوتی ہے کہ پہلے بدن پہ پھنسی سی نمودار ہوتی ہے؛ پھر یہ آبلہ بن جاتی ہے؛ پھر یہ آبلہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے سوراخ سے دھاگہ یا پٹھے کے مانند ایک جسم بتدریج نکلتا رہتا ہے (عِرق: رگ + مَدَنِیّ: مدینہ والی) اسکو عرق مدنی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مرض مدینہ منورہ اور حجاز جیسے گرم ممالک میں بکثرت لاحق ہوتا ہے۔ دھاگہ یا پٹھے جیسا جسم بتدریج باہر نکلتے نکلتے پورے طور پہ خارج ہوجاتا ہے۔ گاہے جلد کے نیچے اس کی حرکت نمودار ہوتی ہے؛ حتی کہ بعض لوگوں کا قول ہے کہ یہ ایک کیڑا ہے۔ چنانچہ قرشی کا قول ہے کہ "یہ خیال صحیح ہے۔ ہم نے نکلنے کے بعد اسے حرکت کرتا ہوا دیکھا ہے، جسکی حرکت تھوڑی دیر تک قائم رہی" +

والمیاہ النحاسیة والحدیدیة والمالحة ایضًا تنفع من امراض البرد والرطوبة ومن اوجاع المفاصل والنقرس والاسترخاء والربو وامراض الکلی وتقوی جبر الکسر وتنفع من الدمامیل والقروح

تانبہ کا پانی (ماء نحاسی)، لوہے کا پانی (ماء حدیدی) اور نمکین پانی بھی برودت اور رطوبت کے امراض میں مفید ہیں، نیز یہ وجع مفاصل (گٹھیا)، نقرس، استرخاء، ربو (دمہ) اور گردوں کے امراض کے لئے مفید ہیں؛ اور ٹوٹی ہوئی ہڈی کے جوڑ (جبر الکسر) کو مستحکم بناتے ہیں؛ اور دمامیل (دُمّلُ = دُنبل) اور پھوڑوں کو نفع پہونچاتے ہیں +

والنحاسیة تنفع الفم واللهاة والعین المسترخیة ورطوبات الاذن والحدیدیة نافعة للمعدة والطحال والبورقیة والمالحة تنفع الرؤس القابلة للمواد والصدر الذی بتلک الحال وتنفع المعدة الرطبة واصحاب الاستسقاء والنفخ

پھر تانبہ کا پانی (خاص طور پر) منہ، کوّا (لہاۃ) اور آنکھ کے استرخاء کے لئے، اور کان کی رطوبتوں کے لئے مفید ہے: لوہے کا پانی معدہ اور طحال کے لئے مفید ہے کھاری پانی (میاہ بورقیہ) اور نمکین پانی اُن سروں (دماغوں) کے لئے مفید ہیں، جو (ضعف کی وجہ سے) مواد کے قبول کرنے کی استعداد رکھتے ہوں، اسی طرح یہ ایسے صدر (سینہ) کے لئے بھی مفید ہیں، جس کی یہی حالت ہو۔ نیز یہ رطوبتِ معدہ اور استسقاء اور نفخ (اپھارہ) والوں کے لئے مفید ہیں +

واما المیاہ الشبّیة والزاجیة فینفع الاستحمام فیها من نفث الدم ومن نزف المقعدة والطمث ومن تقلب المقعدة ومن الاسقاط بغیر سبب ومن التهبّج وفرط العرق

پھٹکری اور کسیس کے پانی (میاہ شبیہ وزاجیہ) سے حمام کرنا نفث الدم، نزفِ مقعد (مثلاً بواسیر کا خون بہنا) اور نزفِ طمث (حیض کا خون عادت سے زیادہ جاری ہونا) میں، اور کانچ کے پلٹ جانے (کانچ نکل آنے) میں، اور بغیر سبب کے (بغیر خارجی سبب کے) اسقاط ہو جانے میں، تہبج (بھربھراہٹ) میں، اور پسینہ کی زیادتی میں مفید ہیں +

واما المیاہ الکبریتیة فانها تنقی الاعصاب وتسکن اوجاع التمدد والتشنج وتنقی ظاهر البدن من البثور والقروح الردیة

گندھک کا پانی (ماء کبریتی) اعصاب کا تنقیہ کرتا ہے؛ تمددی اور تشنجی دردوں میں تسکین بخشتا ہے؛ بثور (پھنسیوں) ردی اور مزمن قروح، بدنما نشانات، کلف (چھائیں)، بہق (چھیپ) اور برص سے ظاہر بدن کو (جلد کو) پاک کر دیتا

المزمنة وللأثار السمجة والكلف والبهق والبرص وتحلل الفضول المنصبة الى المفاصل والى الطحال والكبد وتنفع من صلابة الرحم لكنها ترخي المعدة وتسقط الشهوة

ہے؛ اُن فضلات کو تحلیل کرتا ہے جو مفاصل، طحال اور جگر کی طرف گرتے ہیں؛ اور صلابت رحم (رحم کے سخت ورم) میں مفید ہے۔ لیکن یہ معدہ کو ڈھیلا کر دیتا، اور بھوک کو مار دیتا ہے۔

واما المياه القفرية فان الاستحمام فيها يملأ الراس ولذلك يجب ان لا يغمس المستحم بها رأسه فيها وفيها تسخين في مدة متراخية وخصوصًا للرحم والمثانة والقولون ولكنها ردية للنملة

ماء قفری (قفر الیہود یا حجر الیہود کا پانی = اُس زمین کا پانی جہاں حجر الیہود بکثرت ہو) میں حمام کرنے سے سر بھر جاتا ہے (سر میں مواد جمع ہو جاتے ہیں)؛ اسی وجہ سے ضروری ہے کہ جو لوگ ایسے پانی سے حمام کریں، وہ اپنے سر کو اُس میں نہ ڈبوئیں۔ اس سے اعضاء میں حرارت پیدا ہوتی ہے، مگر دیر میں؛ (یعنی جبکہ دیر تک اس پانی کو استعمال کیا جائے۔) علی الخصوص رحم، مثانہ، اور قولون میں اس سے حرارت اور بھی زیادہ دیر میں حاصل ہوتی ہے؛ لیکن یہ پانی مرض نملہ کے لئے بُرا ہے۔

ومن اراد ان يستحم في الحمات فيجب ان يستحم فيها بهدوٌ وسكون ورفق وتدريج غير بغتة

جو لوگ حمات (گندھک کے گرم چشموں) میں نہانا چاہیں، وہ راحت و آرام اور نرمی و آہستگی کے ساتھ غسل کریں، نہ کہ دفعۃً (یعنی ایسے چشموں میں دفعۃً اور یک لخت داخل نہ ہو جائیں)۔

وربما عاد عليك في باب حفظ الصحة من امر الحمام ما يجب ان تضيف النظر فيه الى النظر فيما قبل وكذلك القول في استعمال الماء البارد

"حفظ صحت کے باب" میں حمام کی بابت کچھ باتیں پھر آئینگی۔ اُس بحث کو قبل کی بحث (اس مقام کی بحث) کے ساتھ ملا لینا چاہیے۔ اسی طرح وہاں ٹھنڈے پانی کے استعمال کا بھی ذکر آئیگا۔

واما التضحي الى الشمس الحارة وخصوصًا متحركًا لاسيما متحركًا حركة شديدة كالسعي والعدو مما يحلل الفضول بقوة ويعرق

دھوپ کھانا (تضحّی) گرم اور تیز دھوپ میں نکلنا اور خاصکر جبکہ بھاگنے اور دوڑنے کی سی کوئی سخت حرکت بھی کی جائے، فضلات کو سختی کے ساتھ تحلیل کرتا ہے، معرق ہے (پسینہ لاتا ہے) اور نفخ کو پراگندہ کر دیتا ہے

ولفش النفخ ویحلل اورام الترہل والاستسقاء وینفع من الربو ونفس الانتصاب ویحلل الصداع البارد المزمن ویقوی الدماغ الذی مزاجہ بارد واذا لم یتند من تحتہ بل کان مجلسہ یابسًا نفع اوجاع المفاصل واوجاع الورك واكلی واوجاع الجذام واختناق الرحم ونقی الرحم فان تعرض للشمس کشف البدن وتشفہ وحممہ وصار کالکی علی فوھات المسام ومنع التحلل والسکون فی الشمس فی موضع واحد اشد فی احراق الجلد من التنقل فیہ وھو امنع للتحلل

(نفخ کو زائل کر دیتا ہے)، اورام ترہلیہ (بلغمی اورام تہبجی اورام) اور استسقاء کو تحلیل کرتا ہے؛ دمہ اور نفسِ انتصاب[51] میں مفید ہے؛ مزمن صداع بارد کو دور کر دیتا ہے، اور باردالمزاج دماغ کو قوی کرتا ہے۔ اگر دھوپ کھانے والے کے بدن میں (دھوپ میں بیٹھنے سے) تری نہ آئے، بلکہ وہ خشک رہے، تو یہ وجع مفاصل، وَجَعُ الوَرِک (کولھے کے درد اورمرض) درد گردہ، درد جذام[52] (جذامیوں کے درد دُکھ) اور اختناق الرحم میں مفید ہے، اور رحم کا تنقیہ کرتا ہے۔ اگر دھوپ کھانے کے لئے بدن کو کھول دیا جائے (کپڑوں سے بدن کو عریاں کر دیا جائے) تو اس سے بدن کثیف، خشک، اور سیاہ ہو جاتا ہے، اور ایسی حالت ہو جاتی ہے، گویا مسامات کے دہانے داغ دئے گئے ہیں (جھلس گئے ہیں) اور تحللِ مواد (تنگی مسامات کی وجہ سے) رُک جاتا ہے۔ دھوپ میں ایک جگہ ٹھہرنا بمقابلہ دھوپ میں نقل وحرکت کرنے کے جلد کو زیادہ جلاتا، اور تحلل کو زیادہ روکتا ہے +

واما الاندفان فی الرمل فاقوی الرمال فی نشف الرطوبات من نواحی الجلد رمال البحار وقد یجلس علیھا وھی حارۃ وقد یتدفن فیھا وقد یستنثر علی البدن قلیلا قلیلا فیحلل الاوجاع

ریت میں گڑنا جلد کے نواحی (جلد کے آس پاس) سے رطوبات کے چوسنے میں سمندر کا ریت بمقابلہ دوسرے ریتوں کے سب سے قوی اور سخت ہے۔ گرم ریت پر کبھی تو (مریض کو) بٹھایا جاتا ہے؛ کبھی اس میں گاڑ دیا جاتا ہے (ریت میں دبا دیا جاتا ہے)؛ اور کبھی گرم گرم ریت بدن پر تھوڑا تھوڑا چھڑکا جاتا ہے؛ ان تمام

[51] نفس انتصاب کو بھی دمہ کی ایک قسم سمجھنا چاہیے +

[52] بقول بعض درد جذام سے مُراد درد بواسیر ہے +

والامراض المذكورة في باب الشمس وبالجملة يجفف البدن تجفيفا شديدا

صورتوں میں ریت اُن دردوں اور مرضوں کو تحلیل کرتا ہے جو "دھوپ" کے باب میں (اوپر) مذکور ہو چکے ہیں ۔ خلاصہ یہ ہے کہ ریت بدن میں خوب ہی خشکی پیدا کرتا ہے ۔

واما الاستنقاع في مثل الزيت فقد ينفع اصحاب الاعياء واصحاب الحميات الطويلة الباردة والذين بهم مع حمياتهم اوجاع عصب ومفاصل ولاصحاب التشنج والكزاز واحتباس البول ويجب ان يكون الزيت مسخنا من خارج الحمام واما ان طبخ فيه ثعلب او ضبع على ما نصفه فهو افضل علاج لاصحاب اوجاع المفاصل والنقرس

تیل میں ڈوبنا

روغن زیتون جیسی چیزوں میں (گرم روغنوں میں) ڈوبنا تکان والوں کے لئے لمبے اور سرد (بلغمی) بخار والوں کے لئے، اور اُن لوگوں کے لئے مفید ہے، جنکے بخاروں کے ساتھ عصبی درد، اور جوڑوں میں درد ہو۔ نیز یہ تشنج، کزاز اور احتباس البول والوں کے لئے بھی نافع ہے۔ یہ ضروری ہے کہ روغن زیتون (یا دوسرا تیل) حمام سے باہر گرم کر لیا جائے (بشرطیکہ ان روغنوں کا استعمال حمام کے اندر کیا جائے)۔ اگر اس تیل میں (جس میں مریض کو بٹھانا مقصود ہے) لومڑی یا گوہ اُس طرح پکائی جائے، جس طرح ہم بتائیں گے، تو یہ وجع مفاصل اور نقرس والوں کے لئے بہترین علاج ہے ۔

واما بل الوجه ورش الماء عليه فانه ينعش القوة المسترخية من الكرب ولهيب الحميات وعند الغشي وخصوصا مع ماء الورد والخل وربما صحح الشهوة واثارها ويضر لاصحاب النوازل والصداع

مُنہ پر پانی چھڑکنا

چہرہ کو بھگونا اور اس پر پانی چھڑکنا (پانی کی چھینٹیں مارنا) قوتوں کو بھڑکا دیتا ہے، جو کرب کی وجہ سے، بخاروں کی سوزش کی وجہ سے، یا غشی کے وقت کمزور ہو گئی ہوں؛ علی الخصوص جبکہ پانی کے ساتھ گلاب اور سرکہ بھی ملا لیا جائے۔ گاہے اس سے بھوک درست اور تازہ ہو جاتی ہے۔ لیکن نزلہ اور درد سر والوں کے لئے مضر چیز ہے۔

الجملة الثانية — دوسرا جملہ

فی تعدید سبب سبب لکل واحد من العوارض البدنیة وھی تسعة وعشرون فصلا

جتنے بدنی عوارض ہیں، اس جملہ میں ان کے ایک ایک سبب (اسباب جزئیہ) کا شمار کیا گیا ہے۔ اس جملہ میں اُنتیس ۲۹ فصلیں ہیں +

الفصل الاول فی المسخنات — فصل (۱) مُسَخِّنَات

المسخنات اصناف مثل الغذاء المعتدل فی المقدار والحرکة المعتدلة ویدخل فیھا الریاضات المعتدلة والدلك المعتدل والغمز المعتدل والمحاجم بغیر شرط فان التی تکون مع شرط تبرد بالاستفراغ

مُسَخِّنَات (بدن کے اندر حرارت پیدا کرنے والی چیزوں) کی بہت سی قسمیں ہیں: (۱) معتدل مقدار کی غذاء۔ (۲) حرکت معتدلہ (یعنی جو بلحاظ شدت و ضعف کے اور بلحاظ کثرت وقلت کے اوسط درجہ کی ہو) حرکت معتدلہ میں معتدل ریاضت بھی داخل ہے۔ (۳) دلک معتدل (اوسط درجہ کی مالش)۔ (۴) غمز معتدل (معتدل طور پر بدن اور اعضاء کو دبانا)۔ (۵) بغیر پچھنوں کے سنگیاں کھچوانی۔ کیونکہ جو سنگھیاں پچھنوں کے ساتھ لگائی جاتی ہیں، ان میں چونکہ بدن سے خون خارج ہوتا ہے، اس لئے یہ (حرارت کی بجائے) برودت پیدا کرتی ہیں +

وایضا الحرکة التی ھی الی الشدة والکثرة قلیلا لیس بالمفرط والغذاء الحار والدواء الحار والحمام المعتدل علی ما عرفت من تسخینه بھوائه ومائه والصناعات المسخنة وملاقات

(۶) وہ حرکت بھی حرارت پیدا کرتی ہے، جو اعتدال سے شدت اور کثرت کی طرف کسی قدر ہٹی ہوئی ہو، زیادہ ہٹی ہوئی نہ ہو۔ (۷) گرم غذاء کا کھانا۔ (۸) گرم دواء کا استعمال کرنا۔ (۹) معتدل حمام، جیسا کہ تمھیں معلوم ہوچکا ہے کہ حمام اپنی ہوا اور اپنے پانی کے ذریعہ بدن میں حرارت پہونچاتا ہے۔ (۱۰) صناعات

المسخنات الغير المفرطة كالاهوية والاضمدة والسهر المعتدل والنوم المعتدل على الشرط المذكور والغضب على كل حال والهم اذا لم يفرط فاما اذا افرط فيبرد والفرح المعتدل

مسخنہ (گرم پیشہ، مثلاً لوہاروں اور باورچیوں کا پیشہ)۔ (۱۱) گرم چیزوں سے بدن کی ملاقات، بشرطیکہ یہ زیادہ گرم نہ ہوں، مثلاً (گرم) ہوائیں اور (گرم) ضمادات وغیرہ۔ (۱۲) معتدل طور پہ جاگنا (کیونکہ بیداری حرکت سے مشابہ ہے، اور حرکت حرارت پیدا کرتی ہے)۔ (۱۳) معتدل طور پہ سونا، بشرطیکہ اُسی مذکورہ شرط کے مطابق ہو (یعنی اس طور پہ ہو کہ اس سے ہضم غذا، اور نضج مادہ میں امداد ملے، خلاء معدہ کی صورت میں نہ ہو، اور ایسی حالت میں بھی نہ ہو جبکہ بدن کے اندر ناقابل ہضم خلط بارد غلیظ موجود ہو)۔ (۱۴) غصہ ہر صورت میں حرارت پیدا کرتا ہے (خواہ تھوڑا ہو، معمولی ہو، یا زیادہ ہو)۔ (۱۵) ہَم (یعنی سوچ بچار) بشرطیکہ اسکی زیادتی نہ ہو، کیونکہ سوچ بچار کی جب زیادتی ہوتی ہے، تو یہ برودت پیدا کرتی ہے۔ (۱۶) معتدل فرحت (اوسط درجہ کی خوشی)+

وايضًا العفونة وخاصيتها احداث حرارة غريبة لا غير

(۱۷) علیٰ ہٰذا عفونت بھی بدن کے اندر حرارت پیدا کرتی ہے؛ مگر عفونت کی خاصیت یہ ہے کہ اس سے بدن کے اندر حرارت غریبہ پیدا ہوتی ہے، کوئی دوسری حرارت (مثلاً اصلی حرارت) نہیں پیدا ہوتی ہے+

احتراق، عفونت، اور تسخین یعنی جلنا، سڑنا، اور سادہ طور پہ گرم ہونا، یہ تین باتیں ہیں۔ ان تینوں میں باہمی اختلاف ہے۔ شیخ اسکو اب بیان کرنا چاہتے ہیں:

وفعلها غير التسخين المطلق وغير الاحراق لان التسخين غير الاحراق لا محالة ويقع كثيرًا ولا يعفن وقد يحدث

عفونت کا فعل تسخین مطلق (تسخین سادہ) کے فعل اور احراق کے فعل سے مختلف ہے (یعنی سڑ جانا یا متعفن ہو جانا اور بات ہے، محض سادہ طور پہ گرم ہو جانا اور بات، اور جل جانا اور بات)۔ کیونکہ تسخین یقیناً

قبل التعفن فان التعفن كثيرًا ما يكون بان يبقى بعد مفارقة السبب المسخن الخارجي سخونة خارجية تشتعل في المادة الرطبة فتغير رطوبتها عن صلوحها لمزاج الجوهر الذي هي فيه من غير ردها اياها بعد الى مزاج آخر من الامزجة النوعية الطبيعية فانه قد يغير الحرارة الرطوبة عن صلوحها لمزاج الى مزاج آخر من الامزجة النوعية الطبيعية ولا يكون ذلك تعفينا بل هضمًا

احراق سے الگ ہے (یعنی محض گرم ہو جانے میں اور جل جانے میں یقیناً فرق ہے)۔ اور ایسا بارہا ہوتا ہے کہ ایک چیز گرم ہو جاتی ہے، مگر وہ متعفن نہیں ہوتی۔ اور بعض چیزیں متعفن ہونے سے پہلے گرم ہو جاتی ہیں (جس سے ثابت ہوتا ہے کہ گرم ہونا اور بات ہے، اور متعفن ہونا اور بات)۔ کیونکہ تعفن بسا اوقات اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ بیرونی مسخن (مثلاً دھوپ) کے جُدا ہونے کے بعد ایک قسم کی خارجی حرارت مادہ رطب میں باقی رہ جاتی ہے، جو اس مادہ میں اشتعال پیدا کر کے اسکی رطوبت میں اس قسم کا تغیر پیدا کر دیتی ہے کہ جس جوہر (عضو) میں یہ رطوبت ہوتی ہے، اِس رطوبت میں اس تغیر کے بعد اُس جوہر کے مزاج کی پوری صلاحیت قائم نہیں رہتی۔ لیکن اس میں یہ شرط ہے کہ اب تک (اس تغیر کے بعد) اس رطوبت میں کوئی دوسرا نوعی طبعی[له] مزاج حاصل نہیں ہوتا ہے۔ (یعنی اب تک کوئی ایسا مزاج حاصل نہیں ہوا ہے، جس سے اُسکی صورت نوعیہ اور طبیعت بھی بدل جائے)۔ کیونکہ حرارت جب رطوبت میں اس درجہ تغیر پیدا کر دیتی ہے کہ وہ اس مزاج کو چھوڑ کر دوسرے نوعی مزاج کو قبول کر لیتی ہے، تو اُسے تعفن نہیں کہا جاتا، بلکہ اسے "ہضم" کہا جاتا ہے۔

اس سے مراد یہ ہے کہ عفونت کی شرائط میں سے یہ ہے کہ جسم جب تک متعفن ہے اُسکی حد تک اُسکی صورت نوعیہ باقی رہتی ہے؛ اور جب اس کی صورت نوعیہ بھی تبدیل ہو جاتی ہے۔ تو اسے عفونت

[له] اس سے مراد یہ ہے کہ عفونت کی وجہ سے رطوبت میں محض اس درجہ تغیر ہوتا ہے کہ اس کا مزاج صالح بدل جاتا ہے، اور اس کے ذاتی افعال پورے نہیں ہونے پاتے۔ اس میں اتنا تغیر نہیں ہوتا کہ اس رطوبت میں دوسرا نیا مزاج آجائے، اور اس کی صورت نوعیہ اور طبیعت تبدیل ہو جائے۔

نہیں کہا جاتا، بلکہ انضمام کہا جاتا ہے +

واما الاحراق فهو ان يميز الجوهر الرطب عن الجوهر اليابس تصعيداً لذلك وترسيباً لهذا

لیکن احراق (جل جانے) کے یہ معنے ہیں کہ جلنے والے جسم کا جوہر رطب اس کے جوہر یابس سے جُدا ہوجائے، اس طرح کہ جوہر رطب اوپر اُڑ جائے، اور جوہر یابس نیچے رہ جائے (یعنی اس جسم کے اجزاء رطبہ جل کر اُڑ جائیں، اور اجزاء ارضیہ نیچے رہ جائیں)۔

واما التسخين الساذج فهو ان تبقى الرطوبات كلها على طبائعها النوعية الا انها تصير اسخن

اور تسخین سادہ (کسی جسم کا محض سادہ طور پر گرم ہوجانا) کے معنے یہ ہیں کہ تمام رطوبتیں اپنی اپنی صورت نوعیہ پر قائم رہیں، مگر ان میں حرارت پہلے سے زیادہ ہوجائے +

ومن المسخنات التكاثف في ظاهر البدن فانه يسخن بحقن البخار

(۱۸) اسی طرح مسخنات میں سے ظاہر بدن یعنے جلد کا تکاثف (مسامات کا تنگ ہوجانا) بھی ہے۔ کیونکہ تنگی مسام کی وجہ سے بخارات اندر گھُٹ کر بدن کو گرم کردیتے ہیں +

والتخلخل داخل البدن فانه يسخن ببسط البخار

(۱۹) اسی طرح ان مسخنات میں داخلِ بدن (اندرونِ بدن) کا تخلخل (مسامات کا کشادہ ہوجانا) بھی ہے۔ کیونکہ تخلخل کی وجہ سے بخارات کے پھیلنے میں آسانی ہوتی ہے، جن سے گرمی پیدا ہوتی ہے +

ومن عادة جالينوس ان يحصر جميع هذه الاسباب في خمسة اجناس الحركة الغير المفرطة وملاقاة ما يسخن لا بالافراط والمادة الحارة مما يتناول والتكاثف والعفونة

جالینوس کی عادت ہے کہ وہ ان سارے اسباب کو گھیر کر محض پانچ جنسوں (قسموں) میں شمار کرتا ہے: (۱) حرکت غیر مفرطہ (وہ حرکت جس میں افراط واقع نہ ہو)۔ (۲) ایسی چیز کی بدن سے ملاقات جو کہ اعتدال کے ساتھ گرمی پیدا کرے، نہ کہ افراط کے ساتھ۔ (۳) کوئی گرم مادہ (مثلاً دواء گرم یا غذاء گرم) جو کھانے پینے کے قبیل سے ہو۔ (۴) تکاثف۔ (۵) عفونت +

الفصل الثانی فی المبردات

اما المبردات فھی ایضًا اصناف الحرکة المفرطة لفرط تحلیلھا للحار الغریزی والسکون المفرط لخنقہ الحار الغریزی وکثرة الغذاء المفرطة ماکولًا ومشروبًا وقلتہ المفرطة والغذاء البارد والدواء البارد

فصل (۲) مُبرّدات

مُبَرِّدات (بدن کے اندر برودت پیدا کرنے والی چیزوں) کی بھی چند قسمیں ہیں: (۱) حرکت مفرطہ (حرکت کی زیادتی، یعنی جو زیادہ دیر تک جاری رکھی جائے خواہ وہ حرکت بدنی ہو، یا ریاضت ہو؛ یا جو حرکت کے حکم میں ہو، مثلاً بیداری کی زیادتی)۔ یہ بدن میں برودت اس لئے پیدا کرتی ہے کہ حرکت کی زیادتی سے حرارت غریزیہ زیادہ تحلیل ہو جاتی ہے (جسکا انجام لازمی طور پر برودت ہے)۔ (۲) سکون مفرط (سکون کی زیادتی) اس لئے برودت پیدا کرتا ہے کہ اس کی وجہ سے حرارت غریزیہ (بجائے تحلیل ہونے کے) گھٹی رہتی ہے۔ (۳) کھانے پینے کی چیزوں میں غیر معمولی طور پر زیادتی کرنا۔ (۴) غذاء میں حد سے زیادہ کمی کرنا۔ (۵) غذاء بارد (۶) دواء بارد +

وملاقاة مایسخن بافراط من الاھویة والاضمدة ومن میاہ الحمات وشدة تخلخل البدن فینفش عنہ الحار الغریزی وطول ملاقاة مایسخن باعتدال کطول اللبث فی الحمام وشدة التکاثف فیختنق الحار الغریزی وملاقاة مایبرد بالفعل وملاقاة مایبرد بالقوة وان کان حارًا فی حاضر الوقت

(۷) ایسی چیزوں کا بدن سے ملاقی ہونا، جو بافراط بدن میں گرمی پیدا کریں، مثلاً (گرم) ہوائیں، (گرم) ضمادات، اور گرم چشموں کے پانی (میاہ حمات)۔ (۸) بدن میں زیادہ تخلخل کا پیدا ہو جانا (بدن کے مسامات کا غیر معمولی طور پر کشادہ ہو جانا) جس سے بدن کی حرارت غریزیہ نکل جاتی ہے (ضائع ہو جاتی ہے، اور برودت پیدا ہو جاتی ہے)۔ (۹) بدن کا ایسی چیز سے زیادہ دیر ملاقی رہنا جو اعتدال کے ساتھ (اور معمولی طور پر) حرارت پیدا کرتی ہے، مثلاً حمام میں زیادہ دیر تک رکنا۔ (۱۰) بدن میں زیادہ تکاثف

کا پیدا ہونا (مسامات کا بہت زیادہ تنگ ہوجانا) جس سے حرارت غریزیہ اندر گھٹ جاتی ہے (۱۱) کسی ایسی چیز سے بدن کا ملاقی ہونا، جو بالفعل سرد ہو۔ (۱۲) کسی ایسی چیز سے بدن کا ملاقی ہونا جو بالقوہ سرد ہو، خواہ وہ بالفعل اور بحالتِ موجودہ گرم ہی کیوں نہ ہو۔

والافراط فی الاحتباس لانه یخنق الحرارة الغریزیة والافراط فی الاستفراغ لانه یفقد مادة الحرارة بما فیه من اتباع الروح والسدد من الفضول

(۱۳) احتباس کی زیادتی، جس سے حرارت غریزیہ گھٹ جاتی ہے (اور گھٹ کر بجھ جاتی ہے)۔ (۱۴) استفراغ کی زیادتی، جس سے حرارت کا مادہ (خارج ہوکر) مفقود ہوجاتا ہے، اور اس کے ساتھ روح بھی خارج ہوجاتی ہے۔ (۱۵) فضلات کی وجہ سے سُدوں کا پیدا ہوجانا۔

ومنها شدة شد الاعضاء وادامتها فانه یبرد ایضا بسد طریق الحرارة والهم المفرط والفزع المفرط والفرح المفرط واللذة المفرطة والصناعة المبردة والنهوة والفجاجة المقابلة للعفونة

(۱۶) اعضاء کو زور سے کسکر باندھنا اور دیر تک اسی طرح بندھا ہوا چھوڑ دینا۔ یہ اس لئے برودت پیدا کرتا ہے کہ اس سے حرارت کی آمد ورفت کا راستہ (شریانیں اور وریدیں) بند ہوجاتا ہے۔ (۱۷) سوچ بچار (ہم وفکر) کی زیادتی۔ (۱۸) ڈر اور خوف کی افراط۔ (۱۹) فرحت اور لذت کی افراط (یہ دونوں چیزیں روح کو تحلیل کرنے کی وجہ سے برودت پیدا کرتی ہیں)۔ (۲۰) صناعت مبردہ (ٹھنڈے پیشے، مثلاً دھوبی کا پیشہ، جو پانی کی مجاورت کی وجہ سے برودت پیدا کرتا ہے)۔ (۲۱) موادّ کا خام اور کچا رہنا (نہوئت وفجاجت) جو عفونت کے مقابلہ میں ہیں (یعنی یہ اس لحاظ سے عفونت کے مقابلہ میں ہیں کہ عفونت میں حرارت عمل کرتی ہے، اور اس میں حرارت کا عمل ہوتا ہی نہیں)۔

ومن عادۃ جالینوس ان یحصرھا فی اجناس ستۃ الحرکۃ المفرطۃ والسکون المفرط وملاقاۃ ما یبرّد وما یسخن جدا حتی یحلل والمادۃ المبردۃ وقلۃ الغذاء بالافراط وکثرۃ الغذاء بالافراط

جالینوس کی عادت ہے کہ ان سارے اسباب کو گھیر کر محض چھ جنسوں میں بیان کرتا ہے: (۱) حرکت مفرطہ. (۲) سکون مفرط. (۳) مبردات یعنی ٹھنڈی چیزوں کی بدن سے ملاقات؛ یا ایسی چیزوں کی ملاقات جو اس حد تک حرارت پیدا کریں کہ ان سے بہ افراط تحلیل واقع ہو جائے. (۴) مادّہ مبردہ (ٹھنڈا مادہ) (۵) غذار میں بیحد کمی کرنا. (۶) غذار میں بیحد زیادتی کرنا +

الفصل الثالث فی المرطبات

فصل (۳) مُرَطِّبات

اسباب الترطیب کثیرۃ منھا مثل السکون والنوم والیصنا احتباس ما یستفرغ واستفراغ الخلط المجفف وکثرۃ الغذاء والغذاء المرطب والدواء المرطب وملاقاۃ المرطبات لاسیما الحمام وخصوصا علی الطعام وملاقاۃ ما یبرد فیحقن الرطوبۃ وملاقاۃ ما یسخن تسخینا لطیفا فیسیل الرطوبۃ والفرح المعتدل

مُرَطِّبات

مُرَطِّبات (بدن میں رطوبت پیدا کرنے والی چیزیں) بھی بکثرت ہیں: (۱) راحت و آرام کرنا. (۲) سونا. (۳) اُن رطوبات کا بدن میں رُک جانا جو (عادتًا) خارج ہوا کرتی ہیں. (۴) بدن سے اُس خلط کا نکل جانا جو خشکی کی باعث ہو. (۵) غذار کی کثرت. (۶) غذار مرطب (رطوبت پیدا کرنے والی غذار کا کھانا). (۷) دوار مرطب (رطوبت پیدا کرنے والی دوار کا استعمال کرنا). (۸) رطوبت پیدا کرنے والی چیزوں کا بدن سے ملاقی ہونا علی الخصوص حمام کرنا (معتدل طور پر حمام کرنا، جس میں ہوار اور پانی بدن سے ملاقی ہوتے ہیں)، اور خاصکر غذار کے بعد حمام کرنا. (۹) برودت پیدا کرنے والی چیزوں سے بدن کا ملاقی ہونا. اس سے رطوبت اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ (تنگیٔ مسامات کی وجہ سے) رطوبت بدن کے اندر ہی بند رہ جاتی ہے (تحلیل نہیں ہونے

پانی)۔ (۱۰) ایسی چیزوں سے بدن کا ملنا جو اپنی ہلکی تسخین وحرارت کی وجہ سے رطوبت بدن میں سیلان اور بہاؤ پیدا کریں۔ (۱۱) فرحت معتدل (اوسط درجہ کی خوشی، یا سرور معتدل)۔

الفصل الرابع فی المجففات

فصل (۴) مُجفّفات

المجففات ایضاً کثیرة مثل الحرکة والسہر وکثرة الاستفراغ ومنہا الجماع وقلة الاغذیة وکونہا یابسة والادویة المجففة وتواتر الحرکات النفسانیة وملاقاة المجففات ومن ذلک الاستحمام بالمیاہ القابضة ومن ذلک البرد المجمد بما یحبس العضو عن جذب الغذاء الی نفسہ وبما یقبض فیحدث فیہ سدداً تمنع نفوذ الغذاء ومن ذلک ملاقاة ما ھو شدید الحرارة فیفرط فی التحلیل حتی ان من ذلک کثرة الاستحمام

مُجفّفات (بدن میں خشکی پیدا کرنے والی چیزیں) بھی بکثرت ہیں، مثلاً: (۱) حرکت۔ (۲) بیداری۔ (۳) استفراغ کی کثرت۔ (۴) جماع۔ (۵) کمی غذاء۔ (۶) خشک غذاؤں کا استعمال۔ (۷) خشک دواؤں کا استعمال۔ (۸) حرکات نفسانیہ کا پے درپے ہونا (مثلاً غم، ہمّ، غصہ، فکر، خوف کا بار بار واقع ہونا)۔ (۹) خشکی پیدا کرنے والی چیزوں کی بدن سے ملاقات، قابض پانیوں سے حمام کرنا (یا غسل کرنا) بھی اسی قبیل سے ہے۔ نیز اسی قبیل سے برد مجمد بھی ہے (ٹھنڈک پہونچنا بھی ہے، جو مواد میں انجماد پیدا کرتی ہے) برودت سے خشکی اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ برودت کی وجہ سے عضو اپنی طرف غذاء جذب کرنے سے رُک جاتا ہے، نیز برودت کی وجہ سے عضو میں اتنا انقباض پیدا ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے اس کے مجاری مسدود ہوجاتے ہیں، اور غذاء ان میں نفوذ کرنے سے رُک جاتی ہے۔ (۱۰) نہایت گرم چیزوں کا بدن سے ملاقی ہونا، جو بدن کی رطوبات کو بکثرت تحلیل کردیں۔ زیادہ حمام کرنا بھی اسی جملہ میں داخل ہے۔

الفصل الخامس فی مفسدات الشکل — فصل (۵) مُفسِدات شکل

من اسباب فساد الشکل اسباب وقعت فی الخلقۃ الاولی فقصرت القوۃ المصورۃ او المغیرۃ التی فی المنی بسببہا من تتمیم فعلہا واسباب تقع عند الانفصال من الرحم واسباب تقع عند تقمط الطفل وامساکہ

فسادِ شکل (اعضاء کی شکل بگڑ جانے) کے اسباب متعدد ہیں: (۱) ان میں سے بعض اسباب تو وہ ہیں جو پہلی خلقت میں (یعنی جنین کے بننے میں، ولادت سے قبل) واقع ہوتے ہیں؛ جن کی وجہ سے قوت مصورہ یا قوت مغیرہ، جو منی میں ہوتی ہے، اپنے اپنے افعال کی تکمیل میں کوتاہی کر جاتی ہیں۔ (۲) بعض اسباب وہ ہیں جو بچہ کے رحم سے جُدا ہوتے وقت (ولادت کے وقت) واقع ہوتے ہیں۔ (۳) بعض اسباب وہ ہیں جو تقمیط کے وقت اور بچہ کی گرفت کے وقت واقع ہوتے ہیں۔

"تقمیط" سے مراد یہ ہے کہ ولادت کے بعد بچہ کو سر سے پاؤں تک کپڑے اور پٹی سے لپیٹتے ہیں، تاکہ ان کے اعضاء کی وضع درست رہے، یا درست ہو جائے۔

"بچہ کی گرفت" سے خواہ یہ مراد ہو کہ ولادت کے بعد یا ولادت کے وقت دایہ کی گرفت خراب ہو۔ یا بچہ کے نہلاتے وقت، یا تقمیط کے وقت اس کی گرفت خراب ہو؛ یا اس کے بعد گود میں کھلانے کے زمانہ میں بچہ کی گرفت خراب رہے۔

واسباب بادیۃ تقع من خارج کسقطۃ او ضربۃ واسباب تتعلق بالمبادرۃ الی الحرکۃ قبل تصلب الاعضاء واستیکاعہا وایضاً اسباب مرضیۃ کالجذام والسل والتشنج والاسترخاء والتمدد وقد یقع بسبب السمن المفرط وقد یکون بسبب الہزال المفرط وقد یکون بسبب الاورام

(۴) فسادِ شکل کے بعض اسباب، اسباب بادیہ ہیں جو بیرونی طور پر لاحق ہوتے ہیں، مثلاً سقطہ اور ضربہ (گرنا اور چوٹ لگنا)۔ (۵) بعض اسباب وہ ہیں جو اس وجہ سے واقع ہوتے ہیں کہ اعضاء کے سخت اور مستحکم ہونے سے قبل بچہ چلنے پھرنے لگتا ہے۔ (۶) بعض اسباب از قبیل امراض ہوتے ہیں، مثلاً جذام، سل، تشنج، استرخاء، اور تمدد۔ (۷) گاہے فسادِ شکل زیادہ مٹاپے (سمن مفرط) کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے، اور

وقد یکون بسبب امراض الوضع وقد یکون بسبب سوء اندمال القروح

گا ہے لاغری کی زیادتی سے۔ (۸) گاہے فساد شکل اورام کی وجہ سے (۹) گاہے امراض وضع کی وجہ سے (۱۰) گاہے زخموں کے بُرے طور پر اندمال پانے کی وجہ لاحق ہوتا ہے۔

الفصل السادس فی اسباب السدة وضیق المجاری — فصل (۶) سُدّہ اور مجاری کی تنگی کے اسباب

سدہ کے پیدا ہونے کی دو صورتیں ہیں: (۱) ایک تو یہ ہے کہ مجریٰ میں کوئی دوسرا مرض ہو، جو اسکو بند کردے، جیسے ورم، (۲) دوسرے یہ کہ مجریٰ میں کوئی مرض نہ ہو، بلکہ کوئی جسم غریب (اجنبی جسم) اٹک کر اسکو بند کردے۔ پہلی صورتِ پیدائش کو "حدوث غیر اولی" کہا جاتا ہے، اور دوسری کو "حدوثِ اولی"۔ چنانچہ اب شیخ پہلے حدوثِ اولی کی صورت بیان کرتا ہے:

ان السدة تحدث اولا اما لوقوع شئ غریب فی المجری وذلك اما غریب فی جنسه کالحصاة او غریب فی مقدارہ کالثفل الکثیر او غریب فی الکیفیة وذلك اما لغلظه واما للزوجته واما لجمودہ کالعلقة الجامدة فهذہ اقسام السادلوقوعه فی المجری فهذا من جملته ما هو لازم لمکانه من المجری ومنه ما هو متلق فیه متردد

سُدّہ گاہے اولاً (حدوثِ اولی کے طور پر) اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ کوئی اجنبی چیز (جسم غریب) مجریٰ میں آکر اٹک جاتی ہے، جس کی پھر چند صورتیں ہیں: (۱) وہ چیز بلحاظ جنس کے غریب اور اجنبی ہوتی ہے (یعنی اُس جنس کی کوئی چیز بدن میں موجود نہیں ہوتی) مثلاً پتھری (کا کسی راستہ میں اٹک جانا)۔ (۲) وہ چیز (بلحاظ جنس کے غریب و اجنبی نہ ہو، بلکہ) اپنی مقدار کے لحاظ سے غریب و اجنبی ہو۔ مثلاً کثیر مقدار میں ثُفل (کا آنتوں کے اندر اکٹھا ہوجانا)۔ (۳) وہ چیز اپنی کیفیت کے لحاظ سے غریب واجنبی ہو، جس کی پھر چند صورتیں ہیں: وہ بہت غلیظ ہو، یا لیسدار ہو، یا خون کے جمے ہوئے لوتھڑے (علقہ جامدہ) کی طرح منجمد ہو۔ یہ تو سدہ پیدا کرنے والے اسباب کی وہ قسمیں ہیں،

جو مجریٰ (راستہ) میں اٹک کر سدہ پیدا کرتی ہیں. اسے یاد رکھو. پھر ان میں سے (جو راستہ میں اٹک کر سدہ پیدا کرتے ہیں) بعض تو وہ ہیں جو مجریٰ کے اندر اپنی جگہ پر قائم رہتے ہیں، (اور ادھر اُدھر نہیں ٹلتے. مثلاً پتھری حالب کے اندر آکر اس طرح پھنس جائے کہ وہ نہ مثانہ کی طرف گر سکے، اور نہ گردہ کی طرف لوٹ سکے)، اور بعض وہ ہیں جو راستہ کے اندر ایک جگہ پر اڑے ہوئے نہیں ہوتے، بلکہ متحرک ہوتے، اور ادھر اُدھر پھرتے رہتے ہیں +

وقد تعرض السدة لالتحام المنفذ لسبب اندمال قرحة فيه اولنبات شئ زائد كنبات لحم ثؤلولي ساد اولانطباق المجرى المجاورة ورم ضاغط اولتقبيض برد شديد اولشدة يبس حادث من المقبضات اولشدة قوة من القوة الماسكة او لعصب عصابة شديدة الشد

گاہے سُدّہ اس وجہ سے واقع ہوتا ہے کہ کسی قرحہ کے اندمال کے بعد منفذ کا التحام ہو جاتا ہے (قرحہ کا اندمال اس طور پر ہوتا ہے کہ راستہ مسدود ہو جاتا ہے)۔ گاہے اس وجہ سے سدہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی زائد چیز اُگ آتی ہے، مثلاً کوئی لحم ثؤلولی (مسہ جیسا گوشت) اُگ آتا ہے جو راستہ کو بند کر دیتا ہے. گاہے اس وجہ سے سدہ پیدا ہوتا ہے کہ مجریٰ کسی قریبی ورم کے دباؤ سے بند ہو جاتا ہے. گاہے اس وجہ سے سدہ ہوتا ہے کہ برودت کی شدت سے انقباض اور سکیڑ ہوتا ہے (جس سے نالیاں بند ہو جاتی ہیں). گاہے اس وجہ سے سدہ ہوتا ہے کہ مقبضات (قابضات، قابض ادویہ) کی وجہ سے (مجاری میں) سخت یبوست لاحق ہو جاتی ہے). گاہے اس وجہ سے سدہ پیدا ہوتا ہے کہ قوت ماسکہ نہایت شدت کے ساتھ اپنا کام (سکیڑ) کرتی ہے (جس سے راستہ بند ہو جاتا ہے). گاہے اسوجہ سے سدہ پیدا ہوتا ہے کہ پٹی بہت کسکر باندھی جاتی ہے

(عصابہ۔ پٹی) +

والشتاء یکثر فیہ السدد لکثرۃ احتقان الفضول ولقبض البرد

موسم سرما میں سدّے بکثرت واقع ہوا کرتے ہیں؛ کیونکہ (موسمی سردی کی وجہ سے) بدن میں فضلات بند ہوتے ہیں؛ اور اس وجہ سے کہ (موسم کی) سردی سکیڑ پیدا کرتی ہے +

الفصل السابع فی اسباب اتساع المجاری

فصل (۷) مجاری کے کشادہ ہوجانیکے اسباب

ان المجاری تتسع اما لضعف الماسکۃ او لحرکۃ قویۃ من الدافعۃ ومن ھذا الباب فعل حصر النفس او لادویۃ مفتحۃ او لادویۃ مرخیۃ حارۃ رطبۃ

مجاری گاہے اس وجہ سے کشادہ ہوجاتے ہیں، کہ (۱) قوت ماسکہ ضعیف ہوجاتی ہے (اور قوت ماسکہ کے گول ریشے ضعف کی وجہ سے مسترخی ہوجاتے ہیں) ۔ (۲) گاہے اس وجہ سے مجاری کشادہ ہوجاتے ہیں کہ قوت دافعہ سختی سے حرکت کرتی ہے (جس سے ریشوں پر زور پڑتا ہے اور وہ زیادہ پھیل جاتے ہیں، جس سے مجری وسیع ہوجاتا ہے۔ پھر یہ ریشے اتنے نہیں سکڑنے پاتے کہ مجری میں پہلی جیسی تنگی آجائے)۔ اسی قبیل سے سانس کے روکنے کا فعل بھی ہے (یعنی سانس کے روکنے سے بھی مجاری تنفس کے ریشوں میں غیر معمولی تناؤ پہونچتا ہے، جس سے عروق خشنہ اور ہوا کی نالیاں پھیل جاتی ہیں)۔ (۳) گاہے مجاری ادویہ مفتحہ کی وجہ سے یا گرم تر ادویہ مرخیہ کی وجہ سے پھیل جاتے ہیں +

ادویہ مفتحہ وہ دوائیں کہلاتی ہیں، جو مجاری سے رطوبات اور مواد کو صاف کرکے ان نالیوں کو وسیع کردیتی ہیں؛ اور ادویہ مرخیہ وہ دوائیں ہیں جو ریشوں کو ڈھیلا کردیتی ہیں +

والمجاری تضیق لاضداد ھذہ وللسدۃ

اور مجاری میں تنگی ان اسباب مذکورہ کے اضداد کی وجہ سے، اور سُدّوں کی وجہ سے لاحق ہوا کرتی ہے +

الفصل الثامن في اسباب الخشونة

الخشونة تحدث اما لسبب شديد الجلاء بتقطيعه كالخل والفضول الحامضة او بتحليله كزبد البحر والفضول الحادة او بسبب قابض يخشن بيبوسته كالاشياء العفصة او بارد فيخشن بتكثيفه او لركود اجزاء ارضية على العضو كالغبار

فصل (۸) خشونت کے اسباب

خُشُونَتُ (کسی سطح کا کھردرا ہوجانا) کے اسباب بھی متعدد ہیں: (۱) گاہے خشونت ایسے سبب سے پیدا ہوتی ہے جو اپنی قوتِ تقطیع (مواد کے کاٹنے چھانٹنے کی قوت) کی وجہ سے (عضو کی سطح میں) خوب جلاء پیدا کرتا ہے، (اور اس سطح سے لیسدار اور چکنی رطوبتوں کو چھانٹ کر دور کردیتا ہے)؛ مثلاً سرکہ اور ترش فضلات۔ (۲) گاہے خشونت ایسے سبب سے پیدا ہوتی ہے، جو اپنی قوت تحلیل کی وجہ سے (عضو کی سطح میں) جلا پیدا کرتا ہے؛ مثلاً زبد البحر (کفدریا) اور فضلات حادہ۔ (۳) گاہے خشونت ایسے سبب سے پیدا ہوتی ہے جو اپنی یبوست کی وجہ سے قبض پیدا کرکے خشونت پیدا کردیتا ہے۔ مثلاً اشیائے عفصہ (کسیلی چیزیں)۔ (۴) گاہے خشونت سبب بارد سے پیدا ہوتی ہے، جو کثافت پیدا کرکے خشونت پیدا کرتا ہے۔ (۵) گاہے خشونت اس وجہ سے پیدا ہوتی ہے کہ اعضاء پر (اعضاء کی سطح پر) غبار جیسے اجزاء ارضیہ جم جاتے ہیں +

الفصل التاسع في اسباب الملاسة

سبب الملاسة اما مغر بلزوجته واما محلل لطيف لتحليل ويرقق المادة فيسيلها ويزيل التكاثف عن صفحة العضو

فصل (۹) ملاست کے اسباب

مَلَاسَت (سطح کا چکنا اور ہموار ہونا) کے اسباب متعدد ہیں: (۱) کوئی لیسدار (مغری) چیز ہو، جو اپنے لیس کی وجہ سے ملاست پیدا کرے۔ (۲) کوئی لطیف محلل چیز ہو (اس میں قوت تحلیل ہلکی ہو)، جو مادہ میں سیلان اور بہاؤ پیدا کرکے عضو کی سطح سے تکاثف کو دور

دور کر دے۔ (اس قسم میں وہ مسخنات شامل ہیں، جو برودت کو زائل کر کے ملاست پیدا کرتے ہیں)۔

الفصل العاشر فی اسباب الخلع ومفارقۃ الوضع

فصل (۱۰) خلع اور مفارقتِ وضع کے اسباب

زوال العضو اما بسبب ممدّد کمن یجذب عضو منہ ویمد حتی ینخلع او بسبب حرکۃ عنیفۃ علی اعتماد مزیل للعضو عن موضعہ کمن ینقلب رجلہ او بسبب مرخ مرطب کما یعرض فی القیلۃ

(خلع = جوڑ کا اکھڑ جانا۔ مفارقتِ وضع = عضو کی وضع اور اس کی جگہ کا بدل جانا) زوالِ عضو یعنی اپنی جگہ سے کسی عضو کے ٹل جانے کے اسباب متعدد ہیں: (۱) کوئی سبب ممدد ہو (یعنی وہ سبب کھنچاوٹ پیدا کرنے والا یا تناؤ پیدا کرنے والا ہو) مثلاً کسی شخص کا کوئی عضو تنا کھینچ جائے، یا اس میں اتنی تمدید (تناؤ) پہونچے کہ وہ عضو اپنے جوڑ سے اکھڑ جائے۔ (۲) ایسی صورت میں کوئی شدید حرکت واقع ہو جائے کہ وہ عضو کسی چیز پر (بے ڈھنگے طریقے سے) سہارہ لگائے ہوئے ہو جس سے وہ عضو (اس حرکت کی وجہ سے) اپنی جگہ سے ٹل جائے۔ مثلاً دوڑتے ہوئے کسی شخص کا پیر اولٹ جائے (یعنی زمین پر پاؤں کا سہارہ پنجہ پر رہنے کی بجائے پاؤں کے بیرونی حصے پر ہو جائے)۔ (۳) کوئی سبب مُرخی اور مرطب ہو (یعنی کوئی سبب ایسا ہو جو اعضاء کے ریشوں میں رطوبت بڑھا کر انہیں ڈھیلا کر دے) جیسا کہ مرض قیلہ میں ہوتا ہے (یہاں مرض قیلہ سے کیسۂ خصیہ میں آنتوں کا اوترنا مراد ہے)۔

شکم کے زیرین حصے میں عانہ اور کنج ران کے قریب دو سوراخ ہیں، جن میں خصیوں کی وریدیں، شریانیں اور ان کے لٹکانے والے رباطات اور مجرائی منی گذرتے ہیں۔ اگر یہ سوراخ رطوبات کی کثرت سے ڈھیلے ہو کر کشادہ ہو جائیں، تو شکم سے کوئی آنت اوتر کر کیسۂ خصیہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ بھی زوال عضو کی ایک صورت ہے۔

او بسبب مفسد لجوھر الرباط

(۴) کوئی ایسا سبب ہو جو جوہرِ رباطات کو کھا کر

بتا کیلہ او تعفینہ کما یعرض اور سڑا کر خراب کر دے (بگاڑ دے)، جیسا کہ گاہے جذام
فی الجذام و عرق النسا اور عرق النسا میں ہوتا ہے ◆

مرض عرق النسا میں گاہے رطوبات فاسدہ کی کثرت سے وہ رباطات خراب ہو جاتے ہیں، جو نُقرۃ الفخذ (فخذ کے گول سر) کو حق اورک میں قائم رکھتے ہیں ◆

الفصل الحادی عشر فی اسباب سوء المجاورۃ لمنع المقاربۃ — فصل (۱۱) اُس سوء مجاورت کے اسباب جو عضو کو قریب آنے سے باز رکھیں

(سوء مجاورت سے مراد یہ ہے کہ کسی عضو کے جو تعلقات اپنے کسی مجاور اور پڑوسی کے ساتھ ہیں، انہیں کوئی خرابی آجائے)۔ ("سوء مجاورت" = پڑوس کا بگڑ جانا)۔

سببہ اما غلظ و اما اثر قرحۃ و اما تشنج و اما استرخاء و اما جفاف الخلط فی المفصل و تحجرہ و اما ولادی

اسکی وجہ گاہے (۱) کوئی غلظت (ورم، زیادتی) ہوتی ہے، یا (۲) اندمال قرحہ کا اثر و نشان ہوتا ہے گاہے (۳) اس کی وجہ تشنج (عضلہ کا تشنج) ہوتا ہے، یا (۴) استرخاء، گاہے (۵) اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مفصل (جوڑ) کے اندر کوئی خلط خشک ہو کر پتھرا جاتی ہے (متحجر ہو جاتی ہے)۔ (۶) بعض اوقات اسکی کوئی پیدائشی وجہ ہوتی ہے ◆

اُس سوء مجاورت کے اسباب جو کسی عضو کو دوسرے عضو کی طرف آنے اور اس کے قریب ہونے سے باز رکھیں، متعدد ہیں، جن میں سے ایک غلظت بھی ہے۔ غلظت سے مراد یہاں یہ ہے کہ کسی عضو میں غیر طبعی افزائش ہو، جو کسی عضو کو حرکت سے روک دے۔ اس کی دو صورتیں ہیں: گاہے یہ افزائش ورم کے قبیلے سے ہوتی ہے، اور گاہے ورم کے قبیلے سے نہیں ہوتی۔ ورم کی مثال یہ ہے کہ اُنگلی کے پور پر پشت کی طرف کوئی ورم یا زیادتی ایسی پیدا ہو جائے، جو اُنگلی کو مُڑنے نہ دے۔ غیر ورم کی مثال قیلۃ المعاء (فتق معوی) ہے۔ اسی طرح زخم گاہے جُڑ کر اس طرح سکڑ جاتا ہے کہ اعضا کی حرکت میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً بالائی پپوٹے کے قرحہ میں بعض اوقات یہ اتنا سکڑ جاتا ہے کہ بالائی پپوٹا زیریں پپوٹے سے

ملنے نہیں پاتا، اور آنکھ کھلی رہ جاتی ہے۔ تشنج کی وجہ سے جب کوئی عضو اپنے پڑوسی سے دور ہوجاتا ہے، تو ظاہر ہے کہ وہ اس کے قریب نہیں آنے پاتا۔ اسی طرح جب کسی عضو کے عضلہ میں استرخاء پیدا ہوجاتا ہے، تو ایسی صورت میں اس عضو کی حرکت بند ہوجاتی ہے؛ وہ نہ اپنے پڑوسی کے قریب جاسکتا ہے، اور نہ اس سے دور ہوسکتا ہے۔ کسی جوڑ کے اندر کسی خلط کے خشک ہوجانے کی مثال گٹھیے میں پائی جاتی ہے، جبکہ بعض اوقات گٹھیے کے اواخر میں جوڑ سخت اور بے حرکت ہوجاتے ہیں۔ پیدائشی سبب کی مثال یہ ہے کہ کوئی بچہ اس طرح پیدا ہو کہ اس کی دو انگلیاں جڑی ہوئی ہوں۔

الفصل الثانی عشر فی اسباب سوء المجاورۃ لمنع المباعدۃ — فصل (۱۲) اس سوء مجاورت کے اسباب جو کسی عضو کو بعید ہونے سے باز رکھیں

سببه اما غلظ واما التحام اثر قرحة واما تشنج واما ولادی

اسکی وجہ گاہے غلظت (زیادتی۔ ورم) ہوتی ہے؛ (۲) گاہے نشانِ زخم کا التحام ہوتا ہے؛ (۳) گاہے تشنج (عضلی تشنج) ہوتا ہے؛ (۴) گاہے کوئی پیدائشی سبب ہوتا ہے + (۵) گاہے استرخاء ہوتا ہے، اور گاہے (۶) جوڑ کا متحجر ہوجانا) +

الغرض جو اسباب اعضاء کو قُرب سے باز رکھتے ہیں، بعینہ وہی اسباب اعضاء کو بُعد سے باز رکھتے ہیں +

الفصل الثالث عشر فی اسباب الحرکات الغیر الطبیعیۃ — فصل (۱۳) حرکات غیر طبعیہ کے اسباب

غیر طبعی حرکات کی بہت سی قسمیں ہیں، مثلاً رعشہ (کپکپی)، تشنج، فُواق (ہچکی)، اختلاج (پھڑکن)، نافض (لرزہ)، اقشعرار (پھریری)، تمطی (انگڑائی)، تثاؤب (جماہی)، جشاء (ڈکار)، سُعال (کھانسی)، عطاس (چھینک)، اور تقفقف اسنان (دانت بجنا)، وغیرہ +

سببها اما یبس مضعف کالرعشة الیابسة او یبس متشنج کالفواق الیابس والتشنج الیابس

غیر طبعی حرکت کی وجہ (۱) گاہے ضعف پیدا کرنے والی یبوست ہوتی ہے، جس طرح رعشہ یابسہ (یبوست کی وجہ سے ہوا کرتا ہے)۔ (۲) گاہے اس کی وجہ تشنج

پیدا کرنے والی یبوست ہوتی ہے، جس طرح فواق یابس (معدہ کی خشکی سے لاحق ہوجاتا ہے)، اور تشنج یابس (اعصاب کی خشکی سے پیدا ہوجاتا ہے)۔

او فضول منشنجة او فضول واسباب سادة طريق القوة مانعة عن نفوذها الى العضو بالسدد

(۳) گاہے حرکت غیر طبعی کا سبب ایسے فضلات ہوتے ہیں جو تشنج پیدا کر دیتے ہیں۔ (۴) گاہے ایسے فضلات اور اسباب ہوتے ہیں جو (اعصاب میں) قوت کے راستہ کو مسدود کر دیتے، اور راستہ کو مسدود کرکے عضو تک اس کے نفوذ کرنے سے روک دیتے ہیں (مگر شرط یہ ہے کہ سُدّہ تامہ نہ ہو)؛ جیسا کہ رعشہ[۱] امتلائیہ میں ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر سدہ تامہ ہوگا، اور اعصاب میں قوت کچھ بھی نفوذ نہ کرسکے گی، تو اس سے کسی قسم کی حرکت پیدا ہونے کی بجائے فالج کی صورت نمودار ہوگی) +

او فضول موذية ببردها كما فى النافض او بلذعها كما فى القشعريرة او لغور من الحرارة الغريزية وقلتها فيستظهر العضل ببرد ويحدث ريح يطلب التخلص والتحلل كما فى الاختلاج

(۵) گاہے ایسے مواد و فضلات ہوتے ہیں جو اپنی برودت سے اذیت پہونچاتے ہیں، جیسا کہ لرزہ میں ہوتا ہے۔ یا ایسے مواد و فضلات ہوتے ہیں جو اپنی قوت لذاعہ سے (اپنی حدت و تیزی سے) اذیت پہونچاتے ہیں۔ (۶) گاہے غیر طبعی حرکت پیدا ہونے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ حرارت غریزیہ بدن کے اندر چلی جاتی اور وہ کم بھی ہوتی ہے، جس سے عضلات میں باہر باہر سے برودت طاری ہوجاتی ہے (جیسا کہ لرزہ کی خاص صورتوں میں ہوتا ہے)۔ (۷) حرکت غیر طبعی کی صورت گاہے یہ ہوتی ہے کہ (عضلات کے اندر) ریح پیدا ہوتی ہے، جو تحلیل ہونا چاہتی، اور بدن سے چھٹکارہ حاصل

[۱] "رعشہ امتلائیہ" رعشہ یابسہ کے مقابلہ میں ہے۔ رعشہ یابسہ میں یبوست ہوتی ہے، اور رعشہ امتلائیہ میں اعصاب کے اندر مواد کا امتلاء ہوتا ہے +

کرنا چاہتی ہے؛ جیسا کہ اختلاج (پھڑکن) میں ہوتا ہے؛
شیخ کے قول کی تفسیر میں یہاں شارحین کا اختلاف ہے۔ مترجم کے ذہن میں قرشی کی تفسیر زیادہ دلکو لگتی ہوئی معلوم ہوئی، اور اسی تفسیر کے مطابق مترجم نے ترجمہ کیا، اور اس قول کی وضاحت کی۔ شراح کے اختلاف کی وجہ شیخ کا مخصوص طرز بیان اور اس کے قول کا اغلاق ہے، جو صرف اسی جگہ نہیں، بلکہ صدہا مقامات اسی قسم کے ہیں، جہاں شیخ کی گنجلک عبارت کے سلجھانے میں شراح آپس میں دست وگریباں ہوگئے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب +

ونقول ان هذه المادة الموذية اما بخارية يسيرة فيحدث التمطي او اقوى منه فيحدث الاعياء الريحي ان كانت ساكنة وتحدث انواع الاعياء الاخر التي سنذكرها ان كانت متحركة وان كانت اقوى احدثت القشعريرة وان كانت اقوى احدثت النافض والمادة الريحية اذا احتبست في العضلة احدثت الاختلاج

ہم کہتے ہیں کہ یہ موذی مادہ جب بخاری اور تھوڑا (ضعیف) ہوتا ہے، تو اس سے تمطی (انگڑائی) پیدا ہوتی ہے؛ اور جب اس سے قوی (اور زیادہ) ہوتا ہے، تو اس سے اعیاء ریحی (ریاحی تکان) پیدا ہوجاتی ہے، بشرطیکہ وہ بخاری مادہ ساکن ہو؛ اور اگر وہ متحرک ہوگا، تو اس سے تکان کی دوسری قسمیں پیدا ہونگی، جنکا ہم عنقریب ذکر کرینگے۔ اور جب مادہ اس سے بھی زیادہ قوی ہوگا، تو اس سے قشعریرہ (پھریری) پیدا ہوگا؛ اور جب اس سے بھی زیادہ قوی ہوگا، تو نافض (لرزہ) پیدا ہوگا۔ اور جب ریحی مادہ عضلہ میں بند ہوجاتا ہے، تو اختلاج (پھڑکن) پیدا کرتا ہے +

الفصل الرابع عشر في اسباب زيادة العظم والعدد — فصل (۱۴) اعضاء کی مقدار اور عدد کی زیادتی کے اسباب

هي لكثرة المادة وشدة القوة الجاذبة في نفسها وشدة القوى الجاذبة بمعونة الدلك والتسخين بالاضمدة مثل ضماد الزفت ومايشبه ذلك وهذا يخص العظم دون العدد

اسکی وجہ گاہے (۱) مادہ کی کثرت ہوتی ہے؛ (۲) گاہے اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ بذات خود قوت جاذبہ قوی ہوتی ہے (جس سے وہ کثیر مقدار میں مادہ کو جذب کرکے اعضاء کو زیادہ موٹا یا اس کی تعداد کو زیادہ کردیتی ہے)۔ (۳) گاہے قوت جاذبہ (خود تو قوی نہیں ہوتی، مگر) مالش کی وجہ سے، یا ضماد زفت جیسے (گرم) ضمادوں

کے ذریعہ تسخین پہونچانے سے قوی ہو جاتی ہے۔ اس اخیر قسم سے محض عضو کی مقدار بڑھ سکتی ہے، عدد میں زیادتی نہیں ہو سکتی +

عدد کی زیادتی کے اسباب میں سب سے اہم اور ضروری سبب یہ ہے کہ قوت مصورہ غلطی کرے

الفصل الخامس عشر فی اسباب النقصان — فصل (۱۵) اعضاء کی کمی مقدار و عدد کے اسباب

هذه اما واقعة فی اصل الخلقة لنقصان المادة اوخطأ القوة المجابلة وضعفها واما آفات واقعة تارة من خارج کالقطع والضرب والفساد البرد وتارة من داخل کالتأکل والعفونة

اعضاء کی کمی اسباب (۱) گاہے اصل خلقت کے وقت (اعضاء کے بننے کے وقت) واقع ہوتے ہیں؛ جسکی وجہ گاہے یہ ہوتی ہے کہ مادہ کم ہوتا ہے؛ اور گاہے یہ وجہ ہوتی ہے کہ اعضاء کی بنانے والی قوت اعضاء کے بنانے میں غلطی کرتی ہے؛ یا وہ قوت کمزور ہوتی ہے (۲) گاہے اعضاء کی کمی کے اسباب بیرونی طور پر واقع ہوتے ہیں، مثلاً کسی عضو کا کٹ جانا، کسی عضو پر ضرب کا پہنچنا (جس سے وہ کچل جائے، اور بالآخر گل سڑ کر الگ ہو جائے)؛ کسی عضو کا پالے سے خراب ہو جانا۔ (۳) گاہے اعضاء کی کمی کے اسباب اندرونی طور پر واقع ہوتے ہیں، مثلاً تأکل اور عفونت (گل سڑ جانا)۔

دو گاہے کسی وریدیا شریان کے مسدود ہو جانے سے بھی عضو مردہ ہو کر الگ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس صورت میں روح حیات کے لئے روح پہونچ سکتی ہے، اور نہ تغذیہ کے لئے بہترین خون۔ چنانچہ غانغرانا اور سفاقلوس کے بعض اقسام اس کی مثالیں ہیں"؛

گاہے مرض اسہال میں آنتیں اور جگر بھی سڑ گل جاتے ہیں" (جیلانی مع تغیر) +

الفصل السادس عشر فی اسباب تفرق الاتصال — فصل (۱۶) تفرق اتصال کے اسباب

هذه اما من داخل واما من خارج والتی من داخل

تفرق اتصال گاہے اندرونی اسباب (اسباب داخلیہ) سے پیدا ہوتا ہے، اور گاہے بیرونی اسباب

فمثل خلط اکّال او محرق او مرطب مرخ او ميبس صادع

(اسباب خارجیہ) سے۔ چنانچہ اندرونی اسباب یہ ہیں: (۱) کوئی خلط اکّال ہو (عضو کو کھا جانے والی خلط ہو، جیسے جُذام کا مادہ)؛ یا کوئی خلط محرق ہو (جلانے والی خلط ہو، جیسا کہ بعض قسم کے اسہال میں مواد محرقہ کی وجہ سے آنتیں کٹ جاتی ہیں، اور اس کے اجزاء کٹ کٹ کر خارج ہوتے ہیں)؛ یا کوئی خلط مرطب مرخی ہو (چنانچہ مواد مرخیہ کی جب کسی مفصل میں زیادتی ہوجاتی ہے، تو اس کے رباطات ڈھیلے پڑ جاتے، اور آسانی کے ساتھ اس مفصل میں انخلاع واقع ہوجاتا ہے)؛ یا کوئی خلط خشکی پیدا کرنے والی اور صادع ہو (پھاڑنے والی ہو، چنانچہ یبوستِ اخلاط کی وجہ سے ہونٹھ پھٹ جاتے ہیں)۔

او مثل امتلاء ریحی ممدد او ریحی غارز او خلطی ممدد لحرکة الخلط منتفضا او نافذاً فی البدن یمدہ حرکة قویة او خلطی غارز

(۲) امتلاء ریحی ممدد ہو (ریح کی وجہ سے امتلاء ہو جو تناؤ پیدا کر رہا ہو اور یہ ظاہر ہے کہ تناؤ کی وجہ سے تفرق اتصال پیدا ہوا کرتا ہے)؛ یا امتلاء ریحی ناشب ہو (یعنی ریح اعضاء کی ساخت میں گھسی ہوئی ہو، ایک جگہ اکٹھی نہ ہو)۔ (۳) امتلاء خلطی ممدد ہو (ریح کا اجتماع ہو، جو تمدد اور تناؤ کا موجب ہو)۔ یہ امتلاء اس وجہ سے ہوتا ہے کہ خلط میں قوی اور شدید حرکت ہوتی ہے؛ خواہ یہ حرکت اسکو بدن سے پھینکنے اور خارج کرنے کے لئے ہو، اور خواہ تغذیہ[1] بدن میں صرف ہونے کے لئے وہ کہیں جارہی ہو؛ یا یہ امتلاء خلطی ناشب ہو (یعنی وہ خلط اعضاء کی ساخت میں نفوذ کئے ہوئے اور اس کے

---

[1] چنانچہ کثرتِ خون کی صورت میں رگیں خون سے پُر ہوتی ہیں، اور تناؤ کی زیادتی سے پھٹ جاتی ہیں۔ نکسیر، بواسیر، اور نفث الدم میں یہ صورت ہوا کرتی ہے۔

اندر گھسی ہوئی ہو، جیسا کہ ورموں کی صورت میں ہوتا ہے)

وجميع ذلك اما لشدة الحركة اولكثرة المادة مثل شدة الحركة الدافعة لا على المجرى الطبيعي ومثل حركة على الامتلاء ومما يشبهها من الصياح الشديد والوثبة ومثل انفجار الاورام

یہ سب چیزیں (امتلاء کی ساری مذکورہ بالا قسمیں) جو تفرق اتصال پیدا کرتی ہیں، اسکی وجہ یا تو ہے شدتِ حرکت ہوتی ہے، اور یا ہے کثرتِ مادہ. مثلاً غیر طبعی طور پر قوت دافعہ کا شدت سے حرکت کرنا (چنانچہ آنتوں کی قوت دافعہ اخراج فضلہ کے لئے، یا رحم کی قوت دافعہ اخراج جنین کے لئے، جب غیر طبعی طور پر زور لگاتی ہے، تو اکثر اوقات رگیں پھٹ جایا کرتی ہیں)؛ اور مثلاً امتلاء کی حالت میں حرکت کرنا. سختی سے چیخنا اور کودنا بھی (تفرق اتصال پیدا کرنے میں) اسی قسم کی حرکت کے مانند ہے. (چیخنے سے حلق کی رگیں پھٹ جایا کرتی ہیں، اور کودنے سے فتق عارض ہو جایا کرتا ہے)؛ اور مثلاً (پکے ہوئے) ورموں کا پھوٹ پڑنا+

واما الاسباب التي من خارج فمثل جسم يمدد كالحبل وكالاثقال او يقطع كالسيف او يحرق كالنار او يرض كالحجر فان مثل هذا ان وجد خلاء شدخ او امتلاء صدع الاوعية او مثل جسم يثقب كالسهم او ينهش او يعض كالكلب والافعى والانسان

اور بیرونی اسباب کی مثالیں یہ ہیں: (۱) کوئی جسم تناؤ یا کھنچاوٹ پیدا کرنے والا ہو، جیسے ڈوری اور بوجھ (ڈوری سے اگر عضو کو باندھ کر کھینچا جائے، یا اگر کسی عضو کے ساتھ بوجھ لٹکا دیا جائے تو یقیناً تفرق اتصال واقع ہوگا). (۲) کوئی جسم تلوار کی طرح کاٹنے والا ہو. (۳) کوئی جسم آگ کی طرح جلانے والا ہو. (۴) کوئی جسم پتھر کی طرح کچلنے والا ہو. اس قسم کا کچلنے والا جسم جب خلاء کو پاتا ہے (مثلاً رگیں خون سے خالی ہوتی ہیں) تو شدخ پیدا کر دیتا ہے (یعنی اُس کے طول میں بہ تعداد کثیر تفرق اتصال پیدا کر دیتا ہے)؛ اور جب امتلاء کو پاتا ہے تو رگوں کو پھاڑ دیتا ہے. (۵) کوئی جسم تیر کی طرح چھیدنے والا ہو. (۶) کوئی جسم ڈنک مارنے والا یا کاٹنے والا ہو، جیسے کُتّا، سانپ، اور انسان (جبکہ یہ اپنے زہریلے

یا بے زہر دانتوں سے کاٹیں) +

الفصل السابع عشر فی اسباب القرحة — فصل (۱۷) قرحہ کے اسباب

هی اما اورام تنفجر و اما جراحة تتقیح و اما بثور تتأكل

قرحہ بننے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ورم (پک کر) پھوٹ پڑتا ہے، یا جراحت میں پیپ پڑ جاتی ہے، یا بثور میں تاکل ہو جاتا ہے (پھنسیاں ساختوں کو کھانے لگ جاتی ہیں، یعنی ساختیں پیپ میں تبدیل ہو جاتی ہیں) +

مسئلہ اور قیح قروح اور اورام میں کیونکر پیدا ہوتے ہیں؟ اسکا ذکر اسی کتاب کے فن چہارم کے اندر "معالجات اورام" میں آئیگا +

الفصل الثامن عشر فی اسباب الورم — فصل (۱۸) ورم کے اسباب

هذه الاسباب بعضها من المادة وبعضها من هیئة العضو اما الکائنة من جهة المادة فالامتلاء من الاشیاء الستة المذکورة و اما الکائنة من جهة هیئات الاعضاء فقوة العضو الدافع وضعف العضو القابل و تهیئوه لقبول الفضل اما بالطبع جوهره و انه خلق لذلك کالجلد

ورم کے بعض اسباب مادہ کے لحاظ سے ہوتے ہیں؛ اور بعض اسباب اعضاء کی ہیئت کے لحاظ سے۔ چنانچہ جو اسباب مادہ کے لحاظ سے ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ مذکورہ چھ چیزوں سے (یعنی: خون، بلغم، صفراء، سوداء، ریاح اور مائیت سے) عضو میں امتلاء واقع ہو۔ اور جو اسباب اعضاء کی ہیئت کے لحاظ سے ہوتے ہیں، انکی کئی صورتیں ہیں: (۱) دفع کرنے والے عضو کی قوت دافعہ قوی ہو (جو اپنے مجاور اور پڑوسی کی طرف مادۂ فضلیہ کو قوت سے دفع کر دے، تو اس عضو مجاور میں ورم پیدا ہو جائیگا)۔ (۲) قبول کرنے والے عضو میں ضعف ہو (اس لئے جو مادہ اسکی طرف آئیگا، وہ اس کے ضعف کی وجہ سے واپس نہ ہو سکیگا حتی کہ اس میں ورم پیدا ہو جائیگا)۔ (۳) فضلات قبول کرنے کے لئے وہ آمادہ اور تیار ہو، جسکی پھر کئی صورتیں ہیں: (الف) اُس عضو کا جوہر طبعًا اسی قسم کا واقع

ہوا ہو، اور وہ عضو اسی مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہو، جیسے بدن کی جلد (یہ طبعًا ایسی ہی بنائی گئی ہے کہ بدن سے فضلات کو قبول کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ جلد میں اورام و بثور بکثرت برآمد ہوا کرتے ہیں، اور بہت سے امراض کے مواد اسی کی طرف منتقل ہو کر آتے، اور اس میں مختلف عوارض پیدا کر دیتے ہیں) +

اولسخافته مثل اللحم الرخو فی المعاطف الثلثة خلف الاذن من العنق والابط والاربیة

(ب) اُس عضو کا جوہر ڈھیلا ہو (متخلخل اور کمزور ہو)، مثلاً بدن کے تینوں مَعاطف (موڑ) کی گلٹیاں، تینوں **معاطف** سے مراد خلف الاذن (کان کے پیچھے، اس کی لو کے نیچے)، بغل اور کنج ران ہیں +

اولاتساع الطرق الیه وضیق الطرق عنه اولوضعه من تحت اولصغره فیضیق عما یأتیه من مادة الغذاء

(ج) اُس عضو کی طرف (مواد کے) آنے کا راستہ کشادہ ہو، اور اس عضو سے (مواد کے) جانے کا راستہ تنگ ہو؛ (د) عضو نیچے کی طرف واقع ہو (اس لئے بمقتضائے ثقل مادہ ایسے عضو کی طرف بآسانی چلا آئیگا)؛ (ﮦ) وہ عضو چھوٹا ہو، اس لئے غذا کا جو مادہ یہاں پہونچے گا، وہ تنگی پیدا کریگا (اور فضلات وہاں سے بآسانی خارج نہ ہوسکینگے، جس سے ورم پیدا ہو جائیگا) +

واما لضعفه عن هضم غذائه لآفة فیه واما لضربة تحقن فیه المادة واما لفقدانه تحلل ما کان یتحلل عنه بالریاضة

(و) کسی آفت کی وجہ سے وہ عضو اپنی غذا کے ہضم کرنے سے عاجز ہو۔ (ز) اُس عضو میں کوئی چوٹ پہونچے، جس کی وجہ سے مادہ وہاں اکٹھا ہو کر بند ہو جائے؛ (ح) جو مواد ریاضت کے ذریعہ پہلے تحلیل ہوا کرتے تھے، اُن کا تحلیل ہونا (کسی وجہ سے) بند ہو جائے (اور وہ بدن میں جمع ہو کر اورام پیدا کر دیں) +

واما لحرارة مفرطة فیه فتجذب وتلك الحرارة اما طبیعیة کما

(ط) عضو میں (کسی وجہ سے) بکثرت حرارت ہو، جو (اپنی طرف یعنی اُس عضو کی طرف مواد جذب کر لے گی

للحم او مستفادة احدثها وجع او حركة عنيفة او شئ من المسخنات

جس عضو میں یہ حرارت ہوگی)۔ یہ حرارت خواہ طبعی ہو، جس طرح گوشت میں ہوتی ہے (گوشت طبعًا گرم ہے) یا یہ حرارت کسی طور پر حاصل ہوئی ہو: اسے درد نے پیدا کیا ہو، یا شدتِ حرکت نے، یا کسی مسخن چیز نے +

والكسر يحدث الورم لشئ من هذه الاسباب المذكورة مثل الرض وضغط العضو والتمديد الذى به يجبر

کسر عظام (ہڈیوں کے ٹوٹنے) سے جو ورم پیدا ہوتا ہے، تو اس وقت انہی اسباب مذکورہ میں سے کوئی ایک سبب کام کرتا ہے۔ جس طرح رَض (عضو کا کچل جانا) اور عضو کا دب جانا (ضغط العضو) اور ٹوٹی ہوئی ہڈی کے جوڑنے کے وقت عضو کو کھینچنا (تمدید)، یہ سب چیزیں بھی اسباب مذکورہ میں سے کسی ایک سبب کے ذریعہ ورم پیدا کیا کرتی ہیں +

یعنی جس طرح ان چیزوں کی وجہ سے عضو میں درد پیدا ہوتا ہے، حرارت بڑھتی ہے، اور مواد کھنچکر اس کی طرف چلے آتے ہیں، اس لئے ورم پیدا ہوجاتا ہے، اسی طرح کسر کی صورت میں بھی اسی قسم کے اسباب پیش آتے ہیں، جس سے ورم پیدا ہوجاتا ہے +

والعظم نفسه بل السن قد يرم لانه يقبل النمو من الغذاء ويقبل الابتلال والعفونة فيقبل الورم

بذات خاص ہڈی، بلکہ دانت، میں بھی گاہے ورم[1] پیدا ہوجاتا ہے۔ کیونکہ یہ جس طرح غذا کے ذریعہ نمو پاتے ہیں، اور (رطوبات سے) بھیگ جاتے اور متعفن ہوجاتے ہیں، اسی طرح یہ ورم کو بھی قبول کرتے ہیں۔ (اسکا تذکرہ پہلے بھی آچکا ہے، اور یہاں "ذکرِ ورم" کی مناسبت سے دوبارہ اسے دُہرایا گیا ہے) +

الفصل التاسع عشر في اسباب الوجع على الاطلاق

فصل (۱۹) مطلقًا درد کے اسباب

ولان الوجع هو احد الاحوال الغير الطبيعية العارضة

منجملہ اُن غیر طبعی حالات کے جو بدنِ حیوان کو عارض ہوا کرتی ہیں، درد بھی ایک غیر طبعی حالت ہے، اس لئے

---

[1] خواہ یہ ورم سلعات کے قبیلے سے ہو، یا ورم حار کی قسم سے۔ دونوں قسم کے اورام ہڈی اور دانت میں ہوا کرتے ہیں +

لبدن الحیوان فلنتکلم فے اسبابہ کلامًا کلیا — ہم درد کے اسباب میں ایک عمومی تذکرہ (کلام کلی) کرتے ہیں +

فنقول ان الوجع ھو الاحساس بالمنافی — چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ: منافی (مخالف) چیز کے احساس کا نام درد ہے +

یعنی درد دراصل کسی منافی اور مخالف کیفیت کے ادراک و احساس کا نام ہے، خواہ یہ احساس قوائے نفسانیہ کی کسی قوت سے ہو، درد کا یہ مفہوم بہت وسیع اور عام ہے۔ جس طور پر بھی جی دُکھے اور دل کُڑھے، وہ درد ہے۔ تیز روشنی کے دیکھنے سے آنکھ میں جو تکلیف ہوتی ہے، یہ قوت باصرہ کا درد ہے، بُری بو کے سونگھنے سے جو تکلیف انسان کو پہونچتی ہے، یہ قوت شامہ کا درد ہے۔ بُرے مزے کے چکھنے سے جو تکلیف زبان کو پہونچتی ہے، یہ قوت ذائقہ کا درد ہے؛ سخت آوازوں کے سُننے سے جو تکلیف کان کو پہونچتی ہے، یہ قوت سامعہ کا درد ہے۔ الغرض نفس کی ہر قوت شاعرہ (حساسہ و مدرکہ) کے لئے ایک درد اور دُکھ ہے۔ اپنی مرضی کے غیر مطابق اور ضمیر کے خلاف بات سننے سے جو جی کڑھتا ہے، یہ بھی ایک درد ہے۔ یہ درد لذت کے مقابلہ میں ہے۔ اصطلاح فلاسفہ میں "لذت و اَلَم" دونوں مقابلہ سے بولے جاتے ہیں۔ کسی مناسب کیفیت کے احساس کا نام جس طرح لذت ہے، اسی طرح مخالف کیفیت کے احساس کا نام اَلم ہے +

مگر درد کا ایک دوسرا مفہوم بھی ہے، جو محض قوت لامسہ اور اعصاب لامسہ کے مخصوص ریشوں کے ساتھ مخصوص ہے۔

جس درد کے اسباب یہاں شیخ بیان کر رہا ہے، وہ یہی مخصوص درد ہے۔ کیونکہ شیخ نے درد کے محض دو اسباب، سوء مزاج اور تفرق اتصال، بیان کئے ہیں، اور یہ ظاہر ہے کہ یہ دونوں چیزیں صرف اسی مخصوص درد کے اسباب بن سکتی ہیں، جو قوت لامسہ سے وابستہ ہوتا ہے +

وجملۃ اسباب الوجع منحصرۃ فے جنسین جنس تغیر المزاج دفعۃ وھو سوء المزاج المختلف وجنس تفرق الاتصال — درد کے سارے اسباب محض دو جنسوں (دو قسموں) میں بند ہیں: (۱) یکایک مزاج کا بدل جانا (جنس سوء مزاج) جسکو سوء مزاج مختلف کہتے ہیں؛ (۲) تفرق اتصال (جنس تفرق اتصال) +

واعنی بسوء المزاج المختلف ان یکون للاعضاء فی جواھرھا — سوء مزاج مختلف سے ہماری مراد یہ ہے کہ اعضاء کے جوہر میں جو ایک مزاج قائم ہے، اسپر کوئی

مزاج متمکن ثم یعرض علیها مزاج غریب مضاد لذلك المزاج حتی یکون اسخن من ذلك او ابرد فتحس القوة الحاسة بورود ذلك المنافی فتتالم فان الالم هو ان یحس المؤثر المنافی منافیا

دوسرا ایسا اجنبی مزاج آ جائے، جو پہلے مزاج کے مضاد (مخالف) ہو، یعنی یہ دوسرا مزاج پہلے مزاج سے زیادہ گرم ہو، یا زیادہ سرد ہو، اس منافی مزاج کی آمد کا قوت حاسہ کو احساس ہوگا، اور وہ اس سے دردناک ہوگی، کیونکہ درد کے معنے ہی یہی ہیں کہ مؤثر منافی کو منافی محسوس کیا جائے (یعنی اُس مؤثرِ مخالف کی کیفیت مخالفہ کا ادراک وشعور حاصل ہو)۔

واما سوء المزاج المتفق فهو لا یولم البتة ولا یحس به مثل ان یکون المزاج الردی قد تمکن من جوهر الاعضاء وابطل المزاج الاصلی وصار کانه المزاج الاصلی وهذا لا یوجع لانه لا یحس لان الحاس یجب ان ینفعل من المحسوس والشئ لا ینفعل عن الحالة المتمکنة التی لا تغیره عن حالة فیه بل انما ینفعل عن الضد الوارد المغیر ایاه الی غیر ما هو علیه ولهذا لا یحس صاحب حمی الدق من الالتهاب ما یحس به صاحب حمی الیوم وصاحب حمی الغب مع ان حرارة الدق اشد کثیرا من حرارة صاحب الغب لان حرارة الدق مستحکمة مستقرة فی

رہا سوء مزاج **متفق** (سوء مزاج مستوی)، تو وہ نہ درد پہونچاتا ہے، اور نہ اُس کا احساس ہی ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی ردی مزاج (اجنبی اور غیر طبعی مزاج) اعضاء کے جوہر میں اس طرح قائم ہو جائے، اور اصلی مزاج کو اس طرح باطل کر دے کہ گویا وہ خود ہی اصلی مزاج بن جائے۔ ایسا مزاج درد اور دکھ اس لئے نہیں پہونچاتا ہے کہ اسکا احساس ہی نہیں ہوتا ہے۔ حالانکہ حسّاس کے لئے ضروری ہے کہ وہ شئے محسوس سے منفعل اور متاثر ہو۔ اور کوئی چیز (کوئی حساس چیز یا حساس جسم) ایسی حالت سے متاثر ہی نہیں ہوا کرتی ہے جو اُس میں قائم اور متمکن (جاگزیں) ہو جائے، اور اُس کی ذاتی حالت میں کوئی تبدیلی وتغیر نہ پیدا کرے۔ بلکہ حساس چیز ہمیشہ ایسی مخالف اور مضاد حالت سے متاثر ہوا کرتی ہے جو لاحق ہو کر پہلی طبعی حالت کو غیر طبعی حالت میں تبدیل کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ دق کے مریض کو اتنی سوزش (بخار کی گرمی) محسوس نہیں ہوتی، جتنی حمائے یومیہ (ایک روزہ بخار) والوں یا حمائے غب (تجاری بخار) والوں کو محسوس ہوا کرتی ہے۔ حالانکہ دق کے بخار کی

جوهر الاعضاء الاصلية وحرارة الغب واردة من مجاورة خلط على اعضاء محفوظة فيها مزاجها الطبيعي بحيث اذا تنحى عنها الخلط بقي العضو منها على مزاجه ولم تثبت فيه الحرارة الا ان تكون قد تشبثت وانتقلت العلة الى الدق

گرمی غب کے بخار کی گرمی سے بہت زیادہ ہوتی ہے (پھر بھی دق کے بخار کی گرمی اگر زیادہ محسوس نہیں ہوتی ہے، تو) اس کی وجہ یہ ہے کہ دق کی حرارت اعضاء اصلیہ کے جوہر میں پائدار، مستحکم، اور جاگزیں ہو گئی ہے، (اور گویا وہ اصلی مزاج بن گئی ہے)۔ برعکس اس کے حمائے غب کی حرارت (اعضاء کے جوہر میں مستحکم اور جاگزیں نہیں ہوئی ہے، بلکہ یہ حرارت) ایسے اعضاء میں خلط (خلط حار) کی مجاورت وقرب کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہے، جن کے اندر طبعی اور اصلی مزاج ابھی تک اس طرح باقی ہیں، کہ اگر ان اعضاء سے اس خلط کو دور کر دیا جائے، تو یہ اعضاء اپنے اصلی مزاج پر باقی رہینگے، اور یہ حرارت (عارضی حرارت جو بخار کے مادہ کی وجہ سے لاحق ہوئی تھی) دور ہو جائے گی۔ ہاں اگر حمائے غب کی حرارت (اعضائے اصلیہ میں) متمکن ہو جائے، اور یہ مرض (حمائے غب) دق کی طرف منتقل ہو جائے، (تو بیشک خلط کے دور ہونے اور بدن سے خارج ہونے کے بعد بھی حرارت باقی رہ جائیگی؛ کیونکہ دق کی حرارت اعضائے اصلیہ میں قائم، اور جاگزیں ہوا کرتی ہے، اور اصلی مزاج کی جگہ لے لیتی ہے۔ حقیقت میں اب حمائے غب باقی ہی نہیں رہا، بلکہ حمائے دق بنگیا)۔

وسوء المزاج المتفق انما يتمكن من العضو بتدريج

یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ سوء مزاج متفق (مستوی) عضو میں جاگزیں اور متمکن اگر ہوتا ہے، تو بتدریج ہوتا ہے (یکایک اور جلد جاگزیں نہیں ہوا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بتدریج اصلی مزاج کی جگہ لے لیتا ہے، اور درد کا سبب نہیں بنتا)۔

اختلاف ایک گروہ کی اصطلاح ہے کہ سوءِ مزاج اگر سارے بدن میں عام ہو، تو اُسے سوءِ مزاج متفق (مستوی) کہتے ہیں، ورنہ سوءِ مزاج مختلف۔ یہ اصطلاح "صاحبِ کامل" کی ہے ✦

ابو سہل مسیحی کہتا ہے کہ اگر سوءِ مزاج اذیت کے ساتھ ہو، تو اُسے سوءِ مزاج مختلف کہتے ہیں، ورنہ سوءِ مزاج متفق (مستوی)۔ گیلانی ✦

وقد یوجد فی حال الصحة مثال یقرب هذا الی الفهم وهو ان المغافص بالاستحمام شتاءً اذا استحم بالماء الحار بل الفاتر عرض له منه اشمئزاز و تاذ لان کیفیة بدنه بعیدة عن مضادة ایاه ثم یالفه فیستلذه کما یتدرج الی الاستحالة عن حالة البرد العامل فیه

صحت کی حالت میں ایک مثال ملتی ہے، جو اس بات کو (اس مسئلہ کو) فہم و ادراک سے قریب کر دیتی ہے (اور اس امر کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے کہ مرورِ زمانہ سے ایک عارضی اور موذی مزاج اس قابل ہو جاتا ہے کہ اُس کا احساس جاتا رہے، اور اُس سے اذیت نہ پہنچ سکے)۔ اور وہ مثال یہ ہے کہ جو شخص موسم سرما میں یک لخت حمام میں داخل ہو کر گرم یا نیم گرم پانی سے غسل کرنے لگتا ہے، تو اُسے اس پانی سے اذیت اور نفرت پیدا ہوتی ہے، کیونکہ اس شخص کے بدن کی کیفیت پانی کی کیفیت سے بعید اور اس سے متضاد ہوتی ہے (موسم کی سردی کی وجہ سے بدن سرد ہوتا ہے، اور حمام کے پانی کی گرمی اس سے زیادہ ہوتی ہے)۔ پھر جیسے جیسے اُس کے بدن کی سردی، جو اُس کے بدن میں عامل اور موثر تھی، گھٹتی جاتی ہے، اسی قدر وہ اس پانی سے مالوف اور مانوس ہوتا جاتا ہے، حتے کہ (بجائے نفرت کے) اُسے اس پانی سے اب لذت ملنے لگتی ہے ✦

ثم اذا قعد ساعة فی الحمام الداخل فربما یتفق ان یصیر بدنه اسخن من ذلك الماء فاذا غوفص بصب الماء الاول بعینه علیه اقشعر منه

پھر جب یہی شخص حمام کے اندر (غسل کے بعد کچھ دیر تک مثلاً) ایک گھنٹہ تک بیٹھا رہے، تو بسا اوقات اسکا بدن (حمام کی گرمی کے باعث) پہلے پانی کی گرمی سے زیادہ گرم ہو جاتا ہے، اور اس کے بدن پر اچانک وہی پہلا پانی جب ڈالا جاتا ہے، تو اب وہی پانی اتنا ٹھنڈا

علی انه یستبرده

معلوم ہوتا ہے کہ اس سے اس کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں (پھریری آجاتی ہے) +

فاذا علمت هذا فنقول انه وان کان احد جنسی اسباب الالم هو سوء المزاج المختلف فلیس کل سوء مزاج مختلف بل الحار بالذات والبارد بالذات والیابس بالعرض والرطب لا یولم البتة لان الحار والبارد کیفیتان فاعلتان والیابس والرطب کیفیتان منفعلتان قوامهما لیس بان یؤثر بهما جسم فی جسم بل بان یتأثر جسم من جسم

جب تمہیں یہ معلوم ہو گیا (کہ سوء مزاج متفق یا مستوی درد کا باعث نہیں ہوتا، بلکہ درد اور اذیت محض سوء مزاج مختلف ہی سے ہوا کرتی ہے) تو اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگرچہ "اسباب درد" کی دونوں قسموں میں سے ایک قسم سوء مزاج مختلف بھی ہے؛ لیکن ہر سوء مزاج مختلف بھی درد کا سبب نہیں ہے۔ بلکہ ان میں سے سوء مزاج حار اور سوء مزاج بارد، یہ دونوں تو بالذات مُؤلِم (دردانگیز) ہیں، اور سوء مزاج یابس بالعرض مولم ہے، لیکن سوء مزاج رطب تو کسی طور پر بھی مولم اور دردانگیز نہیں ہے (نہ بالذات اور نہ بالعرض)۔ کیونکہ مزاج حار اور مزاج بارد، دونوں کیفیات فاعلہ (مؤثرہ) کے قبیلے سے ہیں (ان میں بالذات اثر کرنے کی قوت پائی جاتی ہے) اور مزاج یابس اور مزاج رطب، یہ دونوں کیفیات منفعلہ کے قبیلے سے ہیں (یعنی قوت حساسہ کے ذریعہ ان کا احساس نہیں ہو سکتا)؛ یہ دونوں اپنی ذات اور اپنی حقیقت کے لحاظ سے اس قابل ہی نہیں ہیں کہ کوئی جسم ان کی وجہ سے (ان کے ذریعہ سے) کسی دوسرے جسم میں اثر کر سکے، بلکہ یہ دونوں کیفیتیں محض اس قسم کی ہیں کہ ان کی وجہ سے ایک جسم دوسرے جسم سے متأثر ہوا کرتا ہے +

واما الیابس فانما یولم بالعرض لانه قد یتبعه سبب من الجنس الاخر وهو تفرق الاتصال لان الیابس بشدة التقبیض

رہا مزاج یابس، تو وہ بالعرض مولم ہے؛ (یعنے مزاج یابس بالذات دردانگیز نہیں ہے، بلکہ اس طرح کہ مزاج یابس کی وجہ سے عضو میں تقبض یعنی سکڑ پیدا ہو جاتی ہے؛ جس میں تفرق اتصال کا ہونا ضروری ہے، اور یہی تفرق

ربما كان سببًا لتفرق الاتصال

اتصال درد کا باعث بن جاتا ہے۔ اسی مضمون کو شیخ اس طرح بیان کرتا ہے:) کیونکہ اس کی وجہ سے گاہے درد کا دوسرا سبب (اسباب درد کی دوسری قسم) یعنی تفرق اتصال پیدا ہوجاتا ہے، کیونکہ تقبیض (سکیڑ) کی زیادتی سے مزاج یابس بسا اوقات تفرق اتصال کا سبب بن جاتا ہے۔

واما جالينوس فانه اذا حقق مذهبه رجع الى ان السبب الذاتي للوجع هو تفرق الاتصال لا غير وان الحار انما يوجع لانه يفرق الاتصال وان البارد انما يوجع ايضا لانه يلزمه تفرق الاتصال وذلك لانه لشدة تكثيفه وجمعه يلزمه لا محالة ان ينجذب الاجزاء الى حيث يتكاثف عنده فيتفرق من جانب ما ينجذب عنه

مذہب جالینوس جالینوس کے مذہب کی اگر (اس بارہ میں) تحقیق وتفتیش کی جائے، تو لوٹ کر یہی بات ملے گی کہ درد کا حقیقی سبب تفرق اتصال کے سوار دوسری چیز نہیں ہے۔ چنانچہ مزاج حار اگر درد پیدا کرتا ہے، تو اس کی وجہ یہی ہے کہ یہ تفرق اتصال پیدا کرتا ہے، اسی طرح مزاج بارد اگر درد کا ذریعہ بنتا ہے، تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ اس کے ساتھ تفرق اتصال کا پیدا ہونا ضروری ہے، کیونکہ برودت کا کام تکثیف وجمع (سکیڑنا اور سمیٹنا) ہے، اور یہ ظاہر ہے کہ سکیڑا اور سمیٹ کی زیادتی سے عضو کے اجزار اُس طرف ضرور کھنچتے ہیں، جس طرف سکیڑ واقع ہوتی ہے، اس لئے جدھر سے یہ اجزار کھنچتے ہیں، اُدھر تفرق اتصال پیدا ہوجاتا ہے[1]۔

وقد تمادى هو في هذا الباب حتى اوهم في بعض كتبه ان جميع المحسوسات توذي بمثل ذلك اعني توذي بتفريق وجمع يلزمه

جالینوس اس بارہ میں حد سے گذر گیا ہے، حتے کہ اس نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ سارے محسوسات بھی اسی طرح اذیت پہونچاتے ہیں، یعنی سارے محسوسات تفریق کے ذریعہ (تفرق اتصال پیدا کرکے) اذیت پہونچاتے ہیں، یا جمع وتکثیف کے ذریعہ، جس کے

[1] چنانچہ مٹی اور گارہ جب سوکھتے ہیں، تو چونکہ ان کے اجزار سمٹتے ہیں، اس لئے یہ پھٹ جایا کرتے ہیں۔ اسی طرح اس کی سیکڑوں مثالیں دن رات ملا کرتی ہیں۔

تفریق فالاسود فی المبصرات یولم لشدة جمعہ والابیض لشدة تفریقہ والمر والمالح والحامض یولم فی المذوقات بفرط تفریقہ والعفص بفرط تقبیضہ فیتبعہ التفریق لامحالة وکذلک فی المشم وکذلک الاصوات القویة تولم بالتفریق بعنف من الحرکة الہوائیة عند ملاقاة الصماخ

ساتھ تفریق کا ہونا ضروری ہے (کیونکہ اجزاء میں جب سکیڑ واقع ہوگی، تو دوسری طرف تفرق کا ہونا ضروری ہے)۔ چنانچہ جو چیزیں قوت باصرہ کے ذریعہ نظر آیا کرتی ہیں (مُبصَرات) ان میں سے سیاہ چیزیں اگر مولم اور ایذا رساں ہیں، تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ (آنکھ کے اجزاء میں) شدت کے ساتھ سکیڑ اور سمیٹ پیدا کرتی ہیں، اور سفید چیزیں اگر درد پیدا کرتی ہیں، تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ یہ شدت سے تفریق و پراگندگی پیدا کرتی ہیں۔ اسی طرح جو چیزیں زبان سے چکھی جاتی ہیں، ان میں سے کڑوی، نمکین، اور ترش چیزیں شدتِ تفرق کی وجہ سے مولم اور ایذا رساں ہوتی ہیں، اور کسیلی چیزیں شدتِ تقبیض (سکیڑ پیدا کرنے) کی وجہ سے مولم ہوتی ہیں، کیونکہ تقبیض کے ساتھ تفرق کا ہونا لازمی ہے (جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ سکیڑ اور سمیٹ کے ساتھ تفرقِ اتصال کا ہونا ضروری ہے)۔ یہی حال قوت شامہ (کے محسوسات) کا ہے۔ علیٰ ہذا بڑی آوازیں بھی اس وجہ سے ایذا پہونچاتی ہیں، کہ جب ہوا کی سخت لہریں کان کے سوراخ (صماخ) میں لگتی ہیں تو اس وقت یہ تفریق کی موجب ہوتی ہیں +

فاما القول الحق فی ہذا الباب فہو ان یجعل تغیر المزاج جنساً موجباً بذاتہ للوجع وان کان قد یعرض معہ تفرق الاتصال

لیکن اس بارہ میں صحیح قول (اور سچا مذہب) یہ ہے کہ تغیر مزاج (سوء مزاج) کو بالذات درد کا ایک مستقل سبب ٹھہرایا جائے، خواہ سوء مزاج کے ساتھ تفرق اتصال بھی لاحق ہوا کرے +

والبیان المحقق فی ہذا لیس فی الطب بل فی الجزء الطبیعی من الحکمة الا انا نشیر الی

اس مسئلہ کو محقق طور پر (دلائل کے ساتھ) بیان کرنا علم طب کا کام نہیں ہے، بلکہ یہ حکمت کے "جزء طبعی" (طبعیات) کا کام ہے۔ مگر ہم یہاں اشارتاً کچھ تھوڑا سا

طرف یسیر منہ فنقول

بیان کرتے ہیں (تاکہ طلبار کے خیالات کی پریشانی اور الجھن دور ہوجائے):

ان الوجع قد یکون متشابہ الاجزاء فی العضو الوجع وتفرق الاتصال لا یکون متشابہ الاجزاء البتۃ فاذن وجود الوجع فی الاجزاء الخالیۃ عن تفرق الاتصال لا یکون عن تفرق الاتصال بل یکون عن سوء المزاج

(۱) دردناک عضو کے تمام اجزار میں درد الظاہر یکساں اور ہموار ہوتا ہے، حالانکہ تفرق اتصال اس کے تمام اجزار میں یکساں ہرگز نہیں ہوتا (اگر درد کا سبب محض تفرق اتصال ہو تو چاہئے کہ درد یکساں اور ہموار نہ ہو، بلکہ جہاں جہاں اور جن اجزار میں تفرق اتصال ہو، وہاں درد ہو، اور دوسری جگہ اور دوسرے اجزار میں درد نہ ہو) اس سے ثابت ہوا کہ جن اجزار میں تفرق اتصال نہیں ہے، ان اجزار میں درد تفرق اتصال کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ محض سوء مزاج کی وجہ سے ہے +

وایضًا فان البرد یوجع حیث یقبض ویجمع وحیث یبرد بالجملۃ وتفرق الاتصال عن البرد لا یکون حیث یبرد بل فی اطراف الموضع المبرد

(۲) برودت اور ٹھنڈک جب کسی عضو میں پہنچائی جاتی ہے، تو جہاں ٹھنڈک پہونچتی ہے، وہاں بھی درد ہوتا ہے، اور جہاں سکڑاؤ اور سمٹ ہوتی ہے، وہاں بھی درد ہوتا ہے، الغرض درد سارے اجزار میں ہوتا ہے، حالانکہ برودت کی وجہ سے تفرق اتصال اس جگہ واقع نہیں ہوتا، جہاں ٹھنڈک پہونچتی ہے، بلکہ جو جگہ ٹھنڈی کی جاتی ہے، اس کے کناروں میں تفرق اتصال واقع ہوتا ہے (اور چاروں طرف سے اجزار سکڑ کر اور سمٹ کر وسط کی طرف آتے ہیں، جو برودت کا مرکز ہوتا ہے) +

یہ خیال بیشک قرین صواب ہے کہ حرارت وبرودت بالذات درد پیدا کرسکتے ہیں. لیکن یہ دونوں دلائل مذکورہ قابل غور ہیں. نظر دقیق سے اگر دیکھا جائے، تو ان دلائل میں بہت سے پہلو کمزوری کے پائے جاتے ہیں. مثلاً پرکار کے دونوں نوکیلے سروں کو ایک انگلی یا اس سے کم فاصلہ پر رکھکر ران کی پشت اور پیٹھ پر گڑا یا جائے، تو حالانکہ تفرق اتصال دو جگہ ہوتا ہے، مگر قوت احساس کی غلطی سے محض ایک چیز

چبھتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ علے ہذا عضو حساس کی سطح کے تمام اجزاء میں اعصاب کے ریشے یقیناً کچھ نہ کچھ فاصلہ پہ ہوتے ہیں۔ مگر درد یکساں معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ درد کا مدرک محض عصب کا ریشہ ہی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح تفرق اتصال کے بارہ میں کہا جا سکتا ہے کہ گو تفرق اتصال ہر جگہ یکساں نہیں ہوتا، مگر قوت حساسہ کی غلطی سے درد ہموار اور یکساں معلوم ہوتا ہے۔ نیز حرارت و برودت کے پہونچانے میں یہ متعین کرنا بہت دشوار ہے کہ عضو کے اس حصے میں تفرق ہے، اور یہاں نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح حرارت تمام اجزاء میں تفریق و پراگندگی پیدا کرتی ہے، اور اجزاء کو پھیلاتی ہے، اسی طرح برودت تمام اجزاء میں سکڑ اور سمیٹ پیدا کرتی ہے +

وایضاً فان الوجع لامحالة هو احساس بمؤثر مناف بغتة من حيث هو مناف فا لموجع هو المحسوس المنافي بغتة والحد ينعكس فكل محسوس مناف من حيث هو مناف موجع ارايت اذا احسّ بالبرد المفسد للمزاج من حيث يفسد المزاج وكان مثلاً لايحدث عنه تفرق الاتصال فهل كان يكون ذلك احساساً بمناف فهل كان يكون وجعاً

(۳) بلا ریب دفعۃً[1] اثر کرنے والی مخالف چیز کے احساس کا نام "درد" ہے، بشرطیکہ اس مخالف چیز کا احساس بحیثیت اس کے مخالف ہونے کے ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ مُوجِعْ یا مُؤلِم (درد پیدا کرنے والی) وہی چیز ہو سکتی ہے جو دفعۃً اثرِ مخالفت کرنے والی ہو، اور بحیثیت مخالف ہونے کے وہ محسوس ہو (یعنے وہ محسوس منافی ہو)۔ اب اس حَدّ کا (موجع کی حد یا تعریف کا) عکس یہ ہوگا: جو چیز دفعۃً اثرِ مخالفت کرنے والی ہوگی، اور بحیثیت مخالف ہونے کے محسوس ہوگی، وہی چیز مُوْجِعْ (درد انگیز) ہو سکتی ہے۔ (اور یہ ظاہر ہے کہ سوءِ مزاج مختلف دفعۃً اثرِ مخالفت کرنے والی چیز بھی ہے، اور اس کے اثرِ مخالفت کا[2] احساس بھی ہوتا ہے۔ پھر یہ کیوں موجع اور سببِ درد نہ ہو) +

(اسی دلیل کو شیخ ایک مثال دیکر واضح کرتا ہے:)

---

[1] "دفعۃً اثر کرنے والی"، اس سے مقصد سوءِ مزاج مستوی کو خارج کرنا ہے۔ کیونکہ وہ اگرچہ مؤثر منافی ہے، مگر چونکہ وہ تدریجاً اثر کرتے کرتے عضو کے مزاج کے قائم مقام بن جاتا ہے، اس لئے وہ مولم نہیں ہوتا یعنے اسکا احساس ہی نہیں ہوتا ہے۔ [2] اگر کوئی دلیل کو توڑنے والا یہ کہدے کہ حرارت و برودت (سوءِ مزاج مختلف) براہ راست اُس وقت تک محسوس ہی نہیں ہوتے، جب تک تفرق اتصال نہ پیدا کریں، تو یہ دلیل ناقص رہ جائیگی، اور اگلی مثال بھی مخدوش ہو جائیگی۔ کیونکہ یہ فرض کرنا ذرا مشکل ہے کہ برودت مفسدہ کا احساس ہو، اور وہاں تفرق اتصال متحقق نہ ہو۔

کیا تم نہیں سوچتے کہ اگر (بالفرض) مزاج کی فاسد کر دینے والی برودت کا اس حیثیت سے احساس ہو کہ وہ مفسد مزاج ہے، اور مثلاً (بالفرض) اُس سے تفرق اتصال نہ پیدا ہو، تو کیا یہ مخالف و منافی کا احساس نہ ہو گا؟ اور کیا یہ درد نہ ہو گا؟

فمن هذا یعرف ان تغیر المزاج دفعة سبب الوجع کتفرق الاتصال

اس سے ثابت ہو گیا کہ مزاج کا دفعۃً بدل جانا (سوء مزاج مختلف ہو جانا) بھی تفرق اتصال کی طرح درد کا سبب ہے +

والوجع یثیر الحرارة فیثیر الوجع بعد الوجع

شذرہ درد حرارت کو بڑھا دیا کرتا ہے (کیونکہ طبیعت مقام درد کی طرف تدارک و اصلاح کے لئے متوجہ ہوتی ہے، وہاں کی رگیں پھول جاتی ہیں، رطوبات اور خون کی آمد بڑھ جاتی ہے، جس سے اُس مقام کی حرارت تیز ہو جاتی ہے) اسلئے یہ حرارت تناؤ کو بڑھا کر درد میں اور بھی اضافہ کر دیتی ہے (حتی کہ اس کے بعد ایک وقت آتا ہے کہ یہاں کے مواد واپس ہو جاتے ہیں، اور درد و حرارت میں بتدریج کمی آجاتی ہے) +

وقد یبقی بعد الوجع شئ له حس الوجع ولیس بوجع حقیقی بل هو من جملة ما یتحلل بذاته والجاهل یشتغل بعلاجه فیضر به

شذرہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ درد کے بعد درد کی سی کوئی چیز باقی رہ جاتی ہے، جو حقیقت میں حقیقی درد نہیں ہوتا (جس کے علاج و تدبیر کی ضرورت ہو) بلکہ یہ خود بخود تحلیل ہو جانے والی چیزوں میں سے ہوتا ہے۔ لیکن جاہل اطباء (نادانی سے اسے نہیں سمجھتے، اور) اس کے علاج میں مشغول ہو جاتے ہیں، جس سے (بجائے فائدہ کے) نقصان پہونچتا ہے +

کیونکہ تحلیلِ درد کے لئے وہ محللات قویہ استعمال کرتے ہیں، جنکی کیفیات قویہ مقدار مرض سے بہت زیادہ ہوتی ہیں؛ اس لئے ان قوی دواؤں کے اثرات بدن میں پہونچکر ضرر کے موجب بن جاتے ہیں +

الفصل العشرون فی اسباب وجع — فصل (۲۰) ایک ایک درد کے اسباب

مطلقاً درد کے اسباب کا ذکر اوپر کی فصل میں ہو چکا، اب درد کے مختلف اقسام کے اسباب کا ذکر اس فصل میں ہوگا +

اصناف الاوجاع التی لها اسماء هي هذه الحكاك الخشن الناخس الضاغط الممدد المفسخ المكسر الرخو الناقب المسلي الخدري الضرباني الثقيل الاعيائي اللاذع فهذه خمسة عشر جنساً

جن دردوں کے مقرّہ اور مخصوص نام ہیں، وہ حسب ذیل ہیں (یہ اقسام جالینوس وغیرہ کے بیان کے مطابق حسب ذیل پندرہ[1] ہیں): (۱) وجع حکّاک (۲) وجع خَشِن (۳) وجع ناخِس (۴) وجع ضاغِط (۵) وجع مُمَدِّد (۶) وجع مُفَسِّخ (۷) وجع مُکَسِّر (۸) وجع رِخو (۹) وجع ناقِب (۱۰) وجع مِسَلّی (۱۱) وجع خَدَری (۱۲) وجع ضَربانی (۱۳) وجع ثقیل (۱۴) وجع اِعیائی (۱۵) وجع لاذع؛ یہ کل پندرہ قسمیں ہیں +

(۱) وجع حکّاک (کھجانے والا درد) درد کی وہ قسم ہے، جس کے ساتھ کھجلی کی کیفیت بھی پائی جاتی ہو، یعنی مقام درد کو کھجانے کے لئے بھی جی چاہتا ہو + (۲) وجع خَشِن (کھردرا درد) وہ درد، جس کے ساتھ خشونت (کھردراپن) بھی ہو. (۳) وجع ناخِس (چبھنے والا درد) وہ درد جس کے ساتھ سوئی کی نوک کی سی چبھن (نخس) بھی ہو. (۴) وجع ضاغِط (دباؤ کا درد) وہ درد جس کے ساتھ تنگی اور دباؤ کی کیفیت بھی محسوس ہو رہی ہو. (۵) وجع مُمَدِّد (تناؤ کا درد) وہ درد جس کے ساتھ تناؤ کی کیفیت بھی ہو. (۶) وجع مُفَسِّخ (پھاڑنے والا درد) وہ درد جس کے ساتھ ایسا محسوس ہو رہا ہو گویا عضلہ کی جھلی پھٹ رہی ہے اور وہ عضلہ کے جرم سے الگ ہو رہی ہے. (۷) وجع مُکَسِّر (ہڈی توڑ درد) وہ درد جس کے ساتھ ایسا محسوس ہو رہا ہو، گویا ہڈی ٹوٹ رہی ہے. (۸) وجع رِخو (ڈھیلا درد) وہ درد جو عضلہ کے گوشت میں تناؤ پیدا کر رہا ہو، نہ کہ اسکے وتر میں. (۹) وجع ناقِب (چھید کرنے والا درد) اس کے ساتھ ایسا معلوم ہوتا ہے، گویا کوئی چیز عضو کے اندر چبھوئی جا رہی ہے. (۱۰) وجع مِسَلّی (تکلہ والا درد) وہ درد جس میں ایسا معلوم ہوتا ہے گویا عضو کے اندر کسی نے تکلہ چبھونک کر چھوڑ دیا ہے. اور وہ اس کے اندر

[1] شیخ نے بعض بیانات میں وجع اکّال بھی لکھا ہے. جبکہ ذکر اس تفصیل میں نہیں ہے. وجع اکال میں ایسی کیفیت محسوس ہوتی ہے، گویا اُس کے عضو کا کوئی حصہ کھایا جا رہا ہے +

کڑا ہوا ہے۔ (۱۱) وجع خَدِرِی (سُن اور بے حسی کا درد) جس کے ساتھ حِس میں کمی ہو، یعنی درد کے ساتھ اُس مقام میں بے حسی کی سی کیفیت بھی ہو۔ (۱۲) وجع ضَرَبَانِی (ٹیس والا درد) جس کے ساتھ شرائین کی ضربان (ٹیس) بھی ہو۔ (۱۳) وجع ثقیل (بوجھل درد) وہ درد جسکے ساتھ عضو کے اندر بوجھ بھی محسوس ہوتا ہو۔ (۱۴) وجع اِعْیَائی (تکان کا درد) وہ درد جسکے ساتھ بدن کے عضلات میں تکان بھی محسوس ہوتی ہو۔ (۱۵) وجع لَاذِع (درد سوزاں) وہ درد جس کے ساتھ سوزش بھی ہو + آملی

سبب الوجع الحکاک خلط حریف اومالح	(۱) وجع حَکَّاک کسی خلط حِرِّیف (تیز اور چرپری خلط) سے یا کسی خلط مالح سے پیدا ہوتا ہے +
سبب الوجع الخشن خلط خشن	(۲) وجع خَشِن (کھردرا درد) کسی خلط خشن سے (کھردری خلط سے) پیدا ہوتا ہے (جس میں خشکی ہوتی ہے اور جسکا قوام غلیظ ہوتا ہے) +
سبب الوجع الناخس سبب ممدد للغشاء عرضا کالمفرق لاتصاله وقد یکون متساویا فی الحس وقد لا یکون متساویا والغیر المتساوی فی الحس اما لان مایمتد علیه الغشاء ویلامسه غیر متشابه الاجزاء فی الصلابة واللین کالسترقوة للغشاء المستبطن للاضلاع اذا کان الورم فی ذات الجنب جاذبا الی اعلاہ	(۳) وجع ناخِس (چبھنے والا درد) کسی ایسے سبب سے پیدا ہوتا ہے جو جھلی میں آڑے طور پر تناؤ پیدا کرتا ہے، گویا وہ اس کے اتصال کو توڑتا ہے۔ اس قسم کا درد گاہے متساوی (ہموار اور یکساں چبھتا ہوا) معلوم ہوتا ہے، اور گاہے ہموار و یکساں نہیں معلوم ہوتا (یکساں چبھتا ہوا نہیں معلوم ہوتا ہے)۔ جب یکساں نہیں معلوم ہوتا، تو اسکی وجہ (الف) گاہے یہ ہوتی ہے کہ جس چیز پر جھلی پھیلتی اور جس کے ساتھ جا کر لگتی ہے، اُس کے اجزا سختی اور نرمی میں یکساں اور ہموار نہیں ہوتی۔ مثلاً غشاء مستبطن اضلاع (غشاء الصدر) کے لئے ترقوہ، جبکہ ورم ذات الجنب میں اوپر کی طرف کھنچا ہوا ہو +

"یعنی غشاء الصدر چونکہ سارے اعضائے تنفس وغیرہ پر استر کرتی ہے، اس لئے ذات الجنب پیدا ہونے (اس جھلی کے متورم ہونے) کی صورت میں درد ہمیشہ یکساں نہیں ہوتا۔ بلکہ جب اس جھلی کے اوپر کے حصے میں ورم ہوتا ہے، تو چبھن اس لئے کم ہوتی ہے کہ اوپر کی طرف ترقوہ ہے، جو ایک سخت

عضو ہے، اور اس میں حس کم ہے، اور نیچے کے حصے میں جب ورم ہوتا ہے، تو چبھن اس لئے زیادہ ہوتی ہے کہ یہاں یہ جھلی شراسیف اور پسلیوں کی کریوں سے متصل ہے، جو بمقابلہ ترقوہ کے نرم ہیں، اس لئے یہاں حس زیادہ ہوتی ہے" یہ آملی کے بیان کی ترجمانی ہے۔ اگرچہ اس میں کئی باتیں قابل غور ہیں[1] مترجم

او یکون غیر متشابہ الاجزاء فی حرکته کالحجاب لذلك الغشاء

(ب) گاہے (یکساں چبھن نہ ہونے کی) وجہ یہ ہوتی ہے کہ اُس جھلی کے اجزار بلحاظ حرکت کے ہموار اور یکساں نہیں ہوتے۔ مثلاً حجاب حاجز غشار مذکور کے لحاظ سے۔

غشار مستبطن اضلاع، یا غشار الصدر، حجاب حاجز سے اتصال رکھتی ہے، اور حجاب حاجز کی تحریک سے اس میں حرکت بھی ہوتی ہے، مگر یہ حرکت اس جھلی کے تمام اجزار میں یکساں نہیں ہوتی، بلکہ جو حصہ حجاب سے ملاقی ہے، اُس میں دوسرے اجزار کی نسبت زیادہ حرکت ہوتی ہے، اور یہیں اذیت اور چبھن بھی زیادہ ہوتی ہے۔ (آملی) +

گیلانی کہتا ہے کہ حجاب حاجز کی انقباضی حرکت خود اس کے اجزار کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہے +

او لان حس العضو غیر متشابه الاجزاء اما بالطبع واما لان آفة عرضت لبعض اجزائه دون بعض

(ج) گاہے (جھلی میں وجع ناخس کے ہموار اور یکساں نہ ہونے کی) وجہ یہ ہوتی ہے کہ عضو کے اجزار کی حس ہموار اور یکساں نہیں ہوتی ہے۔ خواہ یہ صورت طبعًا اور فطرتًا ہو، یا اسکی یہ وجہ ہو کہ اُس عضو کے بعض اجزار میں کوئی آفت لاحق ہو گئی ہو، اور دوسرے اجزار محفوظ ہوں (اس وجہ سے اس جھلی کے کچھ حصے میں حس زیادہ ہو، اور کچھ حصے میں حس کم ہو، ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ جہاں حس زیادہ ہے، وہاں درد زیادہ ہوگا، اور جہاں حس کم ہے، وہاں درد کم ہوگا) +

وسبب الوجع الممدد ریح او خلط یمدد العصب والعضل

(۴) وجع ممدد (تناؤ کا درد) گاہے ریح کی وجہ سے ہوتا ہے، اور گاہے خلط کی وجہ سے، جو عصب یا عضلہ میں

---

[1] اسقدر گیلانی نے بھی بتایا ہے کہ غشار الصدر اگرچہ نرم اور سخت، دونوں قسم کے اعضار سے ملاقی ہوتی ہے، مگر شیخ کے کسی بیان سے یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ درد کہاں زیادہ ہوگا، جہاں سخت عضو سے ملاقی ہوتا ہے، یا جہاں نرم عضو سے ملاقی ہوتا ہے +

كانه يجذبه الى طرفيه

اس طرح تمدد (تناؤ) پیدا کرتے ہیں، گویا وہ اس عصب یا عضلہ کو دونوں سروں کی طرف کھینچ رہے ہیں۔ (یہ درد مخصوص طور پر ایسے اعضاء میں ہوتا ہے، جو طولاً واقع ہوتے ہیں۔ اور ان میں کچھ صلابت بھی ہوتی ہے، مثلاً عصب اور عضلہ) +

والوجع الضاغط سببه مادة تضيق على العضو المكان او ريح يكتنفه فيكون كانه مقبوض عليه فينضغط

(۵) وجع ضاغط (دباؤ کا درد، یا دبانے والا درد) گاہے ایسے مادہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو اس عضو کی جگہ میں تنگی پیدا کر دیتا ہے؛ اور گاہے ایسی ریح سے پیدا ہوتا ہے جو اس عضو کو ہر طرف سے گھیر لیتی ہے، گویا وہ عضو چاروں طرف سے بندھا ہوا (جکڑا ہوا اور دبا ہوا) ہوتا ہے، اس لئے وہ (حقیقتاً) دب جاتا ہے، (یا دبا ہوا معلوم ہوتا ہے) +

وسبب الوجع المفسخ هو مادة تتخلل بين العضل وغشائها فتمدد الغشاء وتفرق اتصال الغشاء بل العضلة

(۶) وجع مُفَسِّخ (پھاڑنے والا درد) ایسے مادہ سے پیدا ہوتا ہے جو عضلات اور ان کی جھلی (لفافہ) کے درمیان حائل ہو کر جھلی میں تناؤ پیدا کرتا، اور جھلی کے اتصال کو بلکہ عضلہ کے اتصال کو توڑ دیتا ہے۔ (اس قسم کا مادہ زیادہ تر ریح ہوتی ہے، اور کمتر کوئی خلط غلیظ) +

وسبب الوجع المكسر مادة او ريح يتوسط ما بين العظم والغشاء المجلل او برد فيقبض ذلك الغشاء بقوة

(۷) وجع مُکَسِّر (ہڈی توڑ درد) ایسے مادہ یا ریح سے پیدا ہوتا ہے جو ہڈی اور اس کی استر کرنے والی جھلی (غشاء عظمی، غشاء مجلل) کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ اور گاہے ایسا درد برودت سے پیدا ہوتا ہے، جو اس جھلی میں قوت اور سختی کے ساتھ سکیڑ (قبض) پیدا کرتی ہے +

وسبب الوجع الرخو مادة تمدد لحم العضلة دون وترها وانما سمي رخوا لان اللحم ارخى

(۸) وجع رِخو (ڈھیلا درد) ایسے مادہ سے پیدا ہوتا ہے، جو عضلات کے گوشت (لحم عضلہ) میں تناؤ پیدا کرتا ہے، نہ کہ اس کے وتر میں۔ اس درد کا نام رِخو

من الوتر والعصب والغشاء

(ڈھیلا) اس لئے رکھا گیا ہے کہ گوشت (لحم) بمقابلہ عصب، وتر، اور غشاء کے نرم ہوتا ہے (اس درد کا نام مجازاً اس کے محل اور اسکی جگہ کے اعتبار سے رکھا گیا ہے)۔

وسبب الوجع الثاقب هو مادة غليظة او ريح يحتبس فيما بين طبقات عضو صُلب غليظ الجرم معاء قولون ولا تزال تمزقه وتنفذ فيه فيحس كانه يثقب بمِثقَب

(۹) وجع ثاقب (بھونکنے والا درد) کسی غلیظ مادہ یا ریاح کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے جو جرم قولون کی طرح کسی سخت اور غلیظ عضو کے طبقات کے درمیان بند ہوجاتے ہیں، جو برابر اسے پھاڑتے جاتے ہیں، اور اُس میں گھستے چلے جاتے ہیں، جس سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا برمہ سے چھید کیا جا رہا ہے۔

وسبب الوجع المسلّي تلك المادة بعينها في مثل ذلك العضو الا انها محتبسة وقت تمزيقها

(۱۰) وجع مسلّی (کیلا والا درد) بھی اسی قسم کے مادّہ سے اور اسی قسم کے عضو میں (وجع ثاقب جیسے مادہ اور وجع ثاقب جیسے سخت عضو میں) پیدا ہوتا ہے۔ لیکن ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ (وجع ثاقب میں مادّہ یا ریاح طبقات کو پھاڑتے اور گھستے جاتے ہیں، اس لئے اس میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی برمہ سے چھید کر رہا ہے، اور وجع مسلی میں یہ مادّہ طبقات کے تمزیق کے وقت (طبقات کے پھاڑنے کے وقت) طبقات کے درمیان بند رہتا ہے (اس لئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے عضو کے اندر کیل گاڑ کر چھوڑ دیا ہے، جو اپنی جگہ پر قائم ہے۔ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ کوئی چھید کر رہا ہے، اور چھید کو بڑھا رہا ہے)۔

وسبب الوجع الخدري اما مزاج شديد البرد واما انسداد مسام منافذ الروح

(۱۱) وجع خدری (سن اور بے حسی کا درد) اس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ عضو کے مزاج میں برودت کا غلبہ ہوجاتا ہے، یا جبکہ اُس حسّاس روح کے باریک راستے

الحساس الجاری الی العضو بعصب او امتلاء اوعیۃ — بند ہو جاتے ہیں جو کہ اس عضو کی طرف کسی عصب کے ذریعہ پہونچ رہی تھی؛ یا اُس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ (کسی وجہ سے) رگوں میں امتلا ہو جاتا ہے (رگیں مواد سے پُر ہو کر اعصاب پر دباؤ ڈالتی ہیں)؛

وسبب الوجع الضربانی ورم حار غیر بارد اذ البارد کیف کان صلبا اولینا فانہ لا یوجع الا ان یستحیل الی الحار وانما یحدث الوجع الضربانی من الورم الحار علی ھذہ الصفۃ اذا حدث ورم حار وکان العضو المجاور لہ حساسا وکان بقربہ شریان یضرب دائما — (۱۲) وجع ضربانی (ٹیس کا درد) ہمیشہ ورم حار کی وجہ سے پیدا ہوا کرتا ہے؛ یہ ورم بارد سے نہیں پیدا ہوتا۔ کیونکہ ورم بارد سے، خواہ یہ صُلب ہو یا لَیّن (سخت ہو یا نرم)، درد پیدا ہی نہیں ہوتا۔ ہاں اس ورم سے اُس وقت درد پیدا ہو سکتا ہے جبکہ یہ بدل کر ورم حار ہو جائے۔ پھر ایسے ورم حار سے بھی وجع ضربانی اُسوقت ہوتا ہے، جبکہ اس ورم حار کے قریب کا عضو (پڑوسی) حساس ہو، اور اس کے قریب کوئی شریان برابر تڑپ رہی ہو (اور اُس شریان کی تڑپ یا لپک اُس عضو حساس کو صدمہ پہونچا رہی ہو) +

پہلے جبکہ یہ عضو سلیم تھا، اور اس میں ورم نہ ہوا تھا، اُس وقت اس میں شریان کی تڑپ کیوں نہیں معلوم ہو رہی تھی؟ اسکا جواب شیخ اس طرح دے رہے ہیں؛

لکنہ لما کان ذلک العضو سلیما لم یحس صاحبہ بحرکۃ الشریان فی غورہ فاذا الم وورم صار ضربانہ موجعا — لیکن جب یہ عضو صحیح و سالم تھا، تو شریان کی حرکت (حرکت ضربانی) عضو کی گہرائی میں (ورم کے اندر) مریض کو بالکل محسوس نہیں ہو رہی تھی، اس کے بعد جب یہ ماؤف اور متورم ہو گیا، تو اب شریان کی تڑپ اسے تکلیف دینے لگی +

اسکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ورم و تکلیف کی صورت میں مقام ماؤف کی حس بہت تیز اور ذکی ہو جایا کرتی ہے؛ نیز اس وقت شریان کی تڑپ بھی وہاں بڑھ جاتی ہے؛ نیز ورم کی وجہ سے وہاں تنگی بھی پیدا ہو جاتی ہے، اور دباؤ بڑھ جاتا ہے اس لئے اس وقت شریان کی ضربان بہت تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے +

وسبب الوجع الثقیل ورم فی — (۱۳) وجع ثقیل (بوجھل درد) کا ہے اُسوقت

عضو غیر حساس کالریة والکلیة والطحال فان ذلك الورم لثقله یجذب الی اسفل فیجذب العضو باللفافة الحساسة المحیطة وبالعلاقة التی منها منبت اللفافة فتحس اللفافة والعلاقة بانجذابه الی اسفل

پیدا ہوتا ہے جبکہ ورم کسی بے حس عضو میں ہو جیسے پھیپھڑے گردے، اور طحال؛ کیونکہ یہ ورم اپنے ثقل اور بوجھ سے نیچے کی طرف کھینچے گا؛ پھر ورم کے کھینچنے کے ساتھ عضو ماؤف مع اپنے حساس لفافہ کے جو اس پر محیط ہوتا ہے اور مع اپنے اُس علاقہ کے نیچے کی طرف کھینچے گا جس سے لفافہ پیدا ہوتا اور بنتا ہے، اسلئے عضو کے نیچے کی طرف کھینچنے کا اُس حساس لفافہ اور علاقہ کو احساس ہوگا (اور درد کے ساتھ ایک بوجھ بھی محسوس ہوگا)۔

او ورم فی عضو حساس الا ان نفس الالم قد ابطل حس العضو مثل السرطان فی فم المعدة فانه یحس بثقله ولا یوجع لابطاله الحس

اور گاہے اُس وقت (بوجھل درد) پیدا ہوتا ہے جبکہ ورم اگرچہ کسی حساس عضو میں ہو، مگر اس دُکھ نے (اس ورم نے) عضو کی قوت حس کو باطل کر دیا ہو، چنانچہ جب سرطان فم معدہ میں ہوتا ہے، تو (گاہے) اسکے بوجھ کا احساس ہوتا ہے، مگر (زیادہ) درد اس لئے نہیں ہوتا کہ اس سے فم معدہ کی حس باطل ہوجاتی ہے۔

وسبب الوجع الاعیائی اما تعب فیسمی ذلك الوجع اعیاء تعبیاً

(۱۴) وجع اعیائی (تکان کا درد) گاہے تعب (کثرتِ کار) کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس قسم کے درد کا نام اعیاء تعبی ہے۔

واما خلط ممدد ویسمی ما یحدث عنه الاعیاء التمددی

اور گاہے یہ کسی خلط مُمَدِّد (تناؤ پیدا کرنے والی خلط) کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ ایسی خلط سے جو درد پیدا ہوتا ہے، اسے اعیاء تمدّدی کہا جاتا ہے۔

واما ریح ویسمی ما یحدث عنه الاعیاء النافخ

اور گاہے یہ ریح کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اسے اعیاء نافخ (نفخ پیدا کرنے والا) کہا جاتا ہے۔

واما خلط لاذع ویسمی ما یحدث عنه الاعیاء القروحی

اور گاہے یہ خلط لاذع (تیز اور جلانے والی یا سوزش پیدا کرنے والی خلط) سے پیدا ہوتا ہے۔ اسے اعیاء قروحی کہا جاتا ہے (کیونکہ حرکت کے وقت اس

میں ایسی دُکھن اور تکلیف ہوتی ہے، جیسے قروح میں ہوا کرتی ہے)+

ویترکب منہا تراکیب کما نبینہا فی الموضع الاخص بہا

مذکورہ بالا اقسام کی ترکیب سے وجع اعیائی کی مرکب قسمیں پیدا ہوتی ہیں۔ جن کا ذکر ہم ایسے مقام پر کرینگے جو اس بیان کے لئے مخصوص ہے (یعنی اسکا ذکر فن سوئم کی دوسری تعلیم کی بارہویں فصل میں آئیگا) +

ومن جملۃ المرکبات الاعیاء المعروف بالورمی وھو مرکب من تمددی ومن قروحی

وجع اعیائی کی مرکب قسموں میں سے وہ درد ہے جو اعیاء ورمی کے نام سے مشہور ہے؛ اعیاء ورمی درحقیقت اعیاء تمددی اور اعیاء قروحی سے مرکب ہوتا ہے +

والوجع اللاذع ھو من خلط لہ کیفیۃ حادۃ

(۱۵) وجع اعیائی کی قسموں میں سے **وجع لاذع** (درد سوزاں، وہ درد جس کے ساتھ سوزش بھی ہو) اُس خلط کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، جس میں کوئی تیز کیفیت ہوتی ہے جو اعضاء میں سوزش اور جلن پیدا کرتی ہے +

الفصل الحادی والعشرون فی اسباب سکون الوجع

فصل (۲۱) تسکین درد کے اسباب

سبب سکون الوجع اما ما یقطع السبب الموجب ایاہ ویستفرغہ کالشبت وبزر الکتان اذا ضمد بہ الموضع الالم

تسکین درد کا ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ جس سبب نے درد پیدا کیا ہے، اسے دور کردیا جائے، اور (اگر وہ کوئی مادّہ ہے، تو اُسے) بدن سے خارج کردیا جائے۔ چنانچہ شبت (سویا) اور تخم کتاں (السی) کا جب دردناک مقام پر ضماد لگایا جاتا ہے، (تو تسکین درد کی یہی صورت ہوتی ہے کہ ان محلل دواؤں کے عمل سے مادہ ورم تحلیل ہوجاتا ہے) +

واما ما یرطب وینوم فتغور القوۃ الحسیۃ وتترک فعلہا کالمسکرات

تسکین درد کا دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ رطوبت بڑھائی جائے، اور نیند لائی جائے، نیند کی وجہ سے قوتِ حِس اپنے فعلِ احساس کو چھوڑ کر اندر چلی جاتی ہے، (جس سے

درد کم ہو جاتا ہے) جیسا کہ مسکرات (نشہ لانے والی چیزیں) کام کرتی ہیں) +

واما مایبرد فیخدر مثل جمیع المخدرات

تسکین درد کا تیسرا ذریعہ یہ ہے کہ برودت پیدا کر کے عضو کو بے حس کر دیا جائے، چنانچہ ساری مخدر چیزیں یہی کام کرتی ہیں +

تسکین درد کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ نفس کی توجہ کسی وجہ سے دوسری طرف ہٹ جائے۔ چنانچہ خوف کی شدت کے وقت انسان درد کو بھول جاتا ہے۔ اسی طرح غصہ وغیرہ کا حال بھی ہے۔

والمسکن الحقیقی هو الاول

لیکن مسکن حقیقی وہی پہلا ذریعہ ہے (جس سے درد کا سبب ہی دور کر دیا جاتا ہے)

الفصل الثانی والعشرون فیما یوجبه الوجع

فصل (۲۲) درد سے کیا کیا اثرات پیدا ہوتے ہیں

الوجع یحلل القوة ویمنع الاعضاء عن خواص افعالها حتے یمنع اعضاء التنفس عن التنفس اویشوش علیها فعلها بان یجعله منقطعا ومتواترا وبالجملة علے مجری غیر طبیعے

(۱) درد قوتوں کو تحلیل کر دیتا ہے (درد محلل قوت ہے)۔ (۲) درد اعضاء کو اپنے خاص افعال (اور مخصوص وظائف) سے روک دیتا ہے، یہاں تک کہ درد کی وجہ سے "اعضائے تنفس" تنفس (جیسے ضروری فعل) سے رک جاتے ہیں، یا تنفس کے فعل میں تشویش (پریشانی) آجاتی ہے چنانچہ کبھی تو تنفس منقطع ہو جاتا ہے (رک رک کر سانس چلتا ہے)، اور کبھی متواتر ہو جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ (درد کی وجہ سے بعض اوقات) تنفس کی رفتار غیر طبعی ہو جاتی ہے +

وقد یسخن العضو اولا ثم یبرده اخیرا بما یحلل وبما یهزم من الروح والحیوة

(۳) گاہے یہ ہوتا ہے کہ درد کی وجہ سے عضو پہلے گرم ہو جاتا ہے، اور آخر میں سرد۔ آخر میں سرد ہونے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ درد کی وجہ سے روح اور حرارت غریزیہ تحلیل ہو جاتی ہیں +

یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مقام درد کی طرف طبیعت متوجہ ہو کر اس طرف خون اور روح لے جاتی ہے، وہاں کی رگیں پھول جاتی ہیں، اس لئے خون اور روح کی آمد بڑھ جاتی ہے، اور وہاں کا دوران خون تیز ہو جاتا

ہے۔ اس لئے وہاں گرمی پیدا ہو جاتی ہے +

الفصل الثالث والعشرون فی اسباب اللذة فصل (۲۳) لذت کے اسباب

جس طرح "درد" مخالف چیز کے ادراک و احساس کا نام ہے، اسی طرح "لذت" مناسب چیز کے ادراک و احساس کا نام ہے۔ یہ دونوں چیزیں ایک دوسرے کی مقابل ہیں۔ اس مقام پر لذت کے اسباب اس لئے بیان کئے گئے کہ جس طرح درد مرض کے عوارض میں سے ہے، اسی طرح لذت صحت کے عوارض بدنیہ میں سے ہے جس طرح درد کے اسباب کی محض دو قسمیں ہیں: طبعی مزاج کا یک لخت بدل کر غیر طبعی ہو جانا، اور عضو کے اتصال میں تفرق واقع ہونا؛ اسی طرح:۔

هذه ایضا محصورة فی جنسین احدهما جنس ما یغیر المزاج الغیر الطبیعی دفعة لیقع به الاحساس والثانی جنس ما یرد الاتصال الطبیعی دفعة وکل ما یقع لا دفعة فانه لا یحس فلا یلذ

لذت کے اسباب بھی دو ہی جنسوں (قسموں) میں محصور ہیں: غیر طبعی مزاج کا یک لخت اور دفعۃً بدل کر طبعی ہو جانا، اور اتصال طبعی کا دفعۃً لوٹا لانا (تفرق اتصال کا دفعۃً زائل ہو جانا)۔ (یہاں ہم نے "یک لخت اور دفعۃً بدل جانا" یا "دفعۃً لوٹا لانا") اس لئے (کہا ہے) کہ اسکا احساس و ادراک ہو سکے۔ کیونکہ جو چیز "دفعۃً" واقع نہیں ہوا کرتی ہے، اُسکا احساس ہی نہیں ہوا کرتا ہے؛ اور جب اسکا احساس نہیں ہوتا ہے، تو اس سے لذت کیونکر مل سکتی ہے +

چنانچہ سوء مزاج مستوی کے غیر محسوس ہونے کی وجہ یہی بتائی گئی ہے کہ یہ چونکہ دفعۃً واقع نہیں ہوتا ہے، بلکہ مدت دراز میں تدریجاً جاگزیں ہوتا ہے، اس لئے اسکا احساس نہیں ہوتا، اور نہ اس سے درد ہوتا ہے۔ یہی حال لذت اور اسباب لذت کا ہے +

واللذة حس بالملائم وکل حس فهو بقوة حاسة ویکون الاحساس بانفعالها فاذا کان بملائم او منافٍ کان ذلک لذة او الما بحسب ما یتأثر

(کیونکہ) "لذت" مناسب چیز کے احساس کا نام ہے اور احساس یقیناً کسی نہ کسی قوت حساسہ ہی سے ہو سکتا ہے۔ اور کسی قوت کے احساس کے معنے یہ ہیں کہ وہ دوسری چیزوں سے منفعل و متأثر ہو۔ چنانچہ حسب اختلاف تأثر اسے لذت یا درد کہا جاتا ہے۔ جب کسی مناسب چیز کا احساس ہوتا ہے، (کسی مناسب چیز سے قوت حساسہ متأثر ہوتی ہے)

تو اسے لذت کہتے ہیں، اور جب کسی نامناسب (منافی)
چیز کا احساس ہوتا ہے، تو اسے درد (اَلَم) کہتے ہیں۔

اور یہ ظاہر ہے کہ کسی چیز کا احساس اُسی وقت ہوا کرتا ہے، جبکہ تغیر دفعۃً ہو؛ خواہ یہ تغیر تغیر مزاج ہو،
یا تفرق اتصال؛ جیسا کہ سوء مزاج مستوی و مختلف کے بیان میں اس کی وضاحت ہوچکی ہے۔

مثال:- تیز اور شدید بخار میں مریض کو جب نہلایا جاتا ہے، یا جب ٹھنڈی ہوا اس کے بدن میں
لگتی ہے، اور پنکھے کو ٹھنڈا کرکے اسے جھلا جاتا ہے، تو مریض کو لذت ملتی ہے۔ کیونکہ ان چیزوں کی وجہ سے
ان کے غیر طبعی مزاج میں دفعۃً تغیر واقع ہوتا ہے، اور بخار کی گرمی سردی سے تبدیل ہوجاتی ہے۔
اسی طرح بدن میں اگر کوئی کانٹا چبھا ہوا ہو، اور اس کی کھٹک تکلیف دے رہی ہو، تو کانٹے کے
نکلتے ہی مریض کو راحت و لذت ملتی ہے۔ یہ تفرق اتصال کے زائل ہونے کی مثال ہے۔ اسی طرح گرم
پانی کا ٹکور کرنا درد کی شدت میں موجب لذت و راحت ہوتا ہے، اس لئے کہ اس سے عضلات وغیرہ کے
ریشے ڈھیلے پڑجاتے ہیں، اور تفرق اتصال کی شدت میں کمی آجاتی ہے۔

ولما كان اللمس اكثف الحواس واشدها استحفاظا لما يقبله من تاثير مناف (وملائم كان احساسه الملائم عند ذوى الطبيعة الكثيفة اشد التذاذ واحساسه المنافى اشد ايلاما من الذى يختص بقوى اخر

چونکہ قوت لامسہ باقی تمام حواس کے مقابلہ میں زیادہ کثیف ہے، اور جن مناسب یا غیر مناسب تاثیرات کو قبول کرتی ہے، اُنہیں (بمقابلہ دوسرے حواس کے) زیادہ حفاظت بھی کرتی ہے، اس لئے جن لوگوں کی طبیعتیں کثیف ہیں (جو لوگ کثیف المزاج، اور کثیف الطبیعت ہیں، لطیف المزاج اور لطیف الطبیعت نہیں ہیں) ان میں، دوسری قوتوں کے احساس کی نسبت، قوت لامسہ سے مناسب چیزوں کا احساس بہت زیادہ موجب لذت ہوا کرتا ہے، اور غیر مناسب (منافی) چیزوں کا احساس بہت زیادہ موجب درد و کلفت۔

تمام حواس کو بلحاظ لطافت اور کثافت کے اگر دیکھا جائے، تو حسب تصریح حکمائے متقدمین حس بصر سب سے
لطیف تر ہے، اس کے بعد حس سمع، اور اس سے بعد حس شم، اور اس کے بعد حس ذوق، اور اس کے بعد حس لمس،
اس سے معلوم ہوا کہ حس لمس سب سے کثیف ہے۔

حس بصر کے محسوسات کی یعنی نورانی اجسام کی دور سے محض تصویریں آیا کرتی ہیں، جو طبقۂ شبکیہ میں
کھنچتی ہیں۔ دور سے کوئی جسم نہیں آتا ہے، جو آنکھ کے اندر داخل ہوجاتا ہو۔ حس سمع میں اس کے برعکس ہوا،

کی لطیف و خفیف ترین لہریں آتی ہیں، جو کان کے اندر داخل ہو کر اعصاب سامعہ سے ٹکراتی ہیں، اسلئے حِسّ سمع بمقابلہ حس بصر کے کم لطیف ہے۔ حِسّ شم میں بوئیں بخارات کے ذریعہ ناک میں داخل ہوتی ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آواز کی لہریں جس لطیف ہوا کے ذریعہ منتقل ہوتی ہیں، وہ بمقابلہ بخارات کے زیادہ لطیف ہیں۔ حِسّ ذوق میں مختلف مزے رطوبات کے ذریعہ جرم زبان تک پہونچتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ رطوبات بمقابلہ بخارات کے زیادہ کثیف ہیں۔ اور حِسّ لمس میں جلد کے ساتھ ہر سخت اور نرم جسم لگتا ہے۔ جو بمقابلہ رطوبات کے یقیناً زیادہ کثیف ہیں۔ اسی ترتیب سے ان حواس کے احساسات میں لذت و الم بھی کم و بیش حاصل ہوا کرتے ہیں۔ یعنی سب سے زیادہ لذت و الم حِسّ لمس کے احساس کی وجہ سے ہوا کرتے ہیں، اس سے کم حس ذوق سے، اس سے کم حس شم سے، اور اس سے کم حس سمع سے، اور سب سے کم حس بصر سے۔ (اسی طرح بتایا جاتا ہے) چنانچہ حِسّ لمس کی لذتوں میں لذتِ جماع سب سے آگے ہے، اور اس کے بعد اگر کسی کا درجہ آ سکتا ہے، تو کھانے پینے کی لذتوں کا درجہ آ سکتا ہے۔

الفصل الرابع والعشرون في كيفية ايلام الحركة

فصل (۲۴) حرکت کیونکر موجب درد ہو سکتی ہے؟

الحركة توجع لما يحدث معها من تمديد او رض او فسخ

حرکت کی وجہ سے درد (اگر پیدا ہوتا ہے، تو) اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ حرکت سے تناؤ پہونچتا ہے (اعصاب اور عضلات تن جاتے ہیں)، حرکت کی وجہ سے گاہے اعضاء کچل جاتے ہیں (رَضّ)، یا حرکت کی وجہ سے گاہے اعضاء پھٹ جاتے ہیں (الغرض حرکت کی وجہ سے کسی نہ کسی قسم کا تفرق اتصال واقع ہوتا ہے، جو موجبِ درد ہے، بلا تفرق اتصال کے حرکت کی وجہ سے درد نہیں ہو سکتا)۔

الفصل الخامس والعشرون في كيفية ايلام الاخلاط الردية

فصل (۲۵) اخلاط ردیہ کیونکر موجب درد ہوا کرتے ہیں؟

الاخلاط الردية توجع اما بكيفيتها كما تلذع او بكثرتها كما تمدد او باجتماع الامرين جميعًا

اخلاط ردیہ (خواہ ان کی ردائت بلحاظ کیفیت کے ہو، یا بلحاظ مقدار کے) گاہے اپنی کیفیت کی وجہ سے موجب درد ہوتے ہیں، جیسا کہ مثلاً اُس وقت ہوتا ہے جبکہ اخلاط لَذّاعہ (جلن پیدا کرنے والے) ہوتے ہیں؛

(یہ صورت سوء مزاج پیدا ہونے کی ہے) اور گاہے اپنی کمیت سے (مقدار کی زیادتی سے) موجب درد ہوتے ہیں، جیسا کہ مثلاً اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ (اخلاط کی زیادتی سے) تناؤ پہونچتا ہے (اور تناؤ کی وجہ سے اعضاء کے اتصال میں تفرق حاصل ہوتی ہے۔ یہ تفرق اتصال پیدا ہونے کی صورت ہے)۔ اور گاہے یہ دونوں صورتیں اکٹھی ہوجاتی ہیں (اخلاط کی مقدار بھی زیادہ ہوتی ہے، اور ان کی کیفیات بھی فاسد، لذاع، اور مثلاً جلن پیدا کرنے والی ہوتی ہیں) +

الفصل السادس والعشرون فی کیفیۃ ایلام الریاح

فصل (۲۶) ریاح کیونکر موجب درد ہوتی ہے

الریح توجع بالتمدید والریح الممددۃ اما ان تکون فی تجاویف الاعضاء وبطونها کالنفخۃ فی المعدۃ او فی طبقات الاعضاء ولیفها کما فی القولنج الریحی او فی طبقات العضل او تحت الاغشیۃ وفوق العظام او حول العضل بینها وبین اللحم او الجلد او مستبطنۃ لعضو ما یستبطن عضل الصدر

ریاح (اگر درد پیدا کرتی ہے، تو) تمدد (تناؤ، کھنچاؤ) پیدا کرکے درد پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ ریح مُمَدِّدَہ (تناؤ پیدا کرنے والی ریح) گاہے اعضاء کے جوفوں اور ان کے بطون کے اندر ہوا کرتی ہے، جس طرح معدہ کے اپھارہ (نفخۂ معدہ) میں ہوتا ہے۔ گاہے یہ آنتوں[ل] کے طبقات اور ان کے لیفات میں ہوا کرتی ہے، جیسا کہ قولنج ریحی کی صورت میں ہوتا ہے۔ گاہے عضلات کے طبقات میں گاہے جھلیوں کے نیچے، اور ہڈیوں کے اوپر، اور گاہے عضلات کے گرد، ان کے اور گوشت کے درمیان (جو گاہے ان کے اوپر ہوا کرتی ہے) یا عضلات کے اور جلد کے درمیان (جو ان کے اوپر ہوا کرتی ہے)۔ اور گاہے ریح اس طرح ہوتی ہے کہ وہ عضو کو اپنے گھیرے میں لے لیتی ہے، جس طرح گاہے ریح سینے کے عضلات

ل بہ نسخہ دیگر "اعضاء کے طبقات ولیفات میں" +

کو اپنے گھیرے میں لے لیا کرتی ہے +

وسرعة انفشاشها او طول لبثها هو بحسب كثرة مادتها وقلتها وغلظ مادتها ورقتها واستحصاف العضو وتخلخله

ریح کا جلد پراگندہ اور تحلیل ہو جانا، یا اسکا دیر تک تک قائم رہنا اس بات پر موقوف ہے کہ ریح کا مادہ (جس سے یہ پیدا ہو رہی ہے) زیادہ ہے، یا کم، غلیظ ہے یا رقیق اور وہ عضو ٹھوس ہے، یا پولا (جس کے اندر ریح بند ہے) +

الفصل السابع عشر في اسباب التخمة والامتلاء

فصل (۲۷) تخمہ (بدہضمی) اور امتلاء کے اسباب

هذه اما من خارج ومن البادية نمثل استعمال ما يشتد ترطيبه فلا يفتقر البدن الى ترطيب الماكول والمشروب فاذا اجتمعا كثرت المادة في البدن وفسد تصرف الطبع فيها مثل الاستكثار من الحمام وخصوصا بعد الطعام وموانع التحلل مثل الدعة وترك الرياضة والاستفراغ والترفه في الماكول والمشروب وسوء التدبير

یہ اسباب گاہے خارجی ہوتے ہیں، اور گاہے داخلی۔ **اسباب بادیہ** (خارجیہ) مثلاً ایسی چیز کا استعمال کرنا جو بدن میں بکثرت رطوبت کی اضافہ کرنے والی ہو، جب یہ صورت ہو گی، تو (ظاہر ہے کہ) بدن کو ماکول و مشروب کی رطوبت کی حاجت نہ رہے گی۔ پھر جب دونوں چیزیں اکٹھی ہو جائیں گی (یعنی بدن میں کسی ذریعہ سے رطوبت بھی بڑھائی گئی، اور اس کے بعد غذا بھی کھائی گئی)، تو یقیناً بدن میں مواد (رطوبات) کی کثرت ہو جائے گی، اور ان مواد میں طبیعت کا عمل اور اسکا تصرف بھی خراب ہو جائیگا (کیونکہ جس چیز کی ضرورت نہ ہو، طبیعت اُس چیز کی طرف توجہ بھی نہیں کیا کرتی ہے۔ اس لئے غذا، اچھی طرح ہضم ہونے کی بجائے فاسد ہو جائیگی)۔ مثلاً بکثرت حمام کرنا، اور علی الخصوص کھانا کھانے کے بعد حمام کرنا، اور مثلاً ایسی چیزوں کی زیادتی کرنا جو مانع تحلل ہوں، مثلاً آرام وسکون اختیار کرنا، اور ریاضت و استفراغ کا چھوڑ دینا۔ اور مثلاً کھانے پینے میں زیادتی اور بد پرہیزی کرنا +

واما من داخل فهو مثل ضعف القوة الهاضمة فلا تهضم وضعف القوة الدافعة او قوة الماسكة فتنحصر الاخلاط ولا تندفع او ضيق المجاري

اسباب داخلیہ، مثلاً قوت ہاضمہ کا ضعیف ہونا جس سے غذا ہضم نہ ہو سکے، قوت دافعہ کا ضعیف ہونا، (جس سے نہ غذا منہضم اپنے راستہ پر جا سکے اور نہ فضلات خارج ہو سکیں)، قوت ماسکہ کا قوی ہونا، جس سے اخلاط بند ہو جائیں، اور خارج نہ ہو سکیں، یا مجاری کا تنگ ہونا (جس سے مواد و رطوبات اپنے اپنے راستے پر نہ جا سکیں، اور رُک کر فاسد ہو جائیں)۔

الفصل الثامن والعشرون في اسباب ما يحتبس ويستفرغ

فصل (۲۸) احتباس و استفراغ کے اسباب

الاحتباس والاستفراغ قد يسهل الوقوف عليها من تامل ما قلناه في الاحتباس والاستفراغ فليقرأ من هناك

جو کچھ ہم پہلے "احتباس و استفراغ" میں بیان کر چکے ہیں، اگر اس پر غور کیا جائے، تو احتباس و استفراغ (کے اسباب) کا جاننا سہل ہے۔ اس لئے اُسی بیان کو دیکھنا چاہیے۔

الفصل التاسع والعشرون في اسباب ضعف الاعضاء

فصل (۲۹) ضعفِ اعضاء کے اسباب

اما ان يكون سبب الضعف وارداً على جرم العضو وعلى الروح الحاصل للقوة المتصرفة في العضو وعلى نفس القوة

ضعف کا سبب (جس سے اعضاء کمزور ہو جاتے ہیں، خواہ اعضائے رئیسہ ہوں، یا دوسرے) گاہے عضو کے جرم پر وارد ہوتا ہے (عضو کا جرم براہ راست اس سبب سے خراب ہو جاتا ہے)؛ اور گاہے اُس روح پر وارد ہوتا ہے جو کام کرنے والی (اصلی) قوت کی حامل ہوتی ہے؛ اور گاہے براہ راست قوت پر وارد ہوتا ہے۔

والذي يكون السبب فيه خاصاً بالعضو فاما سوء مزاج مستحكم وخصوصاً

(۱) چنانچہ وہ اسباب جو براہ راست اعضاء پر وارد ہو کر ضعف پیدا کرتے ہیں، اُن کی دو قسمیں ہیں: سوء مزاج مستحکم اور مرض ترکیب۔ (الف) سوء مزاج

البارد على ان الحار قد يفعل بما يضعف فعل البارد في الاخدار لافساده مزاج الروح كما يعرض لمن اطال المقام في الحمام بل لمن غشي عليه

میں سے سوءِ مزاج بارد خاص طور پر مضعف ہے۔ اگرچہ گاہے سوءِ مزاج حار بھی روح کے مزاج کو فاسد کرکے سوءِ مزاج بارد کے عمل کی طرح اعضاء کو ضعیف، اور انکوشن (بے حس) کردیا کرتا ہے۔ چنانچہ جو لوگ زیادہ دیر تک حمام میں قیام کرتے ہیں، بلکہ جن لوگوں کو (حمام کے اندر) بیہوشی طاری ہوجایا کرتی ہے، اُن میں یہی صورت عارض ہوتی ہے +

یعنی ان میں حمام کی وجہ سے سوءِ مزاج حار لاحق ہوتا ہے، جو ضعف اور بے حسی پیدا کردیتا ہے۔ غشی حقیقت میں ایک عمومی بے حسی ہے، جس میں تمام حواس معطل ہوجاتے ہیں +

واليابس يمنع القوى عن النفوذ بتكثيفه والرطب بارخائه وسده

سوءِ مزاج یابس اس طرح ضعف پیدا کرتا ہے کہ اعضاء میں کثافت پیدا کرکے (اور ان کے مسامات اور مسالک کو تنگ کرکے روحوں اور) قوتوں کو نفوذ کرنے سے روک دیتا ہے۔ اور سوءِ مزاج رطب اس طرح ضعف پیدا کرتا ہے کہ اس سے اعضاء ڈھیلے پڑجاتے ہیں، اور (ڈھیلے پڑنے کی وجہ سے) ان کے منافذ و مسالک بند ہوجاتے ہیں +

کیونکہ عضو کے اجزاء ڈھیلے ہوکر ایک دوسرے پر پڑجاتے ہیں، جس سے یہ باریک راستے دب کر بند ہوجاتے ہیں +

واما مرض من امراض التركيب والاخص منه بما يكون الانسان معه غير ظاهر الاذى والمرض والالم هو تهلهل نسج ذلك العضو في عصبه اذ كانت الافعال الطبيعية كلها والارادية تتم بالليف

(ب) مرضِ ترکیب: امراضِ ترکیب میں سے (ضعف پیدا کرنے کے لحاظ سے) ایک چیز خاص طور پر قابل ذکر ہے، جس میں انسان کو بظاہر نہ اذیت ہوتی ہے، نہ درد ہوتا ہے، اور نہ مرض، (مگر ان باتوں کے نہ ہونے کے باوجود ضعف پھر بھی ہوتا ہے) وہ یہ ہے کہ اس عضو کے ریشوں کی بافت (نسج۔ بُناوٹ) میں "تہلہل" واقع ہو (یعنی اُس عضو کے ریشوں کی بناوٹ ڈھیلی اور کمزور ہوجائے، جس طرح پُرانے کپڑوں کے تار کثرتِ استعمال

وتالیفہ والھضم ایضًا — سے گھس گھس کر ڈھیلے اور کمزور ہوجاتے ہیں) ۔ کیونکہ یفتقر الی الامساک الجید علی هیئة جیدة وذلک باللیف — سارے افعال، خواہ طبعیہ ہوں یا ارادیہ، لیفات (ریشوں) اوران کی ترکیب ہی سے پورے ہوا کرتے ہیں ؛ حتے کہ فعل ہضم بھی (لیفات کا محتاج ہے، کیونکہ یہ) اس امر کا محتاج ہے کہ قوت ماسکہ غذا کو اچھی طرح روکے رہے ؛ چنانچہ روکنے کا یہ کام لیفات کے ذریعہ ہوا کرتا ہے +

اعضاء کے ساتھ تعلق رکھنے والے اسباب ضعف میں اس موقعہ پر شیخ نے سوء مزاج اور امراض ترکیب کے ساتھ تفرق اتصال کو اس لئے ذکر نہیں کیا، کہ تفرق اتصال بھی دراصل مرض ترکیب میں داخل ہے۔ جیسا کہ پہلے اسکا تذکرہ آچکا ہے +

والذی یکون السبب فیه خاصًا بالروح فهو اما سوء مزاج واما تحلل باستفراغ یخصه او یکون علی سبیل اتباع لاستفراغ غیرہ — (۲) جو اسباب روح کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں (یعنی جو اسباب اولاً اور براہ راست روح پر وارد ہوکر ضعف کے موجب بنتے ہیں) وہ دو چیزیں ہیں : روح کا سوء مزاج، اور روح کا تحلیل ہوجانا ؛ خواہ وہ خود ہی تحلیل ہوجائے، (مثلاً فرحت وخوشی میں)، اور خواہ وہ کسی دوسرے استفراغ کی متابعت میں تحلیل ہوجائے، (جیساکہ فصد اور جماع کی صورت میں ہوتا ہے) +

واما الذی یختص بالقوة فکثرة الافعال وتکررها فانها توهن القوة وان کان قد یصحب ذلک تحلل الروح علی سبیل صحبة سبب لسبب — (۳) جو اسباب قوت کے ساتھ خصوصیت رکھتے ہیں (یعنی جو اسباب اولاً اور براہ راست قوت پر وارد ہوکر ضعف پیدا کرتے ہیں) وہ افعال کی کثرت اور افعال کی تکرار ہے ؛ کیونکہ کثرت عمل قوت کو کمزور کردیا کرتی ہے اگرچہ اس کے ساتھ روح بھی تحلیل ہوجایا کرتی ہے (یعنی کثرت کار سے جس طرح براہ راست قوت تحلیل ہوجاتی ہے، اسی طرح اس سے براہ راست روح بھی تحلیل ہوجاتی ہے) ۔ جس طرح (اتفاقاً) ایک سبب دوسرے سبب کے ساتھ شریک ہوجاتا ہے +

فاذا عددنا الاسباب على جهة اخرى واوردنا فيها الاسباب البعيدة التي هي اسباب لاسباب الملاصقة فتجد فيها اسباب سوء المزاج

اگر ہم ضعف کے اسباب کو دوسرے طور پر شمار کریں، اور اسباب بعیدہ (دور کے اسباب) کو بھی اس موقعہ پر ذکر کریں، جو دراصل ضعف کے اسباب ملاصقہ (اسباب واصلہ) کے اسباب ہیں (یعنی اسباب مذکورہ کے اسباب ہیں جو دراصل ضعف کے اسباب واصلہ ہیں) تو ان اسباب میں (مثلاً) سوء مزاج کے اسباب بھی داخل ہوجائیں گے ۔

ومنها فساد الهواء والماء والمأكل ومنها ما يفزع الروح اولاً مثل النتن وآسن الماء وانتشار القوى السمية في الهواء او في البدن

چنانچہ ان اسباب بعیدہ میں سے (جو ضعف کے اسباب مذکورہ کو یا سوء مزاج کو پیدا کرکے ضعف پیدا کرسکتے ہیں) ہوا، پانی، اور غذاؤں کی خرابی ہے۔ (ظاہر ہے کہ یہ چیزیں خون، روح اور اعضاء کے مزاج کو فاسد کرکے ضعف پیدا کردیتی ہیں)۔ نیز ان اسباب میں سے بعض ایسی چیزیں بھی ہیں، جن سے پہلے پہل روح گھبراتی ہے (اور اس کے بعد تحلیل ہوجاتی ہے)، مثلاً گندہ بو، اور گندہ پانی (آسن الماء) اور زہریلے اثرات کا ہوا میں یا بدن میں پھیل جانا۔ (جیسے کہ اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ ہوا میں زہریلے بخارات کسی طور پر شامل ہوجاتے ہیں، اور جبکہ کوئی زہریلا جانور ڈستا ہے، یا جبکہ کوئی زہر اندرونی طور پر استعمال کیا جاتا ہے)۔

ومن جملة اسباب الضعف ما يتعلق بالاستفراغ مثل نزف الدم والاسهال وخصوصاً فيما رق من الاخلاط وبزل مائية الاستسقاء اذا ارسل منها شئ كثير دفعة وبطّ الدبيلة الكبيرة

ضعف کے جملہ اسباب میں سے بعض وہ بھی ہیں، جو استفراغ سے تعلق رکھتے ہیں، مثلاً (۱) نزف الدم (بدن سے غیر طبعی طور پر خون نکلنا)، اور (۲) اسہال، علی الخصوص جبکہ اخلاط رقیقہ بدن سے خارج ہوں (تو ضعف زیادہ پیدا ہوتا ہے)، (۳) استسقاء (استسقاء زقی) میں بذریعہ عمل بزل کے شکم سے پانی نکالنا، بشرطیکہ بہت سا پانی یکلخت

اذا سال منها مِدَّة کثیرة دفعة وکذلک اذا انفجرت بنفسها والعرق الکثیر والریاضة المفرطة والاوجاع ایضًا فانها تحلل الروح وان کانت قد تغیر المزاج

نکال لیا جائے، (۴) کسی بڑے دُبیلہ میں شگاف دینا، جس سے بہت ساری پیپ یکبارگی خارج ہو جائے؛ (۵) علی ہذا جبکہ دبیلہ خود بخود پھوٹ پڑے۔ (۶) پسینہ کا بکثرت بہنا۔ (۷) بکثرت ریاضت کرنا۔ (۸) علی ہذا ہر قسم کے اوجاع (درد) بھی روح کو تحلیل کرکے موجب ضعف ہوا کرتے ہیں۔ اگرچہ دردوں کی وجہ سے گاہے مزاج بھی بگڑ جایا کرتا ہے +

ومن جملة هذه الاوجاع ما هو اکثر تاثیرا مثل وجع فم المعدة کان ممددًا او لاذعًا وکل وجع یقرب من نواحی القلب

پھر ان دردوں میں بعض درد (خصوصیت کے ساتھ) زیادہ اثر کرتے ہیں، مثلاً فم معدہ کا درد، خواہ یہ درد ممدد (تناؤ والا) ہو، یا لاذع (سوزاں، جلن والا)، اور سارے وہ درد جو نواحی قلب میں ہوں (قلب کے آس پاس یا خود قلب میں ہوں) +

والحمیات مما تضعف بالتحلیل والاستفراغ من البدن والروح وبتبدیل المزاج

بخاروں کی وجہ سے جو ضُعف پیدا ہوتا ہے، تو اسکی وجہ روحانی تحلیل اور بدنی استفراغ ہوتی ہے؛ نیز بخاروں کی وجہ سے (اعضا و ارواح کے) مزاج بھی بدل جاتے ہیں +

وسعة المسام من المعاونِ علی حدوث الضعف التحلیلی والجوع الکثیر من هذا القبیل

بدن کے مسامات کا کشادہ ہونا اُس ضعف کا معین و مددگار ہو جاتا ہے جو تحلل کی وجہ سے پیدا ہوا کرتا ہے (کیونکہ مسامات کی کشادگی سے تحلل اور بھی بڑھ جاتا ہے)۔ بھوک کی زیادتی بھی اسی قبیلے سے ہے (یعنی یہ بھی دوسرے اسباب کی طرح موجب ضعف ہے؛ یا یہ کہ یہ بھی مسامات کی کشادگی کی طرح ضعف تحلیلی کی مددگار ہے) +

وربما کان ضعف البدن کله تابعا لضعف عضو او جزء عضو مثل ضعف البدن بأذی یصیب

بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک عضو کی وجہ سے، یا ایک عضو کے کسی ایک حصہ کی وجہ سے سارے بدن میں ضعف لاحق ہو جاتا ہے۔ چنانچہ فم معدہ میں جب

فم المعدة حتى يحلل قوته وحتى
يكون قلبه ودماغه شديدى
الانفعال من الموذيات اليسيرة
فيكون هذا الانسان سريع
الضجر والانخلال من ادنى شئ
وربما كان سبب الضعف كثرة
مقاساة الامراض
وقد يكون بعض الاعضاء
فى الخلقة اضعف من بعض او
اضعف من غيره كالرية
والدماغ فيكون اشد
قبولا لما يدفعه اليه القوى
فى الخلقة عن نفسه ولولم
يخص الدماغ بارتفاع
موضعه لكان يمنى من هذا
الباب بما لايطيق ولايبقى
معه قوته

کوئی اذیت ہوتی ہے، تو لگا ہے سارا بدن کمزور ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ قوتیں نڈھال ہو جاتی ہیں، اور حتی کہ ایسے شخص کا قلب اور دماغ ذرا ذراسی اذیتوں سے بہت زیادہ متأثر ہوا کرتا ہے؛ یہی وجہ ہے کہ ایسا شخص معمولی باتوں سے بہت جلد بیقرار ہو جایا کرتا، اور اس کی قوتیں نڈھال ہو جایا کرتی ہیں۔

بعض اوقات ضعف کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ مریض ایک عرصہ سے مرضوں کا مقابلہ کر رہا ہے۔

بعض اعضاء خِلقۃً (پیدائشی طور پر) دوسرے اعضاء سے کمزور ہوتے ہیں (مثلاً ایک آنکھ دوسری آنکھ سے اور ایک کان دوسرے کان سے کمزور ہوتا ہے؛ یا بدن کے بعض اعضاء، دوسری نوعیت کے اعضاء سے کمزور ہوتے ہیں)، مثلاً پھیپھڑے اور دماغ (بدن کے دوسرے اعضا سے بلحاظ اپنی مخصوص ساخت کے کمزور ہیں)؛ اس لئے جو اعضاء خلقۃً قوی ہیں، وہ جب اپنے فضلات کو دفع کرتے ہیں، تو یہ کمزور اعضاء ان فضلات کو (اپنی خلقی کمزوری کیوجہ سے) قبول کرنے کے لئے بہت زیادہ آمادہ اور تیار ہوتے ہیں۔ اگر دماغ کے محل وقوع میں یہ خصوصی بلندی نہ ہوتی (یعنی اگر دماغ اس طرح سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا) تو اس قسم کی (اور اس قبیلے کی) ناقابل برداشت مصیبتوں میں یہ گرفتار رہتا، اور اس کی قوتیں برباد ہو جاتیں۔ (اسلئے کہ دماغ کا جرم نہایت نازک اور نرم ہے۔ دوسرے خسیس اعضاء کی طرح اس میں زیادہ برداشت کہاں)

التعلیم الثالث

تعلیم سوم

وهو احد عشر فصلا وجملتان

(بیان اعراض و دلائل) اس تعلیم میں گیارہ فصلیں اور دو جملے ہیں +

الفصل الاول من کلام کلی فی الاعراض والدلائل

فصل (۱) اعراض و دلائل (علامات) کا عمومی تذکرہ

والاعراض والعلامات التی تدل علی احدی الحالات الثلث المذکورة باحدی ثلث دلالات اما علی امر حاضر قال جالینوس وینتفع به المریض وحده فیما ینبغی ان یفعل

اعراض وعلامات جو بدنِ انسان کی تینوں مذکورہ حالتوں (صحت، مرض، اور حالتِ ثالثہ) میں سے کسی حالت کو بتاتے ہیں، وہ تین طُرق میں سے کسی ایک طریقہ پر دلیل و علامت بنتے ہیں: (۱) کسی موجودہ حالت کو بتاتے ہیں. (۲) کسی گذشتہ حالت کو بتاتے ہیں. (۳) کسی ہونے والی حالت کو بتاتے ہیں. (۱) جب یہ کسی موجودہ حالت کو بتاتے ہیں، (جبکو دالّ کہتے ہیں) تو جالینوس کہتا ہے کہ اس سے محض مریض کو نفع پہونچتا ہے. جس سے وہ مناسب تدبیر عمل میں لاسکتا ہے +

واما علی امر ماض قال وینتفع به الطبیب وحده اذ قد یستدل بذلك علی تقدمه فی صناعته فتزداد الثقة بمشورته

(۲) جب یہ علامتیں کسی گذشتہ حالت کو بتاتی ہیں (جبکو مُذَکِّر کہتے ہیں) تو اس سے. حسبِ قول جالینوس محض طبیب کو نفع پہونچتا ہے. کیونکہ گذشتہ احوال کے بتا دینے سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ یہ طبیب کہاں تک اپنے پیشہ میں بڑھا ہوا ہے. اس لئے اس کے مشورہ پہ زیادہ بھروسہ کیا جاتا ہے +

واما علی امر مستقبل فان وینتفعان به جمیعا اما الطبیب فیستدل به علی تقدمه فی

(۳) جب یہ علامتیں کسی ہونے والی حالت (حالت مستقبلہ) کو بتاتی ہیں (جسے تَقْدِمَۃُ المَعْرِفَۃ کہا جاتا ہے) تو اس سے طبیب اور مریض دونوں کو فائدہ پہونچتا ہے، طبیب کو

معرفتہ واما المریض فیقف منہ علی واجب تدبیرہ

تو اس وجہ سے فائدہ پہونچتا ہے کہ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ طبیب کے معلومات بہت بڑھے ہوئے ہیں، (بشرطیکہ جو کچھ اس نے خبر دی ہے، وہ صحیح اترے) اور مریض کو اس وجہ سے فائدہ پہونچتا ہے کہ وہ (اس علم کی وجہ سے قبل از وقت) مناسب تدبیر سے آگاہ ہوجاتا ہے، (اور وہ مناسب روک تھام کرنے پر قادر ہوجاتا ہے)

جب کوئی مریض کسی طبیب کے پاس آتا ہے، تو وہ ابتدائً صحیح تشخیص، اور اس کے بعد صحیح علاج کا طالب ہوتا ہے۔ اور یہ ہر شخص جانتا ہے کہ ہر مرض کی تشخیص آسان نہیں ہے۔ بیشتر اوقات ماہرین فن تشخیص صحیح سے عاجز ہوتے ہیں۔ اسلئے جالینوس کا یہ کہنا مقام غور ہے کہ جب علامتوں کے ذریعہ کوئی موجودہ حالت بتائی جاتی ہے، درانحالیکہ یہی کام تشخیص کا ہے، تو اس سے محض مریض کو فائدہ پہونچتا ہے، اور طبیب کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہونچتا۔ اسی طرح دوسری صورت میں بھی (جبکہ مریض کو سابقہ حالات کی اطلاع دی جائے) یہ امر قابل غور ہے کہ اس سے محض طبیب کو فائدہ پہونچتا ہے، مریض کو نہیں۔ بلکہ بعض اوقات پچھلے حالات کی وجہ سے موجودہ حالات کے علاج و تدبیر میں رعایت کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے پچھلی باتوں کے علم سے مریض کو بھی گاہے فائدہ پہونچتا ہے (گیلانی مع تغیر و اضافہ) +

جن علامتوں سے ہم صحت کو پہچان سکتے ہیں، انہیں علامات صحّیّہ کہا جاتا ہے، اور جن سے ہم مرض کو پہچان سکتے ہیں، انہیں علامات مرضیہ۔ چنانچہ اب ہر ایک کی تفصیل بیان کی جاتی ہے +

والعلامات الصحیحۃ منہا ما یدل علی اعتدال المزاج و سنذکرہ فی موضعہ ومنہا ما یدل علی استواء التركيب

علامات صحیہ (علاماتِ صحت) میں سے بعض تو وہ ہیں جو اس امر کو بتاتے ہیں کہ بدن کا مزاج اعتدال پر ہے اسکو ہم اپنے مقام پر ذکر کریں گے۔ اور بعض وہ ہیں جو اس امر کو بتاتے ہیں کہ بدن کی ترکیب درست ہے (کیونکہ صحت کے معنے ہی یہی ہیں کہ بدن کے تمام افعال سلیم ہوں۔ اور افعال اسی وقت سلیم ہوسکتے ہیں، جبکہ مزاج اور ترکیب یعنی بدن کی ساخت، دونوں درست ہوں) +

فمنہا جوہریۃ وھی مثل ان یکون الخلقۃ والوضع والمقدار

چنانچہ جو علامتیں ترکیب و ساخت کی درستی کو بتاتی ہیں، ان میں بعض علامات جوہریہ ہیں، بعض

والعدد علی ماینبغی وقد فصّلت هذه الاقوال ومنها عرضیة بمنزلة الحسن والجمال ومنها تمامیة وهی من تمام الافعال واستمرارها علی الکمال فکل عضو تم فعله فهو صحیح

علامات عرضیہ ہیں، اور بعض علامات تمامیہ. علامات جوہریہ کی مثال (جو ترکیب کی خوبی اور درستی کو بتاتے ہیں) یہ ہے کہ اعضاء کی خلقت، وضع، مقدار اور عدد اُسی طور پر ہوں، جس طور پر انہیں ہونا چاہئے. ان باتوں کی پوری تفصیل گذر چکی ہے. علامات عرضیہ کی مثال (جو ترکیب کی درستی کو بتاتے ہیں) حسن و جمال ہے؛ اسی طرح (ترکیب اعضاء اور ساخت کی خوبی کی) علامات تمامیہ یہ ہیں کہ بدن کے افعال تام ہوں. اور کامل طور پر جاری ہوں. چنانچہ (یہ مسلم ہے کہ) جس عضو کے افعال تام اور کامل ہوں، وہ عضو صحیح ہے +

علامات جوہریہ اُن علامات کو کہتے ہیں جو کسی شئے کی ذات اور حقیقت سے تعلق رکھتے ہوں. مثلاً اعضاء کی خلقت، عدد، مقدار، اور وضع کا درست یا خراب ہونا. یہ سب چیزیں اعضاء کی ذات اور ان کی حقیقت سے تعلق رکھتی ہیں. علامات عرضیہ اُن علامات کو کہتے ہیں، جو اس کی ذات اور حقیقت سے تعلق نہ رکھتے ہوں، بلکہ دیگر خارجی امور سے اور اسکے عوارض سے تعلق رکھتے ہوں. مثلاً اعضاء کا خوبصورت یا بدصورت ہونا. خوبصورتی اور بدصورتی اعضاء کی ذات اور حقیقت و ماہیت سے تعلق رکھنے والی چیز نہیں ہے؛ بلکہ یہ دیگر بیرونی امور میں سے ہے +

علامات تمامیہ وہ ہیں جو کسی چیز کی غرض و غایت اور اس کے فعل سے تعلق رکھتے ہوں. مثلاً اعضاء کی غرض و غایت ان کے افعال ہیں. اب یہ دیکھنا ہے کہ افعال درست ہیں. یا نہیں +

اس بیان سے ثابت ہوا کہ جس طرح اعتدالِ ترکیب اور ساخت کی درستی کے لئے تین قسم کی علامتیں، جوہریہ، عرضیہ، اور تمامیہ. ہوتی ہیں. اسی طرح ترکیب و ساخت کی خرابی کی بھی یہی تین قسم کی علامتیں پائی جاتی ہیں. جو مذکورہ بالا علامات کے خلاف ہوتی ہیں، مثلاً عدد، مقدار وغیرہ کا نادرست ہونا اعضاء کا بدصورت ہونا، اور ان کے افعال کا ناتمام ہونا +

پھر یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جس طرح ترکیب و ساخت کی درستی اور خرابی کے لئے یہ تین قسم کی علامتیں پائی جاتی ہیں. اسی طرح یہ تینوں اصطلاحات عرضیات مزاج کے لئے بھی بولی جاتی ہیں. مثلاً مزاج کا معتدل ہونا صحت مزاج کے لئے یا حرارت و برودت کا غلبہ ہونا مرض کے لئے "علامت جوہری"

ہے، لمس کا گرمی، سردی، نرمی، خشکی میں معتدل ہونا صحتِ مزاج کے لئے، اور اس کا غیر معتدل ہونا مرض کے لئے "علامتِ عرضی" ہے۔ اسی طرح تمام قوتوں کا قوی ہونا صحتِ مزاج کے لئے، اور ان کا پریشان یا ناتمام ہونا مرض کے لئے "علامت تمامی" ہے +

چونکہ اعضائے رئیسہ اشرف اعضاء ہیں، اور بڑے بڑے افعال کے لئے یہ مبادی ہیں، اس لئے ذیل میں ان کی صحت کی علامتیں ان کے افعال سے بتائی گئی ہیں۔ خواہ یہ علامات مزاج سے متعلق ہوں، یا ترکیب و ساخت سے:

ووجه الاستدلال من الافعال على الاعضاء الرئيسة اما على الدماغ فباحوال الافعال الارادية وافعال الحس وافعال التوهم

اعضائے رئیسہ کے حالات ان کے افعال سے اس طرح معلوم کئے جاتے ہیں: دماغ کے حالات معلوم کرنے کے لئے ان کے ارادی افعال دیکھے جائیں (کہ وہ درست ہیں یا نہیں؟) حس اور وہم کے افعال دیکھے جائیں۔ (حس میں دونوں شامل ہیں، حواس ظاہرہ اور حواس باطنہ۔)

واما على القلب فبالنبض والنفس واما على الكبد فبالبراز والبول فان ضعفها يتبعه براز وبول شبيهان بغسالة اللحم الطرى

قلب کے حالات معلوم کرنے ہوں، تو نبض و تنفس کے افعال دیکھے جائیں۔ جگر کے حالات معلوم کرنے ہوں، تو بول و براز کو دیکھا جائے، چنانچہ ضعفِ جگر کی حالت میں (بعض اوقات) بول و براز دونوں تازہ گوشت کے دھوون (غسالۂ لحم) کے مشابہ آنے لگتے ہیں +

والاعراض الدالة على الامراض منها دالة على نفس المرض كاختلاف النبض في السرعة في الحمى فانه يدل على نفس الحمى

جو اعراض و علامات امراض پر دلالت کرتے ہیں (امراض کے نشانات بنتے ہیں) ان میں سے بعض علامتیں نفسِ مرض پر دلالت کرتی ہیں، مثلاً بخار میں نبض کا بدل کر سریع (تیز) ہوجانا نفس بخار کو بتاتا ہے (یعنی جب بخار ہوتا ہے تو نبض میں کم و بیش سرعت ضرور آجاتی ہے، جو محض بخار کی علامت ہے، نہ مرض کے مقام کی، یا مرض کے سبب کی) +

ومنها دالة على موضع المرض كالنبض المنشارى اذا كان

بعض علامتیں مقامِ مرض پر دلالت کرتی ہیں (مقامِ مرض کو بتاتی ہیں) مثلاً نبض کا منشاری ہونا، اس حالت

الوجع فی نواحی الصدر فانہ یدل علی ان الورم فی الغشاء والحجاب وکالنبض الموجی فی مثلہ فانہ یدل علی ان الورم فی جرم الریۃ

یں کہ درد نواح سینہ (قسم صدری) میں ہو، اس امر کو بتاتا ہے کہ ورم غشاء میں (غشاء الصدر میں) اور حجاب حاجز میں ہے (ذات الجنب ہے)؛ اور مثلاً نبض کا موجی ہونا اسی قسم کی حالت میں اس امر کو بتاتا ہے کہ ورم پھیپھڑے کے جرم میں ہے (ذات الریہ ہے) +

ومنہا دالۃ علی سبب المرض کعلامات الامتلاء باختلاف احوالہا الدالۃ کل فن منہا علی فن من الامتلاء

بعض علامتیں سببِ مرض کو بتاتی ہیں، مثلاً امتلاء کی مختلف قسم کی علامتیں جو امتلاء کی مختلف حالتوں میں پائی جاتی ہیں، اور امتلاء کی مختلف نوعیتوں کی خبر دیتی ہیں +

مثلاً خونی امتلاء کی علامتیں مخصوص ہوتی ہیں، اور بلغم کے امتلاء کی علامتیں اور ہوتی ہیں، اسی طرح صفراء اور سوداء کے امتلاء کی علامتیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ مواد مرض کے اسباب ہوا کرتے ہیں +

والاعراض منہا ما ھی موقتۃ تبتدی وتنقطع مع المرض کالحمی الحادۃ والوجع الناخس وضیق النفس والسعال الیابس والنبض المنشاری مع ذات الجنب

بعض اعراض و علامات مُؤَقَّتَہ (ایک خاص وقت کے لئے مخصوص) ہوتے ہیں جو مرض کے ساتھ شروع ہوتے، اور مرض ہی کے ساتھ ختم ہو جاتے ہیں۔ مثلاً حمی حادّہ (تیز بخار)، چُبھتا ہوا درد، سانس کی تنگی، خشک کھانسی، نبض منشاری، یہ سب چیزیں ذات الجنب کے ساتھ شروع ہوتیں، اور اسی کے ساتھ ختم ہو جایا کرتی ہیں +

ومنہا ما لیس لہ وقت معلوم فتارۃ یتبع المرض وتارۃ لا یتبع مثل الصداع للحمی

اور بعض اعراض اور علامتوں کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا (غَیرمُؤَقَّتَہ)۔ چنانچہ ایسے اعراض گاہے کسی مرض کے تابع ہوتے، اور گاہے کسی مرض کے تابع نہیں ہوتے، مثلاً دردسر بخار کے لئے (اسی قسم کا عرض ہے، جو گاہے بخار کے ساتھ ہوتا ہے، اور گاہے بخار کے بغیر بھی ہوتا ہے) +

ومنہا ما یاتی اخر الامر فمن

انہیں غیر مُوقت اعراض میں سے بعض وہ ہیں جو

ذلك علامات البحران ومن ذلك علامات النضج ومن ذلك علامات عدم النضج ومن ذلك علامات العطب وهذه اكثرها في الامراض الحادة	انجام کار میں (مرض کے آخر میں) پیدا ہوتے ہیں، مثلاً بحران کی علامتیں، اور مثلاً نضج کی علامتیں، اور مثلاً عدم نضج کی علامتیں (اُس وقت جبکہ نضج کی علامتیں ظاہر ہونی چاہیئے تھیں)؛ اور مثلاً وہ علامتیں جن سے سمجھا جاتا ہے کہ مریض ہلاک ہونے والا ہے۔ یہ (ہلاکت کی علامتیں) زیادہ تر امراض حادہ میں پائی جاتی ہیں ؞
والعلامات منها ما يدل على امراض في ظاهر الاعضاء وهي ماخوذة اما عن المحسوسات الخاصة مثل احوال اللون واحوال اللمس في الصلابة واللين والحر والبرد وغير ذلك	بعض علامات بیرونی اعضاء کے امراض کا پتہ دیتی ہیں، پھر یہ گاہے محسوسات خاصہ (جو خاص خاص حواس سے معلوم ہوتی ہیں) سے وابستہ اور ماخوذ ہوتی ہیں، مثلاً اعضاء کے رنگ کے حالات، اور سختی و نرمی اور گرمی وسردی وغیرہ کے لحاظ سے لمس کے حالات ؞
واما من المحسوسات المشتركة وهي الماخوذة من خلق الاعضاء واوضاعها وحركاتها وسكوناتها	اور گاہے محسوسات مشترکہ سے وابستہ ہوتی ہیں (جو بجائے ایک کے کئی حواس سے محسوس ہو سکتی ہوں)۔ مثلاً وہ علامتیں جو اعضاء کی خلقت، وضع، حرکت اور سکون سے تعلق رکھتی ہیں۔ (اور یہ ظاہر ہے کہ عضو کی وضع خلقت، حرکت و سکون اور مقدار جس طرح آنکھ سے محسوس ہو سکتی ہے، اسی طرح قوت لامسہ سے بھی محسوس ہو سکتی ہے) ؞
وربما دل ذلك منها على الاحوال الباطنة مثل اختلاج الشفة على القئ	حرکت سے تعلق رکھنے والی علامتیں گاہے اندرونی حالات کا پتہ بھی دیتی ہیں، مثلاً ہونٹھ کا پھڑکنا قے کو بتاتا ہے ؞
ومقاديرها هل زادت اونقصت واعدادها	اسی طرح اعضاء کی مقدار اور عدد کہ یہ گھٹ گئے ہیں، یا بڑھ گئے ہیں (اُن علامات میں سے ہیں جو مشترک محسوسات سے تعلق رکھتے ہیں، اور بیرونی امراض کو بتاتے ہیں) ؞

وربما دل ذلك منها على احوال اعضاء باطنة مثل قصر الاصابع على صغر الكبد

پھر ان علامات عدد و مقدار میں سے بعض اعضاء کے اندرونی حالات کو بتاتے ہیں، مثلاً انگلیوں کا چھوٹا ہونا اس امر کی علامت ہے کہ اس شخص کا جگر بھی چھوٹا ہے +

والاستدلال من البراز مثل ما فی الیرقان هل هو اسود او اصفر بصری ومن القراقر على النفخ وسوء الهضم سمعی

براز سے استدلال کرنا (براز کو دلیل و علامت بنانا اور اس سے رہنمائی حاصل کرنا) مثلاً یرقان میں یہ دیکھنا کہ براز سیاہ ہے یا زرد، یہ حِس بصر سے تعلق رکھتا ہے (بصری ہے)۔ اسی طرح قراقر سے نفخ اور سوء ہضم کو دریافت کرنا حِس سمع سے تعلق رکھتا ہے (سمعی ہے) +

ومن هذا القبيل الاستدلال من الروائح ومن طعوم الفم وغير ذلك

اسی طرح بوؤں سے اور مُنہ کے مزوں، اور اسی قسم کی دوسری چیزوں سے استدلال کرنا (حالاتِ بدن کا پتہ چلانا) اسی قبیلے سے ہے (یعنی اُن علامات کے قبیلے سے ہے جو محسوسات خاصہ سے تعلق رکھتی ہیں) +

والاستدلال من تحدب الظفر على السل والدق بصری ولكن من باب المحسوسات المشتركة

ناخن کی گولائی (خمیدگی، تحدب) سے سل اور دق کا پتہ چلانا اگرچہ حس بصر سے تعلق رکھتا ہے (بصری ہے) مگر یہ محسوسات مشترکہ کے قبیلے سے ہے (کیونکہ ناخن کی گولائی جس طرح آنکھ سے محسوس ہو سکتی ہے، اسی طرح قوت لمس یعنی چھونے سے بھی) +

وقد يدل المحسوس الظاهر منها على امر باطن كما يدل حمرة الوجنة على ورم الرية وتحدب الظفر على قرحة الرية

محسوسات ظاہرہ سے گاہے اندرونی باتیں بھی معلوم ہوا کرتی ہیں، مثلاً رخسارہ کی سُرخی (حُمرۃ الوجنہ) پھیپھڑے کے ورم (ذات الریہ) کو بتاتی ہے، اور ناخن کی گولائی (تَحَدُّبُ الظُّفر) پھیپھڑے کے قرحہ کو +

والاستدلال من الحركات والسكونات مما يقتضى فضل بسط نبسطه

جو علامتیں حرکات و سکونات سے تعلق رکھتی ہیں، وہ زیادہ بسط و تفصیل کی محتاج ہیں، اس لئے ہم ان کو زیادہ تفصیل سے بیان کرتے ہیں:

والاعراض الماخوذة من باب

چنانچہ جو اعراض سکون کے قبیل سے ہیں، اُن کی

السکون هی مثل السکتة والصرع والغشی والفالج والماخوذة من باب الحرکة فهی مثل القشعریرة والنافض والفواق والعطاس والتثاؤب والتمطی والسعال والاختلاج والتشنج عند مایبتدی بتشنج

مثال سکتہ، صرع[۵۱]، غشی، اور فالج ہیں۔ اور جو اعراض حرکت کے قبیلے سے ہیں، اُنکی مثال قشعریرہ (جھرجھری)، لرزہ، ہچکی، چھینک، تثاؤب (جمھائی)، تمطی (انگڑائی)، کھانسی، اختلاج (پھڑکن)، تشنج (اینٹھن) ہے، جبکہ تشنج کی ابتداء ہوتی ہے (ورنہ ایک عرصہ کے بعد اعضاء تشنجی حالت میں، یعنی اینٹھے ہوئے، قائم و ساکن ہو جاتے ہیں) +

فمن ذلك ما هو عن فعل الطبیعة الاصلیة کالفواق ومن ذلك ما هو من فعل طبیعة عارضة کالتشنج والرعشة

پھر ان حرکات و عوارض میں سے بعض تو وہ ہیں۔ جو اصلی طبیعت کے فعل سے پیدا ہوتے ہیں، جیسے ہچکی (ہچکی ایک ایسی حرکت ہے، جو چھینک کی طرح تندرستی کی حالت میں ہوا کرتی ہے، بشرطیکہ یہ دونوں پائدار نہ ہو جائیں، ورنہ اسے مرض کہا جاتا ہے)، اور بعض عارضی طبیعت کے فعل سے پیدا ہوتے ہیں، مثلاً تشنج اور رعشہ +

ومنها ما هی ارادیة صرفة کالقلق والململة

علیٰ ہذا بعض ان میں سے (ان عوارض و حرکات میں سے) محض ارادی ہیں، مثلاً قلق (بے چینی اور بیقراری) اور ململہ (بستر پر کروٹیں بدلتے رہنا)

مَلمَلَہ اوسط درجہ کی بے چینی کو کہتے ہیں، جس میں بستر پر انسان کو قرار نہیں ہوتا +

ومنها ما هی مرکبة من طبیعیة وارادیة مثل السعال والبول

اور بعض ارادی اور طبعی دونوں حرکتوں سے مرکب ہوتے ہیں، مثلاً کھانسنا، اور پیشاب کرنا +

فمن ذلك ما تسبق فیه الارادة الطبیعة مثل السعال ومنها ما تسبق فیه الطبیعة الارادة اذا لم یتبادر الیه الارادة مثل البول والبراز

پھر ان مرکب حرکات میں سے بعض تو وہ ہیں جن میں طبیعت سے پہلے ارادہ کام کرتا ہے، جیسے کھانسنا۔ اور بعض وہ ہیں جن میں ارادہ سے پہلے طبیعت کام کرتی ہے، بشرطیکہ قوت ارادیہ اودھر جلد متوجہ نہ ہو (بلکہ کسی وجہ سے اس میں تاخیر واقع ہو جائے) جیسے پیشاب کرنا اور پاخانہ پھرنا +

---

[۵۱] صرع کی ابتدائی حالت حرکت کے قبیلے سے ہے، اور اس کے بعد سکون کے قبیلے سے، کیونکہ اعضاء میں پہلے تشنج و اضطراب ہوتا ہے اور اس کے بعد مریض ساکن و بیہوش پڑا رہتا ہے +

کھانسنا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ان سب کو دو حرکتوں سے مرکب کہنے کا مدعا یہ ہے کہ اگرچہ ان حرکات کا اصلی مبدأ طبیعت ہے، لیکن ارادہ کی قوت سے ہم ان طبعی حرکات میں تغیر پیدا کرسکتے ہیں؛ جیسا کہ تنفس کی حرکت کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ یہ ایک طبعی حرکت ہے، جس میں قوت ارادیہ سے تغیر پیدا کیا جا سکتا ہے، اور اس کی طبعی رفتار کو بدل دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح کھانسی کی حرکت اگرچہ ایک طبعی حرکت ہے، مگر یہ سینے کے عضلات سے پوری ہوتی ہے، جنکو انسان اپنے ارادہ سے کسی حد تک روک سکتا ہے، اس لئے کھانسی میں بھی کسی حد تک تغیر پیدا کرسکتا، اور اس کی حرکت کو کسی حد تک روک سکتا ہے، اس لئے کھانسی کی حرکت اس لحاظ سے "ارادی" بھی ہوئی۔ لیکن معدہ کی حرکات کا اور آنتوں کی حرکات کو انسان روکنے پر قادر نہیں ہے، اسلئے یہ حرکات محض "طبعی" ہونگی۔ (خلاصۂ قول گیلانی) +

شیخ کا یہ کہنا کہ کھانسی کی حرکت میں طبیعت سے پہلے ارادہ کام کرتا ہے، اور پیشاب کرنے اور پاخانہ پھرنے میں ارادہ سے پہلے طبیعت کام کرتی ہے، قابل غور ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس بارہ میں دونوں کی حالت ایک ہے۔ طبیعت ارادہ سے پہلے دونوں جگہ کام کرتی ہے۔ (مترجم) +

والعارض عن طبیعۃ دون ارادۃ منہ ما یکون المنبہ علیہ الحس کالقشعریرۃ ومنہ ما لا ینبہ علیہ الحس فانہ لا یحس کالاختلاج

جو حرکات محض طبیعت کے فعل سے صادر ہوتی ہیں اور ان میں ارادہ کو کوئی دخل نہیں ہوتا، ان کی دو قسمیں ہیں؛ ایک قسم کی مُنَبِّہْ (محرک، آگاہ کرنے والی) تو حس ہوتی ہے مثلاً قشعریرہ (پھریری اُٹھنا)۔ اور دوسری قسم کی منبہ و محرک حس نہیں ہوتی ہے، مثلاً اختلاج (کسی عضو کا پھڑکنا) +

قشعریرہ یعنی پھریری سے پہلے ایک قسم کی سردی یا کسی خلط کی سوزش محسوس ہوا کرتی ہے؛ اسکے برعکس اختلاج یعنی کسی عضو کے پھڑکنے سے پہلے کسی قسم کا احساس نہیں ہوا کرتا ہے +

وھذہ الحرکات تختلف اما باختلاف ذواتھا فان السعال اقوی فی نفسہ من الاختلاج

یہ حرکات (بچند وجوہ) اختلاف رکھتی ہیں (استقراء یعنی تجسس و تلاش سے ثابت ہوا ہے کہ ان حرکات کی سات قسمیں ہیں) (۱) گاہے ان حرکات کا اختلاف ان حرکات کی ذات کی وجہ سے ثابت ہوتا ہے، چنانچہ کھانسی کی حرکت فی نفسہ اختلاج کی حرکت سے قوی ہوتی ہے +

واما باختلاف عدد المحرکات

(۲) گاہے محرک کی تعداد کے لحاظ سے ان حرکات

فان العطاس اكثر عدد المحركات من السعال لان السعال يتم بتحريك اعضاء الصدر واما العطاس فيتم باجتماع تحريك اعضاء الصدر والراس جميعا

میں اختلاف ہوتا ہے، چنانچہ چھینک کے محرکات بلحاظ تعداد کے کھانسی کے محرکات سے زیادہ ہیں۔ کھانسی کی حرکت محض اعضائے صدر کی تحریک سے پوری ہو جاتی ہے، اور چھینک میں اعضائے صدر اور اعضائے سر دونوں حرکت کرتے ہیں+

یہ اصول اگرچہ صحیح ہے کہ بعض حرکات کے محرکات زیادہ ہوتے ہیں، اور بعض کے کم، مگر یہ مثال قابل غور ہے؛ چھینک اور کھانسی، دونوں صورتوں میں سینے کے عضلات اور ان کے ساتھ شکم کے عضلات کام کرتے ہیں، چھینک کی حالت میں دماغ کا حرکت کرنا ثابت نہیں ہے +

واما بمقدار الخطر فيها فان حركة الفواق اليابس اعظم خطرا من حركة السعال الرطب وان كان السعال اقوى

(۳) گاہے یہ حرکات خطرہ کی مقدار کے لحاظ سے اختلاف رکھتی ہیں۔ چنانچہ فواق یابس (خشک ہچکی جو پائدار ہوتی ہے) بمقابلہ سعال رطب کے (تر کھانسی کے جس میں بلغم خارج ہو رہا ہو) زیادہ خطرناک ہے۔ اگرچہ کھانسی کی حرکت (ہچکی کے مقابلہ میں) زیادہ قوی ہے +

واما بما تستعين به الطبيعة فقد تستعين بالة ذاتية اصلية كما تستعين فى اخراج الثفل بعضل البطن وقد تستعين بالة غريبة كما تستعين فى السعال بالهواء

(۴) گاہے یہ حرکات اس لحاظ سے اختلاف رکھتی ہیں کہ طبیعت کس چیز سے امداد حاصل کر رہی ہے، چنانچہ طبیعت گاہے کسی ذاتی اور اصلی آلہ سے امداد لیتی ہے، جس طرح اخراج براز میں طبیعت شکم کے عضلات سے امداد لیتی ہے، اور گاہے طبیعت کسی اجنبی (غریب اور خارجی) آلہ سے امداد لیتی ہے، جس طرح طبیعت کھانسے میں بیرونی ہوا سے امداد لیتی ہے +

کھانسی کی صورت میں سانس کے ذریعہ ہوا پھیپھڑے کے اندر کھینچی جاتی ہے، اور پھر اس کو جھٹکے کے ساتھ خارج کیا جاتا ہے۔ یہ ہوا چونکہ جھٹکے کے ساتھ خارج ہوتی ہے، اس لئے یہ اپنے ساتھ بلغم وغیرہ کو باہر لے جاتی ہے۔ اس طرح یہ بیرونی ہوا پھیپھڑے کے فضلات کے خارج کرنے میں امداد کرتی ہے +

واما باختلاف المبادی لها

(۵) گاہے یہ حرکات اُن اعضاء کے لحاظ سے

من الاعضاء مثل السعال والتھوع اختلاف رکھتی ہیں، جو ان کے مبادی ہیں، جیسے کھانسی اور ابکائی +

"کھانسی کی حرکت کا مبدأ و مصدر عضلات صدر ہیں، اور تہوع یعنی ابکائی کا مبداء معدہ" یہ تو آملی وغیرہ کے الفاظ ہیں۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ جس طرح کھانسی کی صورت میں سینے کے عضلات کے ساتھ شکم کے عضلات بھی کام کرتے ہیں، اسی طرح تہوع یعنی ابکائی میں معدہ کی حرکت کے ساتھ شکم کے عضلات بہت زیادہ زور سے سکڑتے ہیں، حتیٰ کہ مریض کے شکم کے عضلات دُکھنے لگ جاتے ہیں +

واما باختلاف القوی الفعالة فان الاختلاج مبدؤه طبیعی والسعال نفسانی (۶) گاہے یہ حرکات بلحاظ اپنے قوائے فعالہ کے (بلحاظ اپنی محرک قوتوں کے) اختلاف رکھتی ہیں، مثلاً اختلاج اور کھانسی۔ اختلاج کا مبدأ (محرک) طبعی قوت ہے، اور کھانسی کا مبدأ نفسانی قوت ہے +

اختلاج کی حرکت خالص حرکت طبعی ہے، اور کھانسی کی حرکت میں ارادہ کی وجہ سے تغیرات پیدا کئے جا سکتے ہیں۔ کھانسی ایسے عضلات سے صادر ہوتی ہے، جو عضلات ارادیہ کہے جا سکتے ہیں، کیونکہ ان کے بیشتر حرکات ارادہ ہی کے تابع ہوا کرتے ہیں، اگرچہ ان عضلات سے بعض غیر ارادی حرکات بھی صادر ہو جاتی ہیں۔ الغرض بلحاظ مبدأ حرکت کے اختلاج اور کھانسی میں بہت کچھ فرق ہے +

واما باختلاف المادة فان السعال عن نفث والاختلاج عن ریح (۷) گاہے یہ حرکات اختلاف مادہ کی وجہ سے اختلاف رکھتی ہیں، مثلاً کھانسی کی حرکت نفث سے یعنی اُس بلغم سے پیدا ہوتی ہے، جو منہ سے خارج ہوتا ہے، اور اختلاج (اعضاء کا پھڑکنا) ریح کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے +

فصل علامات تدل من ظاهر الاعضاء واکثرها لا تتعاطی احوال ظاهرة وقد یدل بها علی الامراض الباطنة کحمرة الوجنة علی ذات الریة یہ وہ علامتیں تھیں، جو بیرونی اعضاء سے تعلق رکھتی ہیں، اور یہ زیادہ تر بیرونی حالات کو بتاتی ہیں، اگرچہ گاہے ان سے اندرونی امراض کا بھی پتہ چل جایا کرتا ہے، مثلاً رخسارہ کی سُرخی ذات الریہ کی علامت ہے +

ومن العلامات علامات یستدل بها علی الامراض الباطنة وینبغ

امراض باطنہ کی علامتیں علامات میں سے دوسری قسم کی علامتیں وہ ہیں جن سے اندرونی امراض کا پتہ چلتا ہے

ان یکون المستدل علی الامراض الباطنة قد تقدم له العلم بالتشریح حتی یحصل له منه معرفة جوهر کل عضو انه هل هو لحمی او غیر لحمی

لیکن جو لوگ اندرونی امراض کا پتہ (علامات سے) چلانا چاہیں، اُن کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اُنہیں علم تشریح سے واقفیت ہو، تاکہ (۱) اُنہیں علم تشریح سے اس امر کا علم حاصل ہو کہ اس عضو کا جوہر کیسا ہے، آیا اس کا جوہر لحمی ہے، یا غیر لحمی ہے +

اعضاء کے جوہر کے علم سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ جب ان اعضاء کے اجزاء کسی طور پر خارج ہوتے ہیں، تو اس کی مخصوص ساخت کے دیکھنے سے اس عضو کے مریض ہونے پر رہنمائی حاصل ہوتی ہے +

وکیف خلقته لیعرف مثلاً انه هل هذا الورم بهذا الشکل فیه او فی غیره من جهة انه هل هو مناسب لشکله او غیر مناسب

(۲) اُنہیں علم تشریح سے یہ معلوم ہو کہ اُس عضو کی خلقت کیسی ہے (اُس عضو کی شکل وغیرہ کیسی ہے) تاکہ اس سے مثلاً یہ پہچانا جاسکے کہ اس شکل کا یہ مخصوص ورم اسی عضو میں ہے، یا کسی دوسرے عضو میں ہے؛ بایں معنے کہ وہ ورم آیا اس عضو کی شکل سے مناسبت ومشابہت رکھتا ہے، یا نہیں؟

چنانچہ پسلیوں کے نیچے دائیں طرف اگر ٹٹولنے سے جلد اور عضلات کے نیچے کوئی بڑھی ہوئی چیز بصورت ورم معلوم ہو، جسکا کنارہ گولائی لئے ہوئے ہو، تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ ورم جگر میں ہے۔ کیونکہ اسکا کنارہ ہلالی شکل میں نیم دائرہ کی طرح گولائی لئے ہوئے ہوتا ہے۔ اور اگر اسکا کنارا گولائی لئے ہوئے نہ ہو، تو دوسرے اعضاء کا ورم ہوگا +

ولیعرف انه هل یجوز ان یحتبس فیه شیٔ اولا یجوز اذ هو مزلق لما یحصل فیه کالصائم وان کان یجوز ان یحتبس فیه شیٔ او یزلق منه شیٔ فما الشیٔ الذی یجوز ان یحتبس فیه او یزلق عنه

(۳) انہیں یہ معلوم ہو کہ آیا یہ عضو ایسا ہے کہ اس میں کوئی چیز رُک سکتی ہے، یا یہ عضو معائے صائم کی طرح اس قسم کا ہے کہ جو چیز اس میں آتی ہے، اُسے وہ پھسلا کر نکال دیتا ہے، اس لئے اس میں کوئی چیز رُک نہیں سکتی۔ اور اگر کوئی چیز اس میں رُک سکتی ہے، یا اس سے پھسل کر نکل جاتی ہے، تو یہ دیکھنا چاہیئے کہ کس قسم کی چیز اس میں رُک سکتی ہے، اور کس قسم کی چیز اس سے پھسل کر خارج ہو جاتی ہے +

امعاء، قولون، اور مستقیم میں فضلات براز یہ عموماً رکا کرتے ہیں۔ اور صائم اکثر اوقات خالی رہا کرتی ہے، اسی وجہ سے بعد الموت اگر اس کا معائنہ کیا جاتا ہے، تو یہ اکثر اوقات خالی ہوا کرتی ہے۔ اسی وجہ سے اسکا نام صائِم (روزہ دار) رکھا گیا ہے +

وحتى يعرف موضعه فيقضى بذلك على ما يحس من وجع او ورم هل هو عليه او على بعد منه

(۴) اُنہیں اس عضو کا مقام (صحیح جگہ) معلوم ہو، تاکہ اس علم کے بعد یہ کہا جا سکے، اور حکم لگایا جا سکے کہ جو درد یا ورم اس وقت محسوس ہو رہا ہے، آیا یہ ٹھیک اسی عضو کے اندر ہے، یا اس سے دور اور الگ ہے +

مثلاً گردہ کی اگر صحیح جگہ علم تشریح کی قوت سے معلوم ہو تو اس کے درد وغیرہ کے پہچاننے میں بڑی سہولت ہوتی ہے +

وحتى يعرف مشاركته حتى يقضى على ان الوجع له من نفسه او بالمشاركة وان المادة انبعثت فيه نفسه او وردت عليه من شريكه وان ما انفصل منه هو من جوهره او هو مما ينفذ فيه المنفصل عن غيره

(۵) اُنہیں اُس عضو کی دوسرے اعضاء سے مشارکت اور تعلقات معلوم ہوں، تاکہ آسانی کے ساتھ یہ حکم لگایا جا سکے کہ (الف) جو درد اس میں ہو رہا ہے، آیا یہ خود اسی کی ذات کی وجہ سے ہے، یا کسی شرکت اور لگاؤ کے باعث ہے؟ (ب) اسی طرح بہ آسانی یہ بتایا جا سکے کہ جو مادّہ اس میں پھیلا ہوا ہے، آیا یہ اسی عضو کا ہے، یا کسی دوسرے شریک عضو سے اس میں آیا ہے۔ (ج) اور بہ آسانی یہ حکم لگایا جا سکے کہ جو چیز اس عضو سے الگ ہوئی ہے، آیا یہ اسی عضو کے جوہر سے الگ ہوئی ہے، یا یہ چیز کسی دوسرے عضو سے الگ ہوئی ہے، اور الگ ہو کر اس عضو میں داخل ہوئی ہے (مثلاً یہ کہ مثانہ کے اجزاء خارج ہوں، یا گردہ کے اجزاء الگ ہو کر مثانہ میں داخل ہوں، جو پیشاب کی راہ باہر آئیں) +

وحتى يعرف انه على ماذا يحتوى فيعرف انه هل يجوز ان يكون مثل المستفرغ مستفرغاً عنه

(۶) اُنہیں یہ معلوم ہو کہ وہ عضو کس قسم کی چیز پر حاوی ہے، تاکہ اس سے یہ بتایا جا سکے کہ اس قسم کی چیز جو خارج ہو رہی ہے، یہ دراصل اسی عضو سے خارج

ہو رہی ہے +

مثلاً پشت کی طرف کسی طرح شگاف ہو جائے، اور اُس شگاف سے کوئی چیز خارج ہو، تو اُس چیز کو دیکھکر بتایا جا سکتا ہے کہ یہ شگاف گردہ میں ہے، یا آنتوں میں، یا عروق کیلوسیہ میں +

وان یعرف فعل العضو حتی یستدل علی مرضہ من حصول الآفۃ فی فعلہ

(۷) اُنہیں اُس عضو کا فعل (منفعت) معلوم ہو تاکہ اُس کے فعل میں آفت آنے سے اُس کے مریض ہونے کا پتہ چل سکے +

ھذا کلہ مما یوقف علیہ بالتشریح لیعلم انہ لابد فیہ للطبیب المحاول تدبیر امراض الاعضاء الباطنۃ من التشریح

یہ ساری باتیں وہ ہیں جو علم تشریح سے معلوم ہو سکتی ہیں۔ (ان کا میں نے اس لئے ذکر کیا ہے) تاکہ اس سے یہ معلوم ہو جائے کہ جو لوگ اعضائے اندرونی کے امراض کی تدبیر و علاج کرنا چاہیں، اُن کے لئے تشریح سے ان باتوں کا جاننا ضروری ہے، (ان کے علم کے بغیر کوئی چارۂ کار نہیں ہے) +

فانہ اذا حصل بہ علم التشریح فیجب ان یتمثل بعد ذلک فی الاستدلال علی الامراض الباطنۃ علی قوانین ستۃ

چنانچہ جب طبیب کو علم تشریح حاصل ہو جائے، تو اسکے بعد اندرونی امراض کو علامات سے پہچاننے کے لئے چھ قوانین پر بھروسہ کرنا چاہئے +

اولھا من مضار الافعال وقد علمت الافعال بکیفیتھا وکمیتھا ودلالتھا دلالۃ اولیۃ دائمۃ

(۱) امراض باطنہ کو افعال اعضاء کی خرابیوں سے معلوم کیا جائے۔ افعال[1] اعضاء کی کیفیت اور کمیت کا علم تمھیں (بحث قوٰی میں) حاصل ہو چکا ہے۔ افعال کی دلالت امراض پر بلا واسطہ (بالذات) اور دائمی ہے +

یعنی افعال کی خرابی سے بھی امراض کا پتہ چلتا ہے، اور دوسری علامتوں سے بھی۔ مگر افعال کی خرابی سے امراض کا پتہ ہمیشہ اور براہ راست چلا کرتا ہے، اور دوسری علامتوں سے براہ راست امراض کا پتہ نہیں چلا کرتا، بلکہ اُن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس سے اُس عضو کا فعل بگڑ گیا ہے، اور فعل کے بگاڑ سے مرض کا پتہ

---

[1] افعال اعضاء کی کیفیت اور کمیت سے مراد یہ ہے کہ کن کن اعضاء سے کس قسم کے افعال (کیفیت افعال) سرزد ہوتے ہیں، اور کتنے افعال (کمیت افعال) سرزد ہوتے ہیں۔ مثلاً دماغ سے بہت سے افعال نفسانیہ سرزد ہوتے ہیں +

چل جاتا ہے۔ غرض دوسری علامتوں سے مرض کا اگر پتہ چلتا ہے۔ تو بذریعہ افعال کی خرابی کے، نہ کہ براہ راست۔ اس لئے ان کی دلالت امراض پر بلا واسطہ اور بالذات نہ ہوئی، بلکہ بواسطہ اور بالعرض +

والثانی مما یستفرغ ودلالتها دائمة ولیست باولیة اما دائمة فلانها یوقع التصدیق دائما واما غیر اولیة فلانها تدل بتوسط النضج وعدم النضج

(۲) امراض اندرونی کو ان چیزوں سے معلوم کیا جائے۔ جو بدن سے خارج ہوتی ہیں (بذریعہ استفراغ برآمد ہوتی ہیں)۔ ان کی دلالت (رہبری) اگرچہ دائمی ہے لیکن براہ راست اور بلا واسطہ نہیں ہے۔ دائمی تو اسلئے ہے کہ ان سے مرض کی تصدیق ہمیشہ ہوا کرتی ہے۔ اور "براہ راست اور بلا واسطہ" اس لئے نہیں کہ ان خارج ہونے والے مواد سے مرض کی طرف اگر رہبری ہوتی ہے، تو بذریعہ نضج یا عدم نضج کے۔ (یا بذریعہ کسی اور بات کے)، نہ کہ براہ راست) +

چنانچہ جو فضلات وغیرہ برآمد ہوتے ہیں، اگر وہ نضج یافتہ ہوتے ہیں، تو مثلاً سمجھا جاتا ہے کہ مرض نہیں ہے۔ اور اگر وہ غیر پختہ اور غیر طبعی صورت میں ہوتے ہیں، تو پتہ چلتا ہے کہ مرض ہے۔ اسی طرح مثلاً اگر پیپ خارج ہوتی ہے، تو پتہ چلتا ہے کہ اندرونی اعضاء میں کہیں قرحہ ہے۔ جو پختہ ہوگیا ہے؛ اگر خون خارج ہوتا ہے، تو پتہ چلتا ہے کہ کہیں رگ پھٹ گئی ہے۔ وعلی ہذا القیاس +

والثالث من الوجع والرابع من الورم والخامس من الوضع والسادس من الاعراض المناسبة الظاهرة ودلالتها لیست باولیة ولا دائمة

(۳) درد سے امراض اندرونی کا پتہ چلایا جائے (۴) ورم سے پتہ چلایا جائے۔ (۵) اعضاء کی وضع (جگہ اور باہمی شرکت) سے پتہ چلایا جائے۔ (۶) دوسرے مناسب اعراض و علامات سے پتہ چلایا جائے۔ ان اعراض کی رہبری بھی نہ براہ راست ہوا کرتی ہے، اور نہ دائمی +

ولنفصل القول فی واحد واحد منها اما الاستدلال من الافعال فهو انه اذا لم یجر الفعل علی المجری الطبیعی الذی له دل علی

اب ہمیں چاہیئے کہ ہر ایک کو تفصیل وار بیان کریں۔

استدلال بہ افعال افعال سے رہبری حاصل کرنے (مرض کا پتہ چلانے) کی صورت یہ ہے کہ جب اعضاء کے افعال اپنی طبعی رفتار پر جاری نہیں ہوتے، تو اس سے اس امر کا

ان القوۃ اصابتہا آفۃ و آفۃ القوۃ تتبع مرضا فی العضو الذی القوۃ فیہ

پتہ چلتا ہے کہ اعضاء کی قوت میں کوئی آفت اور خرابی واقع ہو گئی ہے، اور یہ پتہ چلتا ہے کہ قوت میں یہ جو آفت آئی ہے، یہ اُس عضو کے کسی مرض کی وجہ سے لاحق ہوئی ہے، جس میں یہ قوت قائم ہے +

ومضار الافعال علی وجوہ ثلثۃ

افعال کے مضار (افعال کی خرابی) کی تین صورتیں ہیں: (نقصان، تغیر، اور بطلان) +

فان الافعال اما ان تنقص کالبصر تضعف رؤیتہ فیری الشیٔ اقل اکتناھا ومن اقرب مسافۃ والمعدۃ تھضم اعسر والطأ واقل مقدارا

(۱) افعال میں کمی آجانا (نقصانِ افعال)، جیسے بینائی کا کمزور ہو جانا، جس سے چیزیں اچھی طرح نظر نہ آسکیں اور محض قریب سے نظر آسکیں، (دور سے نظر نہ آسکیں) اور مثلاً معدہ کا ضعیف ہو جانا، جس سے وہ بمشکل ہضم کر سکے، اور دیر میں ہضم کر سکے، اور غذاء کی تھوڑی مقدار کو ہضم کر سکے (آسانی کے ساتھ، جلد، اور کافی مقدار کی غذاء نہ ہضم کر سکے) +

واما ان تتغیر کالبصر یری مالیس او یری الشیٔ رؤیۃ علی غیر ما ھو علیہ وکالمعدۃ تفسد الطعام وتسیٔ ھضمہ

(۲) افعال میں تغیر کا پیدا ہو جانا (طبعی فعل کا بدل جانا)، مثلاً آنکھوں سے ایسی چیزیں نظر آئیں، جو در اصل موجود نہ ہوں، (جنکو خیالات شاذہ کہا جاتا ہے)۔ یا چیزیں اس طور پر نظر آئیں، جس طور پر وہ نہ ہوں، (مثلاً چھوٹی چیزیں بڑی نظر آئیں، یا بڑی چیزیں چھوٹی۔ یا چیزیں جس رنگ کی ہیں، اُس کے خلاف نظر آئیں۔) اور مثلاً معدہ غذاء کو فاسد اور ہضم کو خراب کر دے (یعنی معدہ میں غذاء کچی نہ رہے بلکہ وہ معدہ کے اندر بگڑ جائے) +

واما ان تبطل اصلاً کالعین لاتری والمعدۃ لاتھضم البتۃ

(۳) افعال کا باطل ہو جانا (بطلانِ فعل) جیسے آنکھ کا قطعاً نہ دیکھ سکنا، اور معدہ کا قطعاً غذاء کو ہضم نہ کر سکنا۔

وامادلائل الامراض من جھۃ ما یستفرغ ویحتبس

استدلال بہ استفراغ واحتباس استفراغ واحتباس کے لحاظ سے امراض کے پہچاننے اور اس کی طرف رہبری حاصل

فمن وجوہ	کرنے کی چند صورتیں ہیں :
اما ان تدل من طریق احتباس غیر طبیعی مثل احتباس شئ من شانہ ان یستفرغ کمن یحتبس بولہ او برازہ	(۱) وہ غیر طبعی احتباس ہونے کی وجہ سے (مرض کی طرف) رہنمائی کرے، مثلاً کوئی چیز بدن کے اندر رُک جائے، جسکو باہر آنا چاہئے تھا، جیسا کہ بعض لوگوں کے بول و براز بند ہوجاتے ہیں +
او تدل من طریق استفراغ غیر طبیعی وذلک اما لانہ من جوھر الاعضاء واما لا کذلک	(۲) وہ غیر طبعی استفراغ ہونے کی وجہ سے (مرض کی طرف) رہنمائی کرے، (جس کی چند صورتیں ہیں) (۱) خارج ہونے والی چیز (مُستفرَغ) جوہر اعضاء میں سے ہوگی ؛ (۲) جوہر اعضاء میں سے نہ ہوگی +
والذی یکون من جوھر الاعضاء فیدل بوجوہ ثلثۃ	(۱) اگر خارج ہونے والی چیز جوہر اعضاء میں سے ہوگی، تو اسکی رہبری و رہنمائی کی تین صورتیں ہیں :
لانہ اما ان یدل بنفس جوھرہ کالحلق المنفوثۃ فانہا تدل علی تأکل فی قصبۃ الریۃ	(الف) وہ چیز خاص اپنے جوہر سے رہنمائی کریگی، چنانچہ (قصبۂ ریہ کے) وہ غضروفی حلقے (کرّی کے چھلے) جو منہ کی راہ خارج ہوتے ہیں، وہ اس امر کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ قصبہ ریہ میں تأکل واقع ہوگیا ہے، (وہ گلنے سڑنے لگا ہے، جس سے قصبۂ ریہ کے غضروفی حلقوں کے اجزاء خارج ہورہے ہیں) +
واما ان یدل بمقدارہ کالقشرۃ البارزۃ فی السحج فانہا ان کانت غلیظۃ دلّت علی ان القرحۃ فی الامعاء الغلاظ او رقیقۃ دلت علی انہا فی الدقاق	(ب) وہ چیز اپنی مقدار سے رہنمائی کرے گی، چنانچہ سحج امعاء (خراش امعاء) کی وجہ سے جو پوست (قشرہ پائخانہ کی راہ) خارج ہوتا ہے، وہ اگر (مقدار میں) دبیز ہوتا ہے، تو اس طرف رہبری کرتا ہے کہ قرحہ بڑی آنتوں (امعاء غلاظ) میں ہے، اور اگر وہ رقیق ہوتا ہے، تو اس طرف رہبری کرتا ہے کہ قرحہ چھوٹی آنتوں (امعاء دقاق) میں ہے +
واما ان یدل بلونہ کالرسوب	(ج) وہ چیز اپنے رنگ سے رہبری کریگی، چنانچہ

القشری الاحمر فانہ یدل علی انہ من الاعضاء اللحمیۃ کالکلیۃ والابیض فانہ یدل علی انہ من الاعضاء العصبیۃ کالمثانۃ	سُرخ رنگ کا رسوب قِشری (چھلکے جیسا رسوب) اس امر کو بتاتا ہے کہ یہ گردہ جیسے لحمی اعضاء سے خارج ہو رہا ہے؛ اور سفید رنگ کا رسوب قشری اس طرف رہنمائی کرتا ہے کہ مثانہ جیسے عصبی اعضاء سے آرہا ہے۔
والذی یدل علی انہ لا من جوھر الاعضاء فیدل	(۲) اگر خارج ہونے والی چیز جوہرِ اعضاء کے جنس سے نہ ہوگی، تو اس کی رہبری و رہنمائی کی چند صورتیں ہیں:
اما لانہ غیر طبیعی الخروج کالاخلاط السلیمۃ والدم اذا خرج	(الف) اس کا خارج ہونا غیر طبعی ہو (یعنی اگرچہ خارج ہونے والی چیز خود طبعی ہے، مگر اسکا خارج ہونا خلاف طبیعت ہے) مثلاً اچھے اخلاط کا اور خون کا بدن سے خارج ہونا (علامتِ مرض ہے)۔
واما لانہ غیر طبیعی الکیفیۃ کالدم الفاسد کان معتاد الخروج اولم یکن	(ب) اُس خارج ہونے والی چیز کی کیفیت غیر طبعی ہو، مثلاً خون فاسد اور خراب ہوگیا ہو، خواہ اس کے خارج ہونے کی (طبعًا) عادت ہو (مثلاً خونِ حیض و خونِ نفاس)، یا عادت نہ ہو (اور خلاف عادت خون خارج ہوا ہو، مثلاً خونِ فصد، خون حجامت، خون بواسیر، وغیرہ)۔
واما لانہ غیر طبیعی الجوھر علی الاطلاق مثل الحصاۃ	(ج) اُس خارج ہونے والی چیز کا جوہر مطلقاً غیر طبعی ہو، مثلاً پتھری (خواہ وہ پتھری مثانہ کی ہو، یا گردہ کی، یا جگر کی)۔
واما لانہ غیر طبیعی المقدار وان کان طبیعی الخروج وذلک اما بان یقل او یکثر کالثفل والبول القلیلین والکثیرین	(د) اُس خارج ہونے والی چیز کی مقدار غیر طبعی ہو، خواہ اسکا نکلنا اور بدن سے خارج ہونا طبعی اور فطری امر ہو۔ اس کی دو صورتیں ہیں: مقدار کم ہو جائے، یا زیادہ، مثلاً بول و براز کا طبعی مقدار سے کم یا زیادہ ہو جانا۔
واما لانہ غیر طبیعی الکیفیۃ وان	(ہ) خارج ہونے والی چیز کی کیفیت غیر طبعی ہو،

کان معتاد الخروج کالبراز والبول الاسودین	اگرچہ اُس کا بدن سے خارج ہونا عادت میں داخل ہو، مثلاً سیاہ پائخانہ یا سیاہ پیشاب کا خارج ہونا +
واما لانہ غیر طبیعی جہۃ الخروج وان کان معتاد الخروج مثل البراز اذا خرج فی علۃ ایلاؤس من فوق	(و) خارج ہونے والی چیز کے نکلنے کا راستہ اور رخ غیر طبعی ہو، اگرچہ اُسکا خارج ہونا امر معتاد ہو، مثلاً براز کا مرض ایلاؤس میں اوپر سے (منہ کی راہ) خارج ہونا +
واما دلائل الوجع فھی تنحصر فی جنسین وذلك ان الوجع اما ان یدل بموضعہ فانہ مثلا ان کان فی الیمین فھو فی الکبد وان کان فی الیسار فھو فی الطحال	**استدلال بہ وجع (درد سے رہبری حاصل کرنا)** وہ علامات ونشانات جو درد سے متعلق ہیں، وہ دو جنسوں (قسموں) میں بند ہیں: (الف) گاہے درد کی رہبری درد کے مقام سے ہوتی ہے، مثلاً اگر درد (پسلیوں کے نیچے) دائیں طرف ہو، تو سمجھنا چاہئے کہ یہ درد جگر میں ہے؛ اور اگر (پسلیوں کے نیچے) بائیں طرف ہو، تو سمجھنا چاہئے کہ یہ درد طحال میں ہے +
وقد یدل بنوعہ علی سببہ علی ما فصلناہ فی تعلیم الاسباب مثلا ان کان ثقیلا دل علی ورم فی عضو غیر حساس او باطل حسہ والممدد یدل علی مادۃ کثیرۃ واللذاع علی مادۃ حادۃ	(ب) گاہے درد کی رہبری اس کی نوعیت سے سببِ درد کی طرف ہوتی ہے (درد کی نوعیت سے درد کا سبب معلوم ہوجاتا ہے)، جیسا کہ ہم تعلیم اسباب میں اس کی تفصیل بیان کرچکے ہیں۔ مثلاً اگر درد بوجھل (وجع ثقیل) ہو تو یہ بتاتا ہے کہ ورم کسی بے حس عضو میں ہے، یا ورم نے اس عضو کی حس کو باطل کردیا ہے؛ اور اگر درد تناؤ والا (وجع ممدد) ہو، تو یہ بتاتا ہے کہ مادہ کی کثرت ہے؛ اور اگر درد سوزش کے ساتھ (وجع لذاع) ہو، تو یہ بتاتا ہے کہ کوئی تیز مادہ (مادۂ حادہ) ہے +
واما دلائل الورم فمن ثلثۃ اوجہ	**استدلال بہ ورم (ورم سے رہبری حاصل کرنا)** وہ علامات ونشانات جو ورم سے متعلق ہیں، ان کی تین صورتیں ہیں:
اما من جوھرہ کالحمرۃ	(الف) گاہے ورم کے جوہر سے رہبری حاصل

علی الصفراء والصلب علی السوداء	ہوتی ہے، مثلاً نمرہ (نامی ورم) صفراء پر دلالت کرتا ہے اور ورم صُلب (سخت ورم) سوداء پر +
واما من موضعہ کالذی یکون فی الیمین فیدل مثلا علی انہ عند الکبد او فی الیسار فیدل علی انہ فی ناحیۃ الطحال	(ب) گاہے ورم کے مقام سے رہبری حاصل ہوتی ہے، مثلاً اگر ورم دائیں طرف (پسلیوں کے نیچے) ہو تو یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ ورم جگر کے پاس ہے (خاص جگر کے اندر ہے، یا اس کے قرب وجوار میں ہے،) اور اگر بائیں طرف ہو، تو یہ اس بات کو بتاتا ہے کہ ورم ناحیۂ طحال (مقامِ طحال) میں ہے +
واما من شکلہ فانہ ان کان عند الیمین وکان ھلالیا دل علی انہ فی نفس الکبد وان کان مطاولا دل علی انہ فی العضلۃ التی فوقھا	(ج) گاہے ورم کی شکل سے رہبری حاصل ہوتی ہے، مثلاً اگر ورم (پسلیوں کے نیچے) دائیں طرف ہو، اور اس کی شکل ہلالی ہو، تو یہ اس امر کو بتائیگا کہ ورم جگر کے اندر ہے، اور اگر ورم لمبوترا ہو، تو یہ اس امر پر دلالت کریگا کہ یہ ورم اس عضلہ میں ہے جو جگر (کے مقام) کے اوپر واقع ہے +
واما دلائل الوضع فاما من المواضع واما من المشارکات اما من المواضع فظاھر واما من المشارکات فکما یستدل علی المرض فی الاصبع من سبب سابق انہ لآفۃ عارضۃ فی الزوج السادس من ازواج عصب العنق	**استدلال بہ وضع (وضع سے رہبری حاصل کرنا)** (چونکہ وضع میں "موضع" اور "مشارکت" دونوں شامل ہیں، اس لئے) وضع کی رہبری گاہے "مقام" سے ہوتی ہے۔ اور گاہے "مشارکات" اور باہمی تعلقات کی وجہ سے۔ چنانچہ مقامات سے جو رہبری امراض کے متعلق حاصل ہوتی ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ اور "مشارکات" (تعلقات باہمی) سے جو رہبری حاصل ہوتی ہے، اس کی ایک مثال یہ ہے کہ انگلی میں کسی سببِ سابق سے درد ہو، (مثلاً چوٹ پہونچی ہو گردن میں، اور درد نمودار ہوا انگلی میں)، یہ اس امر کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ گردن کے اعصاب میں سے چھٹے جوڑے میں کوئی آفت لاحق ہوئی ہے +

جالینوس نے ایک روایت بیان کی ہے کہ "ایک شخص اپنی سواری سے گر پڑا تھا، اس کے بعد اس کی انگلیوں میں درد نمودار ہوا، جس سے سمجھا گیا کہ جو عصب انگلیوں میں آرہا تھا، اس کی جڑ میں مہروں کے پاس اس چوٹ سے ورم لاحق ہوگیا ہے، چنانچہ گردن پر لیپ لگایا گیا، اور درد جاتا رہا"۔ یہ شرکت اور تعلق کی مثال ہے، اگر عصبی شرکت نہ ہوتی، تو گردن کی چوٹ سے انگلیوں میں کیوں درد ہوتا۔

الفصل الثانی منہ فی علامات الفرق بین الامراض الخاصۃ والمشارکۃ فیہا

فصل (۲) امراض خاصہ (اصلیہ) اور امراض شرکیہ کے درمیان علامات فارقہ

ولما کانت الامراض قد تعرض بدیا فی عضو وقد تعرض بالمشارکۃ کما یتشارک الراس والمعدۃ فی امراضہما فواجب ان نجد الفرق بین الامرین بعلامۃ فاصلۃ

چونکہ بعض اوقات امراض اعضاء میں ابتداءً (اصالتاً) پیدا ہوتے ہیں، اور بعض اوقات شرکت اور تعلق کی وجہ سے جیسے سر اور معدہ کے امراض ایک دوسرے کی وجہ سے پیدا ہوجایا کرتے ہیں! اس لئے ضروری ہے کہ ہم ان دونوں قسم کے امراض کے فرق کو علاماتِ فارقہ کے ذریعہ بیان کریں:

فنقول انہ یجب ان یتامل ایہما عرض اولاً فیحدس انہ الاصلی والآخر مشارک ویتامل ایہما یبقی بعد فناء الثانی فہو الاصل والآخر مشارک وبالضد

چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ (جب دو مرض جمع ہوں، اور یہ شبہ ہو کہ ان دونوں مرضوں کے درمیان کچھ شرکت و تعلق ہے، تو یہ سوچنا چاہیئے کہ پہلے پہل ان دونوں میں سے کون سا مرض عارض ہوا ہے؟ جو مرض پہلے پہل عارض ہوا ہو وہ اصلی ہے، اور دوسرا شرکی! اور اسبات پر غور کرنا چاہیئے کہ ایک مرض کے زائل ہونے کے بعد (یا کم ہونے کے بعد کون سا مرض باقی رہ جاتا ہے! جو مرض باقی رہ جاتا ہے وہ اصلی ہے، اور دوسرا شرکی۔ وعلیٰ ہذا اس کے برعکس (یہ غور کرنا چاہیئے کہ ایک مرض کے زوال کے بعد دوسرا کون سا مرض زائل ہوجاتا ہے، چنانچہ وہ مرض جو کسی مرض کے زائل ہونے پر زائل ہوجاتا ہے، وہ شرکی ہے، اور

پہلا اصلی) +

فان المشارك يحدس من امره انه هو الذي يعرض اخيرًا وانه يسكن مع سكون الاول

چنانچہ مرض شرکی (مرض مشارک) کے بارہ میں یہی باور کیا جا سکتا ہے کہ وہ آخر میں (پہلے مرض کے بعد) لاحق ہوگا اور یہ کہ پہلے مرض کے سکون کے ساتھ اس میں بھی سکون آجائیگا +

لكنه قد يعرض من هذا اغلط وهو انه ربما كانت العلة الاصلية غير محسوسة وغير مولمة فى ابتدائها ثم يحس ضررها بعد ظهور المرض الشركي وهو بالحقيقة عارض بعدها تالٍ لها فيظن بالمشارك والعارض انه الاصلي والمرض اوربما لم يفطن الابالعارض وحده وغفل عن الاصلي اصلاً

لیکن گاہے اس میں مغالطہ بھی ہو جاتا ہے، (اور یہ خیال کرنا غلط ہوتا ہے کہ جو مرض ابتداءً عارض ہوا ہے وہی اصلی ہے) کیونکہ بسا اوقات مرض اصلی ابتداء میں غیر محسوس اور غیر موذی ہوتا ہے، پھر جب مرض شرکی نمودار ہو جاتا ہے، تو اس کے بعد مرض اصلی کا ضرر بھی نمودار اور نمایاں ہو جاتا ہے، حالانکہ اگر درحقیقت دیکھا جائے، تو جو مرض پہلے نمودار ہوا ہے، وہ مرض اصلی کے بعد عارض ہوا ہے، اور یہ اس کے تابع ہے اور پیچھے آیا ہے، اگرچہ نمودار پہلے ہوا ہے)؛ اس لئے مرض شرکی کو، جو کہ دراصل عرض ہے، مرض اصلی اور مرض خیال کیا جاتا ہے؛ اور بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ ان میں سے جو دراصل عرض ہے، محض اسکا تو پتہ چلتا ہے، اور مرض اصلی کا بالکل پتہ نہیں چلتا (اور وہ نامعلوم اور چھپا ہوا رہتا ہے۔) +

وسبيل التحرز من هذا الغلط ان يكون الطبيب عارفا بتشارك الاعضاء وذلك من علمه بالتشريح وعارفا بالآفات اللواقعة بعضو عضو ما كان منها محسوسًا وغير محسوس فيتوقف فى المرض

اس مغالطہ سے بچنے کی سبیل محض یہ ہے کہ طبیب اعضاء کی شرکت اور تعلقات سے (پورے طور پر) آگاہ ہو، جو علم تشریح کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا؛ نیز جن جن اعضاء میں جو جو آفتیں لاحق ہو سکتی ہیں، ان سب سے وہ آگاہ ہو، خواہ وہ آفتیں محسوس ہوں، یا غیر محسوس؛ تاکہ کسی مرض کے بارہ میں "اصلی ہونے" کا حکم اگر طبیب لگائے تو غور و تامل کے بغیر جلدی حکم نہ لگائے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے

ولا یحکم فیه انه اصلی الا بعد تأمله لما یمکن ان یکون عرضه تبعاً له فیسائل المریض عن علامات الامراض التی یمکن ان تکون فی الاعضاء المشارکة للعضو العلیل وتکون غیر محسوسة ولا مؤلمة ألماً ظاهراً ولا مثیرة عرضاً قریباً منها لکنها انما یتبعها امور بعیدة عنها محسوسة ویجهل المریض انها عوارض لمثل ذلك الاصلی البعید بل انما یهتدی الی ذلك معرفة الطبیب

کہ یہ مرض (اصلی نہ ہو، بلکہ) کسی دوسرے مرض کے تابع ہو، اس لئے طبیب اس وقت ایسے امراض کے علامات مریض سے پوچھے گا، جو ممکن ہے کہ ایسے اعضاء میں ہوں، جو موجودہ عضو ماؤف سے شرکت و تعلق رکھتے ہیں، اور ممکن ہے کہ یہ امراض (اس وقت) غیر محسوس ہوں، اور کوئی نمایاں تکلیف (اس وقت) نہ پہونچا رہے ہوں، اور نہ ان سے قریبی تعلق رکھنے والے عوارض پیدا ہو رہے ہوں، بلکہ ان سے ایسے بعید اور قابل احساس عوارض پیدا ہو رہے ہوں، جنہیں مریض یہ نہیں سمجھ سکتا کہ ان عوارض کی جڑ (اصل) یہ دور کا مرض ہے۔ ہاں اسے سمجھ سکتا ہے تو محض طبیب اپنی وسعت معلومات سے سمجھ سکتا ہے (کہ یہ عوارض بعیدہ جو ظاہر ہو رہے ہیں، دراصل اس مرض بعید کے عوارض ہیں، جن میں بظاہر کوئی لگاؤ نہیں معلوم ہوتا)

واکثر ما یهتدی منه تأمله لمضار الافعال واذا وجدها سابقة حکم بان المرض مشارك فیه

پھر طبیب کی رسائی کا ذریعہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ وہ تعلق رکھنے والے دیگر اعضاء کے افعال کی خرابیوں پر غور کرتا ہے، جب وہ ان اعضاء کے افعال کی خرابیوں کو عضو ماؤف کے افعال کی خرابی سے مقدم پاتا ہے، تو وہ فیصلہ کر دیتا ہے کہ اس عضو میں جو مرض ہے، وہ مرض شرکی ہے (مرض اصلی نہیں ہے)۔

علی ان من الاعضاء اعضاء اکثر احوالها ان یکون امراضها متأخرة عن امراض اعضاء اخری فان الراس فی اکثر الاحوال یکون امراضه بمشارکة المعدة واما عکس ذلك فاقل

علاوہ ازیں بعض اعضاء اس قسم کے ہیں کہ ان کے بیشتر امراض دوسرے اعضاء کے امراض کے بعد ہی ہوا کرتے ہیں، چنانچہ سر کے اکثر امراض معدہ کی شرکت سے (اور اس کے بعد ہی) ہوا کرتے ہیں۔ لیکن اس کے برعکس کمتر ہی ہوتا ہے (یعنی ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ سر کے امراض کی وجہ سے معدہ کے امراض پیدا ہوں)۔

ونحن نضع بين يديك علامات الامزجة الاصلية والعارضة بوجه عام واما التي تخص منها عضواً عضواً فسيقال في بابه

اب ہم تیرے سامنے "اصلی مزاجوں اور عارضی مزاجوں"، کے علامات عامّہ بیان کرتے ہیں؛ رہے وہ علامات خاصّہ جو ایک ایک عضو کے ساتھ مخصوص ہیں، انکا ذکر انہی اعضاء کے باب میں آئیگا ٭

واما علامات امراض التركيب فان ما كان منها ظاهراً فان الحس يعرفه وما كان من باطن فان ماسوى الامتلاء والسدة والاورام وتفرق الاتصال يعسر حصره في القول الكلي وكذلك ما يخص من الامتلاء والسدة والورم وتفرق الاتصال عضواً عضواً فالاولى بجميع ذلك ان يؤخر الى الاقاويل الجزئية

رہے امراض ترکیب کے علامات، تو ان امراض میں سے جو ظاہر و بیّن ہیں، یہ تو حِس و مشاہدہ سے معلوم ہو جاتے ہیں، (ان کے علامات بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں،) اور جو اندرونی اعضاء سے تعلق رکھتے ہیں؛ تو ان میں سے "امتلاء، سدہ، اورام، اور تفرق اتصال" کے سوا باقی کا اس قول کلی (عام بیان) میں ذکر کرنا مشکل ہے؛ اسی طرح ہر ہر عضو کے مخصوص امتلاء، مخصوص سدہ، مخصوص ورم، اور مخصوص تفرق اتصال کو بھی یہاں بیان کرنا مشکل ہے؛ اسی لئے بہتر ہے کہ ان سب کو اس کے بعد (کلیات کے بعد) "جزئی اقوال" (معالجات امراض) میں بیان کیا جائے، (جہاں فرداً فرداً تمام اعضاء کے امراض کا تذکرہ ہوگا) ٭

الفصل الثالث في علامات الامزجة

فصل (۳) علاماتِ امزجہ

اجناس الدلائل التي منها يتعرف احوال الامزجة عشرة

جن دلائل و علامات سے مزاجوں کے حالات پہچانے جا سکتے ہیں، ان کی دس جنسیں ہیں (دس قسمیں ہیں):

وہ دس جنسیں یہ ہیں: (۱) ملمس — (۲) لحم و شحم — (۳) بدن کے بال — (۴) بدن کی رنگت (۵) ہیئتِ اعضاء — (۶) اعضاء کا جلد یا بدیر متأثر ہونا — (۷) نیند اور بیداری — (۸) افعالِ اعضاء — (۹) فضلاتِ بدن — (۱۰) انفعالاتِ نفسانیہ ٭

احدها الملمس ووجه التعرف منه ان يتامل انه هل هو مساوٍ

(۱) ملمس سے (وہ علامتیں جو جلد کے چھونے سے وابستہ ہیں:) ملمس سے مزاج کی کیفیت اس طرح پہچانی

للمس الصحیح فی البدان المعتدلة والهواء المعتدل فان ساواه دل علی الاعتدال وان انفعل عنه اللامس الصحیح المزاج فبرده وسخنه او استلانه فوق الطبیع او استصلبه او استخشنه فوق الطبیع ولیس هناك سبب من هواء او استحمام بماء او غیر ذلك مما یزیده لینا او خشونة فهو غیر معتدل المزاج

جاتی ہے کہ اس امر پر غور کیا جائے کہ آیا اس شخص کا لمس معتدل ممالک میں اور معتدل ہواء میں صحیح المزاج شخص کے لمس کے مساوی ہے، یا نہیں؟ (خواہ وہ صحیح المزاج شخص خود طبیب ہو، یا کوئی دوسرا شخص، جسے طبیب نے حکم دیا ہو کہ وہ مثلاً اس مریض کے لمس کو چھوکر معلوم کرے)۔ اگر دونوں کے لمس برابر ہونگے (یعنی چھونے سے لامس کو کوئی زائد کیفیت شخص ملموس میں محسوس نہ ہوگی) تو یہ اس امر پر دلالت کریگا کہ وہ معتدل ہے؛ اور اگر صحیح المزاج لامس اُس سے متاثر ہوگا، یعنی اُسے ٹھنڈا یا گرم پائیگا یا اُسے طبعی حالت سے زیادہ نرم، یا سخت، یا کھردرا پائیگا، اور وہاں کوئی سبب بھی نہ ہوگا جو نرمی اور کھردرے پن میں اضافہ کرنے والا ہو، مثلاً ہوا، یا پانی سے حمام کرنا وغیرہ، تو سمجھنا چاہیئے کہ وہ ملموس مزاج کے لحاظ سے غیر معتدل ہے۔

وقد یمکن ان یتعرف من حال اظفار الیدین فی لینها وخشونتها ویبسها حال مزاج البدن ان لم یکن ذلك بسبب غریب

گاہے ہاتھ (اور پاؤں) کے ناخن کی نرمی، خشونت اور خشکی سے بھی مزاج کے حالات معلوم ہوجاتے ہیں، بشرطیکہ ان میں نرمی اور خشکی وغیرہ کسی بیرونی سبب سے حاصل نہ ہوئی ہو (جیسا کہ بعض اوقات ٹھوکروں سے پاؤں کے ناخن خراب ہوجاتے ہیں)۔

علی ان الحکم من اللین والصلابة متوقف علی تقدم صحة دلائل الاعتدال فی الحرارة والبرودة فانه ان لم یکن کذلك امکن ان یلین الحار الملمس الصلب والخشن فضلا عن المعتدل بتحلیله فیتوهم انه لین بالطبع ورطب

علاوہ ازیں یہ بات بھی ہے کہ سختی اور نرمی کو دیکھکر (رطوبت و یبوست کا) فیصلہ کرنا اس بات پر موقوف ہے کہ حرارت و برودت کے اعتدال کے صحیح دلائل پہلے سے موجود ہوں؛ اگر پہلے سے ان دونوں کے اعتدال کے دلائل موجود نہ ہونگے، تو یہ امر ممکن ہے کہ حرارت کی زیادتی معتدل لمس کو، نہیں، بلکہ سخت اور کھردرے لمس کو تحلیل رطوبات کے بعد نرم بنا دے، جس سے یہ گمان ہو کہ یہ لمس

وان یصلب البارد الملمس للین فضلاً عن المعتدل بفضل اجمادہ وتکثیفہ فیتوھم یابسا مثل الثلج والسمین اما الثلج فلانعقادہ جامداً واما السمین فلغلظہ

بالطبع (اصل میں) نرم اور تر ہے؛ نیز یہ بھی ممکن ہے کہ معتدل ملمس کو، نہیں، بلکہ نرم ملمس کو جماد و تکثیف کے بعد (رطوبات کو جما کر اور کثیف کرکے) ایسا سخت کر دے کہ اس کے یابس ہونے کا وہم ہونے لگے، جس طرح ثلج (برف) اور سمین (چربی عمل برودت سے جم کر سخت ہو جایا کرتی ہے)۔ برف تو اس طرح کہ (عمل برودت سے) بستہ ہو کر منجمد ہو جاتی ہے؛ اور چربی اس طرح کہ وہ (برودت سے) غلیظ ہو جاتی ہے +

واکثر من ھو بارد المزاج لین البدن وان کان نحیفا لان الفجاجۃ تکثر فیہ

جو لوگ بارد المزاج ہیں اُن کے بدن زیادہ تر نرم ہوا کرتے ہیں، خواہ وہ نحیف و لاغر ہوں؛ کیونکہ بارد المزاج لوگوں میں فجاجت (اخلاط کی خامی) بکثرت ہوا کرتی ہے +

والثانی جنس الدلائل الماخوذۃ من اللحم والشحم فان اللحم الاحمر اذا کان کثیرا دل علی الرطوبۃ والحرارۃ ویکون ھناک تلزز وان کان یسیراً ولیس ھناک شحم کثیر دل علی الیبس

(۲) لحم و شحم سے | علامات کی وہ قسم (جنس) جو گوشت اور چربی سے ماخوذ ہے: لحم احمر (سرخ گوشت یعنی عضلات) کی بدن میں جب زیادتی ہوتی ہے، تو یہ حرارت اور رطوبت کو بتاتی ہے۔ ایسی حالت میں بدن ٹھوس ہوتا ہے؛ اور جب بدن میں اسکی کمی ہوتی ہے، اور چربی بھی نہیں ہوتی، تو یہ خشکی پر دلالت کرتی ہے +

واما السمین والشحم فیدلان دائما علی البرودۃ ویکون ھناک ترھل

رہے سمین اور شحم، تو یہ دونوں ہمیشہ برودت پر دلالت کیا کرتے ہیں۔ ایسے بدن میں ترہّل یعنی ڈھیلا پن ہوتا ہے، (ٹھوس نہیں ہوتا) +

فان کان مع ذلک ضیق من العروق وقلۃ من الدم وکان صاحبہ یضعف عن الجوع لفقدہ الدم الغریزی المھیأ لحاجۃ الاعضاء الی التغذیۃ بہ دل علی ان ھذا

لیکن اگر اس کے ساتھ (ترہل کے ساتھ) بدن کی رگیں تنگ ہوں، خون کی کمی ہو، اور وہ شخص بھوک کے وقت کمزور اور نڈھال ہو جایا کرتا ہو، کیونکہ بھوک اور فاقہ کے وقت طبعی خون کم ہو جاتا ہے، جو اعضاء کے تغذیہ کے لئے بدن میں مہیا رہتا ہے، تو یہ اس امر کی علامت ہے کہ

المزاج جبلی طبیعی وان لم تکن هذه العلامات الاخری دل علی انه مزاج مکتسب

یہ مزاج جبلّی (اصلی اور فطری) اور طبعی ہے؛ اور اگر یہ پچھلی علامتیں (ترہل کے ساتھ) نہ ہوں، تو سمجھنا چاہئے کہ یہ مزاج اکتسابی (عارضی) ہے +

وقلة السمین والشحم تدل علی الحرارة فان السمین والشحم مادتهما دسومة الدم وفاعلهما البرد ولذلك یقل علی الکبد ویکثر علی الامعاء

سمین و شحم کی کمی حرارت کی علامت ہے، کیونکہ ان دونوں کا مادّہ (علت مادّی) خون کی دسومت (خون کی چکنائی) ہے، اور فاعل (علت فاعلی) برودت۔ یہی وجہ ہے کہ جگر پر (اس کے حار ہونے کی وجہ سے) چربی کی کمی ہوتی ہے، اور آنتوں پر (اسکے بارد ہونے کی وجہ سے) اسکی زیادتی +

وانما یکثر علی القلب فوق کثرته علی الکبد للمادة لا للمزاج والصورة ولعنایة من الطبیعة متعلقة بمثل تلك المادة

رہا یہ امر کہ قلب پر (اسکے حار ہونے کے باوجود) بمقابلہ جگر کے چربی کی زیادتی کیوں ہوتی ہے؟ تو اسکی دو وجوہ ہیں: (الف) قلب پر چربی کی کثرت مادّہ کی کثرت کی وجہ سے ہوتی ہے، نہ کہ قلب کے مزاج اور قلب کی صورت (طبیعت) کی وجہ سے۔ (ب) قلب پر اسکی کثرت اس لئے ہوتی ہے کہ طبیعت اس قسم کے مادہ (چربی) کی طرف توجہ کرتی ہے، (اور اسے قلب کی طرف بکثرت روانہ کردیتی ہے) +

اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ قلب چونکہ بہت گرم ہے، اور یہ ہر وقت متحرک رہتا ہے؛ اس لئے اسکا اندیشہ تھا کہ اس کی قوتیں تحلیل ہوجائیں، اور اسقدر کمزور ہوجائے کہ یہ اپنے ضروری افعال انجام نہ دے سکے، جن میں سے زندگی کا قیام بھی ہے، اس لئے طبیعت مدبر بدن قلب کی طرف چربی بکثرت روانہ کردیتی ہے، تاکہ کثرتِ تحلل کا تدارک چربی سے ہوسکے۔ گیلانی +

والسمین والشحم فان جمودهما علی البدن یقل ویکثر بحسب کثرة الحرارة وقلتها

لیکن بدن (کے دوسرے حصوں) پر سمین وشحم کے جمود و اجتماع کا کم و بیش ہونا حرارت کی کثرت و قلت پر موقوف ہے +

شیخ کے اس قول کا مدعا علامہ گیلانی نے یہ بتایا ہے کہ یہ کلیہ (چربی کی کثرت برودت کی علامت

ہے، اور اسکی قلت حرارت کی علامت ہے) محض اُس سمین وشحم کے بارہ میں ہے جو قلب کے سوا بدن کے دوسرے حصوں پر پھیلی ہوئی ہوتی ہیں یہ قول قلب کی چربی پر کیونکر صادق آسکتا ہے۔ قلب تو بہر صورت حار ہے! اس میں برودت کا اسقدر کیونکر غلبہ ہو سکتا ہے +

والبدن اللحیم بلا کثرۃ من السمین والشحم ھو البدن الحار الرطب وان کان کثیرا اللحم الاحمر ومع سمین وشحم قلیل دل علی الافراط فی الرطوبۃ وان افرطا دل علی ان الافراط فی البرودۃ والرطوبۃ وان البدن بارد رطب

جو بدن لحیم ہو، (جس بدن میں گوشت کی فربہی ہو) اور اُس کے ساتھ سمین وشحم کی کثرت نہ ہو، تو وہ بدن گرم اور تر ہے۔ اور اگر سُرخ گوشت (عضلات) کی کثرت ہو، اور اسکے ساتھ کچھ تھوڑی سی سمین وشحم بھی ہو، تو یہ (حرارت کے ساتھ) افراط رطوبت کی علامت ہے۔ اور اگر سمین وشحم دونوں بکثرت ہوں (اور گوشت زیادہ نہ ہو) تو یہ افراط برودت ورطوبت کی علامت ہے، اور اس بات کی علامت ہے کہ بدن کا مزاج بارد ورطب ہے +

واقضف الابدان البارد الیابس ثم الحار الیابس ثم الیابس المعتدل فی الحر والبرد ثم الحار المعتدل فی الرطوبۃ والیبس

سب سے زیادہ لاغر وہ بدن ہوتا ہے، جس میں برودت ویبوست کا غلبہ ہو، اس کے بعد وہ بدن جس میں حرارت ویبوست کا غلبہ ہو؛ اس کے بعد وہ بدن جس میں یبوست کا غلبہ ہو، اور حرارت وبرودت میں معتدل ہو؛ اس کے بعد وہ بدن جس میں حرارت کا غلبہ ہو، اور رطوبت ویبوست میں معتدل ہو +

والثالث جنس الدلائل الماخوذۃ من الشعر وانما یؤخذ من جھۃ ھذہ الوجوہ وھی سرعۃ النبات وبطوئہ وکثرتہ وقلتہ ورقتہ وغلظہ وسبوطتہ وجعودتہ ولونہ احد الاصول فی ذلک

(۳) بدن کے بال سے

وہ علامتیں جو بال سے متعلق ہیں: ان علامات میں مندرجہ ذیل باتوں میں سے کسی نہ کسی بات کا لحاظ کیا جاتا ہے: (۱) بالوں کا جلد یا دیر سے اُگنا — (۲) بالوں کی قلت وکثرت — (۳) بالوں کا باریک یا موٹا ہونا — (۴) بالوں کا سیدھا یا گھونگھریالے ہونا — (۵) ان اصول میں بالوں کی رنگت بھی شامل ہے +

اما الاستدلال (فاعل یؤخذ ۱۲) من سرعۃ نبات وبطوئہ وعدم نباتہ

بالوں کے جلد یا بدیر اُگنے یا بالکل نہ اُگنے سے رہبری حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ بالوں کا دیر سے نکلنا

فهو ان البطئ النبات او فقد النبات اذا لم يكن هناك علامة دالة على ان البدن عادم للدم اصلا يدل على ان المزاج رطب جداً

یا بالکل نہ نکلنا اس امر کی علامت ہے کہ مزاج میں بہت زیادہ رطوبت ہے، بشرطیکہ وہاں کوئی ایسی علامت نہ ہو، جو اس امر کو بتائے کہ بدن میں خون کی غیر معمولی کمی ہے۔ (ورنہ خون کی کمی کی صورت میں بالوں کا دیر سے اگنا یا نہ اگنا کثرتِ رطوبت کی علامت نہ بنیگا) ۔

فان اسرع فليس البدن بذلك الرطب بل هو الى اليبوسة

اور اگر بال جلد نکلیں، تو سمجھنا چاہئے کہ بدن میں اتنی زیادہ رطوبت نہیں ہے، بلکہ وہ یبوست کی طرف مائل ہے۔

ولكن يستدل على حرارته وبرودته من دلائل اُخرى مما ذكرنا

لیکن بدن کی حرارت و رطوبت دوسرے علامات سے معلوم ہو سکتی ہے، جنکو ہم نے (آگے) بیان کیا ہے۔

لكنه اذا اجتمعت الحرارة واليبوسة اسرع نبات الشعر جداً وكثر وغلظ وذلك لان الكثرة تدل على كثرة الحرارة والغلظ يدل على كثرة الدخانية كما في الشبان دون ما في الصبيان فان الصبيان مادتهم بخارية لا دخانية وضدهما يتبع ضدهما

جب حرارت و یبوست بدن میں دونوں اکٹھی ہو جاتی ہیں، تو بال بہت جلد اور بکثرت اُگتے ہیں، اور وہ موٹے ہوتے ہیں، کیونکہ بالوں کی زیادتی کثرتِ حرارت کو بتاتی ہے، اور بالوں کی غلظت دخانیت (دھوئیں) کی کثرت کو بتاتی ہیں۔ چنانچہ جوانوں میں ایسا ہی ہوتا ہے، اور بچوں میں ایسا نہیں ہوتا۔ کیونکہ بچوں میں بخاری مواد کی کثرت ہوتی ہے، نہ کہ دخانی مواد کی۔ (چونکہ بخارات بمقابلہ دخانات کے لطیف ہوتے ہیں، اس لئے بچوں کے بال بمقابلہ جوانوں کے باریک ہوتے ہیں)۔ اور اس کے برعکس ہونا یعنی بالوں کا کم اور باریک ہونا برودت و رطوبت کو بتاتا ہے۔

واما من جهة الشكل فان الجعودة تدل على الحرارة واليبس وقد تدل على التواء الثقب والمسام وهذا لا يستحيل بتغير المزاج والسببان الاولان يتغيران

بالوں کی شکل سے رہبری حاصل کرنے کی صورت یہ ہے کہ بالوں کی جعودت (گھونگھریالے ہونا) حرارت و یبوست کی دلیل ہے۔ اور گاہے یہ اس امر کو بتاتی ہے کہ بدن کے سوراخ اور مسامات پیچیدہ اور ٹیڑھے ہیں۔ اس صورت میں بالوں کی شکل جو ہوتی ہے، وہ مزاج کے تغیر سے بدل

والسبوطة تدل على اضداد ذلك

نہیں سکتی (بلکہ ایسی صورت میں بالوں کی جعودت ابتدائے پیدائش سے آخر عمر تک قائم رہتی ہے)؛ اس کے برعکس پہلے دونوں سبب یعنی حرارت و یبوست میں تغیر آسکتا ہے (اور ان کے تغیر سے بالوں میں تغیر آسکتا ہے۔ چنانچہ ایسا بارہا دیکھا گیا ہے کہ جوانی میں بال گھونگھریالے ہوتے ہیں، اور بڑھاپے میں سیدھے ہو جاتے ہیں)۔

واما من جهة اللون فان السواد يدل على الحرارة والصهوبة تدل على البرودة والشقرة والحمرة تدلان على الاعتدال والبياض يدل اما على رطوبة وبرودة كما في الشيب واما على يبس شديد كما يعرض للنبات عند الجفاف من انسلاخ سواده وهو الخضرة الى البياض وهذا انما يعرض في الناس في اعقاب الامراض المجففة

بالوں کی رنگت سے اس طرح رہبری حاصل کی جاتی ہے کہ بالوں کی سیاہی حرارتِ مزاج کو بتاتی ہے، اور بالوں کی صہوبت (پیازی رنگت) برودتِ مزاج کو؛ اور بالوں کی شقرت (زردی مائل سرخی) اور سرخی اعتدالِ مزاج کو۔ اور بالوں کی سفیدی گاہے رطوبت اور برودت پر دلالت کرتی ہے، جیسا کہ بڑھاپے میں ہوتا ہے؛ اور گاہے یبوست کی شدت پر دلالت کرتی ہے، جیسا کہ نباتات کے سوکھ جانے کے وقت اُس کی سیاہی یعنی سبزی، کے دور ہو جانے سے ان میں ایک قسم کی سفیدی آجاتی ہے۔ اس قسم کی سفیدی انسان میں امراض مجففہ (خشکی پیدا کرنے والے امراض) کے بعد لاحق ہوا کرتی ہے۔

وسبب الشيب عند ارسطوطاليس هو الاستحالة الى لون البلغم وعند جالينوس هو التكرج الذي يلزم الغذاء الصائر الى الشعر اذا كان باردا وكان بطئ الحركة مدة نفوذه في المسام

بال کے سفید ہونے (شَیب) کا سبب ارسطو کے نزدیک یہ ہے کہ (جس مادّہ سے بال پیدا ہوتے ہیں) اس کا رنگ بلغم کے رنگ میں تبدیل ہو جاتا ہے؛ اور جالینوس کے نزدیک بال کے سفید ہونے کا سبب یہ ہے کہ جو غذاء بالوں کی طرف روانہ ہوتی ہے، جب یہ بارد ہوتی ہے، اور مسامات میں سستی کے ساتھ نفوذ کرتی ہے، تو اس وقت اس میں ایک قسم کا تکرّج (پھپھوند) لاحق ہو جاتا ہے؛ (یعنی اس غذاء میں ایک قسم کا تغیر لاحق ہوتا ہے، جیسے

پھپھوند سے تشبیہ دی جاسکتی ہے، اور جس طرح اس تغیر کے بعد پھپھوند میں سفیدی آجاتی ہے، اسی طرح بال کی غذاء میں اس تغیر کے بعد سفیدی آجاتی ہے) +

واذا تاملت القولین وجدتهما فی الحقیقة متقاربین فان العلة فی بیاض لون البلغم والعلة فی ابیضاض المتکرج واحد وهی الی الطبیعی

لیکن جب تم ان دونوں اقوال میں (ارسطو اور جالینوس کے اقوال میں) غور کروگے۔ تو دونوں کو قریب قریب ہی پاؤگے؛ کیونکہ بلغم کے رنگ کے سفید ہوجانے کی علت، اور پھپھوند والی چیز کے سفید ہوجانے کی علت ایک ہی ہے۔ لیکن اس مسئلہ کی تحقیق اور چھان بین علم طبعی کے متعلق ہے +

وبعد هذا فان للبلدان والاهویة تاثیرا فی امر الشعر ینبغی ان یراعی فلا یتوقع من الزنجی شقرة شعره لیستدل بها علی اعتدال مزاجه الذی له ولا للصقالبی سواد شعره حتی یستدل به علی سخونة مزاجه الذی یحسبه

اس کے بعد یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بالوں (کی رنگت وغیرہ) میں ملکوں اور ہواؤں کو دخل اور اثر ہے، جنکا لحاظ کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ زنگیوں (حبشیوں) میں یہ توقع نہ رکھنی چاہئے کہ اُن کے بال اشقر (زردی مائل سُرخ) ہوجائیں اور اُس سے اُن کے مخصوص مزاج کے اعتدال کی طرف رہبری حاصل کی جائے۔ (کیونکہ ان کے اقلیم کی ہوا اتنی گرم ہوتی ہے کہ ان میں اس قسم کے بالوں کا ہونا ناممکن ہے) اور نہ صقلابیوں میں بالوں کی سیاہی کی امید رکھنی چاہئے جس سے اُن کے مخصوص اور مناسب مزاج کی حرارت سمجھی جاسکے (کیونکہ ان کے ملک کی ہوا اتنی ٹھنڈی ہوتی ہے کہ ان میں بالوں کا سیاہ ہونا ناممکن ہے) +

وللاسنان ایضا تاثیر فی امر الشعر فان الشبان کالجنوبیین والصبیان کالشمالیین والکهول کالمتوسطین

علی ہذا عمروں کو بھی بالوں (کی رنگت وغیرہ) میں اثر و دخل ہے، چنانچہ جوان گویا جنوب والوں کی طرح ہیں، اور بچے گویا شمال والوں کی طرح ہیں، اور ادھیڑ گویا بیچ کے لوگ ہیں +

یعنی جوانوں کے بال جنوب والوں کی طرح سیاہی کی طرف مائل ہونے چاہئیں، اور بچوں کے بال شمال والوں کی طرح بھورے سے ہونے چاہئیں +

وكثرة الشعر في الصبي تدل على استحالة مزاجه الى السوداوية اذا كبر وفي الشيخ على انه سوداوي في الحال

بچپن میں بالوں کی کثرت اس بات کی دلیل ہے کہ جب یہ بڑے ہونگے، تو ان کا مزاج سوداوی ہوجائیگا، اور بڑھاپے میں بالوں کی کثرت اس بات کی علامت ہے کہ انکا مزاج اس وقت (بحالتِ موجودہ) سوداوی ہے +

واما الرابع فهو جنس الدلائل المأخوذة من لون البدن فان البياض دليل على عدم الدم وقلته مع برودة فانه لو كان مع حرارة وخلط صفراوي لاصفر

(۴) بدن کی رنگت سے بدن کی رنگت سے اس طرح رہبری حاصل کی جاتی ہے: بدن کی سفیدی اس امر کی علامت ہے کہ خون نہیں ہے، یا کم ہے، اور اس کے ساتھ برودت بھی ہے؛ اس لئے کہ اگر اسکے ساتھ حرارت یا خلط صفراوی ہو، تو بدن کی رنگت زرد ہوگی، (نہ کہ سفید) +

والاحمر دليل على كثرة الدم وعلى الحرارة والصفرة والشقرة تدلان على الحرارة الكثيرة لكن الصفرة ادل على المرار والشقرة على الدم او الدم المراري وقد تدل الصفرة على عدم الدم وان لم يوجد المرار كما يكون في ابدان الناقهين

بدن کی سُرخی خون کی کثرت اور حرارت کی دلیل ہے اور بدن کی زردی اور شُقرت (زردی مائل سُرخی یا بھورا پن) کثرتِ حرارت کی نشانیاں ہیں. لیکن زردی زیادہ تر صفرار کو بتاتی ہے، اور شُقرت زیادہ تر خون کو، یا خون صفراوی کو. اگرچہ گاہے زردی اس امر کو بتاتی ہے کہ بدن میں خون نہیں ہے (خون کم ہے) خواہ بدن میں صفرار نہ پایا جائے (یعنی بدن کی زردی گاہے صفرار نہ ہونے کی صورت میں بھی خون کی کمی سے پیدا ہوا کرتی ہے)، جیسا کہ بیماری سے اُٹھے ہوئے لوگوں (ناقہین) میں ہوا کرتا ہے +

والكمد دليل على شدة البرد فيقل له الدم ويجمد ذلك القليل ويستحيل الى السواد ويغير لون الجلد

بدن کا نیلا (کمد) ہوجانا شدتِ برودت کی دلیل ہے جس سے خون کی پیدائش کم ہو جاتی ہے، اور جو کچھ پیدا بھی ہوتا ہے، وہ (برودت کی وجہ سے) منجمد ہو کر سیاہی مائل ہوجاتا، اور جلد کے رنگ کو بدل دیتا ہے +

والادم دال على الحرارة والباذنجاني دليل على البرد واليبس لانه لون يتبع صرف السوداء

بدن کے رنگ کا گندم گوں (آدم = اسمر) ہونا حرارت کی علامت ہے؛ اور بینگنی (باذنجانی) ہونا برودت و یبوست کی دلیل ہے؛ کیونکہ اس قسم کا رنگ محض سوداء کی وجہ سے

پیدا ہوتا ہے (جسکا مزاج بارد یابس ہے) +

والجصی یدل علی صریح البرد والبلغمیة والرصاصیُّ دلیل علی البرودة والرطوبة مع سوداویة مالانه بیاض مع ادنی خضرة فیکون البیاض تابعًا للون البلغم اولمزاج الرطوبة والخضرةُ تابعة لدم جامد الی السواد ما هو قد خالطه البلغم فخضره

بدن کے رنگ کا جَصّی (رنگ جیسا)[1] ہونا برودت اور بلغمیت کی علامت ہے۔ اور رصاصی (قلعی جیسا) ہونا برودت اور رطوبت کی علامت ہے، جس کے ساتھ تھوڑی سی سوداویت بھی ہو؛ کیونکہ رصاصی رنگ میں کسی قدر سبزی کے ساتھ سفیدی ہوتی ہے، چنانچہ سفیدی تو بلغم کے رنگ کی وجہ سے اور رطوبت کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے، اور سبزی ایسے منجمد خون کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے جو قدرے سیاہی مائل ہو، اور جو بلغم کے ساتھ ملکر سبز ہو گیا ہو +

والعاجی یدل علی برد بلغمی مع مرار قلیل

بدن کے رنگ کا عاجی ہونا (ہاتھی دانت جیسا ہونا) بلغمی برودت پر دلالت کرتا ہے، جسکے ساتھ تھوڑا سا صفرا بھی ہو۔

وفی اکثر الامراض فان اللون یتغیر بسبب الکبد الی صفرة وبیاض وبسبب الطحال الی صفرة وسواد وفی علل البواسیر الی صفرة وخضرة ولیس هذا بالدائم بل قد یختلف

بسا اوقات جگر کی وجہ سے (امراض جگر کی وجہ سے) بدن کی رنگت زردی اور سفیدی کی طرف مائل ہو جاتی ہے اور طحال کی وجہ سے (امراض طحال کی وجہ سے) زردی اور سیاہی کی طرف مائل ہو جاتی ہے؛ اور امراض بواسیر میں (یعنی بواسیر کی مختلف قسموں میں) زردی اور سبزی کی طرف مائل ہو جاتی ہے؛ لیکن یہ دائمی نہیں ہے (یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ بواسیر کی وجہ سے رنگت میں ہمیشہ اسی قسم کی تبدیلی ہوا کرے، بلکہ گاہے دوسری رنگتیں بھی پیدا ہوا کرتی ہیں +

والاستدلال من لون اللسان علی مزاج العروق الساکنة والضاربة فی البدن قویٌّ

زبان زبان کی رنگت سے بھی بدن کے عروق کے مزاج کا خوب ہی پتہ چلا کرتا ہے، خواہ وہ عروق ساکنہ (وریدیں) ہوں، یا ضاربہ (تڑپنے والی شرائین) +

زبان پر چونکہ اس قسم کا کثیف استر نہیں ہوتا ہے؛ جیسا کہ بیرونِ بدن پر ہوتا ہے، اس لئے رگوں

---

[1] لون جصّی اُس سفیدی کو کہتے ہیں جسکے ساتھ تھوڑی سی نیلاہٹ ہو +

کے اندر جس قسم کے مواد موجود ہوتے ہیں، زبان کی سطح پر آسانی کے ساتھ معلوم ہوجاتے ہیں. گیلانی +

والاستدلال من لون العین علی مزاج الدماغ اقوی

آنکھ آنکھ کی رنگت سے دماغ کا مزاج بھی بہت ہی خوب معلوم ہوا کرتا ہے +

کیونکہ آنکھ گویا دماغ ہی کا ایک حصہ ہے، اس لئے کہ آنکھ کے طبقات دماغ کے طبقات (اغشیۂ دماغ) سے بنتے ہیں، اور آنکھ کی غذاء (دم غاذی) بھی دماغ ہی کی طرف سے آتی ہے، یعنی آنکھ کی شریانیں اور وریدیں دماغی وریدوں ہی سے آتی ہیں.

وربما یعرض فی مرض واحد اختلاف لونی عضوین مثل ان اللسان قد یبیض والبشرة الوجہ تسود فی مرض واحد مثل الیرقان العارض لشدة الحرقة من المرار

شذرہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک ہی مرض میں دو عضو کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں، مثلاً ایک ہی مرض میں زبان سفید ہوجاتی ہے. اور چہرہ کا بشرہ سیاہ ہوجاتا ہے، جیسا کہ اُس یرقان میں ہوتا ہے جو صفراء کی شدتِ احتراق سے عارض ہوتا ہے +

واما الخامس فھو جنس الدلائل الماخوذة من ھیئة الاعضاء فان المزاج الحار یتبعہ سعة الصدر وعظم الاطراف وتمامھا فی قدودھا من غیر ضیق وصغر وسعةُ العروق وظھورھا وعظم النبض وقوتہ وعظم العضل وقربھا من المفاصل لان جمیع الافاعیل النشویة والھیأت الترکیبیة تتم بالحرارة

(۵) اعضاء کی ہیئت سے

وہ علامتیں جو اعضاء کی ہیئت سے متعلق ہیں: جس شخص کا مزاج گرم ہوگا، اُس کا سینہ فراخ ہوگا، ہاتھ پاؤں (اطراف) بڑے ہونگے، ہاتھ پاؤں قد و قامت میں پورے ہونگے، تنگ اور چھوٹے نہ ہونگے، رگیں کشادہ اور نمایاں ہونگی، نبض عظیم اور قوی ہوگی، عضلات بڑے (اور موٹے) ہونگے، اور وہ جوڑوں کے قریب ہونگے (یعنی جوڑوں کے پاس عضلات کی موٹائی نمودار ہوگی)؛ کیونکہ نشو و نما اور ہیآت ترکیبیہ (جن سے اعضاء کی ترکیب و ہیئت حاصل ہوتی ہے) کے تمام افعال حرارت ہی سے پورے ہوتے ہیں.

والبرودة یتبعھا اضدادھذہ لقصور القوی الطبیعیة بسببھا عن تتمیم افعال الانشاء والتخلیق

اور جس شخص کا مزاج بارد ہوگا، اُس میں ان باتوں کے خلاف پایا جائیگا، کیونکہ برودت کی وجہ سے قوائے طبعیہ نشو و نما اور افعالِ تخلیق کی تکمیل سے قاصر ہوتے ہیں +

والمزاج الیابس یتبعہ قشف

جس شخص کا مزاج یابس ہوگا، اُس کی جلد خشک

وظهور مفاصل وظهور الغضاريف في الحنجرة والانف وكون الانف مستويا

اور کمزوری ہوگی، بدن کے مفاصل نمایاں ہونگے، حنجرہ (نرخرہ) اور ناک کی کریاں نمایاں (اور ابھری ہوئی) ہونگی، ناک سیدھی ہوگی (پتلی اور کھڑی ہوگی)۔

واما السادس فهو جنس الدلائل المأخوذة من سرعة انفعال الاعضاء فانه ان كان العضو يسخن سريعا بلا معاسرة فهو حار المزاج اذ الاستحالة في الجنس المناسب تكون اسهل من الاستحالة الى المضاد وان كان يبرد سريعا فالامر بالضد كذلك بعينه

(۶) اعضاء کا جلد یا بدیر متأثر ہونا

وہ علامتیں جو اعضاء کے جلد یا بدیر متأثر ہونے سے ماخوذ ہیں: جو عضو آسانی کے ساتھ اور جلد (کسی سبب مسخن سے) گرم ہو جائے تو سمجھنا چاہئے کہ اسکا مزاج گرم ہے؛ اسلئے کہ مناسب جنس (مشابہ اور ہم جنس کیفیت) کی طرف بمقابلہ جنس مضاد کے استحالہ آسانی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جو عضو آسانی کے ساتھ اور جلد (کسی سبب مبرد سے) سرد ہو جائے، وہ اسکے برعکس (بارد) ہے، جسکی وجہ بعینہ وہی ہے جو حرارت کے متعلق بیان کی گئی۔

فان قال قائل ان الامر يجب ان يكون بالضد فانا نعرف يقينا ان الشئ انما ينفعل عن ضده لا عن شبيهه وهذا الكلام الذي قدمته يوجب ان يكون الانفعال من الشبيه اولى

اگر کوئی کہنے والا یہ کہے (کوئی اعتراض کرنے والا اعتراض کرے) کہ "معاملہ تو اسکے برعکس ہونا چاہئے (یعنی ہونا تو یہ چاہئے کہ جو عضو آسانی سے گرم ہو جائے، وہ سرد ہو، اور جو عضو آسانی سے سرد ہو جائے، وہ گرم ہو) کیونکہ یہ ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ تمام چیزیں اپنی ضد سے (کیفیت مضادہ) سے متأثر ہوا کرتی ہیں، نہ کہ ہم جنس اور مشابہ کیفیت سے۔ اور یہ بات جو ابھی آپ نے کہی ہے اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ شبیہ اپنے شبیہ سے (یعنی مثل اپنے مثل اور ہم جنس سے) بدرجہ اولی اور زیادہ آسانی کے ساتھ متأثر ہو" (حالانکہ واقعہ اسکے خلاف ہے؛ کوئی چیز اپنے شبیہ اور مثل سے متأثر نہیں ہوا کرتی ہے)۔

فالجواب عن هذا ان الشبيه الذي لا ينفعل عنه هو الذي

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جس شبیہ اور ہم جنس سے دوسری شبیہ چیز متأثر نہیں ہوا کرتی ہے، اسکے لئے

كيفيته وكيفيةُ ما هو شبيه به واحدةٌ في النوع والطبيعة	ضروری ہے کہ اس شبیہ کی کیفیت، اور اُس دوسری چیز کی کیفیت، جو اُس کی شبیہ ہے، دونوں نوعیت اور طبیعت کے لحاظ سے ایک ہوں (یعنی دونوں کی کیفیت نوعیت اور درجۂ کیفیت کے لحاظ سے ایک ہی ہو؛ مثلاً دونوں گرم ہوں، اور ایک ہی درجہ کی گرم ہوں) +
والاسخن ليس شبيها بالابرد بل السخينان واحدهما اسخن مختلفان	چنانچہ گرم چیز سرد چیز کی شبیہ نہیں ہوسکتی (کیونکہ دونوں کی کیفیت اس صورت میں بلحاظ نوعیت کے ایک نہیں ہے، بلکہ دو ہیں، ایک میں حرارت ہے، اور دوسری میں برودت)۔ بلکہ اس قسم کی دو گرم چیزیں بھی باہم شبیہ اور ہم جنس نہیں ہوسکتیں، جن میں ایک زیادہ گرم ہو، اور دوسری کم +
فيكون الذي ليس باسخن هو بالقياس الى الاسخن باردًا فينفعل من حيث هو بارد بالقياس اليه لاحار وينفعل ايضًا عن الابرد منه وعن البارد الا ان احدهما ينمي كيفيته ويعين اقوى ما فيه والاخر ينقص كيفيته فيكون استحالته الى ما ينمي كيفيته ويعين اقوى ما فيه اسهل	چنانچہ اس صورت میں جو چیز کم گرم ہے، وہ بمقابلہ دوسری زیادہ گرم چیز کے بارد ہوگی، اور وہ مقابلۃً بارد ہونے کی حیثیت سے دوسری زیادہ گرم چیز سے متأثر ہوگی، نہ کہ حار ہونے کی حیثیت سے۔ اسی طرح ایسی کم گرم چیز اس چیز سے بھی متأثر ہوگی، جو اس کے مقابلہ میں بارد ہے، اور اُس چیز سے بھی متأثر ہوگی جو حقیقت میں بارد ہے۔ لیکن (ان دونوں صورتوں میں یہ فرق ہوگا کہ) ان میں سے ایک چیز (زیادہ گرم چیز) تو اس کم گرم چیز کی کیفیت کو بڑھا دیگی اور اس میں جو کیفیت قوی اور غالب ہے، اُس کی مدد کردیگی؛ اور دوسری چیز (بارد چیز) اس کی کیفیت کو کم کردیگی۔ جب ایسا ہے، تو ظاہر ہے کہ ایسی کم گرم چیز میں

لہ ایسی گرم چیز جو بمقابلہ کسی دوسری چیز کے کم گرم ہے، اس میں غالب اور قوی کیفیت کیا ہوگی؟ یقیناً حرارت ہوگی، ورنہ اسے گرم کیونکر کہا جاتا۔ ایسی گرم چیز جب دوسری زیادہ گرم چیز سے متأثر ہوگی، تو یقیناً اسکی حرارت میں اضافہ ہوجائیگا +

(مناسبت اور اتحاد کی وجہ سے) اُس چیز کی کیفیت آسانی کے ساتھ حاصل ہو جائے گی، جو اس کی کیفیت میں اضافہ کرنے والی، اور اسکی کیفیت غالبہ کی امداد کرنے والی ہے (یعنی یہ کم گرم چیز زیادہ گرم چیز سے بآسانی متأثر ہو کر بہت جلد اپنی حرارت کو بڑھا لیگی)۔

اس کے بعد شیخ ایک دوسری بات بتانا چاہتے ہیں کہ یہ امر دائمی اور کلی نہیں ہے کہ جب دو چیزیں کم و بیش گرم ہوں، یعنی ایک زیادہ گرم (اسخن) ہو، اور دوسرا کم گرم (سخین) ہو، تو زیادہ گرم چیز کم گرم چیز کی کیفیت میں اضافہ ہی کردے، یعنی اسخن سخین کی کیفیت کو قوی ہی کردے، بلکہ ایک خاص صورت ایسی بھی ہے، جس میں اس کی توقع نہیں کی جاسکتی؛ مثلاً بیرونی حرارت یعنی حرارت غریبہ جب بدن پر باہر سے وارد ہوتی ہے، تو وہ حرارت غریزیہ کو قوی نہیں کرتی۔ حالانکہ مذکورہ بالا قاعدہ کو اگر کلیہ مان لیا جائے تو ایسا ضرور ہونا چاہیے تھا۔ چنانچہ اسکی مفصل تقریر درج ذیل ہے:

على ان ههنا شيئاً آخر يختص ببعض ما هو مشارك فى الكيفية وناقص فيها مثل ان الحار المزاج فى طبعه انما يسرع قبوله لتاثير الحار فيه لما يبطل الحار من تاثير الضد الذى هو البرد المعاوق لما يحوه المزاج الحار من زيادة تسخين فاذا التقيا وبطل المانع تعاونا على التسخين فيتبع ذلك التعاون اشتداد تام من الكيفيتين

علاوہ ازیں یہاں ایک دوسری بات بھی ہے، جو خصوصیت کے ساتھ بعض ہم کیفیت چیزوں (شریک فی الکیفیۃ) میں پائی جاتی ہے، جن میں سے ایک چیز میں وہ کیفیت کم ہو (یعنی دونوں چیزیں گرم ہوں، اور ان میں سے ایک چیز میں گرمی نسبتاً کم ہو)۔ مثلاً جو چیز طبعاً گرم مزاج ہوتی ہے، وہ دوسری زیادہ گرم چیز (اسخن) کی تاثیر کو محض اسی وجہ سے جلد قبول کر لیا کرتی ہے کہ یہ گرم چیز (جو بیرونی طور پر وارد ہوئی ہے، اور مقابلۃً زیادہ گرم بھی ہے) اپنی ضد کی تاثیر کو یعنی برودت کی تاثیر کو باطل کردیا کرتی ہے؛ درانحالیکہ جو چیز طبعاً گرم مزاج ہے، اُسکو زیادہ گرم ہونے سے روکنے کا اصلی ذریعہ برودت تھی۔ چنانچہ جب یہ دونوں چیزیں مل جاتی ہیں (یعنی جب ایک گرم چیز کے ساتھ دوسری بیرونی گرم چیز مل جاتی ہے) اور زیادتِ تسخین کا جو مانع تھا وہ دور ہو جاتا ہے، تو یہ

دونوں چیزیں حرارت وتسخین میں ایک دوسرے کی امداد کرتی ہیں، اور اس باہمی امداد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دونوں کی کیفیتیں شدید ہوجاتی ہیں (یعنی اسخن کی کیفیت بھی شدید ہوجاتی ہے جو باہر سے وارد ہوئی ہے، اور سخین کی کیفیت بھی شدید ہوجاتی ہے).

اس تقریر کا خلاصہ یہ ہوا کہ کیفیت میں اس قسم کا اضافہ اسی وقت ہوگا، جبکہ دونوں گرم چیزیں، یا دونوں حرارتیں ایک دوسرے کی امداد کریں؛ اسکے برعکس اگر دونوں حرارتیں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں، تو ظاہر ہے کہ حرارت میں اس قسم کا اضافہ نہ ہوسکیگا، چنانچہ ذیل کی تقریر کا خلاصہ یہی ہے:

واما اذا حاول الحار الخارجی ان یبطل الاعتدال فان الحار الغریزی الداخل اشد الاشیاء مقاومة له حتی ان السموم الحارة لا یقاومها ولا یدفعها ولا یفسد جوهرها الا الحرارة الغریزیة فان الحرارة الغریزیة آلة للطبیعة تدفع ضرر الحار الوارد بتحریکها الروح الی دفعه وتنحیة بخاره وتحلیله واحراق مادته وتدفع ایضا ضرر البارد الوارد بالمضادة

لیکن جب کوئی بیرونی گرم چیز (اسخن) وارد ہوکر بدن کے اعتدال کو باطل کرنا چاہتی ہے (جو دراصل اُس بیرونی چیز کے مقابلہ میں کم گرم ہے) تو اندرونی حرارت غریزیہ (بجائے امداد کرنے کے) سختی کے ساتھ اس کا مقابلہ کرتی ہے حتی کہ سموم حارہ (گرم مزاج کے سموم) کا مقابلہ بھی محض حرارت غریزیہ ہی کرتی ہے؛ یہی ان کو دفع کرتی ہے، اور یہی ان کے جوہر کو فاسد کرتی ہے؛ کیونکہ حرارت غریزیہ ہی طبیعت کے لئے آلۂ کار اور ذریعۂ عمل ہے، جس سے وہ باہر سے آنے والی گرم چیز کی مضرت کو دور کردیا کرتی ہے؛ جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ طبیعت روح کو اس گرم چیز کے دفع کرنے کے لئے متحرک کردیتی ہے، اس کے (گرم چیز کے) بخارات کو کنارہ کردیتی ہے، اور اسکو (اس گرم چیز کو) تحلیل کردیتی ہے، اور اس کے مادہ کو جلاڈالتی ہے۔

پھر جس طرح وہ بیرونی گرم چیز کی مضرت کو دور کردیا کرتی ہے، اسی طرح وہ بیرونی سرد چیز کی مضرت کو بھی باہم مضاد ہونے کی وجہ سے دور کردیا کرتی ہے، (کیونکہ حرارت غریزیہ بمقابلہ برودت کے یقیناً متضاد ہے) +

الغرض حرارت غریزیہ جس طرح برودت سے مقابلہ کرتی ہے، اسی طرح اُس حرارت سے بھی، جسکو حرارت غریبہ کہتے ہیں +

وليست هذه الخاصية للبرودة فانها انما تنازع وتعاوق الوارد الحار بالمضادة فقط ولا تنازع الوارد البارد	یہ خاصیت برودت میں نہیں پائی جاتی ہے، کیونکہ برودت محض بیرونی گرم چیز سے، مضاد ہونے کے باعث جنگ اور مقابلہ کیا کرتی ہے، بیرونی سرد چیز سے یہ بالکل مقابلہ نہیں کرسکتی +
والحرارة الغريزية هي التي تحمي الرطوبات الغريزية عن ان يستولى عليها الحرارة الغريبة	(اس کے برعکس) حرارت غریزیہ (باوجود حرارت ہونے کے) رطوبات غریزیہ میں حرارت غریبہ کا غلبہ اور تسلط ہونے نہیں دیتی ہے،
فان الحرارة الغريزية اذا كانت قوية تمكنت الطبيعة بتوسطها من التصرف في الرطوبات على سبيل النضج والهضم وحفظها على الصحة فتحركت الرطوبات على نهج تصريفها وامتنعت على التحرك على نهج تصريف الحرارة الغريبة فلم تعفن	چنانچہ جب حرارت غریزیہ قوی ہوتی ہے، تو طبیعت (طبیعت مدبر بدن) اسکی وساطت سے (اسکے ذریعہ سے) اس امر پر قادر ہوتی ہے کہ وہ رطوبات میں نضج اور ہضم کے کام انجام دے، اور ان رطوبات کو بہتر حالت میں محفوظ رکھے، چنانچہ جب ایسی صورت ہوتی ہے، تو یہ رطوبات طبیعت کے (یا حرارت غریزیہ کے) تصرفات کے مطابق بدن میں حرکت کرتی ہیں، اور حرارت غریبہ کے تصرفات کے مطابق حرکت کرنے سے باز رہتی ہیں، اس لئے تعفن سے بچی رہتی ہیں؛ (اگر یہ رطوبات حرارت غریزیہ کے قبضہ سے چھوٹ کر حرارت غریبہ کے تصرف میں آجائیں، تو یہ بہت جلد متعفن ہوجائیں)+
واما ان كانت هذه الحرارة ضعيفة خلت الطبيعة عن الرطوبات لضعف الآلة المتوسطة بينها وبين الرطوبات فوقفت وصادفتها الحرارة الغريبة غير مشغولة بتصريف فتمكنت منها واستولت عليها وحركتها حركة	لیکن جب حرارت غریزیہ ضعیف ہوتی ہے، تو طبیعت اپنے آلہ کے ضعف کی وجہ سے، جو کہ اس کے اور رطوبات کے بیچ میں واقع تھا، ان رطوبات سے کنارہ کش ہوکر اپنا کام چھوڑ دیتی ہے، اس لئے اب ان رطوبات میں حرارت غریبہ کا قبضہ ہوجاتا ہے، جو طبیعت کے تصرفات سے بے نیاز اور بے پرواہ ہوکر پوری قدرت کے ساتھ ان رطوبات پر مسلّط اور غالب ہوجاتی ہے، اور غیر طبعی تحریک پیدا کرکے

غريبة فحدثت العفونة فالحرارة الغريزية آلة للقوى كلها والبرودة منافية لها لا تنفع الا بالعرض فلهذا يقال حرارة غريزية ولا يقال برودة غريزية ولا ينسب الى البرودة من كدخدائية البدن ما ينسب الى الحرارة

ان میں عفونت پیدا کر دیتی ہے +

الغرض حرارت غریزیہ تمام قوتوں کا آلہ ہے، اور برودت تمام قوتوں کی منافی اور دشمن ہے؛ اگر کسی میں مفید ہوتی ہے، تو بالعرض۔ اسی وجہ سے اس حرارت کو حرارتِ غریزیہ کہا جاتا ہے (غریزیت = طبیعت)، اور برودت کو "برودت غریزیہ" نہیں کہا جاتا۔ اور اسی وجہ سے بدن کی کدخدائیت (بدن کی تدبیر و اصلاح) کو حرارت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، برودت کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا +

کدخدا کے لغوی معنے "گھر کے مالک" کے ہیں، اور یہ ظاہر ہے کہ جس طرح گھر کا مالک گھر کی تدبیر و اصلاح میں مصروف رہتا ہے، اسی طرح طبیعت حرارت غریزیہ کی امداد سے بدن کی تدبیر و اصلاح میں مشغول رہتی ہے + (کدخدا۔ فارسی لفظ ہے)

واما السابع فهو الجنس الماخوذ من احوال النوم واليقظة فان اعتدالهما يدل على اعتدال المزاج لا سيما في الدماغ وزيادة النوم للرطوبة والبرودة وزيادة اليقظة لليبس والحرارة خاصةً في الدماغ

(۷) نیند اور بیداری سے

وہ علامتیں جو نیند اور بیداری سے ماخوذ ہیں: نیند اور بیداری کا اعتدالی حالت پہ ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ مزاج، اور علی الخصوص دماغ کا مزاج معتدل ہے۔ نیند کی زیادتی رطوبت اور برودت کی علامت ہے؛ اور بیداری کی زیادتی یبوست اور حرارت کی، علی الخصوص دماغ کی یبوست و حرارت کی دلیل ہے۔

واما الثامن فهو الجنس الماخوذ من دلائل الافعال فان الافعال اذا كانت مستمرة على المجرى الطبيعي تامة كاملة دلت على اعتدال المزاج وان تغيرت عن جهتها الى حركات مفرطة دلت على حرارة المزاج وكذلك اذا اسرعت فانها تدل على الحرارة

(۸) افعال اعضاء سے

وہ علامتیں جو افعال اعضاء سے ماخوذ ہیں: افعال جب تک اپنی طبعی رفتار پہ جاری ہوں، نیز جب تک یہ کامل اور پورے ہوں، اُس وقت تک سمجھو کہ مزاج معتدل ہے۔ اور جب ان کی طبعی رفتار بدل جائے اور ان میں حرکت کی کثرت اور افراط ہو جائے، تو سمجھنا چاہیے کہ مزاج میں حرارت زیادہ ہو گئی ہے؛ اسی طرح جب ان افعال میں تیزی اور سُرعت لاحق ہو جائے تو بھی حرارت ہی

مثل سرعة النشو وسرعة نبات الشعر وسرعة نبات الاسنان

کا پتہ دیتے ہیں، مثلاً تیزی کے ساتھ اعضاء کا نشو ونما پانا، تیزی سے بالوں کا اُگنا، اور تیزی سے دانتوں کا نکلنا +

وان تبلدت وضعفت وتكاسلت وابطأت دلت على برودة المزاج على انه قد يكون ضعفها وتبلدها وفتورها واقعاً بسبب مزاج حار الا انه لا يخلو مع ذلك عن تغير عن المجرى الطبيعي مع الضعف

اور اگر افعال میں بلادت، ضعف، کسل، اور سُستی ہو، تو یہ برودتِ مزاج کی دلیل ہے۔ علاوہ ازیں گاہے افعال میں ضعف، بلادت، اور فتور حرارتِ مزاج کی وجہ سے بھی لاحق ہوا کرتا ہے؛ لیکن اس صورت میں یہ ضروری ہے کہ ضعف (اور بلادت وغیرہ) کے ساتھ طبعی رفتار سے افعال بدلے ہوئے ہوں (یعنی ضعف اور بلادت کے ساتھ افعال میں تشویش بھی ہو) +

یعنی افعال کے ضعف، فتور اور بلادت سے برودت پر استدلال لانا دائمی نہیں ہے، بلکہ اکثری ہے۔
کیونکہ بعض اوقات افعال میں ضعف، فتور، اور بلادت حرارت سے بھی لاحق ہوجایا کرتی ہے +

وقد يفوت بسبب الحرارة ايضاً كثير من الافعال الطبيعية وينقص مثل النوم فربما ابطل بسبب المزاج الحار اونقص

بہت سے طبعی افعال حرارت کی وجہ سے بھی باطل یا ناقص ہوجایا کرتے ہیں۔ چنانچہ نیند بسا اوقات سوء مزاج حار کی وجہ سے باطل یا ناقص ہوجایا کرتی ہے +

وكذلك قد يزداد بعض الاحوال الطبيعية للبرد مثل النوم الا انها لا يكون من جملة الاحوال الطبيعية مطلقاً بل بشرط وسبب فان النوم ليس محتاجا اليه في الحيوة والصحة حاجة مطلقة بل بسبب تخلّي من الروح عن الشواغل لما عرض له من التعب او لما يحتاج اليه من الاكباب على هضم الغذاء لعجزه عن الوفاء بالامرين

اسی طرح سے بعض طبعی حالات برودت کی وجہ سے بڑھ بھی جایا کرتے ہیں: چنانچہ نیند (غلبۂ برودت کی وجہ سے) زیادہ ہوجایا کرتی ہے۔ اگرچہ یہ طبعی حالات (جو برودت کی وجہ سے بڑھ جایا کرتے ہیں) اُن حالات میں سے نہیں ہیں جو مطلقاً اور بلا قید طبعی ہوتے ہیں؛ بلکہ یہ ایک شرط اور سبب کے ساتھ طبعی ہیں۔ چنانچہ (مثلاً) زندگی اور صحت میں نیند اگر ضروری چیز ہے، تو مطلقاً (بلا قید) ضروری نہیں ہے، (کیونکہ نیند کی حالت تو سکون، بیکاری اور موت سے مشابہ ہے)؛ بلکہ اس سبب سے اسکی ضرورت ہے کہ روح کو جن مشغولیتوں کی وجہ سے تکان لاحق ہوجاتی ہے، نیند کی وجہ سے روح کو ان مشغولیتوں سے فرصت مل جاتی ہے؛ یا

نیند کی ضرورت اسلئے پڑتی ہے کہ روح نیند کی حالت میں ہضم غذاء کی طرف پورے طور پر متوجہ ہو جاتی ہے، اس وجہ سے کہ وہ دونوں کاموں کی تکمیل سے (ہضم غذاء، اور بیرونی حواس کے استعمال سے) عاجز ہوتی ہے +

فاذن النوم انما یحتاج الیہ من جھۃ عجز ما وھو خروج عن الواجب الطبیعی وان کان ذلک الخروج طبیعیا من حیث ھو ضروری فان الطبیعی یقال علی الضروری باشتراک الاسم

اس سے ثابت ہوا کہ نیند کی حاجت اور ضرورت اگر ہے، تو ایک قسم کی بےبسی اور بےچارگی کی وجہ سے ہے، اور یہ ایک غیر ضروری اور غیر طبعی چیز ہے، (جو مقصد زندگی کے خلاف ہے)؛ اگرچہ یہ غیر طبعی چیز ضروری اور لابدی ہونے کی وجہ سے طبعی بھی ہے (یعنی نیند اگرچہ اس لحاظ سے غیر طبعی چیز ہے کہ یہ ایک قسم کی موت اور افعال کا عدم ہے، مگر بالعرض اور مصلحتاً اس مخصوص بیکاری اور موت کی ضرورت بھی ہے، اور اس کے بدون کوئی چارہ بھی نہیں)۔ چنانچہ "ضروری چیز" کو بھی اشتراک اسمی (اشتراک لفظی) کے طور پر "طبعی" کہدیا جاتا ہے +

الغرض "طبعی" کے دو معنے ہوئے: (۱) وہ چیز جو مقتضائے طبع کے موافق ہو، مثلاً حرکت اور بیداری کیونکہ زندگی کا مقصد فعل (کام) ہی ہو سکتا ہے، بیکاری اور عدمِ فعل نہیں ہو سکتا ہے؛ (۲) وہ چیز جو ضروری اور لابدی ہو، یعنی اس کے بغیر چارہ نہ ہو، خواہ بالعرض اور طبعًا اس کی ضرورت ہو، مثلاً سکون، اور نیند، کہ ان کی ضرورت محض اس وجہ سے ہے کہ اگر سکون اور آرام نہ کیا جائے، تو اعضاء تھک کر بیکار ہو جائیں +

وھذا القسم اصح دلالتہ انما ھو علی المزاج المعتدل وذلک بان یعتدل الافعال وتتم واما دلالتہ علی الحر والبرد والیبوسۃ والرطوبۃ فدلالۃ تخمینیۃ

علامات کی یہ قسم (جو افعال اعضاء سے ماخوذ ہے) اسکی صحیح رہنمائی محض معتدل مزاج ہی کی طرف ہو سکتی ہے، یعنے جب افعال درست اور کامل ہوتے ہیں، تو اس سے یقینی طور پر پتہ چلتا ہے کہ مزاج معتدل ہے۔ رہا افعال اعضاء سے حرارت، برودت، یبوست اور رطوبت پر استدلال کرنا، تو یہ ایک تخمینی بات ہے (اٹکل پچو بات ہے، یقینی نہیں) +

چنانچہ بسا اوقات بطلانِ فعل برودت کی بجائے اسبابِ حرارت سے بھی ہو جایا کرتا ہے؛ یہ کوئی حتمی

بات نہیں ہے کہ نقصان اور بطلانِ فعل محض برودت ہی سے ہو سکتا ہے، اور حرارت سے ہمیشہ افعال میں تشویش ہی آتی ہے +

ومن جنس الافعال القوية الدالة على الحرارة قوة الصوت وجهارته وسرعة الكلام واتصاله وسرعة الغضب وسرعة الحركات والطرف وان كان قد يقع هذه لا بسبب عام بل بسبب خاص بعضو الفعل

وہ علامتیں جو "جنس افعال" سے ہیں اور جنکی دلالت ورہنمائی "حرارت" کی طرف قوی اور مستحکم ہے، ان میں سے آواز کا قوی اور بلند ہونا، تیزی سے اور مسلسل گفتگو کرنا، غصہ کا جلد آجانا، حرکاتِ بدن کا تیز ہونا، اور جلد جلد پلک مارنا (آنکھ جھپکانا) بھی ہے۔ اگرچہ ان امور کا ظہور مخصوص طور پر اُسی وقت نہیں ہوتا، جبکہ سبب (حرارت) تمام بدن میں عام ہو، بلکہ گاہے اُس وقت بھی ہوتا ہے، جبکہ وہ سبب (حرارت) اُس عضو کے ساتھ مخصوص ہو، جس سے یہ کام وابستہ ہے +

شلاً جلد جلد پلک مارنے کی صورت میں ممکن ہے کہ حرارت سارے بدن میں نہ ہو، بلکہ محض آنکھ میں ہو۔ اسی طرح حرکات کی تیزی ممکن ہے کہ محض دماغ کی حرارت کی وجہ سے ہو +

(۹) فضلات بدن سے

والجنس التاسع جنس دفع البدن للفضول وكيفية ما يدفع فان الدفع اذا استمر وكان ما يبرز من البراز والبول والعرق وغير ذلك حاد الرائحة قوية وصبغ لما له صبغ والنشوء والنطباخ لما له النشوء والنطباخ فهو حار وما يخالفه فهو بارد

وہ علامتیں جو بدن کے خارج ہونے والے فضلات سے، اور ان کی کیفیتِ خروج سے وابستہ ہیں:- جو فضلات خارج ہوا کرتے ہیں، اگر وہ برابر خارج ہوتے رہیں، اور براز، بول، پسینہ وغیرہ کی قسم کی جو چیزیں خارج ہوا کرتی ہیں، اُن کی بو نہایت تیز اور قوی ہو، ان میں سے جو چیزیں رنگین ہوا کرتی ہیں، وہ خوب رنگین ہوں، اور جو چیزیں پختہ اور گلی ہوئی ہوا کرتی ہیں، وہ پختہ اور گلی ہوئی ہوں، تو سمجھنا چاہیے کہ وہ "بدن گرم" ہے۔ اور اگر یہ باتیں خلاف ہوں، تو سمجھنا چاہیے کہ وہ "بدن بارد" ہے +

(۱۰) انفعالات نفسانیہ سے

والجنس العاشر ماخوذ من احوال قوى النفس في افعالها وانفعالاتها مثل ان الحر القوى والضجر والفطنة والفهم والاقدام

وہ علامات جو نفس کی قوتوں کے افعال وانفعالات (تاثیرات وتاثرات) سے ماخوذ ہیں:- شلاً غصہ کا سخت ہونا، اندوہ وملال کا زیادہ ہونا، فہم وادراک کا تیز ہونا، بہادر ہونا، بے پرواہ

والوقاحة وحسن الظن وجودة الرجاء والقساوة والنشاط ورجولية الاخلاق وقلة الكسل وقلة الانفعال من كل شئ يدل على الحرارة واضدادها على البرودة

ہونا (حیا کا کم ہونا)، بدگمانیوں کا کم ہونا (حسن ظن رکھنا)، اُمید کا وسیع ہونا (مایوس نہ ہونا)، سنگدل ہونا، چوکس رہنا (افسردہ دل نہ رہنا)، اخلاق میں مردانگی کا ہونا (مثلاً باوفا، بامروت، سچا، اور رازدار ہونا؛ یعنی چھچھورا پن نہ ہونا) کاہلی و سُستی کا کم ہونا، اور ہر چیز سے (مثلاً خوشی اور غم سے) کم اثر پذیر ہونا، یہ سب چیزیں "حرارت کی علامت ہیں"۔ اور ان کے برعکس اور خلاف ہونا برودت کی دلیل ہے (جنکی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں) ‫+

وثبات الحرد والرضا والمتخيل والمحفوظ وغير ذلك يدل على اليبوسة وزوال الانفعالات بسرعة يدل على الرطوبة

خفگی اور خوشی کا دیرپا رہنا، اور (دماغ میں) صور و معانی وغیرہ کا دیر تک قائم رہنا یبوست کی علامت ہے؛ اور تاثرات (انفعالات) کا جلد تر زائل ہو جانا رطوبت کی ‫+

ومن هذا القبيل الاحلام والمنامات فان من غلب على مزاجه حرارة يرى كانه يصطلي نيرانا ويتشمس ومن غلب على مزاجه برد فيرى كانه يثلج اوهو منغمس في ماء بارد ويرى صاحب كل خلط ما يجانس خلطه فيما يقال

خواب نیند میں خواب دیکھنا بھی اسی قبیلے سے ہے (انفعالات نفسانیہ کے قبیلے سے ہے): چنانچہ جس شخص کے مزاج میں حرارت کا غلبہ ہوتا ہے، وہ (لگا ہے) خواب میں یہ دیکھتا ہے کہ وہ آگ تاپ رہا ہے، اور دھوپ کھا رہا ہے۔ اور جس شخص کے مزاج میں برودت کا غلبہ ہوتا ہے۔ وہ (لگا ہے خواب میں) دیکھتا ہے کہ وہ پالا کھا رہا ہے (برف زدہ ہے) یا یہ کہ وہ ٹھنڈے پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔ اسی طرح بیان کیا جاتا ہے کہ جس شخص میں جس خلط کا غلبہ ہوتا ہے وہ اسی خلط کے مناسب خواب دیکھتا ہے ‫+

وهذا الذي ذكرناه كله او اكثره انما هو من باب علامات الامزجة الواقعة في اصل البنية واما الامزجة الغريبة العرضية

جن دلائل و علامات کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے، یہ سارے یا ان میں سے بیشتر اُن مزاجوں کے علامات ہیں، جو خلقی اور پیدائشی ہوں۔ رہے عارضی اور غیر طبعی مزاجوں کے علامات، تو وہ حسب ذیل ہیں:۔

فالحار منها يدل عليه اشتعال

علامات مزاج حار اگر مزاج میں حرارت کی زیادتی ہوگی، تو

حرارة البدن مؤذ وتاذ بالحميات وسقوط قوة عند الحركات لثوران الحرارة وعطش مفرط والتهاب فى فم المعدة وحرارة فى الفم ونبض الى الضعف والسرعة الشديدة والتواتر وتاذ بما يتناوله من المسخنات وتشفٍ بالمبردات ورداءة حال فى الصيف

بدن کی حرارت میں تکلیف دہ تیزی ہوگی، بخاروں سے وہ شخص تکلیف اُٹھائیگا (یعنی ایسے بدن میں بخار جلد جلد پیدا ہوگا، یا یہ کہ جب بخار ہوگا، تو تکلیف زیادہ ہوگی)؛ حرکت کے وقت ایسا شخص جلد نڈھال ہوجائیگا، اس لئے کہ حرکت کے وقت حرارت میں اشتعال پیدا ہوجائیگا، پیاس کی زیادتی ہوگی، فم معدہ میں سوزش ہوگی، مُنہ میں کڑواہٹ ہوگی، نبض میں ضعف، شدید سرعت اور تواتر ہوگا، گرم چیزوں کے کھانے سے تکلیف ہوگی، اور ٹھنڈی چیزوں کے استعمال سے آرام ملیگا، اور موسم گرما میں ایسے لوگوں کی بُری گت ہوگی +

واما دلائل المزاج البارد الغير الطبيعى فقلة هضم وقلة عطش واسترخاء مفاصل وكثرة حميات بلغمية وتاذ بالنزلات وبتناول المبردات وتشفٍ بتناول ما يسخن ورداءة حال فى الشتاء

علامات مزاج بارد اگر عارضی مزاج بارد ہوگا، تو اُسکی علامتیں یہ ہونگی کہ ہضم میں کمی ہوگی، پیاس میں کمی ہوگی، مفاصل ڈھیلے ہونگے، بلغمی بخاروں کی کثرت ہوگی، نزلوں سے وہ شخص تکلیف پائیگا (نزلہ کی کثرت ہوگی، یا یہ کہ نزلہ سے اُسے تکلیف زیادہ ہوگی)، ٹھنڈی چیزوں کے کھانے سے اُسے نقصان پہونچیگا اور گرم چیزوں کے کھانے سے اُسے راحت ملے گی، اور موسم سرما میں اُس کی بُری گت ہوگی +

واما دلائل الرطب الغير الطبيعى فمناسبة لدلائل البرودة ويكون معه ترهل وسيلان لعاب ومخاط وانطلاق طبيعة وسوء هضم وتاذ بتناول ما هو رطب وكثرة نوم وتهيج اجفان

علامات مزاج رطب اگر مزاج عارضی رطب ہوگا، تو اس کی علامتیں مزاج بارد کی علامتوں کے مشابہ ہونگی؛ نیز ان کے ساتھ بدن میں ترہّل بھی ہوگا، مُنہ سے لعاب اور ناک سے مخاط (بلغم) بکثرت بہیگا، دست آئینگے (اور اجابت نرم ہوجائیگی)، بدہضمی لاحق ہوا کریگی، اور رطب چیزوں کے استعمال سے تکلیف ہوگی، نیند کی زیادتی ہوگی، اور پپوٹوں پر تہیج (بھربھراہٹ) ہوگا +

واما دلائل اليبس الغير الطبيعى فتقشف وسهر وتحول عارض وتاذ

علامات مزاج یابس اگر عارضی مزاج یابس ہوگا، تو اُس کی علامت یہ ہے کہ بدن کی جلد میں خشکی ہوگی، نیند کی کمی ہوگی،

بتناول مافیہ یبس وسوء حال فی الخریف وتشفٍ بما یرطب وانتشاف فی الحال للماء الحار والدھن اللطیف وشدۃ قبولھما

لاغری عارض ہوگی، خشک چیزوں کے کھانے سے تکلیف پہونچے گی، خریف کے موسم میں ایسے شخص کا بُرا حال ہوگا، اور رطب چیزوں کے استعمال سے آرام ملیگا۔ گرم پانی اور لطیف روغنوں کو بہت جلد بدن جذب کرلیگا، اور انہیں خوب قبول کرلے گا۔

الفصل الرابع فی جمل علامات المعتدل المزاج

فصل (۴) معتدل المزاج کے علامات کا خلاصہ

علاماتہ المجموعۃ الملتقطۃ عما قلناہ وھو اعتدال الملمس فی الحر والبرد والیبوسۃ والرطوبۃ واللین والصلابۃ

جسقدر علامات اوپر بیان کیے جاچکے ہیں، انہی سے چن کر اور انتخاب کرکے معتدل مزاج کے لئے علامتوں کا ایک مجموعہ بن سکتا ہے، اور وہ یہ ہے:۔ حرارت و برودت، یبوست و رطوبت، اور نرمی و سختی میں ملمس (جلدِ بدن) کا معتدل ہونا۔

واعتدال اللون فی البیاض والحمرۃ

سفیدی اور سُرخی میں رنگ کا معتدل ہونا (اوسط درجہ پر ہونا)۔

واعتدال السحنۃ فی السمن والقضافۃ ومیل الی السمن

فربہی اور لاغری میں سحنہ (انگلیٹ) کا اوسط درجہ پر ہونا اور اسکا فربہی کی طرف میلان ہونا۔

وتکون عروقہ بین الغائرۃ وبین الراکبۃ علی اللحم المتبرئۃ عنہ بارزۃ

رگوں کا درمیانی حالت میں ہونا، نہ گہری ہوں، اور نہ گوشت پر سوار، اُبھری ہوئی، اور اس سے جُدا ہوں۔

واعتدال الشعر فی الزغب والزعر والجعودۃ والسبوطۃ الی الشقرۃ ما ھو فی سن الصبی والی السواد ما ھو فی سن الشباب

بالوں کی حالت کثرت و قلت اور جعودت و سبوطت کے لحاظ سے اوسط درجہ کی ہو، جبکہ بچپنے میں بھورے سے ہوں، اور جوانی میں سیاہ۔

واعتدال حال النوم والیقظۃ ومؤاتاۃ من الاعضاء فی حرکاتھا وسلاستھا وقوۃ من التخیل والتفکر والتذکر

نیند اور بیداری کی حالت معتدل ہو۔ اعضاء سے حرکتیں جاری ہوں، اور بہ سہولت جاری ہوں، تخیل، تفکر اور تذکر (یاد داشت) کی قوت اچھی ہو۔

وتوسط من الاخلاق بین الافراط

افراط اور تفریط کے درمیان اخلاق و عادات اوسط

والتفريط اعني التوسط في التهوّر والجبن والغضب والخمود والقساوة والرقة والطيش والوقار والتيه وسقوط النفس

درجہ پر ہوں، یعنی جوانمردی اور بزدلی کے درمیان، غصہ اور جمود کے درمیان، سنگدلی اور رقت قلبی کے درمیان، طیش و وقار کے درمیان (یعنی تیزی اور تحمل کے درمیان) تکبر اور عاجزی کے درمیان اوسط درجہ کی حالت ہو +

وتمام في الافعال كلها وصحة وجودة النمو وسرعته وطول الوقوف

نیز اعضاء کے سارے افعال کامل اور درست ہوں؛ بدنی نمو درست اور تیز ہو؛ وقوف کا زمانہ دیر تک قائم رہے +

وتكون احلامه لذيذة مونسة من الروائح الطيبة والاصوات اللذيذة والمجالس

وہ شخص جو خواب دیکھے وہ (ڈراؤنے نہ ہوں، بلکہ) دلچسپ اور مزیدار ہوں، جن میں اچھی خوشبوئیں، اور اچھی آوازیں محسوس ہوں، اور فرحت و سرور کی محفلیں نظر آئیں +

ويكون صاحبه محببا طلق الوجه هشا معتدل شهوة الطعام والشراب جيد الاستمراء في المعدة والكبد والعروق والتشبيه في جميع البدن معتدل الحال في انتفاض الفضول منه من المجاري المعتادة

نیز وہ شخص لوگوں میں ہر دلعزیز ہو، ہنس مکھ اور خوش باش ہو؛ کھانے پینے کی خواہش اسے درمیانی درجہ کی ہو؛ اُس کے معدہ، جگر، اور عروق میں غذا اچھی طرح پچتی ہو (ہضم ہوتی ہو)، اور اعضاء کی ساخت کے ساتھ اچھی طرح وہ غذاء مشابہ ہو جاتی ہو۔ عادتاً جن راستوں سے فضلات خارج ہوا کرتے ہیں، وہ ٹھیک طور پر خارج ہو رہے ہوں +

الفصل الخامس في علامات من خرج عن الاعتدال بافراط وليس بجيد الحال في خلقته

فصل (۵) اُس شخص کے علامات جس کا مزاج اعتدال سے بہت زیادہ خارج ہو گیا ہو

اور جسکے بدن کی خلقت اچھی نہ ہو +

هذا هو الذي لا يتشابه مزاج

ایسے شخص کے اعضاء کا مزاج طبعی تناسب پر

اعضائه بل ربما تغايرت اعضاؤه الرئيسة في الخروج عن الاعتدال فخرج عضو منها الى مزاج والآخر الى ضده

نہیں ہوتا، بلکہ بسا اوقات اس کے اعضائے رئیسہ تک اعتدال سے خارج ہوکر ایک دوسرے سے مختلف ہو جایا کرتے ہیں ; چنانچہ کسی عضو میں کوئی غیر طبعی مزاج ہوتا ہے اور کسی میں اسکی ضد دوسرا غیر طبعی مزاج (مثلاً قلب میں برودت کا غلبہ ہوتا ہے، اور دماغ میں حرارت کا ; ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ اعضار کا مزاج طبعی تناسب پر نہ رہ سکیگا، اور اعضار کی خلقت بھی طبعی تناسب پر قائم نہ رہ سکے گی) +

فاذا كانت بنيته غير متناسبة كان رديا حتى في فهمه وعقله مثل الرجل العظيم البطن القصير الاصابع المستدير الوجه العظيم الهامة والصغير الهامة اللحيم الجبهة والعنق والوجه والرجلين وكانما وجهه نصف دائرة فان كان فكاه كبيرين فهو مختلف جداً

چنانچہ اعضار کی خلقت جب غیر متناسب (بے ڈھنگی سی) ہوتی ہے، تو یہ نہایت بُرا ہوتا ہے، حتیٰ کہ ایسے شخص کی سمجھ اور عقل بھی خراب ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص ایسا ہو جسکا پیٹ بڑا ہو، انگلیاں چھوٹی ہوں، چہرہ گول ہو، سر بہت بڑا یا بہت چھوٹا ہو، پیشانی، گردن، چہرہ، اور ٹانگوں میں گوشت کی کثرت ہو، اور اسکا چہرہ گویا نیم دائرہ ہو، اور اگر (ان باتوں کے ساتھ) اس کے دونوں جبڑے (فک اعلیٰ و اسفل) بڑے ہوں، (یا گول ہوں، جیسا کہ بعض نسخوں میں ہے) تو سمجھنا چاہئے کہ اس کے اعضار کے مزاج میں بہت ہی اختلاف ہے +

وكذلك ان كان مستدير الراس والجبهة لكن وجهه شديد الطول والرقبة شديدة الغلظ وفي عينيه بلادة حركة فهو ايضاً من ابعد الناس عن الخير

اسی طرح اگر سر اور پیشانی گول ہوں لیکن چہرہ بہت ہی لمبوترا ہو، گردن بہت ہی موٹی ہو، اور اس کی آنکھوں کی حرکت بہت ہی سست ہو، تو سمجھنا چاہئے کہ ایسا شخص بھلائی سے بہت ہی دور ہے +

الفصل السادس في العلامات الدالة على الامتلاء

فصل (۶) امتلار کی علامتیں

الامتلاء على وجهين امتلاء

امتلار کی دو قسمیں ہیں : (۱) امتلار بحسب الاوعیہ

بحسب الاوعیۃ وامتلاء بحسب القوۃ | (ظروف یعنی عروق کی گنجائش کے لحاظ سے امتلاء ہوں)۔ (۲) امتلاء بحسب القوۃ (جس میں اخلاط کی کمیت کے ساتھ کیفیت بھی خراب ہو) +

والامتلاء بحسب الاوعیۃ ھو ان یکون الاخلاط والارواح وان کانت صالحۃ فی کیفیتہا قد زادت فی کمیتہا حتے ملأت الاوعیۃ ومددتہا وصاحبہ یکون علے خطر من الحرکۃ فانہ ربما صدع الامتلاء العروق وسالت الی المخانق فحدث خناق وصرع وسکتۃ وعلاجہ ھو المبادرۃ الی الفصد | (۱) امتلاء بحسب الاوعیہ سے مراد یہ ہے کہ اگرچہ اخلاط وارواح کی کیفیتیں ٹھیک ہوں، مگر ان کی کمیتیں (مقداریں) اسقدر بڑھ جائیں کہ رگوں کو پُر کرکے ان میں تناؤ پیدا کردیں۔ جس شخص کو اس قسم کا امتلاء ہوتا ہے، اُس کے لئے حرکت کے وقت خطرہ اور اندیشہ ہوتا ہے، کیونکہ بسا اوقات امتلاء کی وجہ سے رگیں پھٹ جاتی ہیں، اور اخلاط مخانق کی طرف بہ نکلتے ہیں، جس سے خناق، صرع، اور سکتہ پیدا ہوجاتا ہے۔ ایسے امتلاء کا علاج یہ ہے کہ جلد ہی فصد کردی جائے +

مخانق اختناق یا گھٹ جانے کے مقامات، مثلاً حلق، جس کے ورم سے خناق ہوجاتا ہے۔ آملی کہتا ہے کہ شیخ نے دماغ کو مخانق میں اس لئے شامل کیا کہ تجویف دماغی میں بھی روح اور خون مختنق ہوجایا کرتے ہیں" چنانچہ صرع اور سکتہ اسی قسم کے اختناق کی صورتیں ہیں +

واما الامتلاء بحسب القوۃ وھو ان لا یکون الاذی من الاخلاط لکمیتہا فقط بل لرداءۃ کیفیتہا فھے تقہر القوۃ برداءۃ کیفیتہا ولا تطاوع الھضم والنضج ویکون صاحبہا علے خطر من امراض العفونۃ | (۲) امتلاء بحسب القوۃ سے مراد یہ ہے کہ محض اخلاط کی مقدار (کی زیادتی) ہی کی وجہ سے اذیت نہ ہو، بلکہ اخلاط کی کیفیت بھی ردی ہو، (اور اذیت دونوں کی وجہ سے حاصل ہورہی ہو)۔ ایسے اخلاط اپنی کیفیت کی ردائت کی وجہ سے بدنی قوتوں کو مغلوب کردیتے ہیں، اور ہضم و نضج کو قبول نہیں کرتے۔ جس شخص کو اس قسم کا امتلاء ہوتا ہے، اسکو امراض عفونت لاحق ہونے کا اندیشہ رہتا ہے +

علامات الامتلاء جملۃ وھو ثقل الاعضاء والکسل عن الحرکات واحمرار اللون وانتفاخ العروق | مطلق امتلاء کی علامتیں یہ ہیں:- اعضاء کا بوجھل ہونا حرکات میں کسلمندی اور کاہلی کا ہونا، بدن کے رنگ کا سُرخ ہونا، رگوں کا پھولا ہوا ہونا، جلد کا تنا ہوا ہونا، نبض کا

وتمدد الجلد وامتلاء النبض والصباغ البول وثخنه وقلة الشهوة وكلال البصر والاحلام التي تدل على الثقل مثل من يرى انه ليس به حراك او ليس به استقلال بالنهوض او كانه يحمل حملا ثقيلا او ليس يقدر على الكلام كما ان رؤية الطيران وسرعة الحركات تدل على ان الاخلاط رقيقة وبمقدار معتدل

ممتلی ہونا، قارورہ کا رنگین اور گاڑھا ہونا، بھوک کا کم ہونا بینائی کا سُست ہونا (بینائی میں تکدر کا ہونا)، اس قسم کے خواب دیکھنا جو ثقل کو بتاتے ہوں، مثلاً کسی شخص کا یہ خواب دیکھنا کہ وہ بے حرکت ہے (حرکت کرنے پر قادر نہیں ہے)، یا یہ کہ اُسے کھڑے ہونے کی قدرت نہیں ہے؛ یا یہ کہ وہ ایک بھاری بوجھ اُٹھائے ہوئے ہے؛ یا یہ کہ بات چیت کرنے پر قادر نہیں ہے؛ جس طرح کسی شخص کا خواب میں یہ دیکھنا کہ وہ اُڑ رہا ہے، یا یہ کہ وہ تیز حرکتیں کر رہا ہے، اس امر کو بتاتا ہے کہ بدن کے اخلاط رقیق ہیں، اور یہ کہ وہ معمولی مقدار میں ہیں ۔

وعلامات الامتلاء بحسب القوة اما الثقل والكسل وقلة الشهوة فهو يشارك فيها الامتلاء الاول ولكن اذا كان الامتلاء بحسب القوة ساذجا لم تكن العروق شديدة الانتفاخ ولا الجلد شديد التمدد ولا النبض شديد الامتلاء والعظم ولا الماء كثير الثخن ولا اللون شديد الحمرة ويكون الانكسار والاعياء انما يهيج فيه بعد الحركة والتصرف ويكون احلامه تريه حكة ولذعا واحتراقا وروائح منتنة وتدل ايضا على الخلط الغالب بدلائله التي سنذكرها

امتلاء بحسب القوۃ کی علامتیں: اس میں ثقل بدن کسل وکاہلی، اور بھوک کی کمی اگرچہ امتلاء کی پہلی قسم (امتلاء بحسب الاوعیہ) کی طرح پائی جاتی ہے، لیکن جب امتلاء بحسب القوۃ سادہ ہوتا ہے (امتلاء کی پہلی قسم سے خالی ہوتا ہے، یعنی جس میں اذیت وتکلیف کی باعث اخلاط کی کیفیت ہوتی ہے، اگرچہ اخلاط کی کمیت بھی غالب ہی ہوتی ہے) تو رگیں زیادہ پھولی ہوئی نہیں ہوتی ہیں، نہ جلد زیادہ تنی ہوئی ہوتی ہے، نہ نبض زیادہ ممتلی اور عظیم ہوتی ہے، نہ قارورہ زیادہ گاڑھا ہوتا ہے، نہ بدن کا رنگ زیادہ سُرخ ہوتا ہے۔ نیز اس امتلاء میں بدن کے اندر انکسار (بدن کا ٹوٹنا) اور تکان اگر پیدا ہوگی، تو حرکت کرنے اور کام کاج کرنے کے بعد پیدا ہوگی (اس کے بغیر خود بخود نہ بدن ٹوٹتا ہوا معلوم ہوگا، اور نہ تکان محسوس ہوگی)۔ ایسا شخص خواب میں خارش، لذع، احتراق (سوزش اور جلن) اور بُری بوئیں دیکھے گا۔ نیز خواب کی دوسری علامتوں سے، جنکا ذکر ہم

ابھی (اگلی فصل میں) کرنے والے ہیں، جو خلط غالب ہوگی اُسکا پتہ چلیگا +

وفی اکثر الامر فان الامتلاء بحسب القوۃ یولد المرض قبل استحکام دلائلہ

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ امتلاء بحسب القوۃ کی علامتوں کے مستحکم (اور نمایاں) ہونے سے پہلے یہ (اپنے مناسب) مرض پیدا کردیتا ہے (اس کے بعد اس کی علامتیں نمودار ہوتی ہیں) +

اس کے برعکس امتلاء کی پہلی قسم میں امتلاء کی علامتیں پہلے نمودار ہوتی ہیں، اور اس کے بعد کوئی مرض پیدا ہوتا ہے. لیکن امتلاء کی اس دوسری قسم میں کسی مرض کے نمودار ہونے سے پہلے اسکا پتہ چلنا دشوار ہے. علامہ گیلانی +

الفصل السابع فی علامات غلبۃ خلط خلط

فصل (۷) ہر ہر خلط کے غلبہ کی علامتیں

واما الدم اذا غلب فعلاماتہ مقاربۃ لعلامات الامتلاء بحسب الاوعیۃ ولذلک قد یحدث من غلبتہ ثقل فی البدن وخاصۃ فی اصل العینین والراس والصدغین وتمطی وتثاؤب وغشیان ونعاس وکلال وتکدر فی الحواس وبلادۃ فی الفکر واعیاء بلا تعب سابق وحلاوۃ فی الفم غیر معہودۃ وحمرۃ فی اللسان

خون کے غلبہ کی علامتیں امتلاء بحسب الاوعیہ کی علامتوں کے قریب قریب ہوتی ہیں. یہی وجہ ہے کہ غلبۂ خون کی حالت میں گاہے بدن میں، اور خاصکر دونوں آنکھ کی جڑمیں، نیز سر اور کنپٹی کے مقام میں بوجھ محسوس ہوتا ہے؛ انگڑائی اور جمائی (بکثرت) آیا کرتی ہیں؛ اونگھ ہنک کا غلبہ ہوتا ہے؛ حواس مکدر ہوتے، اور سمجھ موٹی ہوتی ہے؛ محنت و مشقت کے بغیر تکان لاحق ہوتی ہے؛ وقت بے وقت منہ کا مزہ میٹھا معلوم ہوتا ہے؛ زبان سُرخ ہوتی ہے +

وربما ظہر فی البدن دمامیل وفی الفم بثور ویعرض سیلان دم من المواضع السہلۃ الانصداع کالمنخر والمقعدۃ واللثۃ

بسا اوقات بدن پر دمامیل (پھوڑیا) اور زبان پر بثور (دانے) نکل آیا کرتے ہیں. جن مقامات کی رگیں آسانی کے ساتھ پھٹ جایا کرتی ہیں، مثلاً نتھنے، مقعد، اور مسوڑھے، ان مقامات سے خون جاری ہوا کرتا ہے +

وقد یدل علیہ المزاج والتدابیر السالف والبلد والسن والعادۃ

گاہے اُس شخص کے مزاج، سابقہ تدابیر، ملک، عمر، اور عادت سے غلبۂ خون کی طرف رہنمائی ہوتی ہے، اور

ویُعدل العهد بالفصد

گاہے اس امر سے بھی کہ (جو لوگ عادتاً فصد کرایا کرتے ہیں اُن میں) فصد کرائے ہوئے ایک عرصہ گذر چکا ہے ۔

والاحلام الدالة علیه مثل الاشیاء الحمر یراها فی النوم ومثل سیلان الدم الکثیر ومثل التخانة فی الدم وما اشبهها

جو خواب غلبۂ خون کو بتاتے ہیں، وہ یہ ہیں کہ نیند میں سُرخ چیزیں دکھائی دیں، اور مثلاً یہ کہ وہ شخص بہت سا خون بہتا ہوا دیکھے، اور مثلاً یہ دیکھے کہ وہ خون میں ڈوبا ہوا ہے؛ وعلیٰ ہذا القیاس اسی قسم کے دوسرے خواب ۔

واما علامات غلبة البلغم فبیاض زائد فی اللون وترهل ولین ملمس وبرودته وکثرة الریق ولزوجته وقلة العطش الا ان یکون مالحاً وخصوصاً فی الشیخوخة وضعف الهضم والجشاء الحامض وبیاض البول وکثرة النوم والکسل واسترخاء الاعصاب والبلادة ونبض لین الی البطوء والتفاوت

بلغم کے غلبہ کی علامتیں یہ ہیں: بدن کے رنگ کا اعتدال سے زیادہ سفید ہونا، بدن کا ڈھیلا ہونا، ملمس (جلد) کا نرم اور بارد ہونا، لعاب دہن کا بکثرت جاری ہونا اور اسکا لیسدار ہونا، پیاس کا کم ہونا، علی الخصوص بڑھاپے میں (پیاس اور بھی کم لگا کرتی ہے) ہاں اگر بلغم شور ہو (تو پیاس بیشک زیادہ لگ سکتی ہے)، ہضم کا ضعیف ہونا، کھٹی ڈکاروں کا آنا، قارورہ کا سفید ہونا، نیند اور کسلمندی کی زیادتی، اعصاب کا ڈھیلا ہونا، کند ذہن (بلید) ہونا نبض کا لیّن ہونا، اور اسکا بطوء اور تفاوت کی طرف مائل ہونا ۔

ثم السن والعادة والتدبیر السالف والصناعة والبلد

نیز عمر، عادت، گذشتہ تدابیر، پیشہ، اور ملک سے بھی (کسی حد تک) غلبۂ بلغم کی طرف رہبری ہو سکتی ہے ۔

والاحلام التی تری فیها المیاه والانهار والثلوج والامطار والبرد برعد

غلبۂ بلغم پر دلالت کرنے والے خوابوں میں پانی، نہریں، پالا، برف، بارشیں، اور بادل کی گرج کے ساتھ اولوں کا برسنا (وغیرہ) دکھائی دیتے ہیں ۔

واما علامات غلبة الصفراء فصفرة اللون والعینین ومرارة الفم وخشونة اللسان وجفافه ویبس المنخر واستلذاذ النسیم البارد وشدة العطش

غلبۂ صفراء کی علامتیں یہ ہیں: بدن کے رنگ اور آنکھوں کے رنگ کا زرد ہونا، مُنہ کا کڑوا ہونا، زبان کا کھردرا اور خشک ہونا، نتھنوں کا خشک ہونا، ٹھنڈی ہوا سے راحت و آرام پانا، پیاس کی شدت، نبض کی سُرعت

وسرعة النبض وضعف شهوة الطعام والغثيان والقئ الصفراوي الاخضر والاصفر والاختلاف اللاذع وقشعريرة كغرز الابر

بھوک کا کم ہونا، متلی کا ہونا، صفراوی قے کا لاحق ہونا، جو رنگ میں زرد یا سبز ہو۔ سوزش کے ساتھ دستوں کا آنا قشعریرہ (پھریرہ) کا ہونا، گویا بدن میں سوئیاں چبھ رہی ہیں۔

ثم التدبير السالف والسن والمزاج والعادة والبلد والوقت والصناعة

اسکے بعد گزشتہ تدابیر، عمر، مزاج، عادت، ملک، وقت (موسم)، اور پیشہ کو بھی دیکھیں (ان چیزوں سے بھی غلبۂ صفراء کے پہچاننے میں مدد ملتی ہے) +

والاحلام التي ترى فيها النيران والرايات الصفر

غلبۂ صفراء پر دلالت کرنے والے خوابوں میں آگ اور زرد رنگ کے جھنڈے نظر آیا کرتے ہیں +

ويرى الاشياء التي لا صفرة لها مصفرة ويرى التهابا وحرارة كحمام او شمس وما اشبه ذلك

نیز غلبۂ صفراء کی علامتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو چیزیں دراصل زرد رنگ کی نہیں ہیں، وہ زرد نظر آیا کرتی ہیں؛ اور بدن میں حمام اور دھوپ وغیرہ کی سی سوزش اور گرمی محسوس ہوا کرتی ہے +

واما علامات غلبة السوداء فنحل البدن وكمودته وسواد الدم وغلظه وزيادة الوسواس والفكر واحتراق فم المعدة والشهوة الكاذبة وبول كمد واسود واحمر غليظ وكون البدن اسود وازب

غلبۂ سوداء کی علامتیں یہ ہیں :- بدن کا خشک اور سیاہ ہونا، خون کا سیاہ اور غلیظ ہونا، وسواس (بیہودہ خیالات) اور فکر کی کثرت، فم معدہ میں جلن کا ہونا، جھوٹی بھوک کا لاحق ہونا، پیشاب کا نیلا، سیاہ، یا سرخ اور غلیظ ہونا، بدن کے رنگ کا سیاہ ہونا اور اس پر بالوں کا بکثرت پایا جانا +

وقلما يتولد السوداء في الابدان البيض الزعر

سوداء کا غلبہ ایسے بدن میں کمتر ہی ہوا کرتا ہے جنکے رنگ سفید ہوں، اور جن میں بالوں کی کمی ہو +

وكثرة حدوث البهق الاسود والقروح الردية وعلل الطحال

نیز سیاہ بہق، بُری قسم کے قروح، اور طحال کے امراض کا بکثرت لاحق ہونا بھی غلبہ سوداء کی علامتوں میں سے ہے +

والسن والمزاج والعادة والبلد والصناعة والوقت والتدبير

اس کے بعد عمر، مزاج، عادت، ملک، پیشہ، وقت (موسم) اور گذشتہ تدابیر کو بھی دیکھنا چاہیئے (جس سے کسی

السالف
والاحلام الهائلة من الظلم والهوات والاشياء السود والمخاوف

حد تک غلبہ سوداء کے پہچاننے میں رہبری حاصل ہوتی ہے)۔
غلبہ سوداء پر دلالت کرنے والے خواب ڈراؤنے ہوتے ہیں، جن میں تاریکیاں، خندق (تاریک خندق)، کالی کالی اور خوفناک چیزیں نظر آیا کرتی ہیں +

الفصل الثامن في العلامات الدالة على السدد

فصل (۸) علامات سُدّہ

انه اذا احتقنت مواد و دلت الدلائل عليها واحس بتمدد و لم يحس بدلائل الامتلاء في البدن كله فهناك سدد لا محالة

جب بدن میں مواد رُک جائیں، اور علامات و نشانات سے اُسکا پتہ چلے، اور تناؤ (تمدد) کا احساس ہو، اور اس قسم کی علامتیں غیر محسوس ہوں، جو ساری بدن کے امتلاء کو بتاتی ہیں، تو سمجھنا چاہئے کہ سُدّہ یقیناً موجود ہے (اگر سارے بدن میں امتلاء ہو، تو ممکن ہے کہ تناؤ کا احساس اسی امتلاء کی وجہ سے ہو، اور سُدّہ نہ ہو) +

واما الثقل فيحس في السدد اذا كانت السدد في مجار لا بد من ان يجري فيها مواد كثيرة مثل ما يعرض من السدد في الكبد فان ما يصير من الغذاء الى الكبد اذا عاقته السدد على النفوذ اجتمع شئ كثير وحتبس فاحدث ثقلا كثيرا فوق ثقل الورم ويتميز عن الورم بشدة الثقل وعدم الحمى

رہا بوجھ تو اسکا احساس اُن سدوں میں ہوا کرتا ہے جو ایسے مجاری میں واقع ہوں، جن میں مواد کی ایک کثیر مقدار بہا کرتی ہے؛ جس طرح جگر میں سدے عارض ہوا کرتے ہیں چنانچہ جو غذاء (معدہ اور آنتوں سے) جگر کی طرف روانہ ہوتی ہے، جب سُدے اس کو گذرنے نہیں دیتے، تو اسکی ایک مقدار کثیر اکٹھی ہو کر (جگر ہی کے اندر) رک جاتی ہے، اور (جگر میں) ورم سے بھی زیادہ بوجھ پیدا کر دیتی ہے ؛
امتیاز ورم سے اس طرح ہوتا ہے کہ اوّل تو اس میں بوجھ بہت زیادہ ہوتا ہے، دوئم اس میں بخار نہیں ہوتا +

واما اذا كانت السدد في غير هذه المجاري لم يحس بثقل واحس باحتباس نفوذ الدم بالتمدد

لیکن جب سدے ایسے مجاری میں واقع نہیں ہوتے (جن میں مواد کی مقدار کثیر بہا کرتی ہو)، تو ان میں بوجھ کا (زیادہ) احساس نہیں ہوا کرتا ہے؛ ہاں البتہ جریان خون کے رُک جانے کا احساس تمدد (تناؤ) کے ذریعہ ہوا کرتا ہے +

واکثر من به سدد فی العروق فان لونه اصفر لان الدم لا ینبعث فی مجاریه الی ظاهر البدن

جن لوگوں کے عروق میں سدے ہوتے ہیں، بیشتر تو یہی ہوتا ہے کہ ان کے رنگ زرد ہوتے ہیں، کیونکہ خون اپنے مجاری کے ذریعہ بدن کے بیرونی حصے (ظاہر بدن ۔ جلد) تک پہونچنے اور پھیلنے ہی نہیں پاتا ۔

الفصل التاسع فی العلامات الدالة علی الریاح

فصل (۹) علاماتِ ریاح

الریاح قد یستدل علیها بما یحدث فی الاعضاء الحساسة من الاوجاع وذلك تابع لما یفعله من تفرق الاتصال

ریاح کا پتہ لگا ہے اُس درد سے چلا کرتا ہے جو اعضائے حساسہ میں ریاح کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے ۔ ریاح کی وجہ سے جو درد پیدا ہوا کرتا ہے، وہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ریاح کی وجہ سے (اعضاء میں) تفرق اتصال لاحق ہوتا ہے ۔

ویستدل علیها من حرکات تعرض للاعضاء ویستدل علیها من الاصوات ویستدل علیها باللمس فاما الاوجاع فان الاوجاع الممددة تدل علی الریاح لاسیما اذا کانت مع خفة فان کان هناك انتقال من الوجع فقد تمت الدلالة

نیز ریاح کا پتہ لگا ہے اُن حرکات سے چلتا ہے جو ان میں ریاح کی وجہ سے عارض ہوا کرتے ہیں ۔ لگا ہے ریاح کا پتہ آوازوں سے چلتا ہے (جو ریاح سے پیدا ہوتی ہیں) ۔ اور لگا ہے ریاح کا پتہ (اعضاء کے) ٹٹولنے اور چھونے سے چلتا ہے چنانچہ جن دردوں سے ریاح کا پتہ چلا کرتا ہے، وہ اوجاع ممدوہ (تناؤ والے درد) کے قبیلے سے ہوتے ہیں ۔ یہ اوجاع خصوصیت کے ساتھ ریاح کی علامت اُس وقت بنتے ہیں، جبکہ ان کے ساتھ ثقل نہ ہو، بلکہ خفت ہو ۔ پھر اگر اس کے ساتھ درد میں انتقال بھی ہو (ادھر ادھر پھرا کرتا ہو) تو سمجھ لو کہ نشانی پوری ہوگئی ۔ (یعنی یہ کہ وہاں ریح ضرور موجود ہے، اور یہ کہ یہ درد یقیناً ریحی ہی ہے) ۔

وهذا انما یکون اذا کان تفرق الاتصال فی الاعضاء الحساسة واما مثل العظم واللحم الغددی فلا یتبین ذلك فیها بالوجع

ریاح کی وجہ سے درد اُسی وقت ہوا کرتا ہے، جبکہ تفرق اتصال (ریح کی وجہ سے) اعضائے حساسہ میں ہو ۔ رہی جو چیزیں ہڈی، اور لحم غددی کی طرح (بے حس) ہیں، ان میں ریاح کا وجود درد کی صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتا ۔

وقد يكون من رياح العظام ما يكسر العظام كسرا او يرضها رضًا ولا يكون له وجع الا تابعًا لتحس المنكسر لما يليه

گاہے ہڈیوں میں ریاح اس قسم کی ہوتی ہے کہ ہڈیاں ٹوٹ جاتی اور کچل جاتی ہیں، لیکن پھر بھی ان میں (بے حس ہونے کی وجہ سے) کسی قسم کا درد نہیں ہوتا، یا اگر درد ہوتا ہے تو (خاص ہڈی کا درد نہیں ہوتا، بلکہ) آس پاس کے اعضاء کا درد ہوتا ہے، جن میں ٹوٹی ہوئی ہڈی چبھتی اور گڑتی ہے +

واما الاستدلال من حركات الاعضاء على الرياح فمثل الاستدلال من الاختلاجات على رياح تتكون وتتحرك الى الانقلاب والتحلل

حرکاتِ اعضاء سے ریاح کی طرف رہبری حاصل ہونے کی مثال اعضاء کے پھڑکنے (اختلاج) کی صورت میں پائی جاتی ہے، جو اس امر کو بتاتا ہے کہ ریاح بنکر خارج ہونے اور تحلیل ہونے کے لئے حرکت کر رہی ہے +

اعضاء کا اختلاج ایک قسم کی حرکت ہے۔ قدماء کا اس بارہ میں خیال یہ ہے کہ اختلاج ریح کی وجہ سے پیدا ہوا کرتا ہے، مگر دوسرے لوگوں کی رائے ہے کہ اختلاج ایک قسم کی عضلی حرکت ہے، جو اعصاب کے خاص تاثرات کے تابع ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ انہیں اعضاء میں ہوا کرتا ہے، جہاں کم وبیش عضلی ریشے پائے جاتے ہیں، مثلاً عضلات، قلب، جلد، معدہ، وغیرہ +

واما الاستدلال عليها من الاصوات فاما ان يكون الاصوات منها انفسها كالقراقر ونحوها وكما يحس في الطحال اذا كان وجعه من ريح فيغمز

آوازوں سے ریاح کی طرف رہبری حاصل ہونے کی صورت یہ ہے کہ آوازیں دو قسم کی ہوتی ہیں: (۱) بعض آوازیں تو وہ ہیں جو براہ راست ریح سے پیدا ہوتی ہیں، مثلاً قراقر شکم وغیرہ، اور مثلاً وہ آوازیں جو (گاہے) طحال میں محسوس ہوا کرتی ہیں، جبکہ "وجع الطحال" (درد طحال) ریح کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے، اور اسے دبایا جاتا ہے (تو طحال میں ایک قسم کی آواز محسوس ہوا کرتی ہے) +

واما ان يكون الصوت يفعل فيها بالقرع كما يميز بين الاستسقاء الزقي والطبلي بالضرب

(۲) بعض آوازیں وہ ہیں جو قرع (ٹھونکنے) سے پیدا ہوتی ہیں، جیسا کہ استسقاء زقی اور طبلی کے درمیان آواز شکم سے امتیاز کیا جاتا ہے (جو شکم پر ہاتھ مارنے سے پیدا ہوتی ہے) +

پیٹ پر جب ہاتھ مارا جاتا ہے، خواہ براہ راست ہاتھ مارا جائے، یا پیٹ پر انگلیاں رکھکر ان انگلیوں پر مارا جائے، تو استسقاء طبلی کی صورت میں ایک قسم کی گونجتی ہوئی آواز (صوتِ طبل) برآمد ہوتی ہے، اور استسقاء زقی کی صورت میں بھدی اور بھاری آواز نکلتی ہے؛ گویا پانی سے مشک بھری ہوئی ہے +

واما الاستدلال علیہا من طریق اللمس فمثل ان اللمس یمیز بین النفخۃ وبین السلعۃ بما یکون ھناك من تمدد مع انغماز فی غیر رطوبۃ سیالۃ مترجرجۃ وخلط لزج فان الحس اللمسی یمیز بین ذلك

چھونے اور ٹٹولنے (لَمس) سے ریاح کی طرف رہبری حاصل ہونے کی صورت یہ ہے کہ مثلاً چھونے سے اس امر کی تمیز حاصل ہوجاتی ہے کہ یہ نفخ (ابھارہ) ہے، یا رسولی ہے؛ کیونکہ نفخ میں اگرچہ ایک قسم کا تناؤ ضرور ہوتا ہے، مگر اسے دبایا جائے، تو دباؤ کو قبول بھی کر لیتا ہے؛ نیز اسکے ساتھ کوئی سیال رطوبت بھی نہیں ہوتی ہے جو موج اور لہروں کی باعث بنا کرتی ہے (جیسا کہ استسقاء زقی میں ہوتی ہے)، اور نہ کوئی لیسدار خلط (جیسا کہ استسقاء لحمی اور تہبج میں ہوا کرتی ہے)۔ الغرض حس لمسی ان تمام باتوں میں تمیز کر لیتی ہے (اور چھونے سے ان سب کا پتہ چل جاتا ہے) +

والفرق بین النفخۃ والریح لیس فی الجوھر بل فی ھیئۃ حرکۃ الرکود والانزعاج

یہ بھی یاد رکھو کہ نفخ اور ریح میں کوئی جوہری فرق نہیں ہے (کہ ان دونوں کے جوہر میں کوئی حقیقی اختلاف ہو) بلکہ اگر فرق ہے، تو محض حرکت کی ہیات وصورت کے لحاظ سے فرق ہے: نفخ کی صورت میں "حرکت رکودی" ہوتی ہے (یعنی وہ حرکت اس طرح ہوتی ہے کہ ہوا، ایک بند جوف کے اندر ہی ٹھہری ہوئی رہتی ہے) اور ریح کی صورت میں "حرکت انزعاجی" ہوتی ہے (یعنی ہوا، اپنی جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوجاتی ہے) +

الفصل العاشر فی العلامات الدالۃ علی الاورام — فصل (۱۰) علامات اورام

اما الظاھرۃ فیدل علیہا الحس والمشاھدۃ واما الباطنۃ فالحارۃ

بیرونی اورام تو حس اور مشاہدہ سے معلوم ہو جاتے ہیں (ان کے لئے دلائل وعلامات کی ضرورت ہی نہیں)! رہے

منها یدل علیه الحمی اللازمة والثقل ان کان لا حس للعضو الذی هو فیه او الثقل مع الوجع الناخس ان کان للعضو الوارم حس ومما یدل ایضًا ویعین فی الدلالة الآفة الداخلة فی افعال ذلك ومما یؤکد الدلالة احساس الانتفاخ فی ناحیة ذلك العضو ان کان للحس الیه سبیل

اورام باطنہ (اندرونی اعضاء کے اورام)، تو یہ اگر حار ہوں، تو اسکی علامت یہ ہے کہ بخار لازم ہوگا، اور بوجھ محسوس ہوگا بشرطیکہ جس عضو میں ورم ہے؛ وہ بے حس ہو؛ اور اگر عضو متورم ذی حس ہے، تو بوجھ کے ساتھ درد بھی ہوگا اسی طرح اس عضو (عضو مشکوک) کے فعل میں آفت کا لاحق ہوجانا بھی علامتِ ورم میں شامل ہے، یا ورم کے پہچاننے میں اس سے امداد ملتی ہے۔ علاماتِ ورم کی تائید و تاکید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ اس عضو کے مقام میں (ٹٹولنے سے) سوجن کا احساس ہوگا، بشرطیکہ اس عضو تک حس کی رسائی بھی ہو (اور وہ عضو ٹٹولا جا سکتا ہو؛ ورنہ اگر وہ عضو قلب و دماغ کی طرح حس کی رسائی سے دور ہے، تو سوجن اور انتفاخ کا احساس کسی طرح نہ ہو سکیگا) +

واما البارد فلیس یتبعه لا محالة وجع وتعسر الاشارة الی علاماته الکلیة وان سهل احوج الی کلام مُمِلٍّ

اور اگر اورام باطنہ بارد ہوں، تو ان کے ساتھ یہ لازمی اور ضروری نہیں ہے کہ درد بھی ہو؛ اس لئے اس کے علامات کلیہ (علامات عامہ) کا بتانا مشکل ہے؛ اور اگر آسان بھی ہو تو ایک پریشان کن (اور طویل) گفتگو کی ضرورت ہے

اس کے برعکس ورم حار میں چونکہ درد موجود ہوتا ہے، اس لئے وہ بہترین علامت ہے۔ اور ورم بارد میں چونکہ درد نہیں ہوتا ہے، اس لئے دوسرے علامات کو دیکھنا پڑتا ہے، جو موجب تطویل ہے۔ کیونکہ اورام بارده کے علامات ان کے مختلف انواع و اقسام کے اختلاف کے باوجود مختلف اعضاء میں مختلف ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے اورام بارده کے علامات کو شمار کرنا آسان نہیں +

والاولی ان یؤخر الکلام فیه الی الاقاویل الجزئیة فی عضو عضو والذی یقال ههنا انه اذا احس بثقل ولم یحس بوجع وکان معه دلائل غلبة البلغم فلیحدس انه

اس لئے بہتر یہ ہے کہ اورام بارده کے اس بیان کو امراض جزئیہ کے مباحث میں (معالجات امراض خاصہ میں) لکھا جائے، جہاں ایک ایک عضو کا جداگانہ تذکرہ ہوگا۔ اور جو کچھ یہاں لکھا جا سکتا ہے، وہ صرف اسقدر ہے کہ جب کہیں کوئی بوجھ محسوس ہو، اور درد محسوس نہ ہو، اور اسکے ساتھ

بلغمی وان کان معہ دلائل غلبۃ السوداء فھو سوداوی وخصوصًا اذا لمس وکان صلبًا والصلابۃ من افضل الدلائل علیہا

غلبۂ بلغم کی دوسری علامتیں موجود ہوں، تو سمجھنا چاہئے کہ وہ ورم بلغمی ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ غلبۂ سودا کی علامتیں موجود ہوں، تو سمجھنا چاہئے کہ وہ ورم سوداوی ہے، خصوصًا جبکہ وہ ٹٹولنے سے سخت محسوس ہو۔ ورم میں سختی کا ہونا ورم کے سوداوی ہونے کی بہترین دلیل ہے +

واذا کانت الاورام الحارۃ فی الاعصاب کان الوجع شدیدًا والحمیات قویۃً وسارعت الی الایقاع فی التمدد واختلاط العقل واحدثت فی حرکات القبض والبسط آفۃ

اورام حارّہ جب اعصاب میں لاحق ہوتے ہیں، تو درد سخت اور بخار قوی ہوا کرتا ہے، اور یہ بہت جلد مرض تمدد اور اختلاط عقل (عقل کا کھو جانا) میں مبتلا کر دیتے ہیں اور (متعلقہ اعضاء کے) حرکتِ قبض و بسط میں فتور پیدا کر دیتے ہیں +

یعنی متعلقہ عضلات کا سکڑنا اور پھیلنا دشوار ہو جاتا ہے، بشرطیکہ یہ اعصاب اعصاب محرکہ کے قبیلے سے ہوں، جیسا کہ درد کے لئے ضروری ہے کہ اعصاب اعصاب حسیہ کے قبیلے سے ہوں چنانچہ بیشتر اعصاب حس اور حرکت دونوں سے مرکب ہوا کرتے ہیں، اس لئے ان کے ورم میں درد بھی ظاہر ہوگا، اور متعلقہ عضلات کی حرکت بھی ماؤف ہو جائیگی +

وجمیع اورام الاحشاء تحدث رقۃ ونحولا فی المراق

سارے اورام احشاء مراق کو رقیق و لاغر بنا دیتے ہیں +

مراق میں بہت کچھ اختلاف ہے، مگر میرے نزدیک زیادہ واضح یہ ہے کہ جلد اور اس کے نیچے کی ساخت کو (لفافۂ ظاہرہ کو) مراق میں شمار کیا جائے، جہاں چربی ہوا کرتی ہے۔ اسکی لاغری ٹٹولنے سے بہ آسانی معلوم ہو سکتی ہے +

واذا اجتمعت اورام الاحشاء واخذت فی طریق الخراجیۃ اشتد الوجع جدًا والحمی وخشن اللسان خشونۃ شدیدۃ واشتد السہر وعظمت الاعراض وعظم الثقل وربما احس بالصلابۃ والترکز وربما ظھر فی البدن نحافۃ عاجلۃ وفی العینین

جب اورام احشاء اکٹھے ہونے لگتے ہیں (یعنی ان میں پکنے کی تیاری شروع ہو جاتی ہے) اور پھوڑا بننے لگتے ہیں، تو درد اور بخار بہت شدید ہو جاتے ہیں، زبان میں سخت خشونت لاحق ہو جاتی ہے، بیداری بڑھ جاتی ہے، دیگر عوارض شدید ہو جاتے ہیں، ورم کا بوجھ بڑھ جاتا ہے، گاہے ورم میں سختی اور چبھن محسوس ہوتی ہے۔ بسا اوقات بدن میں جلد ہی لاغری اور آنکھوں میں تیزی کے ساتھ گہرائی

غور مغافص

آجاتی ہے ◆

واذا تقیح الجمع سکنت سورۃ الحمی والوجع والضربان وحصل بدل الوجع شئ کالحکۃ وان کانت حمرۃ وصلابۃ خفت الحمرۃ ولان المغمز وسکنت الاعراض المولمۃ کلہا وبلغ الثقل غایتہ

جب مادہ پیپ بنتی ہے، تو بخار، درد اور ضربان (ٹیس) کی شدت میں تخفیف ہو جاتی ہے، اور درد کی بجائے خارش کی سی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ اور اگر ورم میں سُرخی اور سختی (نمایاں) ہوتی ہے، تو سرخی میں کمی آجاتی ہے، اور سختی نرمی سے تبدیل ہو جاتی ہے؛ اور دوسرے سارے تکلیف دِہ عوارض میں سکون حاصل ہو جاتا ہے؛ بوجھ اپنی انتہاء کو پہنچ جاتا ہے (جس پر مزید اضافہ نہ ہو سکیگا) ◆

فاذا انفجر عرض اولا نافض للذع المدۃ ثم ظہرت حمی بسبب لذع المادۃ واستعرض النبض للاستفراغ واختلف واخذ فی طریق الضعف والصغر والابطاء والتفاوت وظہر فی الشہوۃ سقوط وکثیرا ما تسخن لہ الاطراف

جب یہ ورم (پک جانے کے بعد) پھوٹ جاتا ہے، تو پہلے پیپ کے لذع سے لرزہ پیدا ہوتا ہے، اور اس کے بعد مادّہ (پیپ) کے لذع سے بخار لاحق ہوتا ہے۔ (اس کے برعکس جو بخار درد کی شدت کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اُسکے ساتھ لرزہ نہیں ہوا کرتا)۔ اور استفراغ کی وجہ سے (چونکہ طبقاتِ شرائین میں ضعف لاحق ہوتا ہے، اس لئے) نبض عریض ہو جاتی ہے؛ نیز نبض مختلف ہو جاتی ہے، اور اس میں ضعف، صغر، بطور، تفاوت شروع ہو جاتا ہے (یعنی نبض ضعیف، صغیر، بطی، اور متفاوت ہونے لگتی ہے) ◆ بھوک مرجاتی ہے، اور بسا اوقات ورم کے پھوٹ جانے سے اطراف (ہاتھ پاؤں) گرم ہو جاتے ہیں ◆

واما المادۃ فتندفع بحسب جہتہا اما فی طریق النفث او فی طریق البول او فی طریق البراز

رہا وہ مادّہ یعنی پیپ، تو جدہر وہ راستہ پاتا ہے اُس طرف چلا جاتا ہے، چنانچہ کبھی وہ مُنہ کی راہ (طریق نفث) اختیار کرتا ہے، کبھی وہ پیشاب کے راستے کی طرف چل پڑتا ہے، اور کبھی پاخانہ کے راستے کی طرف ◆

اعضائے صدر مثلاً پھیپھڑے، غشاء الریہ، غشاء الصدر کے اورام کا مادّہ پھوٹ کر نفث کے ذریعہ خارج ہوا کرتا ہے، جگر، اور معدہ کی پیپ گاہے قئے کی راہ، اور گاہے پاخانہ کے ساتھ، اور گردہ، مثانہ

اور ان کے آس پاس کے اورام کی پیپ پیشاب کے ساتھ خارج ہوا کرتی ہے۔ علیٰ ہذا بہت سے اورام باہر کی طرف بھی پھوٹ پڑتے ہیں +

اسکے بعد شیخ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ پھوڑے کا انفجار (پھوٹ پڑنا) گاہے محمود ہوتا ہے، اور گاہے غیر محمود۔ انفجار محمود کی مثال یہ ہے کہ پیپ طبعی راستہ سے باہر نکل جائے؛ اور غیر محمود انفجار کی صورت یہ ہے کہ پھوڑا پھوٹ کر اندر ہی بند ہو جائے، اور دوسرے اعضاء کو خراب کر دے:-

والعلامة الجيدة بعد الانفجار تمام سكون الحمى وسهولة التنفس وانتعاش القوة وسرعة اندفاع المادة فى جهتها

بہترین علامت انفجار کے بعد یہ ہے (اچھے انفجار کی علامت یہ ہے) کہ بخار پورے طور پر ساکن ہو جائے (پورے طور پر اتر جائے)، سانس میں (اگر پہلے تنگی ہو تو اب) آسانی پیدا ہو جائے، بدنی قوت قوی ہو جائے، مادہ اپنے رخ پر (اپنے طبعی راستہ کی طرف) تیزی سے روانہ ہو کر خارج ہو جائے +

وربما انتقلت المادة فى الاورام الباطنة من عضو الى عضو وذلك الانتقال قد يكون جيدا وقد يكون رديا والجيد ان ينتقل من عضو شريف الى عضو خسيس مثل ما ينتقل فى اورام الدماغ الى ما خلف الاذنين وفى اورام الكبد الى الاربيتين

گاہے اورام احشاء کا مادہ ایک عضو سے دوسرے عضو کی طرف منتقل ہو جایا کرتا ہے، انتقال مادہ کی یہ صورت گاہے مریض کے لئے اچھی اور باعث خیر ہوتی ہے، اور گاہے بُری اور باعث شر۔ انتقال جید اور باعث خیر تو اس صورت میں ہوتا ہے، جبکہ کسی شریف عضو سے مادہ منتقل ہو کر کسی خسیس عضو کی طرف آجائے۔ چنانچہ دماغی اورام میں گاہے دماغ کا مادہ منتقل ہو کر خلف الاذن (کان کے پیچھے کی گلٹیوں) کیطرف آجاتا ہے؛ اور جگر کے اورام میں جگر کا مادہ اربیہ (کنج ران کی گلٹیوں) کی طرف منتقل ہو جایا کرتا ہے +

والردى ان ينتقل من عضو اخس الى عضو اشرف او اقل صبرا على ما يعرض به مثل ان ينتقل المادة من ذات الجنب الى ناحية القلب او الى ذات الرية

انتقال ردی اور باعث شر اس صورت میں ہوتا ہے، جبکہ مادہ کسی خسیس اور ادنی عضو سے منتقل ہو کر کسی شریف اور اعلیٰ عضو کی طرف چلا جائے، یا ایسے عضو کی طرف چلا جائے، جس میں اس انتقال کے تحمل و برداشت کی قوت کم ہو، مثلاً ذات الجنب کا مادہ ناحیۂ قلب (مقام قلب) کی طرف

چلا جائے، یا ذات الجنب کا مادہ ذات الریہ (پھیپھڑے کے ورم) کی طرف منتقل ہو جائے +

ولانتقال الاورام الباطنة وميلان الخراجات الى تحت والى فوق علامات فانها اذا مالت فى انتقالها الى ماتحت ظهر فى الشراسيف تمدد وثقل

اورام باطنہ جب کسی عضو کی طرف منتقل ہوتے ہیں، اور جب پھوڑے (کے مواد) اوپر یا نیچے کی طرف مائل ہوتے ہیں، تو اس وقت اس انتقال و میلان کی چند علامتیں پائی جاتی ہیں؛ چنانچہ جب اورام اور پھوڑے منتقل ہو کر نیچے کی طرف مائل ہوتے ہیں، تو شراسیف میں تناؤ اور بوجھ محسوس ہوتا ہے +

واذا مالت فى انتقالها الى مافوق دل عليه سوء حال التنفس وضيقه وعسره وضيق الصدر والتهاب يبتدى من تحت الى فوق وثقل فى ناحية الترقوة وصداع وربما ظهر اثره فى العضد والساعد

اور جب اوپر کی طرف مائل ہوتے ہیں تو اُس وقت یہ علامت پائی جاتی ہے کہ تنفس کی حالت خراب ہو جاتی ہے؛ سانس میں تنگی اور دشواری لاحق ہو جاتی ہے، سینہ تنگ معلوم ہوتا ہے، سوزش کا احساس ہوتا ہے، جو نیچے سے اوپر کی طرف چڑھتا ہوا محسوس ہوتا ہے، ترقوہ کے مقام میں بوجھ محسوس ہوتا ہے، درد سر عارض ہوتا ہے۔ اور گاہے اسکا اثر بازو اور کلائی میں ظاہر ہوتا ہے۔ (لیکن ایسا اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ ان اعضاء کے اعصاب کسی وجہ سے ماؤف ہو جاتے ہیں) +

والمائل الى فوق ان تمكن من الدماغ كان رديا فيه خطر وان مال الى اللحم الرخو الذى خلف الاذنين كان فيه رجاء خلاص

جو مادّہ منتقل ہو کر اوپر کی طرف مائل ہو، اگر وہ (تحلیل ہونے کی بجائے) دماغ میں قیام پذیر ہو جائے تو یہ بُرا ہے اور اس میں خطرات ہیں۔ اور اگر وہ منتقل ہو کر اُن گلٹیوں کی طرف چلا جائے، جو کان کے پیچھے واقع ہیں، تو اس میں نجات کی امید ہے (صلاح و فلاح کی امید ہے) +

والرعاف فى مثل هذا دليل جيد وفى جميع اورام الاحشاء

اس قسم کی حالت میں (جبکہ مادّہ کا انتقال اوپر کی طرف ہو) نکسیر کا پھوٹنا بہترین علامت ہے (اور یہ اس امر کی بہترین دلیل ہے کہ طبیعت قوی ہے، اور وہ بہترین اور آسان راستہ کی طرف مادہ کے دفع کرنے پر قادر ہے)۔ اسی طرح

سارے اورام احشار میں بھی نکسیر کا پھوٹنا (اچھی علامت ہے)۔

ولینتظر فی استقصاء هذا اما نقوله من بعد حيث نستقصي الكلام في الاورام وحيث نذكر حال ورم عضو عضو من الباطن

اورام احشار کی بابت پوری تفصیل کے لئے اُن مباحث کا انتظار کرنا چاہئے جنکو ہم اس کے بعد لکھینگے، جہاں ہم اورام کے بیان کی پوری وضاحت کرینگے، اور جہاں ہم ایک ایک اندرونی عضو کے ورم کا حال بیان کرینگے ۔

الفصل الحادي عشر في علامات تفرق الاتصال

فصل (۱۱) تفرق اتصال کے علامات

تفرق الاتصال ان حدث في الاعضاء الظاهرة وقف عليه الحس وان وقع في الاعضاء الباطنة دل عليه :

جو تفرق اتصال بیرونی اعضاء میں واقع ہوگا، اس کی اطلاع تو حس ومشاہدہ سے ہوسکیگی (اس کے لئے کسی علامت کی ضرورت نہیں)، اور اگر تفرق اتصال اندرونی اعضاء میں واقع ہوگا تو اُس کی علامتیں حسب ذیل ہونگی :-

الوجع الثاقب والناخس والاكال ولا سيما ان لم يكن معه حمى

وجع ثاقب (بھونکنے والا درد)، وجع ناخس (چبھتا ہوا درد)، اور وجع اکّال (کھانے والا درد)، علی الخصوص جبکہ درد کے ساتھ بخار نہ ہو (کیونکہ بخار تو عام طور پر ورم کی وجہ ہوا کرتا ہے)۔

وكثيرا ما يتبعه سيلان خلط كنفث الدم او انصباب اليه فضاء او خروج مدة وقيح ان كان بعد علامات الاورام ونضجها

تفرق اتصال کے بعد بیشتر اوقات کسی نہ کسی خلط کا سیلان عارض ہوتا ہے، مثلاً نفث الدم (مُنہ کی راہ خون خارج ہونا، یہ عام طور پر پھیپھڑے کے تفرق اتصال کا نتیجہ ہوتا ہے)، یا کوئی خلط کسی فضاء اور جوف میں گرتی ہے (اور گرکر جمع ہو جاتی ہے) یا مدّہ اور قیح (پیپ اور کچ لہو) خارج ہوتا ہے (خواہ وہ قے کی راہ خارج ہو، یا دستوں کی راہ، یا پیشاب وغیرہ کی راہ)۔ بشرطیکہ مادّہ کا یہ خروج ورم کی علامت، اور ورم کے پختہ ہونے کی علامت کے بعد واقع ہو۔

والذي يكون عقيب الاورام فربما كان دالا على انفجار عن

چنانچہ جب مدہ اور قیح کا خروج ورموں کے بعد نمودار ہوتا ہے، تو گاہے یہ اسی امر کو بتاتا ہے کہ ورم پختہ ہو کر

نضج وربما لم يكن	پھوٹ گیا ہے، اور گاہے اس کی علامت نہیں ہوتا (کہ ورم پختہ ہو کر پھوٹ گیا ہے، بلکہ اس امر کی علامت ہے کہ مادہ کی کثرت ہے) ۔
فان كان عن نضج سكن الحمى مع الانفجار واستفراغ القيح وسكن الثقل وخف وان لم يكن كذلك اشتد الوجع وزاد	چنانچہ جب مادہ کا خروج ورم کی پختگی کی وجہ سے ہوتا ہے، تو ورم کے پھوٹتے ہی اور پیپ کے خارج ہوتے ہی بخار میں سکون آجاتا ہے، اور درد میں سکون اور کمی آجاتی ہے۔ اور اگر یہ ورم کے پختہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتا، (بلکہ مادہ کی کثرت کی وجہ سے ہوتا ہے) تو درد میں شدت اور اضافہ ہوجاتا ہے ۔

کیونکہ قبل از وقت ورم کا پھوٹ جانا ٹھیک نہیں ہے، اور اسکا انجام ہمیشہ بُرا ہی نکلا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پھوڑوں کے چیرنے میں پوری پختگی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے ۔

وقد يستدل على تفرق الاتصال بانخلاع الاعضاء عن مواضعها وبزوال العضو عن موضعه وان لم ينخلع كالفتق	گاہے تفرق اتصال کو اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ اعضاء اپنی جگہ سے مکمل طور پر منخلع ہوجاتے ہیں، یا اگر اپنی جگہ سے کامل طور پر منخلع نہیں ہوتے، تو اپنی جگہ سے ٹل جاتے ہیں، مثلاً فتق میں (آنتیں کیسۂ خصیہ وغیرہ کی طرف مجرائے اربیہ کے پھٹ جانے سے چلی جاتی ہیں) ۔
وقد يستدل عليه باحتباس المستفرغات عن المجاري فانها ربما انصبت الى فضاء يؤدي اليه تفرق الاتصال ولم ينفصل عن المسلك الطبيعي كما يعرض لمن انخرق امعاؤه ان يحتبس برازه	گاہے تفرق اتصال کی طرف اس طرح رہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ جن مجاری سے فضلات خارج ہوا کرتے تھے، اُن سے اب وہ فضلات خارج نہیں ہوتے، کیونکہ وہ مواد بسا اوقات اُس فضاء کی طرف چلے جاتے ہیں، جس فضاء کی طرف اس تفرق اتصال سے راستہ بنگیا ہے، اور طبعی راستہ کی طرف وہ مواد نہیں جاتے، جیسا کہ اُس صورت میں عارض ہوتا ہے، جبکہ آنتیں پھٹ جاتی ہیں، اور پاخانہ (جوف شکم کے اندر) بند ہوجاتا ہے ۔

آنتیں جب پھٹ جاتی ہیں، تو پاخانہ طبعی راستہ سے خارج ہونے کی بجائے جوف صفاق میں

جمع ہو جاتا ہے، جہاں مرض استسقاء میں پانی رہا کرتا ہے۔ اسی طرح جب حالب پھٹ جاتا ہے، تو دو تین ہی دن کے اندر پیشاب اسی فضاء میں اکٹھا ہو کر استسقاء کی سی کیفیت پیدا کر دیتا ہے +

وربما خفی تفرق الاتصال ولم یوقف علیہ بالعلامات الکلیۃ المذکورۃ واحتیج فی بیانہ الی الاقوال الجزئیۃ بحسب عضو عضو

کبھی تفرق اتصال مخفی ہوتا ہے، اور مذکورہ بالا علامات کلیہ سے اس کا پتہ نہیں چلتا۔ اور اُس کے بیان کے لئے جزئی اقوال کی ضرورت ہوتی ہے، جو ایک ایک عضو کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں +

وذلک بان یکون العضو لاحس لہ اولا یحتوی علی رطوبۃ فیسیل ما فیہ اولا مجال لہ فیزول عن موضعہ اولیس یعتمد علی عضو فیزول بانخلاعہ

ایسا (مخفی تفرق اتصال) اُس وقت ہوتا ہے، جبکہ (۱) عضو بے حس ہوتا ہے (اس لئے ایسے بے حس عضو میں تفرق اتصال اگر ہوتا ہے، تو اس میں درد نہیں ہوتا کہ اُسکے پہچاننے میں آسانی ہو)۔ (۲) یا اُس عضو میں کوئی رطوبت نہیں ہوتی کہ (تفرق اتصال کی وجہ سے) اُس کی رطوبت بہ نکلے، (اور اُس سے تفرق اتصال کے پہچاننے میں مدد ملے)۔ (۳) یا اُس عضو میں اتنی مجال (میدان بھاگنے کی جگہ) نہیں ہوتی کہ وہ (تفرق اتصال کے بعد) اپنی جگہ سے ٹل سکے، (اور تفرق اتصال کے پہچاننے میں اسکی بدوضعی سے امداد مل سکے)۔ (۴) یا یہ کہ اُس عضو کا دوسرے عضو پر اس قسم کا سہارا نہیں ہوتا کہ دوسرے عضو کے انخلاع سے وہ عضو اپنی جگہ سے ٹل جائے (اور تفرق اتصال کے پہچاننے میں اس سے امداد مل سکے) +

آنتوں کا سہارا جوف شکم میں صفاق پر ہے۔ جب صفاق پھٹ جاتا ہے، تو آنتیں اپنی جگہ سے نکل کر بدوضع ہو جاتی ہیں۔ اس بدوضعی سے پتہ چلتا ہے کہ صفاق کہیں سے ضرور پھٹ گیا ہے، ورنہ آنتیں باہر کیونکر نکل سکتی تھیں۔ جب یہ صورت نہ ہوگی، اور ایک عضو کا سہارا دوسرے عضو پر اس قسم کا نہ ہوگا، تو تفرق اتصال واقع ہونے کے باوجود بدوضعی حاصل نہ ہوگی، اور نہ اس سے تفرق اتصال کے پہچاننے میں امداد مل سکے گی۔ اندرونی اعضاء کی جھلیوں اور سہا بختوں میں اس قسم کا تفرق اتصال ہر جگہ ہو سکتا ہے، جس میں اس قسم کی نمایاں بدوضعی نہ پیدا ہو کہ وہ علامت بن سکے +

واعلم ان اصعب الاورام اعراضا واصعب تفرق الاتصال اعراضا ما کان فی الاعضاء العصبیۃ الشدیدۃ الحس فانها ربما کانت مهلکۃ واما الغشی والتشنج فیلحقها دائما اما الغشی فلشدۃ الوجع واما التشنج فلعصبیۃ العضو	جو اورام اور تفرق اتصال شدید الحس اعضاء عصبیہ میں لاحق ہوتے ہیں، وہ بلحاظ عوارض کے بہت سخت ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسے اورام بعض اوقات مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ رہے غشی اور تشنج، یہ دونوں عوارض تو ہمیشہ ہی ایسے اورام میں لاحق ہوا کرتے ہیں: غشی تو درد کی شدت کی وجہ سے، اور تشنج عضو کی عصبانی ہونے کی وجہ سے لاحق ہوا کرتا ہے +
ثم اللاتی تکون علی المفاصل فانها یبطؤ قبولها للصلاح لکثرۃ حرکۃ المفصل وللفضاء الذی یکون عند المفصل المستعد لانصباب المواد الیه	ان کے بعد اُن اورام اور تفرق اتصال کا درجہ ہے جو جوڑوں پر (یا جوڑوں کے اندر) واقع ہوں؛ ایسے اورام وتفرقات بہتری کی صورت جلد قبول نہیں کرتے؛ اس لئے کہ اول تو مفصل میں حرکت ہوا کرتی ہے (حالانکہ ورم اور تفرق کے علاج کے لئے کامل سکون کی ضرورت ہے)، دوئم یہ کہ مفصل میں ایک فضار ہوتی ہے، جو انصباب مادّہ کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوتی ہے +

ولان النبض والبول من العلامات الکلیۃ لاحوال البدن فلنقل فیهما	چونکہ نبض اور بول حالاتِ بدن کے لئے کلی علامات میں سے ہیں، اس لئے اب ہمیں ان دونوں چیزوں کا تذکرہ کرنا چاہئے +

ادویہ مفردہ کا جدید اور معتبر مخزن
مفردات کی کتب مطولہ کا بہترین خلاصہ

مخزن مُفردات

موسوم بہ

کتاب الادویہ

جس میں زمانہ موجودہ کی تمام مروجہ نباتی، حیوانی، اور جمادی ادویہ مفردہ کی ماہیت، مزاج، افعال وخواص، استعمال اور مقدار خوراک بطرز جدید ایجاز واختصار کے ساتھ لکھے گئے ہیں، ۲۰ پونڈ وزنی سفید اور نفیس کاغذ پر دیدہ زیب طباعت کے ساتھ تقریباً ۸۰۰ صفحات پر

چھپ کر تیار ہوگئی ہے

اس کی اصلی قیمت تین روپے ہے، لیکن کچھ عرصہ کے لئے اسکی قیمت میں تخفیف کرکے دو روپے کردی گئی ہے۔

ملنے کا پتہ:- دفتر المسیح- قرول باغ- دہلی